TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222291

UNIVERSAL
LIBRARY

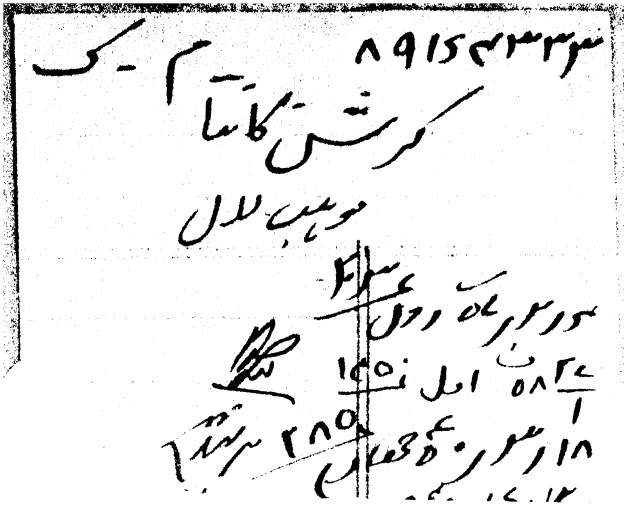

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۴۳۳ Accession No. ۳۱۴۸

Author موہن لال م - ک

Title کرشن کانتا

This book should be returned on or before the date last marked below.

ناگر۔ اچھا چلو چلتے ہین۔

اتنا کہکر ناگر اُٹھ کھڑی ہوئی کرشن کانتا بھی ساتھ تھی۔ دونون خادمہ کے پیچھے پیچھے صحنچی سے برآمد ہوئین۔

اِس صحنچی سے ملا ہوا ایک برآمدہ تھا خشتی زینہ لگا ہوا تھا۔ زینے کے نیچے ایک دروازہ بھی تھا۔ خادمہ نے نیچے اُتر کر دروازہ کھولا کرشن کانتا اور ناگر دروازہ مین آئین۔ یہان بھی نیچے اُترنے کے لیے ایک زینہ تھا دروازہ پر لالٹین لگی ہوئی تھی جس سے تمام زینے مین اچھی خاصی روشنی تھی۔ خادمہ دونون کو نیچے اُتار لائی۔ دروازہ کھولا۔ اندر ایک مربع صحنچی تھی۔ چراغ جل رہا تھا خادمہ دروازہ پر کھڑی ہو رہی اور کرشن کانتا اور ناگر سے بولی "آپ اس صحنچی مین چلی جائین"۔ ناگر چالاک اور تیز فہم تھی۔ گرم و سرد زمانہ دیکھے ہوئے تھی۔ کرشن کانتا کا ہاتھ دبایا اور خادمہ سے پوچھا "راجکمار جی کہان ہین کیا اس صحنچی مین ہین؟"

خادمہ نے جواب تو کچھ نہ دیا۔ گردن ہلا دی۔ اشارہ پاتے ہی کرشن کانتا اور ناگر مستانہ خرام سے بصد ناز و ادا صحنچی مین آئین۔ لیکن ادھر آنھون نے صحنچی مین قدم رکھا اُدھر دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ زنجیر چڑھانے کی آواز بھی سنائی دی۔

زنجیر پڑتے ہی دونون کے اوسان جاتے رہے مگر کرتین تو کیا کرتین ناچار آگے قدم بڑھائے۔

یہ صحنچی بالکل چوبی تھی۔ دیوار چھت۔ زمین سب لکڑی کی تھین۔ وہ بالکل صاف تھی۔ صرف ایک چارپائی وسط صحنچی مین بچھی تھی۔ اس وقت اس صحنچی مین سوائے ان دونون عورتون کے اور کوئی بھی نہ تھا۔

ابھی ان دونون عورتون نے کوٹھری کی بناوٹ سجاوٹ یا اس کی سادگی پر اچھی طرح غور بھی نہ کیا تھا کہ صحنچی کے بالائی حصہ سے گھنٹے بجنے کی آواز آنے لگی۔ اور یکایک کوٹھری مین زلزلہ سا پیدا ہوا۔ زمین۔ چھت۔ دیوار سب ہلنے لگے۔ اور یہ دونون عورتین خود بخود صحنچی کے نیچے اُترتے معلوم

ہونے لگیں۔ اس عجیب وغریب کرشمے سے دونون کی عقل چکرا گئی۔ دونون کے ہوش جاتے رہے۔ دونون کے سر گھوم گئے۔ دونون گھبرا کر چارپائی پر بیٹھ گئیں۔ اور اُچھلنے والے دل کو ہاتھون سے تھام کر آنے والی آفت کا انتظار کرنے لگیں۔

پہلے تو وہ صحنچی نیچے کی طرف جاتی معلوم ہوئی کرخت آواز آرہی تھی جیسے کسی کنوئین مین پہیون کی گڑگڑاہٹ ہوتی ہے۔

۱۵ منٹ تک لگاتار یہی حالت رہی صحنچی نیچے اُترتی گئی۔ اور وہ دونون عورتین پریشان حال چارپائی پر بیٹھی ہوئی ان کرشمون کا مشاہدہ کر رہی تھین۔ اتنے مین ایک جھٹکے کے ساتھ یہ زلزلہ ختم ہوا۔ اور پانچ منٹ بعد پھر بالائی حصہ سے گھنٹہ سنائی پڑا۔ عورتون کے ہوش پتیرا ہوتے جاتے ہین اس گھنٹے سے پھر کان کھڑے ہوئے دونون بعالم یاس ایک دوسری کا منھ تک رہی تھین۔ اتفاقاً صحنچی کی خود بخود زنجیر کھل گئی مگر کسی کے پاؤن کی چاپ سننے مین نہ آئی۔ دروازہ کے دونون پٹ بھی کھل گئے۔

عورتون کا تعجبات بڑھتا جاتا تھا۔ الٰہی خیر کرے۔ کوئی آفت آنے والی ہے۔ اتنے مین ایک لحیم وشحیم دیو پیکر جوان بیش قیمت پوشاک ڈانٹے دروازہ مین کھڑے کھڑے اِن دونون پری جمالون کی دیدہ بازی مین مصروف پایا گیا پھر اپنی کرخت آواز سے بدانست خود نہایت ملائمت اور شیرین گفتاری سے بولا "آپ دونون صاحب باہر آئین"

جوان کے حکم کی تعمیل کیگئی۔ دونون عورتین باہر آئین۔ موٹے تازے جوان نے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ دو تین کوٹھریون مین جن کی تاریکی ظلمات کو بھی مات کرتی تھی گھومتی ہوئین ایک گول کوٹھری مین پہونچین۔ چارون طرف دروازے لگے ہوئے تھے۔ اس کی سجاوٹ بھی عجیب وغریب تھی۔ زرتار پردے شیشہ آلات اور نادر عمدہ چیزون سے کوٹھری جگمگا رہی تھی۔ وہ موٹا تازہ جوان یہان آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور ان دونون عورتون کو بیٹھ جانے کا آنکھ سے اشارہ کیا ناگر گو طبع رسا رکھتی تھی اور تیز فہم بھی تھی۔ لیکن پھر بھی اسکی سٹی بٹی بھولی ہوئی تھی اُس کے چہرے

ڈھیلے پڑ گئے تھے لیکن اس وقت اپنے ہوش مین تھی۔ اُس کی عقل ٹھکانے تھی جوان کو بھی اس بات کی تمنا تھی کہ کس طریقہ سے گفتگو شروع کی جائے کہ یکایک ناگر کی آواز سے چونک پڑا۔ ناگر بولی۔

ناگر۔ کیون صاحب! آپ کون ہین اور اس عجائبات سے بھرے ہوے مقام کا نام کیا ہے اور ہم لاوارثون کی طرح سے یہی عورتین یہان کیون پکڑ بلائی گئی ہین

موٹا جوان۔ یہ آپ کے غلام کا مکان ہے۔ جسنے آپ کی راجکماری کو مدتون سے اپنے گوشۂ دل مین جگہ دے رکھی ہے۔ وہ راجکماری نہین بلکہ دیوی ہے اور پجاری یہ آپکا خادم ہے اُسی کے نام کا مالا جپا کرتا ہون۔ آج اپنی دیوی کو اپنے مندر مین استھاپت کرنے کے لیے موقع پاکر اُٹھا لایا۔ مدت سے آرزو تھی دیکھین کب دیدار ہون۔ آج منت پوری ہوئی زندگی بھر پرستش کرونگا ؎

ابرو سے چلے تیغ تو مژگان سے چلے تیر
تعزیر کے بھوکے ہین خطا دارِ محبت

ناگر۔ (جو جو خرابیان پہلے سے دل مین رونما تھین سامنے دیکھکر) تو یہ کہیئے آپ نے دام تزویر پھیلا کر ہم لوگون کو پھانس لیا اب یہ فرمائیے کہ کیا درحقیقت ہم تاعمر قید مین پڑے سڑین گے۔ کیا جیتے جی یہان سے چھٹکارا نہوگا۔

موٹا جوان بے شک! بے شک! ہم نے آپ کے ساتھ جل کیا دھوکا دے کر بلایا مگر کیا کرون عشق کے ہاتھون مجبور تھا۔ (کرشن کانتا کی طرف دیکھکر) ان کی پیاری پیاری صورت کسی طرح اس مرمٹنے والے دل سے بھولتی ہی نہ تھی۔ مین اپنی آنکھون کو جنھون نے وہ جادو بھری بڑی بڑی آنکھین دیکھی ہین بہت ہی خوش قسمت کہتا تھا۔ ہاے یہی موہنی صورت بار بار آنکھون کے سامنے پھر جاتی تھی اور مین کلیجہ تھام کر رہ جاتا تھا ؎

عیش بھی اندوہ فزا ہوگیا
ہاے طبیعت تجھے کیا ہوگیا

دن رات اسی پیچ و تاب مین رہتا تھا کہ کوئی صورت ایسی ہوتی کہ انکی صورت دیکھتا۔ یہ مجھسے بیتین اور مین ان سے (بہت ہی پُرحسرت لہجہ مین) یہ بیشرم نے یہ دن دکھایا

ہماری جان ہماری روح تمھارے قابو مین ہے۔ اور ہمارا دست تطاول تم پر دراز ہے۔ تم یہ کیا کہتی ہو کہ یہان قیدیون کی طرح رہو گی۔ نہین۔ ہرگز نہین مین خود ان کی زلف گرہ گیر مین اُلجھا ہوا ہون۔ تجھ مین قید کرنے کی کہان مجال۔ تم یہان کی ملکہ۔ بیگم۔ ہو تمھاری حکومت کا ڈنکا میرے دل اور جگر پر ہمیشہ بجا کرے گا۔

ناگر۔ میرے خیال مین تمنے جو کچھ کیا بہت ہی بُرا کیا۔ تم شہوانی جذبات سے کچھ ایسے مبہوت ہو گئے کہ نیک و بد کی تمیز نہین رہی۔ یہ خصلتین بہایم کی ہین۔ دیکھو جو کہتی ہون اُسے گرہ باندھ لو۔ جانتے ہو کہ دونون ہاتھ سے تالیان بجتی ہین ایک ہاتھ سے نہین بجتین۔ آتش عشق سے دونون کباب ہون دونون کے قلب سے شعلے اُٹھ رہے ہون۔ دونون کی فرقت سے جان پر بنی ہو ٹھنڈی آہین دونون کے خشک ہو جانے والے لبون سے نکلتی ہون وہی راہ رو کو چہ نسبت مین وہی دل اور گمان الفت ہین انھین کے نصیب اپنے ان کی قسمت کا کیا کہنا۔ دیکھو کہ کب دری ماہتاب کے عشق مین انگارے کھاتی ہے وہ اسی کی ہو رہی۔ کنول آفتاب کی حرارت ہی سے کھل سکتا ہے اسی طرح کرشن کانتا نے جس سے لگن باندھی ہے اسی سے وہ خوش ہو سکتی ہے۔ دنیا مین جتنی چیزون دل بہلانے کی ہین اُس کے پژمردہ دل کو کسی سے نہین کھل سکتی۔ پس میری رائے مین آپ کی یہ کوشش بیکار ہے اس کی خوشی کی باعث نہین بلکہ دل آزاری کا سبب ہے۔ جبل فریب سے اغوا کر کے اس کا بلا لینا درحقیقت خراب اثر پیدا کرے گا۔ تمھاری دل بستگی اس سے کبھی نہین ہو سکتی اور نہ کبھی وہ تم سے مانوس ہو گی۔ جس دیوی کے تم پوجاری ہو جس کے نام کا مالا جپا کرتے ہو۔ وہ تمھاری نہین وہ کسی دوسرے ہی کی ہے۔ ان باتون سے تو وہ اور بھی دکھی ہو گی۔ افسوس ہزار افسوس۔ آپ کے سر پر بیٹھے ہوئے شیطانی بھوت نے کچھ ایسا آپ کی عقل و خرد پر چھاپہ مار کر آپ بالکل از خود رفتہ ہو گئے۔ دیکھیے صاحب! کرشن کانتا معمولی عورت نہین وہ شہنشاہ طلسم نرنگار کی ماہ پارہ دختر ہے جس سر پر اس کا سودا سمایا۔ وہ سر شہنشاہ

کی قہر و غضب کی تلوار سے انجام کار خاک ہی پر لوٹتا نظر آئیگا - پاؤن کی ٹھوکرین کھائے گا - تم اپنا انجام سوچ لو اور شہنشاہ کی تیغ خونخوار کا لوہا مان لو کہ وہ کیسی جوہر دار ہے - جناب ! آپ مسکراتے کیون ہین جتنی باتین کہی ہین بالا بالا نہین جاسکتین شدنی ہین - تمنے یہ نہایت ہی خطرناک کام کیا ہے جس سے تمھین اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا - سوچ لو سمجھ لو - ابھی وقت نہین گیا ہے - ان گناہون کا کفارہ ابھی ہاتھ مین ہے - صرف ایک طریقہ ایسا ہے جو آپ کو شہنشاہ ہی قہر و غصہ سے نجات دلا سکتا ہے وہ طریقہ کون ہے ؟ سنیے ! آپ فی الفور گاڑی بلوائین اور ہم دونون کو سوار کرا کے شاہی محل سرا مین بھجوا دین - ہم اس بات کا دعوے کرتے ہین دعوے نہین بلکہ عہد کرتے ہین کہ جیتے جی کبھی یہان کی حقیقت آپ کا نام یا کسی بات کا ذکر شہنشاہی کانون تک نہین پہونچ سکتا - بس یہی ایک سہل الاصول طریق ہے جس سے تم پر ذرا بھی آنچ نہ آنے پائیگی اور ہمارے دلون پر بھی اپنی پاک قسمی اور انسانیت کی مہر لگا دوگے - ورنہ وہ وقت آنے والا ہے جسمین دنیا کے صعوبات اور دقتین اٹھانے کے علاوہ تمھارا نام و نشان بھی حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے مٹ جائیگا -

موٹا جوان کیسی دور از وہم خیال الجھا دینے والی باتین کہہ رہی ہو - مین نہین سمجھ سکتا کہ وہ کون ایسا شخص ہے جس پر میری جان و دل کی مالک کرشن کانتا مٹی ہوئی ہے اس مین کونسی ادائین ہین کونسا بانکپن ہے - کیا مجھ سے بڑھکر خوبصورت ہے - ہا - راجکماری اس بدیسی آدمی پر کچھ اس طرح محو ہوگئین - کہ اسی کا خیال سمجھکر غیر کف کے ساتھ اپنے خاندان والون کی ناک کٹانے کو گھر سے نکل کھڑی ہوئین - کیا مین کنگال ہون - کیا مین خوبصورت نہین کیا مین بہادر نہین - کیا مین راجکماری کو اپنی جان شیرین سے بڑھکر نہین سمجھتا - اور اس اصول پر یقینی بات ہے کہ کرشن کی دیوی مجھ سے زیادہ میری والہ و شیدائی ہوگی - ممکن نہین کہ میری لگاوٹ اور میرے عشق کے جذبات اپنا اثر نہ دکھلائین اور مین اس خوبرو کی نظرون مین قابل قدر ثابت ہون اور یہ میرے ساتھ راضی نہ ہون ؟ -

تجھ مین تاثیر ہو گر اے کشش دل کچھ بھی
تو وہ دوڑے ہوئے دم بھر مین چلے آتے ہین

پیاری ناگر! اب کوئی بات ہی نہین رہی۔ آہ دوستی کے پردے مین میرے ساتھ دشمنی کرتی ہو۔ میرے ساتھ نہین بلکہ میرے ارمان زدہ دل کے ساتھ میری شوق بھری تمناؤن کے ساتھ اور میری اس بے حیا زندگی کے ساتھ (ٹھنڈی سانس بھر کر دل سے)

حضرت دل آپ ہین کس دھیان مین — مر گئے لاکھون اسی ارمان مین
عشق جس کشتی کا ہو تو نا خدا — وہ نہ آئے کس طرح طوفان مین
میرے مرنے کی خبر سنکر کہا — واقعی کچھ بھی نہین انسان مین
گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا — آدمیت چاہیے انسان مین
دل کی قیمت اک نگہ ہوا ہی صنم — آگے جو آئے ترے ایمان مین

جس نے دل کھویا اسی کو کچھ ملا
فائدہ دیکھا اسی نقصان مین

(ناگر سے) آپ شہنشاہ زرنگار کی دھمکیان دیتی ہین۔ مجھے اس کا مطلق خوف نہین مین اس سے سحر و نیرنگ مین بھی کسی طرح کم نہین۔ دیکھو ابا جلمار ی اور تم میرے قبضۂ اقتدار مین ہو اور جس خانۂ تاریک کو تم اسوقت روشن کر رہی ہو یہ بھی ایک طلسم ہے۔ گو چھوٹا ہے مگر شہنشاہ ایسے بیسیون اس در پر بکر بار ین بھی اس کے اندر پانؤن نہین رکھ سکتے۔ اُن کا سحر یہان چل نہین سکتا۔ اُن کی نقل یہان بے کام ہے۔ اُن کے ہاتھ پانؤن کی قوت ادھر آنے سے سلب ہوتی ہے وہ تجھ پر ہاتھ نہین چلا سکتے۔ ابھی تم مجھے جانتی ہی نہین۔ شاید اسی وجہ سے ایسی باتین کرتی ہو! آہ! فراق کی گھڑیان پہاڑ ہو رہی ہین فرقت کی آگ سے بدن کی استخوان تک پھنکے جاتے ہین۔ کرشن کانتا! میری پیاری کرشن کانتا! ظالم ذرا تو ترس کھا۔ عاشق حزین کی طرف دیکھ۔ پہلو مین دل نہین کچھ دنون مین خاتمہ ہوا چاہتا ہے ؎

دل مین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان — دو چار دن رہا تھا مین کس کی نگاہ مین

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہون دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ مین

آپ اچھی طرح سمجھ لیجیئے کہ تمھاری زلف کا مارا ہوا عاشق جانباز آخر کار جان پر کھیل جائیگا۔ اور آپ ہاتھ مل کر مرنے والے پر دن رات آنسو بہایا کرینگی ذرا ایک دفعہ میری طرف دیکھ تو لیجیئے ؎

ایک نظارہ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین

اب مجھسے تپ جدائی کے صدمات اٹھ نہین سکتے بس مجھے خوشی مریض عشق کو وصال کا شربت پلاد و ورنہ آج کے ساتوین روز زبردستی اپنی حرم مین داخل کرون گا اور اپنے لاعلاج زخم دل پر وصل کا پھاہا رکھکر اپنی تمامی عمر بلا پس و پیش عیش و عشرت سے کاٹون گا۔ پس صرف اتنا کہنا ہے آپ میری اس گستاخانہ گفتگو پر کان نہ دیجیئے کہ ہماری خطاؤن کو نظر انداز کر دین گی۔ دیکھو عشق کے متوالے معشوق کے رنگ مین رنگے ہوے مبتلائے محبت اپنے ہوش و حواس مین تو رہتے نہین ؎

زندگی کا نہین سامان سرمو دل مین — مژہ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دل مین
اک ترے رہنے سے اے مہ نہ اگیا کچھ کچھ — کوئی حسرت نہ رہی جب سے رہا تو دل مین
یہی دھڑکا ہے کہ خالی نہ رہے وصل کی شب — دل ہو پہلو مین تو ہو آپ کا پہلو دل مین
ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولون کی مہک — بس گئی ہے گل عارض کی جو خوشبو دل مین
ضعف اس حد پہ بڑھا ہے کہ الٰہی توبہ — درد بھی اب تو مدلتا نہین پہلو دل مین

تیر کی طرح سے چلتی ہین نگاہین دل پر
تیغ کی طرح اتر جاتے ہین ابرو دل مین

خیر جانے دیجیئے۔ اپنے والہ و شیدا کو یونہین تڑپتے رہنے دیجیئے مین جاتا ہون۔ تمھاری ضروریات کی چیزین اسی صحنچی مین ملین گی کبھی کبھی آکر دیدار جانان سے آنکھین ٹھنڈی کر لیا کرونگا۔

مگر بات کا جواب دینے ہی کو تھی۔ کہ وہ موٹا جوان کرسی سے اٹھا اور صحنچی سے

باہر نکل کر کسی طرف چلتا ہوا۔

اس جوان کے جاتے ہی دونون عورتین تیرخوردہ شکار کی طرح منھ ڈالے چارپائی پر بیٹھ گئین۔ دونون کے چہرے مرجھائے ہوے تھے دونون کی مست نشیلی آنکھین روتے روتے گلابی ہوگئی تھین۔ کلیجے دھڑک رہے تھے اور چہرے پر سرخی کے بجاے زردی دوڑ گئی تھی۔ رخسار دن پر آنسو بہ رہے تھے۔ خوب دل کھول کر روئین۔ جب کسی قدر دل کی بھڑاس نکل گئی مسکینون نے رحم کھا کر اس رونے کے تار کو توڑ دیا ٹھنڈی ٹھنڈی آہون نے بیچ مین پڑکر اُن کے منتشر خیالات کو بجا کیا۔ تو راجکماری نے آنسو پوچھ کر ناگر سے پوچھا۔

کرشن کانتا۔ میری پیاری سہیلی! اب کیا ہوگا؟

ناگر۔ (جو خود ہی از خود رفتہ ہو رہی تھی) دھیرج دھرو۔ پیاری۔ ایشور کی بڑی بڑی باہین ہین وہ کوئی ایسے باندھنو باندھے گا۔ غیب سے کچھ ایسی باتین نکلین گی کہ آپ اس قفس سے آزاد ہو کر اپنے گھر پہونچین گی۔ حالانکہ یہ انسان بڑا ہی سنگدل بڑا ہی چالباز ہے۔ اسکے پھندے سے نکلنا بہت مشکل ہے لیکن جگدیشور اس بپت سے نجات ہی دے گا۔ شامت سوار تھی جو خط پر بھروسا کر کے یہان آگئین اور قیدیون کی طرح قید کر دی گئین۔ اب ہمارے کیے سے کیا ہو سکتا ہے لیکن حواس قایم رکھو۔ پہلے اس مکان کی بناوٹ پر غور کرو اور یہان ہر ایک چیز پر نظر ڈالو اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ کون کون سامان کس کس جگہ ہین۔

کرشن کانتا۔ میری اچھی ناگر۔ ہاے بدھاتا نے کس مصیبت مین پھنسایا میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ مجھ سے کھڑا نہین ہوا جاتا۔ جو کرنا ہو کرو۔ مین یہین لیٹی رہونگی یہ کہکر راجکماری پاس کی پڑی ہوئی چوکی پر لیٹ رہی جس پر ایک موٹا مخملی گدا بچھا ہوا تھا۔

ناگر ابھی پہلے اس دروازہ کی طرف چلی جس کے اندر سے وہ جوان صحبتی سے باہر ہوا تھا۔

اُس کوٹھری مین پہونچکر ناگر نے چوطرفہ نگاہ دوڑائی۔ تو اُسے عجیب بات نظر آئی۔ اُس کا تعجب بڑھتا گیا۔ کوٹھری بالکل خالی تھی اُس دروازہ کے سوا دوسرا دروازہ بھی نہ تھا اور اسی دروازہ سے ناگر اس صحنچی مین داخل ہوئی تھی۔

ناگر کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ یہ کیا معاملہ ہے باہر نکلنے کا راستہ ہی نہین وہ مکار جوان آخر کس راہ سے گیا۔ اس نے خیالات کے گھوڑے دوڑائے مگر کوئی بات پکی ثابت نہین ہوتی تھی۔ ناچار ناگر کوٹھری سے باہر نکلی پٹ بند کر دیے اور اس تعجب خیز بات کی بھنک کرشن کانتا کے مستظر کانون مین پہونچانے کے لیے آگے بڑھی۔ ابھی دو ہی چار قدم چلی ہوگی کہ یکایک کوٹھری کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ جس کو ابھی ابھی ناگر نے بند کیا تھا۔ اس نے بجلی کی طرح تڑپ کر گردن پھیری۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک نوجوان خوبصورت عورت دروازہ پر کھڑی ہے۔ ناگر نے اُس کی طرف ٹکٹکی لگا دی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف چلی۔ ابھی یہ اس کے پاس بھی نہ پہونچی تھی کہ نوجوان عورت اسے دیکھکر پیچھے ہٹی۔ اور پٹ بھیڑ دیے۔ ناگر کا استعجاب اور بھی دونا ہوگیا۔ دروازہ کے متصل پہونچکر اس نے زور سے دھکا دیا۔ پٹ کھل گئے اور ناگر نے کوٹھری مین قدم رکھا۔ اور متجسس نظرین عورت کو ڈھونڈھتی ہوئی ادھر ادھر تاکنے لگین۔ لیکن اُس عورت کا نشان بھی نہ تھا اور نہ اس کے چھپنے کا کوئی سراغ ہی ملا۔

یہ دیکھکر ناگر کے تعجبات بڑھتے ہی گئے۔ وہ بھونچک سی مورت کی طرح بے حس و حرکت کھڑی رہ گئی۔

دوسرا باب

کسی کی شامت آئیگی کسی کی جان جائے گی
کسی کی تاک مین وہ بام پر بن ٹھنکے بیٹھے ہین

کرام ناظرین! اب ذرا ہمارے ساتھ قلعہ آہنی کی طرف رجوع کیجیے۔ وہ دیکھیے وادی کوہ مین طرفین کے لشکر پڑے ہوئے ہین ایک جانب شاہ طلسم زرنگار کی طرف سے مورچہ بندی ہو رہی ہے اور اسی کے محاذ کے بمقابل فاصلہ پر مہاراجہ نہال سنگھ بادشاہ قلعہ آہنی کا پڑاؤ ہے۔ جنگی تیاریان ہو رہی ہین جوانون کے حوصلے بڑھائے جا رہے ہین۔ ہتھیارون کی خوب دیکھ بھال ہو رہی ہے سحر جگائے جاتے ہین۔ شہنشاہ طلسم نے ایک دیو پیکر ساحر کی سرکردگی مین سات لاکھ فوج بغرض غرم پیکار روانہ کی ہے اس عفریت آدم خوار سے ہمارا مغرور ناظر بھی روشناس ہے گذشتہ کسی باب مین اس کا خاکہ کھینچ دیا گیا ہے۔ اس کا بدن کوئلے کی طرح سیاہ تھا۔ وہ بہت موٹا تاڑ سا لمبا تھا پھر بھی اس کی درازی اسکے جسم کے خیال سے لمبی نہین کہی جا سکتی۔ موٹے اور کالے کالے بالون کی لٹین اسکے کندھے پر پڑی تھین۔ بڑے بڑے دانت اس کے خوفناک لال لال ہونٹھون سے نکلکر دل مین دہشت پیدا کرتے تھے جسم مین زنار (جنیو) کے بجائے سرخ انگوچھا لپٹا ہوا تھا۔ زرد رنگ کی لنگی کسے ہوئے جس مین لوہے کی بہت موٹی زنجیر پڑی ہوئی تھی اس دہشت افزا صورت سے بڑے بڑے دلیرون کا پیشاب خطا ہوا جاتا تھا انسان کا گوشت اس کی خوراک تھی شہنشاہ طلسم نے اس آدم خوار دیو کو مہاراج نہال سنگھ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا اسکا قصد ہے کہ آہنی قلعہ کو گرد برد کرکے راجکما۔ پرتاب سنگھ کا تر لقمہ بنا دے۔ چنانچہ آج اپنے سراپردہ مین بیٹھا ہوا اپنے زور دبازو پر لاف زنی کر رہا ہے دو جلم گردش مین ہے معشوق پری چہرہ کو بغل مین لیے مے کشی مین مصروف ہے۔ وہ نازنین پری چہرہ اپنے عاشق کے سامنے یہ اشعار گا رہی ہے۔

درد پہلو کی یہ شدت ہو کہ رگ فق ہو — زخم وہ دل مین ہو کاری کہ کلیجہ شق ہو
عشق سے عاشق معشوق گر مشتق ہو — اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہو
سنگدل تیری جو فریاد کرین پرین سے — بول اٹھین بت بھی گواہی مین کہ حق حق ہو
شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو دیدہ تر — چشمہ قلزم عصیان کے لیے زورق ہو
کیون نہ کانپے تری ابرو کی جھپک سے قاتل — خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہو

لب جانبخش سے کل مرے مقدر کرو — حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے
زاہد و ساقی کوثر تھین کیون دیگے خراب — دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہی
خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہے ایسا — دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہی
عشق مین پار ہو کسطرح سے بیڑا دیکھیے — ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہی
ہون مین دل سوختۂ دنیا مین جا دینا ہے — شمع سے جا نہ فانوس کہان ملحق ہی
ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم — ذوق جب تک نہ ہو اے شیخ عبث ہے جپنا

در مضمون دوم تحریر نکلتے ہین آمیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجہ شق ہی

سننے والون کے کلیجے ٹکڑے ہوے جاتے ہین جو اس راستے سے گذرا دیوانہ ہو کے پہلوے کوہ مین جا بیٹھا گریبان چاک کیا۔ منھ پر خاک ملے ہو حق کر رہا ہی ہر سمت سے آوازین ہاے واے کی آرہی ہین۔ کوئی۔ کہتا ہے ہاے مار ڈالا۔ کوئی کہتا ہو تیغ ابرو سے گھائل کر دیا۔ غرضکہ وہ آفت جان پرکالہ آتش اسی طرح دو چار اشعار عاشقانہ گنگنا کے گا دیتی تھی ساحر دیو صورت بیتاب ہو ہو کے دست اندازی کرنے لگتا ہے۔ کبھی کہتا ہے۔ جان جہان! ہم تمھارے تابعدار ہین" نازنین تڑپ کر کہتی ہے تابعدار اپنی جورو کے ہوگے کہو تمھارا مطلب کیا ہے میری دیورانی کے دروازہ اٹھا ہے۔ مجھے جانے دو پھر آؤنگی"۔ وہ عفریت نازنین کی تڑاق پڑاق باتون سے بیتاب ہوگیا۔ کہا "ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان۔ میرے ہمراہ ذرا پلنگ پر چلو۔ ہم سے تنہائی مین دو دو باتین کر کے چلی آنا۔ نازنین نے کہا "ہم بڑے حیران ہین شہنشاہ طلسم سنینگے۔ تو کیا کہینگے ایسا نہو کوئی کہدے تو صاحب عفریت جادو کو خر مستیان سوجھی ہین دشمن سر پہ ہے وہ رات دن عورتون مین بیٹھے رہتے ہین۔ چوڑیان پہن لی ہین۔ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا شہنشاہ سے کہدونگی۔ اس معرکہ سے چھٹی پالو پھر جو چاہے کرنا"

عفریت جادو شہنشاہ کے رعب سے تھرا گیا۔ بولا "بوا سچ کہتی ہو۔ ابھی کسی ساحر کے ہاتھ فرمان بھیجتا ہون۔ نہال سنگھ کے پاس لے جانے یا تو اطاعت

قبول کرے یا اپنا خون گرانے کو میدان قتال مین حاضر ہو۔ مدت بعد انسانون کا گوشت ملیگا۔ واللہ کیا لذیذ کھانا ہے۔

یہ کہکر کاغذ قلم دوات منگایا۔ خط لکھا مضمون یہ تھا۔

شریمان نہال سنگھ! یا تو حلقہ بگوش ہو یا موت کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔

نہال سنگھ نے خط لیکر چاک کر ڈالا۔ اور ایک تجربہ کار فوج اپنی کمان مین لیکر واسطے سرکوبی عفریت جادو کے میدان حرب مین دھر دھمکے۔ انھین معلوم تھا کہ عفریت جادو ساحر غدار ہے ہر ایک بہادر اس کے مُنھ نہین آسکتا۔ لہذا خود بعزم جنگ دیو خونخوار اس پہاڑی وادی مین پڑاؤ ڈال دیے ہین۔ راجکمار پرتاب سنگھ بھی ساتھ ہے وہ روزانہ ضد کرتے ہین کہ اس لڑائی کو مین دیکھ لون گا۔ میرے ہوتے آپ تکلیف نہ کرین۔

نہال سنگھ۔ جادوگر دون سے آپ کا سامنا کرنا اچھا نہین۔

پرتاب سنگھ۔ جناب! مین بھی چھتری ہون۔ چھتری کا لڑکا اور موت سے ڈرے۔

مہاراج نے سوچا یہ شیر بیشہ شجاعت ہے۔ پھر جائے گا۔ مجبور ہو کر ایک طلسمی کنٹھا پرتاب سنگھ کے گلے مین ڈال دیا۔ کنٹھے مین عجیب خاصیت تھی کیسا ہی ساحر زبردست ہو کیسا ہی پکا سحر ہو کنٹھے کے اثر سے تمام سحر باطل ہو جاتے ہین۔ چنانچہ راجکمار پرتاب سنگھ آلات حرب سے مسلح لشکر مین چہل قدمی کر رہے ہین۔

صبح کاذب کا وقت ہے۔ بجا چاہتے ہین۔ طبل جنگ بج رہا ہے۔ مرغان سحر چلا رہے ہین۔ صبح نے گریبان چاک کر ڈالا۔ بہادرون کی رگون مین جوشیلا خون جوش مارے ہے۔ طبیعتون کے بڑھے ہوئے حوصلون کے نکلنے کا وقت آپہونچا بزدلون کے سامنے موت کی بھیانک تصویر پھر رہی ہے۔ رات بھر ڈر کے مارے سوئے نہین۔ سپاہی تلوارون کی دھار دیکھ رہے ہین۔ تیر۔ خنجر۔ کمان سنبھال رہے ہین۔ کوئی مُنھ ہاتھ دھوتا ہے۔ کوئی وردی پہن رہا ہے۔ کوئی گھوڑے کی کاٹھی درست کرتا ہے۔ ابھی سپاہی پرسپیدی کا پورا دخل نہین ہونے پایا تھا کہ طرفین کے لشکر چاق چست ہو کر درست ہو گئے۔ صف بندیان ہونے لگین۔ نقارہ رزمی پر چوب پڑنے لگی۔ ناقوسون کی آواز آنے لگی۔

دل کے دل فوجی سپاہی قطارون مین تقسیم ہو گئے۔ میمنہ۔ میسرہ قلب جناح درست ہوا۔ ہر ایک سپاہی مرنے مارنے پر طیار منظور ہے کچھ نام کرون۔ افسر شبرنگ تازی پر سوار فوجی قطارون کو درست کرتے جاتے ہین۔ رسالہ الگ کیا گیا۔ پیدل الگ تھے۔ آفتاب عالم خونی لے کر میدان رستخیز کے مشاہدے کے لیے بام فلک پر جلوہ افروز ہے جو ہر سپاہی کی جرأت کی شہادت دینے کی قسم کھا چکا ہے۔

اِدھر آفتاب سوا نیزہ بلند ہوا۔ اُدھر طرفین کے دلاور۔ جیالے اپنی اپنی قطارون مین نقل و حرکت کرنے لگے۔ رسالے اور پیدل ایک دوسرے کے سامنے پہونچکر تیر بھر کے فاصلہ پر ٹھہر گئے۔

کرنیتون نے کڑکے پڑھے۔ منچلے بہادرون کے خون مین حرکت ہوئی میانون پر ہاتھ پڑ گئے۔ ہر جوان نشۂ شجاعت سے سرشار ہو گیا۔

اتنے مین عفریت جادو کے لشکر سے بگل کی آواز بلند ہوئی اور ایک قوی ہیکل جوان صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کرنے لگا "جس کسی کو جان شیرین عزیز نہو ہمارے سامنے آئے اور اِس تیغ خونخوار کا جوہر دیکھے"

نہال سنگھ کی فوج نے دیکھا کہ حریف کے لشکر سے ایک دیو پیکر جوان اپنا ہم نبرد چاہتا ہے۔ گھنٹے اور قرنا کی آواز دوش ہوا پر سوار ہو کر چارون طرف گونج ہی رہی تھی۔ دفعتاً ایک سوار جس کا سن ۲۰ برس سے زیادہ نہوگا قلب لشکر سے نکلا اپنے آقا سے اجازت لے کر حریف کے سامنے پہونچا۔ اور آتے ہی تگاورزن ہوا۔ دونون مین نیزہ چلنے لگا۔ ساتھیون نے دیکھا دونون جوان نیزہ بازی کر رہے ہین۔ لشکر جمے ہوئے دیکھ رہے ہین۔ دیو پیکر جوان پہلوان زبردست ہے نیزہ چلا رہا ہے مگر ہمارا راجپوتی جوان بھی کسی مقام پر کمی نہین کرتا۔ ایک طور پر نیزہ چل رہا ہے پہر بھر کامل نیزہ چلا سنانین ٹوٹ گئین آخر دونون کے تلوارون پر ہاتھ پڑے خبردار خبردار کہکر اس نے دیو پیکر جوان پر ہاتھ مارا اس نے تلوار کو تلوار پر روکا۔

ادھر راجکمار پرتاب سنگھ نے نہال سنگھ کے پاس آکر عرض کیا۔

پرتاب سنگھ۔ آپ تو فرماتے تھے کہ اس لڑائی مین سحر و نیرنگ ہونگے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ دونون باقاعدہ جنگ کر رہے ہین سپاہیون کا یہی کام ہے اور یہی طریقہ تو ہم لوگون کا بھی ہے۔

نہال سنگھ۔ کیا آپ خیال کرتے ہین کہ اس وقت سحر بازی نہین ہو رہی ہے آپ کو معلوم نہین۔ برابر سحر چل رہے ہین۔ اگر یہ دونون سحر سے کورے ہوتے تو کب کے پیوند زمین ہو گئے ہوتے۔

پرتاب سنگھ۔ (خوشی سے پھول کر) ہماری فوج کا گیا ہوا جوان اس وقت بڑا کام کر رہا ہے۔ حریف کی ناک مین دم کر دیا۔ وہ دیکھئے۔ کیا خوب ہاتھ مارا۔

ادھر دیو پیکر جوان نے اچھا دادیگر وہ ہاتھ مارا کہ اس بیچارے کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ خدا نے بچایا بڑی چالاکی سے کام لیا پھرتی سے دونون ہاتھ سے گرز کو اٹھایا اور دو دستی گرز دیو پیکر کے سر پر مارا گرداڑی دیو پیکر کا ہاتھ کانپا جوان کا گرز سر پر پڑا۔ سر گردن مین۔ گردن سینے مین سینہ اور تمام جسم گھوڑے مین تھا ؎

سر پر جو پڑا گرز زمین سے نہ اٹھی گرد — مقتل سے گیا قعر جہنم کو وہ نامرد
تھے تیغ کی دہشت سے سیہ کار و نکیرین — گرم اس کی ہوا لگ گئی جسکو وہ ہوا سرد

اعجاز یہ ہنگام روانی نظر آیا
پانی مین تو آگ آگ مین پانی نظر آیا

اسی طرح تین دیو خوک پیکر اس جوان کے سامنے آئے اور تینون اپنے اپنے حوصلون سے پست ہو کر جادہ پیمائے عدم ہوئے۔ اس نے پھر مبارز طلب کیا۔ مگر ادھر سب کے جی چھوٹ گئے تھے پھر کسی کا ہوا کو نہ پڑا جو سامنے آتا۔

اتنے مین نقارون اور نا قوسون کی آواز سنائی دی۔ جھنڈیان لہرانے لگین مہاراجہ نہال سنگھ راجکمار سے بولے۔ عفریت جادو خود آتا ہے اس کا سامنا خود مجھے کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس کے زبردست ہاتھون سے ہمارا بہادر سوار کبھی سربر

نہین ہو سکتا۔ یہ سُنتے ہی راجکمار پرتاب سنگھ نے اپنا راہوار آگے کیا اور مہاراج کے سامنے سر جھکا کر باادب عرض پیرا ہوا۔

پرتاب سنگھ۔ شریمان جی! میرے ارمان پورے ہون میرا بھی حوصلہ نکلے مین اس کافر کو بات کی بات مین ٹوک دونگا۔ شاہی اقبال یاور رہے تو مجھ سے سر نہین ہو سکتا مجھے حریف کے مقابلہ پر جانے دیجیے۔

نہال سنگھ۔ تم ابھی بچے ہو۔ تجربہ نہین۔ ذرا ٹھہرو۔ مین خود اس ملعون کو ٹھکانے کیے دیتا ہون۔

پرتاب سنگھ۔ نہین جناب میرے منصوبون پر پانی نہ پھیریئے مجھے تاج سلطانی پر تصدق ہو جانے دیجیے۔ اس نابکار کی ہستی ہی کیا ہے ابھی مارے لیتا ہون۔

یہ کہکر راجکمار پرتاب سنگھ نے توسن بادرفتار کو ایڑ دی گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہوا حریف کے سامنے پہونچ گیا۔ عفریت جادو میدان مین سگشوری کر رہا ہے نوجوان کے گھوڑے کی تعریف کیا کی جائے۔ ؎

اُڑ جانے مین رنگ رخ عاشق سے سبک خیز کاکل وہ کہ زلف سر لیلیٰ سے دلاویز
پوتی مین غزالون کے طراروں سے کہین تیز آقا کے ارادے کو سمجھتا تھا وہ مہمیز

جون سایۂ آہو نہ قرار اُس کو کہین تھا
راکب نے جدھر آنکھ سے دیکھا یہ وہین تھا

آفتاب آفتاب قیامت کی طرح میدان رزم کی دارو گیر کا تماشا دیکھنے کے لیے وسط فلک پر متمکن ہو گیا۔ اس کی تیز اور چمکتی ہوئین شعاعین ان دونون بہادرون کے کرتب دیکھنے کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کر غور کر رہی ہین۔ ادھر عفریت جادو گینڈے پر سوار راجکمار پرتاب سنگھ کی طرف جھپٹا ادھر راجکمار پرتاب سنگھ نے اپنا باد پا اُس کی جانب خیز کیا۔ پرتاب سنگھ کی تلوار کی چمک سے گینڈے کی آنکھین خیرہ ہو گئین۔ وہ پیچھے ہٹا۔ پرتاب سنگھ کا گھوڑا آگے بڑھا راجکمار کے لشکر سے آواز آ رہی تھی ؎

بجلی کی طرح جب صف دشمن پہ گرینگے
دم مین حق و باطل کو جدا کر کے پھرینگے

پرتاب سنگھ پھرتی سے عفریت جادو کے سر پر بھوت کی طرح سوار ہو گئے وہ عجیب بدشکل تھا۔ اُس کی خونخوار آنکھیں اُسکا کوبلے کی طرح کالا کالا چہرہ اُس کے بجھی ہوئی لکڑی کی طرح کے ہاتھ پاؤں۔ تاڑ سا لمبا قد۔ موٹا پا حد سے بڑھا ہوا اُس کی خوفناک صورت سے پایا جاتا تھا کہ وہ کبھی ہنستا نہیں۔ عفریت جادو نے پرتاب سنگھ کو بھر نظر دیکھا اور ڈانٹ کر بولا ارے ادھر آ۔ کیا حربہ رکھتا ہے۔ آج تو تیرے خون سے حلق تر ہوگی۔ ٹہریاں چباؤں گا۔ سواد سے گوشت اُڑاؤنگا۔

پرتاب سنگھ نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے مردان عالم سے سابقہ نہوا ہوگا کیوں قضا پھڑ پھڑا رہی ہے بے کار ٹائیں ٹائیں کر رہا ہے۔ حملہ کر کیا مجھے نہیں جانتا ؎

بین دفتر امکان کو کردن گاہ و بالا کون آج ہے تلوار مری روکنے والا
یہ ہستی دشمن کے لیے سیل فنا ہے یہ برق جہانسوز ہے یہ قہر خدا ہے

عفریت جادو۔ معلوم ہوا قضا سر پر کھیل رہی ہے۔ خیر یہ تو بتا دے کہ جو میرے قعر دہن میں جانے والا ہے اُس کا نام کیا ہے۔

پرتاب سنگھ۔ تیری جان جس کے ہاتھ سے جانے والی ہے وہ مہاراج نہال سنگھ کا ادنےٰ خادم ہے۔

یہ سُنکر عفریت جادو آپے سے باہر ہو گیا۔ خونخوار چہرہ آگ کی طرح دہک اٹھا۔ لال لال آنکھیں نکال کر بولا۔

عفریت جادو۔ او بدنصیب اقضا کا فرشتہ تیری جان قبض کیا چاہتا ہے۔ لے سنبھل جا۔ تو اپنے استخوان و گوشت پر فخر کر۔ کہ زمین کا پیوند نہیں ہونگے بلکہ بڑی لذت سے آج شب کو تیرے گوشت کے کباب لگاؤں گا۔ اور شراب کے ساتھ نوش کرونگا۔

پرتاب سنگھ۔ او خطا شعار! اپنے موٹاپے پر بھولا ہے دیکھ تیری بائی کچائی نکالے دیتا ہوں۔ تو غریب کمزور انسانوں کا گوشت کھا کھا کر اپنے گھمنڈ پر اترا رہا ہے۔

عفریت جادو۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ عفریت جادو آدم خوار ہے کیوں

مقابلہ پر آیا۔ اب بچہ بھاگ بھی نہیں سکتے۔

پرتاب سنگھ۔ تیرے گناہون کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے بہت جلد تیرے بوجھ سے زمین ہلکی ہوا چاہتی ہے۔

عفریت۔ زیادہ مت بک سنبھل سنبھل۔ موت قریب آگئی ہے۔

یہ کہکر عفریت آدم خوار نے ایک گولہ نکال کر آسمان پر اچھال دیا گولہ کرۂ ہوا مین پھٹا۔ توپ کی سی آواز آئی۔ اس قدر دھوان چھا گیا کہ دونون جنگ آزما لشکر کی نظر سے اوٹ ہوگئے۔

اس گولے مارنے کی خاص وجہ یہ تھی کہ راجکمار پرتاب سنگھ کی آنکھین تاریکی سے اندھی ہو جائین اور اُسے کچھ سوجھائی نہ دے اور موقع پاکر عفریت جادو راجکمار کو دبوچ کر منھ مین جھونک لے۔

عفریت جادو ہاتھ تولتا ہوا راجکمار پر جھپٹا۔ پرتاب سنگھ پر سحر چل نہ سکا طلسمی کنٹھے سے سحر باطل ہوگیا۔ میان سے شمشیر نکالی چاہتا ہے کہ ایک ہی وار مین سر تن سے الگ کردے۔ پرتاب سنگھ نے وار خالی دیا اُس نے نیزہ مارا پرتاب سنگھ نے نیزہ کو سنان پر لیا۔ نیزہ ہوائی ہوا۔ اور گرز گرانبار سر سے بلند کرکے عفریت جادو کے سر پر کینہ پر مارا اُس نے سپر سحر پر روکا لبون کو حرکت ہوئی۔ پرتاب سنگھ کے گلے مین سحر کش کنٹھا تھا سحر بے اثر ثابت ہوا۔ گرز کی ضرب اس سفاک کے سپر کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین پہونچی۔ مغز بھنا گیا ساتھ ہی اس کے دھوئین کی شکل بنکر تمام صحرا مین پھیل گیا۔ تاریکی چھا گئی نظر سے اوجھل ہوگیا۔ اندھیرا بھی دفع ہوا۔ پرتاب سنگھ متعجب۔ عفریت کا پتہ نہین بیقراری بڑھ گئی۔ کیا حریف جان لے کر بھاگ گیا۔ پرتاب سنگھ نے آواز دی "کیا نا شائستہ حرکتین کرتا ہے اگر جرأت ہو تو سامنے آ۔ دست بدست لڑائی کر"

پرتاب سنگھ کی زبان سے ہنوز یہ جملہ پورا بھی نہوا تھا کہ بغل سے آواز آئی۔ اوگستاخ! ابھی تک مابدولت کو یقین تھا کہ تو سحر و ساحری سے بالکل کورا ہے لیکن معلوم ہوگیا کہ تو ایک خدارساحر ہے۔ خیر ابھی تک تو

دھوکے ہی دھوکے مین بچا ہے۔ لیکن اب تیری جان نہین بچ سکتی۔
خبردار! خبردار!!

یہ کہکر اُس دیو نے جھولے سے سوئیون کا گچھا نکالا اور آسمان پر پڑھ کر پھینکدیا تمام سوئیان برق وار تڑپنے لگین۔ رعد کی گرج۔ بجلی کی کڑک سے شور محشر بپا تھا۔ برق وشمشیر وسنان وتیر کے سوا کچھ معلوم نہین ہوتا تھا۔ افسران فوج دیکھ رہے ہین کہ خالم نے غضب کا سحر کیا ہے ایک برق تمام صحرا کو کافی ہے ہزارہا صاعقہ دار شمشیرین تڑپ کر جس دم گرینگی۔ طبقات زمین اُڑ جائینگے۔ پرتاب سنگھ بھی مبہوت تھا اور کہتا تھا کہ دیوی جگدیشور اس آفت سے بچانے والا تو ہے۔ برق تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین۔ ممکن نہین کہ راجکمار کے روئین پر آنچ آجائے۔ طلسمی کنٹھا حفاظت جان مین ساعی ہے۔ آتش برق چمک چمک کر بجھتی جاتی ہے یہ دیکھکر پرتاب سنگھ نے گھوڑے کو جھپکا رتبائی۔ اور للکار کر آواز دی۔

پرتاب سنگھ۔ بدمعاش مردان عالم کے مقابلہ سے بھاگتا ہے۔ سحر و جادو سے کام لیتا ہے۔ اگر مرد ہے تو سامنے آ۔ اپنی تیغ شجاعت کے جوہر دکھلا ہمارے ایک ہی وار سے حواس پراگندہ ہوگئے۔

عفریت جادو کے دل مین راجکمار کی ہیبت سما گئی تھی اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھکر اس کے ہوش گم ہوگئے۔ سحر بھول گیا۔ میدان مین پانوں ٹک نہ سکے خوف زدہ اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔

راجکمار مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا عفریت جادو کے دنبال مین پہونچا حریف کی فوج مین شور تھا۔ دلون پر دہشت طاری تھی ہر ایک کہہ رہا تھا ؎

کل فوج عدو مین تھا قضا آئی ہے بھاگو — منھ کھولے ہوئے کالی بلا آئی ہے بھاگو
سر اڑتے ہین جس سے وہ ہوا آئی ہے بھاگو — ہر سمت سے آواز بکا آئی ہے بھاگو

کیا دھاک تھی پرتاب کی کہتے تھے یہ کفار
اِک ایک کے دو دو کرین دو دو کے کرین چار

پرتاب سنگھ قضائے مبرم کی طرح عفریت جادو کے سر پر پہونچ گئے گردن پکڑلی

اور جھٹکا دے کر خانۂ زین سے اُٹھا لیا۔ وہ لڑکھڑا کر پشت زمین سے دوچار ہوا
پرتاب سنگھ شیرانہ چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ غضبناک ہو کر بولے۔
پرتاب سنگھ۔ او ناری! کہہ کیا ارادہ ہے۔ ہمارے آقائے نعمت شری مان
نہال سنگھ کی اطاعت کر۔ جان بخشی کی جائیگی۔
عفریت جادو بہت کچھ ہاتھ پاؤں ہلا رہا تھا مگر شکار شاہین کے پنجے سے کب
چھوٹتا ہے۔ سحر دم کر رہا ہے۔ مگر بے اثر راجکمار کی بات سے جھلا گیا۔ گالیاں
دین۔ پرتاب سنگھ نے تیغ دو دم سے سر اس ناپاک کا کاٹ کر پھینکدیا اُسکے
مرتے ہی سیاہ آندھی اُٹھی۔ تاریکی چھا گئی۔ شرر و گیر پیدا ہوا۔ ہوا کے تند و تیز
جھونکے چلنے لگے۔ فوج مخالف میں تہلکہ پڑ گیا۔ بڑا زبردست ساحر ہلاک ہوا
ہے راجکمار کے لشکر میں صدائے تحسین و مرحبا بلند تھی۔ صفوں میں حرکت ہوئی
بارہ تیرہ ہزار ساحر یکدم سے راجکمار پر ٹوٹ پڑے مہاراج نہال سنگھ کی فوج
بھی راجکمار کی مدد کے لیے ساحروں سے ہم نبرد ہوئی دونوں غول مل گئے
شبا شب تلواریں چلنے لگیں۔ اور قابض ارواح پھرتی سے اپنا کام منصبی انجام
دینے لگا۔ راجکمار پرتاب سنگھ کا حوصلہ عفریت جادو کے قتل سے دوچند ہو گیا
اور دیگر افسران فوج اور پیادہ سواروں کے دل بھی اس واقعہ نے ہاتھوں ہاتھ
بڑھا دیے۔ اس لیے مہاراج نہال سنگھ کی فوج حریف کے مقابلہ میں بڑی
بہادری اور شجاعت کے ساتھ لڑتی تھی راجکمار پرتاب سنگھ کو حریفوں کے
نرغے میں دیکھکر افسران فوج آہنی قلعہ ہتھیلی پر سر رکھکر میدان مصاف میں
کود پڑے دو سو دن گھمسان کا رہا اور اپنی گہرد نمن کشوا میں سخت خونریزی ہوئی۔
زمین لالہ زار بن گئی۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے ؎

لاشوں سے پٹ گیا تھا وہ میدان سربسر — دھڑ تھے کہیں تو ہاتھ کہیں اور کہیں تھے سر
بسمل ہزاروں مر گئے دم توڑ توڑ کر — کشتوں کا ایک فرش بچھا تھا زمین پر

ہر اک جری و دلیر کو جینا حرام تھا
ہر پرتی تھی موت چار طرف قتل عام تھا

عفریت آدم خوار کے قربان ہونے سے ملک زرنگار کی فوج ہزیمت کھا کر

بھاگی۔ لشکریون کا منہ پھر گیا۔ میدان مین لاشون کا انبار ہی کوئی سسک رہا ہے کوئی دم توڑتا ہی کوئی کراہ رہا ہے عجیب قیامت خیز عالم تھا ؎

دم تن سے جوانون کا نکلتے ہوئے دیکھا وہ سرد ہوا موت کی چلتے ہوئے دیکھا
تن شمع کے مانند پگھلتے ہوئے دیکھا نیزون کی سناتون کو اچھلتے ہوئے دیکھا

اس تیغ شرر بار سے بیتاب تھے ناری
تلوار جو تھی آگ تو سیماب تھے ناری

پرتاب سنگھ جس غول پر جا پڑے زمین ہلادی۔ رسالدار کو مارا میدان کو للکارا ساحر سحر کرتے جاتے اور میدان سے بھاگتے جاتے ہین۔ کسی نے نتیجہ سحر چمکا یا گولے ترنج و نارنج سے پیکان کے مارے برق بنکر چلے۔ نہال سنگھ اسم رد سحر پڑھتے ہین۔ آہنی قلعہ کے سپاہی زخمون سے چور چور این جانبازی مین مصروف ہین۔ ہزارہا ساحر کھیت ہوے۔ باقی نے فرار پر قرار لیا۔

غرضکہ اس موقع پر سخت خونریزی ہوئی۔ چونکہ شام ہو چکی تھی مہاراج نہال سنگھ اور راجکمار پرتاب سنگھ مظفر و منصور قلعہ آہنی مین داخل ہوے۔ اہالیان قلعہ نے اس فتح پر اظہار مسرت کیا۔ خوشیان منائین۔ عورتین چھتون پر سے راجکمار اور نہال سنگھ پر گل افشانی کر رہی ہین مبارکباد سلامت کا غل آسمان تک گونج رہا ہی۔

اس فتحیابی کی خوشی مین مہاراج نہال سنگھ نے ایک انجمن ترتیب دی۔ امیر وزیر۔ رئیس۔ مصاحب اپنی اپنی جگہون پر متمکن ہین۔ دربار لگا ہوا ہے۔ راجکمار پرتاب سنگھ کی تعریفین ہو رہی ہین۔ نہال سنگھ اُن کے زور بازو کی داد دے رہے ہین۔ جے مل نے کھڑے ہوکر پہلے اس فتح پر مبارکباد دی۔ اور پھر حضار جلسہ اور وفاداران قلعہ آہنی سے مخاطب ہوکر اس طرح رطب اللسان ہوے جے مل۔ بہادرو! اس فتح کو غنیمت نہ سمجھو۔ سُنا ہی کہ کھڑگ سنگھ بادشاہ روزگار کا لشکر ہم کو برباد کرنے اور ہماری رہی سہی آزادی کا خاتمہ کرنے کے لیے اس طرف آئیگا۔ اب وقت آگیا ہی کہ ہم لوگ دشمنون سے اپنے وطن کی عزت اور اپنے دھرم کی عظمت قایم و بحال رکھنے کے لیے سر بکف لڑنے کو تیار ہو جائین۔ سچے بہادرون کے واسطے اس سے بڑھکر موقع اور کوئی نہین ہو سکتا کہ وہ اپنے ملک

اور اپنی قوم پر قربان ہو جائین یا دشمنون کے خون سے اپنی تلوارون کو سُرخ کرین میرے اور نیز مہاراجہ صاحب کے دل مین اُس کی طاقت دیکھنے کا ارادہ تھا شکر ہے کہ وہ خود جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑا۔ ہم لوگون کو مکر و حیلہ سے قید کیا بارے خدا کی رحمت نازل ہوئی۔ فخر قوم و فخر ملک راجکمار پرتاب سنگھ نے جس مردانگی اور حُب قومی سے ہماری مشکلین آسان کی ہین۔ ہماری زبان مین اتنی طاقت نہین کہ آپ کے احسانات کی معترف ہو سکے۔ بہر حال ہم سب مل کر راجکمار کا ساتھ دین اور لوح طلسمی ہاتھ آنے کی کوئی سبیل نکالین پرتاب سنگھ طلسم کشائی کرین گے اور ایشور چاہے گا تو زنگار آپ کے ہاتھون سے فتح ہو جائے گا اس لیے آپ سب صاحب تیار رہو جائین تاکہ دشمن کو راستہ ہی مین روکنے کی کوشش کی جائے

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ سبھون نے تلوار دن پر ہاتھ رکھکر قسمین کھائین اور مہاراجہ نہال سنگھ کا حق جان نثاری ادا کرنے کے لیے تیار ہوے۔

دربار برخاست ہو گیا تھا لوگ اپنے اپنے گھر دن کو جا رہے تھے۔ اتنے مین بیر بھان مع ساتھیون کے دربار مین آیا۔ راجہ نہال سنگھ نے بہت دنون سے اُسے دیکھا نہ تھا۔ اس کے آتے ہی جے مل وغیرہ کو جس قدر خوشی ہوئی انھین کے دل سے پوچھ دیکھیے۔ یہ پانچون عیار تخت کا کونا دبا کر نیچے بیٹھ گئے راجہ نہال سنگھ نے استفسار فرمایا۔

نہال سنگھ۔ کہو اچھے تو رہے۔ کیا خبر لائے۔

بیر بھان۔ ان داتا۔ ہمارا حال عجیب و غریب ہے۔

نہال سنگھ۔ کچھ سناؤ۔

بیر بھان نے اپنی سرگذشت بیان کرنا شروع کی۔ بڑ میا کی عیاری شیودت اور بلکرن سنگھ کی گرفتاری بیر بھان کا سراغ مین جانا اور پھر طلسمی عیارون کے پنجون مین پھنسنا یہان تک کی خبر تو اس قصہ کا ناظر بھی جانتا ہی۔ بیر بھان اور دیارام اس کوٹھری مین بیہوش پڑے تھے جہان شیودت اور بلکرن سنگھ قیدیون کی طرح منھ لٹکائے بیٹھے تھے ایک کران قامت طلسمی عیار سے بات چیت ہو رہی تھی

بیر بھان چاہتا تھا کہ اس ملعون پر برس پڑے اور شیودت بلکرن سنگھ کی مشکین کھولکر مہاراج نہال سنگھ کی خدمت مین حاضر ہو اتنے مین چار طلسمی عیار اُس کوٹھری مین گھس آئے جن مین ایک افسر تھا۔ حکم دیا کہ ان کمبختون کو باندھ لو۔ بیر بھان کی سٹی بھٹی بھول گئی وہ پانچ شخص اور یہ دو برابر کا مقابلہ نہ تھا بیر بھان نے مہاراج نہال سنگھ سے اپنا حال کہنا شروع کیا۔

بیر بھان۔ پر تھی ناتھ! ہم تو وہ پانچ کیا کرتے مجھے ایک لگت سو جھی۔ اس وقت میرے اور شیودت بلکرن سنگھ کے درمیان مین وہ گران قامت عیار کھڑا تھا پلک جھپکتے ہی مین اُس پر جا پڑا وہ سنبھلنے بھی نہ پایا مین نے پھرتی سے اس ملعون کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ اور آناً فاناً اپنے ساتھیون کی مشکین بھی سو ہن سے کاٹ ڈالین اُدھر ہمارا شاگرد دیا رام اُن چارون عیارون کے مقابلہ پر ڈٹا رہا۔ پیترا بدل بدل کر خوب جھنکا یان دین ایک کی دو دو دیا رام بیچارہ کر ہی کیا سکتا تھا چارون عیارون نے ضیق مین جان ڈال رکھی تھی۔ ادھر سے ہم شیودت اور بلکرن سنگھ بھی ان چارون کے مقابلہ پر لوٹ گئے۔ اب کیا تھا برابر کا مقابلہ آخر کار اُن چارون نے ایک اور گر لیا۔ پھرتی سے مین نے حلق پر چھری پھیر دی۔ بالآخر اُن لوگون کے جی چھوٹ گئے ہمت جاتی رہی۔ پانون اکھڑے تاب نہ لاکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ بھاگتے بھاگتے بھی۔ دو اور مارے گئے۔ صرف اُن کا افسر زندہ بچکر نکل گیا اب شاید قلعہ اسی مین اُس کی بو تک نہ ہوگی۔

نہال سنگھ نے بیر بھان کی چابکدستی پر اظہار مسرت کیا۔ حاضرین نے بھی اسکی دلیری کی داد دی۔ چلو روز روز کی بم بم سے نجات ملی۔ کمبختون نے ناک مین دم کر رکھا تھا۔

مہاراج نہال سنگھ نے بیر بھان کو خلعت فاخرہ سے ملبوس کیا اور سر دربار کرسی عطا ہوئی۔ لوگون مین بیر بھان کا وقار بڑھ گیا عزت و توقیر ہونے لگی۔ مہاراج نہال سنگھ تخت طلائی پر گاؤتکیہ کے سہارے بیٹھے ہوئے ہین گانا ہو رہی ہے اتنے مین تند و تیز جھونکا آیا۔ اور جھونکے کے ساتھ ہی

ایک طاؤس زرین بال پر تولتا ہوا پائین تخت کھڑا ہو گیا۔ اور منقار کھول کر جمہائی لینے لگا۔ منقار کھلتے ہی ایک لفافہ گر پڑا طاؤس نے منقار سے اٹھا کر تخت پر رکھدیا اور انسان کی طرح گویا ہوا۔

طاؤس۔ یہ ہمارے شہنشاہ طلسم کا فرمان ہے۔

یہ کہکر طاؤس نے پر کھولے اور اڑتا ہوا جدھر سے آیا تھا نظر سے غائب ہو گیا۔

مہاراج نہال سنگھ کی طبیعت اس وقت کسی قدر مکدر ہو گئی۔ خط بلا وجہ نہین آیا ہے۔ کوئی نہ کوئی بلا آنے والی ہے۔ خط کھولا گیا میر منشی نے پڑھکر سنایا۔ لکھا تھا۔

نہال سنگھ! کیا تو ہمارے جلال اور رعب کو بھول گیا۔ کیا تو نہین سمجھتا کہ شہنشاہ طلسم سے منحرف ہونے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ تجھ سے کیسی کیسی خطائین سرزد ہوئین ہمارے بہادر عفریت جادو کو پرتاب سنگھ نے ہلاک کر دیا۔ مین سمجھتا تھا کہ وہ مردا تازہ آدم خوار دیو ہے مگر وہ بالکل بودا نکلا۔ میرا خیال غلط تھا جو اُسے مقابلہ پر بھیجا وہ اُس لائق ہرگز نہ تھا۔ خیر وہ مرگیا تو کیا ہوا ہمارے یہان اس سے بڑھے چڑھے دلیر جوا مرد موجود ہین پرتاب سنگھ ایسے ہزارون کو پشہ کی مثال جانتے ہین اور تو اُس پر بھولا ہوا ہے۔ تیرے غرور توڑنے کے لیے ہمارے یہان کا صرف ایک ساحر کافی ہے۔ تو اس سے مقابلہ ہرگز نہین کر سکتا لہذا تجھے خبردار کرتا ہون کہ ما بدولت و اقبال بہت جلد قلعہ آہنی پر حملہ کرین گے اور تیری خاطر خواہ مرمت کرکے تیرے سر سے کبر و نخوت کا دھوان نکال دین گے۔ تو نے علم بغاوت بلند کیا ہے اُس کا مزہ عنقریب چکھے گا۔ طلسم زرنگار کا جس قدر نقصان تیری ذات سے ہوا ہے وہ ایجانب کی ذات پر روشن ہوا اور جس کا ذکر تیری حالت نزع مین تجھ سے کیا جائیگا۔ تیری خطائین نظر انداز نہین ہو سکتین تو بہت جلد کیفر کردار کو پہونچے گا۔ آج سے چوتھے روز شاہی فوج قلعہ آہنی کے سامنے والے میدان مین مورچے قائم کر دے گی۔ اگر جرأت ہو تو ہمارے مقابلہ پر آمادہ ہو ورنہ قلعہ مین بیٹھکر چوڑیان پہن لے۔ شاہی فوج تیری سرکوبی کے لیے قلعہ آہنی کے اندر

اگر تیری سزا و جزا کا مقدمہ فیصل کر دے گی۔ فقط
طلسم زرنگار کا شہنشاہ
کھڑک سنگھ

مہاراجہ نہال سنگھ کے ولیعہد شہنشاہ زرنگار کا یہ خط جس کا ایک ایک لفظ زہر سے بجھا ہوا تھا کاٹ کر گیا غضب غصہ ابھر آیا تیوروں پر بل پڑ گئے اور یہ جوش بھری تقریر اہل دربار کو سنائی جس کا خلاصہ ذیل مین درج ہے۔

دوستو! قلعہ آہنی کے قوت بازو دو!! آپ نے شاہ طلسم زرنگار کی شرمناک اور غیر شریفانہ تحریر سماعت فرمائی آپ نے اُس کی گیدڑ بھبکیان ملاحظہ کین اس لیے ایک سورما دلیر چھتری کہلا کر میرے نزدیک اس بیچ زندگی سے جس کو ایک دن نابود ہونا ضروری ہے۔ قومی حمیت کی آن گنوا کر بے شرمی سے جینا ہزار درجہ بدتر ہے۔ بہادری کے ساتھ جان دینا میدان جنگ مین سو رہنکر مزا راجپوتونکا خاص جوہر ہے۔ لہذا مین ہر طرح مجادلہ و مقابلہ پر آمادہ ہون اور آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ جس طرح کل کی لڑائی مین راجکمار پرتاب سنگھ نے نامردون کے دانت کھٹے کر دیے اسی طرح اب کی بھی میدان مصاف لاشون سے پٹ جائیگا۔ لوح طلسمی آنے کی دیر ہے طلسم زرنگار کی اینٹ کھود کھود کر پھینک دی جائیگی۔ کھڑک سنگھ کا سر میدان مین ٹھوکرین کھاتا پھرے گا۔ مجھے آپ لوگون سے بھی امید ہے کہ میرے ہر قطرہ کے ساتھ اپنے جگر کے خون ناب نالے بہا دینے مین دریغ نہ کرین گے عین وقت پر شاہ طلسم کی واقعی شجاعت اور پرتاپ سنگھ کو غلط ثابت کر کے خاک اور سنگار یزدان مین کھڑک سنگھ کو متواتر لوٹتے ہوے اس طرح دیکھین گے جس طرح کوئی شکاری صید کو۔ بس آپ لوگ مستعد ہو جائیے اور میدان رزم کو بچون کا کھیل سمجھکر حریف کو ناک چنے چبوا دیجیے۔ اس کو بھی معلوم ہو جائے کہ چھتریون کے منھ آنا دل لگی نہین۔ اس تقریر سے سناٹا چھا گیا۔ بہادرون نے مونچھون پر تاؤ دیا اپنی اپنی آبدار تلوارین جو اس وقت زیب کمر تھین بوجہ غضب و غصہ کے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھ سے مضبوط پکڑ کر نیام سے باہر کھینچ لین اور غصہ بھری چتونون سے چاردن طرف دیکھنے لگے۔ ایک قدرتی جوش پیدا ہو گیا

سے بھگوان جے ہری! کا ایک غیر معمولی شور تمام قلعہ میں دفعتاً گونج گیا۔ دلیر بہادر اسی حالت جوش میں بیتابانہ کرسیوں پر جھومنے لگے۔ دلیروں نے آستینیں چڑھائیں تلواریں کھینچ لیں۔ بعضوں نے بیتاب ہوکر فوراً مقابلہ پر آمادگی ظاہر کی کچھ لوگ سینہ ٹھوک کر بول اُٹھے۔

درباری۔ مہاراج دھرکارے ہماری رجپوتی پر کہ ہم اپنے جیتے جی اپنے ملک میں دشمنوں کو جلتا پھرتا دیکھیں۔ ہماری بہادری میں اسیوقت بٹہ لگ گیا جب برچھی ہاتھ پر ظالم کھڑک سنگھ نے گستاخیاں کیں دشمنوں کو قید میں اذیتیں دیں۔ دھوکا دیکر گرفتار کیا۔ ملعون نے ہمارے دست قدرت کا تماشا نہ دیکھا۔ ہم کو ڈوب مرنے کے لیے یہی کیا کم ہے کہ کھڑک سنگھ سے اب تک قصاص نہ لیا گیا ہمارے ان باپ نے ہم کو اس واسطے نہیں پیدا کیا کہ ہم فضول اپنا جسم بڑھا کر نمائشی بہادروں میں اپنا نام لکھائیں اور نہ ہم اُس گھرانے میں پیدا ہوئے جو موت سے گھبرا گھبرا کر ذرا سی بات میں عورتوں کی طرح چوڑیاں پہن لیں اور گھر میں گھس رہیں۔ بلکہ ہم نے اُس قوم میں جنم لیا ہے جو اپنی بات کے ساتھ اپنی جان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے۔

مہاراج نہال سنگھ حاضرین کی خلوص محبت اور قومی آن بان کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر عقلمند وزیر جیل سے فوج کی تیاری کا حکم دیا۔ اور فرمایا کل علی الصباح جم غفیر لیکر یہاں سے کوچ کرو پہاڑی میدان کے کنارے مورچے قایم کردیے جائیں۔ جلسہ معقول ہوکسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ حکم دے کر مہاراج رنواس میں نہضت فرما ہوئے۔ دربار برخاست ہوا۔ راجکمار پرتاب سنگھ بھی مہاراج سے رخصت ہوکر ڈیرے پر گئے۔ کوئی تین گھنٹہ بعد شب کو نہال سنگھ نے راجکمار کو طلب کیا۔ اور تخلیہ میں یوں باتیں ہونے لگیں۔

نہال سنگھ۔ بیٹا۔ اس وقت خلاف موقع تکلیف دینے کا ایک سبب ہی کہ آرام میں خلل ہوا مگر کچھ طلسم کے متعلق باتیں کہنا ہیں۔

پرتاب سنگھ۔ فرمائیے! جاں نثاری کو حاضر ہوں۔

نہال سنگھ۔ یہ تو جانتے ہی ہو کہ کیسا کچھ کشت وخون ہوگا۔ سحر کی لڑائیان ہین۔

پرتاب سنگھ۔ ہان سرکار۔ پرتاب سنگھ کے ہاتھ مین جب تک تلوار ہے حریف بنا بگاڑ نہین سکتے۔

نہال سنگھ۔ نہین صاحبزادے۔ ایک سحر سے ہاتھ پانون مین سکت باقی نہین رہتی۔ اور تم کو اس طلسمی لڑائی مین بہت کچھ کام کرنا ہے مین تو چاہتا تھا کہ آپ میدان مصاف مین قدم بھی نہ دھرتے۔ پر کیا کرون مجبور ہون حکما نے آپ ہی کے نام فتاحی لکھی ہے۔ اگر آپ اس معرکہ مین قدم نہ رکھین گے تو ہمارا بہت کچھ نقصان ہوگا۔ اور آہنی قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

اس کے بعد بہت کچھ خفیہ راز بتانے جو اس وقت تو ہماری سمجھ مین بھی نہین آئے۔ موقع موقع پر خود افشا ہو جائین گے۔

پرتاب سنگھ۔ خادم ہر کام مین مستعد ہے جو کچھ ارشاد ہوگا امکان بھر کوتاہی نہونے پائے گی۔

تیسرا باب

چرا کے دل کوئی چلتا ہوا ہے اے ہمدم
سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا

ناظرین کرام! آپ کو یاد ہوگا کہ ناگر اور راجکماری کرشن کانتا ایک طویل الفاظ جوان کے پیرین مقید ہو چکی ہین۔ ان خانہ برباد عورتون کو پڑے پڑے تین روز ہو گئے۔ بیچاری مصیبت کی ماریان شب بھر اسی گول کوٹھری مین بسر کرتی ہین۔ چونکہ ناگر چالاک اور تیز عورت ہے صبح ہی سے تلاش راہ سامنے والی مورچہ پنجی مین آتی مگر راستہ نہ پانے سے نا امید ہو کر اپنی پھوٹی قسمت پر لعنت ملامت کیا کرتی۔ اس پنجی سے ملی ہوئی تین اور کوٹھریان تھین مگر کسی مین باہر نکلنے کا دروازہ نہ تھا۔ البتہ نادر چیزین اور بیش قیمتی سامانون سے ہر ایک کوٹھری معمور تھی۔ ناگر کو اس کوٹھری سے سخت تعجب تھا

بہین سے وہ حسین عورت غائب ہوئی تھی یا جس مین سے وہ لمبا تڑنگا جوان نظرون سے چھپ گیا تھا۔ جوان روزمرہ آتا اور خوشامد درآمد عاشقانہ باتون سے اپنی چاہت کا اظہار کرتا۔ لیکن کرشن کانتا اس سے ہمیشہ کھنچی ہی رہی کبھی منہ نہ لگایا۔ بلکہ روز بروز اُس کی جانب سے نفرت بڑھتی ہی گئی۔ اُسے شاہ طلسم کا بڑا بھروسا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ وہ ہی ایک روز مین دائد نامدار اس بدذات کی قید سے چھوڑا لے جائین گے۔ اب تین چار روز کا زمانہ ہوا کسی نے خبر دی اُس کی امید ٹوٹ گئی دل عجب بھراس قید سے چھٹکارا ہوگا" وہ سمجھ گئی کہ اس مکان کے چارون طرف برق کی طرح قوسی چکر گھوم رہا ہے کس متنفس کی جرأت ہے جو اسے پھاند کر قید بلا سے چھوڑائے اور اس چکر کو نشانہ باندھکر گرائے

دردمند کرشن کانتا انھین خیالون مین پھنسی ہوئی تھی۔ سوائے ناگر کے اس بیچارگی کو کون تشفی دینے والا تھا عقلمند ناگر کی کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی کوئی حکمت پوری نہین اُترتی دن انھین الجھاوون مین کٹتا تھا تو رات بکھیڑون مین بسر ہوتی تھی۔ اس کو حیرت تو اس بات سے تھی کہ طویل قامت جوان کدھر سے آتا اور کس طرف سے نکل جاتا ہے۔ اس وقت ناگر اسی مربع صحنچی مین بیٹھا جہان ایک عورت دیکھی تھی اور وہ دیکھتے دیکھتے اسی کوٹھری سے غائب ہوگئی تھی اس مین صرف ایک دریچہ تھا فرش پتھر کا تھا مگر دیوارون مین چار پہیے کے پتلے نصب تھے پتلے سیدھے بنے ہوے دیوارون سے چسپیدہ تھے اس لیے سامنے کا حصہ بخوبی نظر آتا تھا۔ چارون پتلے انسانی قد سے کچھ بڑے تھے۔ ہاتھ پاؤن قد تو انسان کا تھا لیکن سر کے بجاے ہرن اور بارہ سنگون کی کھوپڑیان تھین اُن پتلون کے درمیان بڑی بڑی خوبصورت تصویرین آویزان تھین۔ ناگر ان پتلون اور تصویرون کو دیکھکر اور بھی دنگ ہوئی۔ دل گھبراتا تھا وہ بت کی طرح کھڑی تھی یہ سب کچھ ہے لیکن باہر نکلنے کا دروازہ کہان ہے۔

سہ پہر کا وقت تھا اس تہ خانے مین روشن دان سے آتی ہوئی دھوپ نیچے سے سمٹ سمٹا کر پتلون کے منہ پر پہونچ گئی تھی۔ راجکماری گول صحنچی مین بیٹھی ہوئی اپنی بے بسی پر رو رہی تھی۔ ناگر تصویر والی صحنچی مین تھی اُسنے

خدا جانے کیا دیکھا یکایک زور سے آواز دی راجکماری جی ذرا یہان آؤ۔
کرشن کانتا گھبرا چھوٹ جانے سے بہت بے چین تھی۔ انتشار اور تردد کا نشانہ بن رہی تھی ناگر کی آواز سے چونک اٹھی اُس کے پکارنے کا ڈھنگ نرالا تھا اس آواز سے کچھ کچھ امید جھلکتی تھی وہ خوشی خوشی اٹھی اور اپنی ہمراز سہیلی ناگر کے پاس بے تحاشا دوڑی ہوئی آئی۔ ناگر ایک پتلے کے پاس کھڑی ہوئی کچھ دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر کچھ کچھ شکنین پڑی ہوئی تھین وہ کسی گہرے خوض مین پڑی ہوئی تھی راجکماری کے پہونچتے ہی وہ سنبھلی۔

کرشن کانتا۔ بہن کیا ہے۔؟

ناگر۔ پرماتما نے آج بڑی کرپا کی۔

کرشن کانتا۔ کیسی کرپا۔

ناگر۔ جس رنج نے تمہین بالکل نراس کر دیا تھا۔ آج کچھ کچھ امید سی جھلکتی نظر آتی ہے۔

کرشن کانتا۔ میری پیاری سہیلی! پہیلیان کیون بجھواتی ہو۔ صاف صاف کہو

ناگر۔ راجکماری جی! اب ہم تم دونون یہان سے بھاگ سکتے ہین۔

کرشن کانتا۔ کس طرح۔

ناگر۔ جس چور دروازہ سے وہ جوان آتا جاتا ہے یا جس دروازہ سے اس دن وہ عورت آئی اور پھر غائب ہوئی۔ راجکماری جی! آج مین نے اُسے ڈھونڈھ لیا

یہ سنکر کرشن کانتا خوشی سے پھول اٹھی چہرہ پر سُرخی دوڑ گئی۔ اُس نے بیتابی کے ساتھ ناگر سے پوچھا۔

کرشن کانتا۔ کیا سچی بات ہے۔ کیا تو چور دروازہ پا گئی۔

ناگر۔ سچ نہین کیا جھوٹ ہے دیکھ نہ لو۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔

یہ کہکر ناگر نے ایک پتلے پر ہاتھ رکھا اور اسی پتلے کے پاس ناگر کھڑی بھی تھی ہاتھ رکھتے ہی عجیب کرشمہ نظر آیا۔ کرشن کانتا دیکھتے ہی محو حیرت ہوئی۔ پتلا ہاتھ کے دبانے سے خود بخود نیچے زمین مین دھنس گیا۔ اور پشت پر ایک اور پتلی نظر آئی۔ یہی چور دروازہ ہے۔ اس دروازہ کے اندر غضب کی تاریکی تھی۔ ناگر بولی۔

ناگر۔ راجکماری جی! آپ نے دیکھا یہ پتلے سب چور دروازہ مین ان کی حکمت مجھے معلوم ہوگئی۔

کرشن کانتا نے دیکھا کہ ناگر کے ذرا سے دبانے پر پتلا زمین مین دھنس گیا اور دوسری پتلی پتلے کی پشت پر دکھائی دی ناگر نے اس پتلی کی کن پٹیان دبائین۔ کھڑکی کی طرح دو پٹ کھل گئے جس مین ایک زینہ نیچے اترا ہوا چلا گیا تھا۔

ناگر۔ یکایک اس پتلے کے سینگون پر ہمارا ہاتھ ذرا دبایا۔ یہ سینگ نہین سٹکنیان ہین۔ دبانے سے پتلا نیچے دھنس جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری پتلی کی کنپٹیون مین یہ دو کھونٹیان جو دیکھ رہی ہو یہی دروازہ ہے۔

کرشن کانتا۔ ناگر!۔ تو بڑی چالاک ہے تو بڑی تیز ہے۔ تو نے میرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا۔ لیکن اب ہم کیا کرین۔ اگر یہی دروازہ باہر جانے کا ہو تو خیر ہے۔ نہین تو ایشور نہ کرے کسی دوسری آفت مین پھنس جائین۔

ناگر۔ آپ ذرا یہین ٹھہری رہین۔ مین نیچے اترتی ہون اور پتہ لگا کر ابھی آتی ہون پھر جیسی رائے ہوگی کرین گے۔ اگر راستہ مین خطرہ نہوگا تو نکل چلین گے۔

کرشن کانتا۔ میری بہن! تجھے چھوڑ کر اکیلی نہین رہ سکتی اور نہ میرا جی مانتا ہے کہ تجھے اس اندھیرے گھپ مین جانے دون۔ کیا جانین کیسی پڑے کیسی نہ پڑے اگر جانا ہی ہے تو مین بھی ساتھ چلون گی۔ جو آفت ہوگی آدھی بانٹ لین گے۔

ناگر۔ میرے ساتھ آپ کا جانا مناسب نہین جو کچھ بلائین ہونگی مین جھیل لونگی آپ کی جان تو بچ جائیگی میری جان سے آپ کی جان بہت قیمتی ہے اس لیے آپ یہان مقیام کرین مین آتی ہون۔

کرشن کانتا۔ ناگر! مین جیل وجیت تو کرنا جانتی نہین۔ سو بات کی ایک بات کہدی۔ کہ مین بھی سایے کی طرح تیرے ساتھ ساتھ رہونگی۔

ناگر۔ (اداس ہوکر) اچھا روشنی دوشنی کا سامان کرلون تب چلنا۔ رستہ دیکھا نہین اندھیرے مین بھٹکتے پھرین گے۔

کرشن کانتا وہین کھڑی رہی ناگر نے ساری پھاڑ کر فلیتہ بنایا اور روغن سے خوب تر کر کے چھوٹی سی شعل جلائی اور بنائی ہوئی حکمت سے چور دروازہ کھول کر یہ دونون نیچے اُترگئین - زینہ بہت چوڑا نہ تھا صرف دو آدمیون کے چلنے کی گنجایش تھی - زینہ نہایت ہموار تھا - دونون قدم بڑھائے ہوئے چلی جاتی تھین اتنے مین ایک دروازہ ملا ناگر اور کرشن کانتا دروازہ سے باہر نکلین اب ایک اور دوسری کوٹھری ملی یہ بھی مربع تھی اس چوکھوٹی کوٹھری کی دوسری جانب بھی دروازہ تھا دروازہ کے بعد ایک لمبی چوڑی سیڑھی دکھائی دی ناگر کے ہاتھ مین گو مشعل تھی مگر روشنی اس کی وسعت کو کافی نہوتی تھی - اس کی صورت خطرناک تھی سناٹا چھایا ہوا تھا -

راجکماری کرشن کانتا اور وزیر کی دختر ناگر کے پانون اس ہولناک سنسان کوٹھری کے خطرناک منظرون سے اکھڑے جاتے تھے - دو چار قدم چلین پھر رکین - ہولناکی ادھر اُدھر دیکھنے لگین - کلیجہ مین طاقت نہین ہاتھون اور پانون سے بھوچک سی دونون ایک دوسرے سے بھنٹی جاتی تھین کچھ ایسی دہشت چھائی ہوئی تھی کہ نطق کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے تھے ایسا ہو کہ جیسے دہن سے آواز نکلے اور پھر دہن ہی جانین البتہ دونون نگاہین اپنا اپنا راز ایک دوسرے سے کہہ رہی تھین - کچھ دیر یہی عالم رہا - جب یہ وقت بھی اُبال کھا چکا طبیعت مین کسی قدر سکون ہوا - کرشن کانتا نے اس طرح زبان ہلائی -

کرشن کانتا - بہن دیکھو کیسا پُرخوف مقام ہے - رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہین - معلوم ہوتا ہے کوئی سامنے سے آتا ہے - کوئی بغل سے نکلا گردن ناپ لیگا -

ناگر - بہن گھبراؤ نہین - جو کچھ ہوگا دیکھ لین گے - بس چلی چلو -

آگے آگے ناگر اور اُس کے پیچھے کرشن کانتا چلی جاتی تھی کبھی کوٹھری کی تاریکی پر لحاظ کرتین کبھی دیوارون کی طرف دیکھتین - اول رات دوم اس مقام کی تاریکی بھی قیامت کا نمونہ بن رہی تھی - ہر چند مشعل ان دونون کی پیش راہ تھی مگر اس تیرہ و تار مقام مین اس کی بساط ہی کیا تھی ہوش اُڑے جاتے تھے طبیعت مین استقلال نہین مشعل کی روشنی دیوار تک بھی پہونچنے مین عاری تھی خوف سے

پاؤن آگے نہ پڑتا تھا جی چھوٹا ہوا تھا۔ راجکماری کے سامنے عجیب و غریب وحشت افزا منظر تھے۔ کبھی بھوتنیوں کی ٹولیاں صف باندھے سامنے کھڑی تھیں۔ کبھی چڑیلیں ڈراؤنی صورتیں دکھلا دکھلا کر اس کے نازک دل کا خون چوسے لیتی تھیں اور بیچاری راجکماری اپنے ننھے دل کو مٹھی سے پکڑ کر ناگر سے چمٹی جاتی تھی۔ غرضکہ ہر منظر ہر صورت ہر مقام چاروں طرف سے اس کے نفس پر وحشت برسا رہا تھا۔ ناگر بھی سہمی ہوئی تھی۔ مگر بیوٹ نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا تھا راجکماری کا ہاتھ تھامے گام فرسا تھی۔ گو اس کا دل بھی یہاں کے قدرتی خوفناک مشہدوں کا نشانہ بنا ہوا ہی لیکن دھنائی اس کی مددگار تھی پاؤں برابر آگے ہی پڑتے تھے۔

کوئی ۱۵ منٹ تک یہی حال رہا۔ چلتے چلتے ایک دفعہ راجکماری کی نظر آسی ظلمتکدہ کی طرف پھر اٹھی۔ مگر فوراً نگاہ کو پلک نے داب لیا۔ نظر نیچی ہو گئی اور یہ سہمی ہوئی ناگر سے چمٹ گئی۔ ناگر پر بھی کسی مشہد نے کچھ اثر ڈال رکھا تھا وہ بھی مثل بید کانپ رہی تھی۔ راجکماری نے ناگر کو کانپتے دیکھکر آنکھ اٹھائی عجیب تماشہ پیش نظر تھا کالجہ اچھل اچھل کر منہ کو آگیا اونے زور سے ایک چیخ ماری پاؤں لڑکھڑائے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ ناگر بھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ہاتھ میں رشتہ تھا مشعل ہل رہی تھی۔ خوف کے مارے سانس تک نہ لیتی تھی۔

ہائیں ناگر! یہ کیا ہوا۔ تیری دلیری تیری جیوٹ تو مردوں کو مات کرتی تھی تو گرم و سرد دیکھے ہوئے تھی۔ تجھ پر کیا بلا آئی۔ جو اس طرح آپے سے گذری جاتی ہے ؎

تو کہاں کو جا رہی ہے تری چال کیوں ہے دھیمی
ہے یہ فکر کی گھٹا کیوں ترے رخ پہ آج طاری

تو نے کیا دیکھا ہمیں تو بتا دے شاید تیرے درد کی دوا کریں۔ اخاہ۔ تو عورت ہے۔ کیوں نہ ڈرے۔ اچھے اچھوں کے ایسے ہیبت ناک مقاموں پر اوسان خطا ہوئے جاتے ہیں۔ ہم نے بھی دیکھا۔ تیرا کہنا ٹھیک ہے۔ وہ سامنے کفن سے لپٹا مردہ کھڑا ہے اور وہ اسی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ بھر کیونکر تیرے ہوش نہ پیترے ہوں۔

چوتھا باب

کچھ ایسے فتنوں پہ فتنے اُٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اُٹھا
اُٹھی قیامت بھی ساتھ میرے ستون کے کہتے تنگ آکر
وہ قتل کرتے ہوئے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بار ہا یونہیں رہ گئی تھی ہمارے دل میں اُمنگ ہو کر

آج پھر آہنی قلعہ کے سامنے والے ریگستانی حدود میں خلاف معمول شاہ طلسم زرنگار کی فوج کا ایک بہت بڑا کیمپ نظر آرہا ہے۔ چھوٹے بڑے صدہا خیمے اور راؤٹیاں دور تک مسلسل قطاروں میں نصب ہیں جن میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی سنہری شعاعیں گر گر کر عجیب دلفریب سین پیدا کر رہی ہیں راؤٹیوں کے سامنے مختلف رنگ اور مختلف قسموں کے گھوڑوں کی مسلسل قطاریں ایک خط مستقیم پر بڑھتی چلی گئی ہیں جو اپنے کھونٹوں سے بندھے ہوئے ہیں

ان راؤٹیوں اور چھوٹے چھوٹے خیموں کے درمیان میں بڑے بڑے سائبان اور لعل سرا پردے جو نامی گرامی فوجی افسروں کے لیے مخصوص تھے شان و شوکت کے ساتھ نصب ہیں۔ شاہ طلسم کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔ چوکی پہرے والے نہایت ہوشیاری سے ٹہل رہے ہیں اور فوجی دل بادل کی طرح جہاں تک نظر کام کرتی ہے پھیلے ہوئے پڑے ہیں۔

مہاراجہ نہال سنگھ کا لشکر بھی کٹنے مرنے کو پھاٹک سے نکل کر میدان میں پڑاؤ ڈال چکا ہے۔ مورچے قائم ہو چکے ہیں۔ دشمنوں کے خون بہانے کی طیاریاں ہو رہی ہیں بدنظمی درست ہو گئی اور پہرے والے نہایت ہوشیاری کے ساتھ کیمپ کے گرد چکر لگانے لگے۔ چونکہ آج کل طلسم آہنی کی سرزمین شاہ طلسم زرنگار کی فوج کی جولانگاہ بنی ہوئی ہے اس اعتبار سے یہاں پہرے کا انتظام بہت معقول طریقے سے ہو رہا ہے۔ بہت سی

چھوٹی بڑی راوٹیون اور خیمون کے درمیان مین جو عالی شان خیمہ نصب ہے اور جس کے گرد پہرے کے لیے ننگی ننگی تلوارین ہاتھون مین نکلی ہوئی ہین - اس کے اندر مہاراجہ نہال سنگھ مکلف فرش پر اداس چپ بیٹھا ہے۔ اس کا جھکا ہوا سر اُس کے بائین ہاتھ پر رکھا ہے۔ سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت اس کے دانتون کے نیچے دبی ہوئی ہے اس کی حالت دیکھتے ہی بے اختیار ہو بہو تصور کی وہی خیالی مگر مجسم تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے جس کے ہر پہلو اور ہر رخ سے غور اور فکر اور حیرت ہی برس رہی ہو۔ یہ اسی فکر مین بیٹھا ہوا تھا کہ راجکمار پرتاب سنگھ سامنے سے آتا دکھلائی دیا۔

نہال سنگھ نے کہا۔ بیٹا خوب آگئے۔ مین تمھین بلانے ہی والا تھا۔

راجکمار۔ حضور عالی! اس قلعہ سے پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر شاہ ظلم نے اپنا کیمپ قائم کر دیا ہے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ مردودون کو آگے بڑھنے سے روکین اسی وقت فوج لے کر ان لوگون پر ٹوٹ پڑین اور کل علی الصباح تک لڑائی کا فیصلہ کر ڈالین۔

نہال سنگھ۔ آج شب بھر ٹھہریے۔ مین نے چند جاسوس روانہ کر دیے ہین حریف کا رنگ ڈھنگ دیکھکر مجھے خبر کرین گے اور کل علی الصباح ایشور نے چاہا تو اُن پر دھاوا بول دیا جائے گا۔ جان جائے یا رہے مگر کھڑگ سنگھ کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ آپ یقیناً اپنی کوششون مین کامیاب ہون گے۔ آیندہ جو مقدر مین لکھا ہے وہ امٹ ہے۔

راجکمار۔ پرتھی ناتھ کی جو کچھ رائے ہے نہایت صائب ہے۔

نہال سنگھ۔ غالباً آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ ہماری فوج کیل کانٹے سے بالکل درست ہوگئی کسی بات کی کمی تو نہین۔

راجکمار۔ راجن۔ کل کارروائیان نہایت احتیاط سے سرانجام پا گئی ہین۔ صبح ہونے کی دیر ہے۔

یہ کل باتین ان دونون مین کچھ اس طرح آہستہ آہستہ ہو رہی تھین کہ آواز کا کانون تک پہونچنا تو درکنار اُن کے پاس ہوا سی ہر جگہ پہونچنے والی چیز کی بھی

رسائی نہ تھی۔ اس قدر باتوں کے بعد فوج کا سپہ سالار وزیر جے مل یہاں طلب کیا گیا ہے۔ اُس سے بھی سرگوشی کے ساتھ اسی طرح کی باتیں ہوا کیں اس کے بعد مہاراج نہال سنگھ راجکمار رتناب سنگھ اور عقلمند وزیر جے مل کیمپ کی دیکھ بھال کے لیے ملبوس شاہی اتار کر سپاہیانہ بانے میں گشت کرنے لگے۔

سارے کیمپ میں غیر معمولی سرگوشیاں ہوتی ہوئی پائی جاتی ہیں اور جنگی تیاریوں کے سامان بھی نظر آتے ہیں۔ تقریباً ساری رات یہی انتظامات کرتے ہوئے ان کو گذری تمام کیمپ میں جو فوج کی کثرت کے اعتبار سے تاروں بھری رات تھی کسی قدر مناسبت بھی رکھتا تھا رات بھر کچھ عجیب چہل پہل ہل چل پڑی رہی۔ تیاریاں تو ہو رہی تھیں مگر کسی کو اُس کی خبر نہ تھی کہ کس کس کی موت آئی ہے۔ سارے کیمپ میں جس طرف دیکھیے یہی چرچے ہیں کہیں گذشتہ لڑائی کے تذکرے سُنا سُنا کر فوجی جوانوں کے حوصلے بڑھائے جاتے ہیں کہیں ہتھیاروں پر سیقل کی جاتی ہے کوئی سنان نیزہ کی دھار دیکھ رہا ہے۔ تلواروں کی انگلیوں سے کاٹ آزمائی جاتی ہے کہیں بڑے لاف وگزاف سے بڑھ بڑھ کر باتیں ماری جاتی ہیں بہادری اور شجاعت کے دعوے ہو رہے ہیں جن کے ہلہ میں بہادر دل تھے اُن کی رگوں میں جوشیلا خون تھا اُن کی طبیعتوں کے پختہ جوشیلے حوصلوں نے دم بھر ان کو سونے نہیں دیا۔ بزدلوں کی تو ڈر کے مارے آنکھوں سے نیند اُڑ گئی تھی کہ دیکھیے صبح ہوتے ہی کیا ہوتا ہے۔

اب دنیا کے اسٹیج کا سیاہ پردہ اُٹھ گیا۔ بزم فلک کے رونق بڑھانے والے ستارے رات بھر فوجی لوگوں کی جنگی تیاریاں دیکھتے دیکھتے صبح کے قیامت خیز ہنگامہ کے خوف سے جھلملا جھلملا کر آسمان کی نیلگوں چادر میں منھ چھپانے لگے۔ اور بانکے ترچھے نوجوانوں نے فوجی آلات حرب سے مسلح ہو کر مرنے مارنے کے لیے کمریں کسنا شروع کر دیں۔ ان کی جرات اور جوش کو دیکھ کر آشیانوں سے مرغان سحر چلا اُٹھے۔ صبح نے اپنا گریبان دامن تک چاک کیا اور شرقی افق سے سیاہی کی جگہ سرخی دوڑنے بھی نہ پائی تھی کہ کل پیدل اور سواروں کی فوج فوجی قاعدوں سے صفیں باندھ کر اپنے اپنے کمانیر کے حکم کا انتظار کرنے لگی۔ گھنٹہ اور قرنا کے

بجنے کی آواز مشرقی پہاڑی سے دوش ہوا پر سوار ہو کر چاروں طرف گونجنے لگی
آواز کے ساتھ ہی بگل ہوا اور ساری فوج باقاعدہ صفوں میں منقسم ہو کر متعدد
حصے ہو گئی۔

پہلے تو دونوں لشکروں سے جوان اہل نبرد میدان میں نکل نکل کر
مریضوں کا ٹکا۔ کھیلنے کے لیے چابکدستی دکھانے لگے۔ اور دو ایک کو عدم کی
راہ بتا کر خود بھی مرگ کی آغوش میں جا لیٹے۔ دس پندرہ جوان مقدر کی برگشتگی
سے اپنی اپنی جان ہاتھ سے دھو بیٹھے۔ اتنے میں آفتاب نصف النہار پر پہونچکر
فوجی جیالوں کے کرتب دیکھنے کو طرفین کے لشکر پر تیز نظر چھوڑنے لگا۔ شاہ طلسم
کی فوج سے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال میدان میں آیا۔ شاہ کہ اس
پہلوان نے مہاراج نہال سنگھ کے بیس سواروں کو آب شمشیر کے گھاٹ اتارا۔

ادھر ان بہادروں کے مرتے ہی راجکمار کی رگ شجاعت متحرک ہوئی۔ خون
ابلنے لگا۔ ادھر اس غدار سالار نے اپنا حریف طلب کیا۔ پرتاب سنگھ نے نہال سنگھ
کے قہر پر مرکر لشکر سے گھوڑا نکالا۔

پہلوان عفریت خصال نے پرتاب سنگھ کو اپنی سمت آتے دیکھکر بہت بڑا
قہقہہ لگایا۔ پھر چہرے کی ملاحت اور ہاتھ پاؤں کی خوبصورتی دیکھکر پرتاب سنگھ سے
مخاطب ہوا۔

پہلوان۔ ابھی تو بچہ ہے۔ نوجوان بنے جا اپنی راہ لگ۔ تجھے دیکھکر مجھے
ترس آتا ہے۔

پرتاب سنگھ۔ کیا تو میری ہیبت سے ڈر گیا۔ لڑنے آیا ہے یا اپنے
مقابل پر ترس کھانے۔

پہلوان۔ تمہاری عمر اور تمہاری خوبصورتی دیکھکر دل میں رحم آگیا۔
ایسی ایسی نازک صورتیں کچھ دن تو دنیا میں رہکر لطف اٹھا لیں۔ افسوس کہ تو
میری تیغ دوم سے عنقریب زمین کا پیوند ہو جائیگا۔

راجکمار۔ اچھا گرو لا۔ کیا سکھاتا ہے۔ چیلہ بنا لیا۔ ارے یہ میدان جنگ ہے
نہیں میدان نہیں چوگان ہیں گوے

جسکو خدا دے وہ نیلنا می حاصل کرے تلوار اُٹھا اور حملہ کر۔ یہ تو کوئی جانتا ہی نہین کہ کس کی کس کے ہاتھ سے موت ہو۔ شاید تیری اجل اس ذرہ کے ہاتھ سے کاتب قدرت نے لکھدی ہو۔

پہلوان کو اس کلمے کے سُننے کی کہان تاب تھی۔ سارا جسم طیش کھا گیا۔ خون مین ڈوبی ہوئی بیل کی طرح بڑی بڑی آنکھین نکالکر للکارا۔

پہلوان۔ اولڑکے! درحقیقت تو اندر این کا پھل ہے! اگر اچھا چہرہ خوبصورت بازو۔ ماہتابی چہرہ اور اُس پر یہ کڑوا بین۔ زہر سے بجھی ہوئی باتین نشتر کی طرح کاٹ رہی ہین۔ اچھا اب سنبھل۔ یا وہ گوئی کا مزہ چکھ اپنے پُرانے مقبول دوستون کے پاس جانا چاہتا ہے۔

یہ کہکر جھولے سے ایک آئینہ نکالا پھر کچھ اسم سحر دم کرکے پرتاب سنگھ کے چہرے پر آئینہ کا عکس ڈالا طلسمی لٹھا راجکمار کے نصیب کا تھا۔ عکس نے کچھ اثر نہ کیا۔

راجکمار۔ بدمعاش! کیا جادوگرون کی طرح آئینہ دکھاتا پھرتا ہے کسی میلہ مین جاتا تو دو چار پیسون کا بھلا ہو جاتا۔ اگر تیغ آبدار کا جوہر دیکھنا ہے تو سامنے آ اور دلیرانہ چابکدستی دکھلا۔ ایسے ایسے شعبدون سے یہان کندہ نہین ہوتی۔

پہلوان خجالت سے کٹ گیا اور پانچ ہاتھ کی لمبی سیف میان سے کھینچکر راجکمار پر ٹوٹ پڑا۔ پرتاب سنگھ نے بڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ سیف چھین کر پھینک دی اُس نے سحر پڑھا۔ بائین ہاتھ سے چھری نکال کر داہنی ران مین کوچ کر قطرات لہو سے اُسے ترکیا اور راجکمار پر پھینک ماری۔ راجکمار نے داہنی ہاتھ سے پھکی دے کر دور پھینک دی اور لپک کر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا۔ چرخ دینے لگے۔ وہ پکارا مجھے چھوڑ دے ایکبار پھر زور آزمانے کی ہوس ہے۔

راجکمار نے جواب دیا بھاگ بھی جائے گا تو میرا کیا بگاڑے گا۔ یہ کہکر زمین پر ٹپک دیا۔ پہلوان ہاتھ جھاڑ کر اُٹھا اور نیزہ سنبھالتا ہوا سامنے آیا۔ دونون

مین نیزہ چلنے لگا۔ دو گھڑی کامل نیزہ چلا راجکمار نے نیزہ اس بدباطن کا توڑ ڈالا۔ دیر تک کشمکش رہی۔ پہلوان بولا۔ ارادہ ہو کہ کشتی مین تیری مشکین باندھ لون۔ راجکمار نے ہتھیار رکھ دیے۔ آستین چڑھا کے کشتی مین مصروف ہوئے۔ طرفین کی نظرین لڑی ہوئی تھین۔ اپنے بیگانے جمع تھے پہر بھر کامل کشتی ہوئی۔ دو چار پیچ ہوئے تھے کہ پرتاب سنگھ نے پہلوان کو رگیدا۔ ہر چند پہلوان قدم جماتا ہو مگر نہین جمتا۔ پندرہ قدم ریل کر راجکمار نے ہکہ مارا کمر مین ہاتھ ڈال دیے۔ ایک، دو تین دفعہ زور کرکے سر سے بلند کیا اور چرخ دیتا ہوا لے نکلا۔ پہلوان پھر چلایا۔ پرتاب سنگھ مجھے چھوڑ دے اب تیرا مقابلہ نہ کرون گا۔ پرتاب سنگھ بولے۔ ہمارے مہاراج کی اطاعت قبول کرنا ہوگی۔

یہ کہکر اُسے زمین پر ہاتھ ٹیکنے تمام رکھ دیا۔ اس دغاباز نے پھر جادو پھونکا۔ راجکمار کو غصہ آگیا۔ تلوار میان سے نکالکر اُس عفریت سرشت کے ایک ہی وار مین دو ٹکڑے کر ڈالے۔

پرتاب سنگھ کے لشکر سے مار مار کی صدائین گونج اُٹھین۔ ناقوس و قرنا سے فتحیابی کے نعرے بلند ہوئے۔

ادھر شہنشاہ طلسم زرنگار اس پہلوان کے قتل ہوتے ہی آگ کی طرح بھبک اُٹھا۔ آنکھ کے تلے اندھیرا چھا گیا۔ حاضرین سے گرج کر بولا۔

کھڑگ سنگھ۔ اس نابکار نے غضب کر دیا۔ کیسا نامی ساحر مارا گیا۔ اسے ابھی اس گستاخی کی سزا ملنی چاہیے۔ ایک دفعہ خیر سے بچ گیا مگر اب کی بار کسی طرح نہین چھوٹ سکتا۔

اس تقریر کے بعد کھڑگ سنگھ نے داہنی طرف دیکھا۔ ایک سیاہ فام ساحر سے جس کی صورت سے ہیبت برستی تھی اور جو پاس کھڑا تھا۔ کھڑگ سنگھ بولا۔

کھڑگ سنگھ۔ بھوت ناتھ! ذرا جاکر اس نابکار کی گردن توڑ مروڑ کر پھینک دے بلکہ جہانتک ہو سکے زندہ گرفتار کر لا۔

بھوت ناتھ شیر ببر پر سوار میدان حرب کی طرف بڑھا ؎

پہنے ہوئے چہار آئینہ و جوشن و بکتر اور کمندون تک ہاتھون مین تانے برابر

ضیغم دور کا بہ تہ ران دیو سا پیکر سہراب سے پرزور تو رستم سے قوی تر
ہونٹھون کو چباتا تھا یہ غصے مین بھرا تھا
پیچھے ستم آرا کے سوارون کا پرا تھا

راجکمار نے دیکھا کہ ایک ساحر دیو صورت شیر ببر پر سوار دہن سے قلابہ آتشین چھوڑتا للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ ای نگہبانان صحرائی شکار سامنے سے نوشجان کر جاؤ۔ اوسکی آواز سے سیکڑون شیر صحرا سے نکل پڑے راجکمار کی طرف جھپٹے وہ نعرے مار رہا ہے۔ ای یارو تم آئے ہو اور یہ اکیلا ہے جلد چارون طرف سے گھیر کر مار لو یہان سے بچ کے جانے نہ پائے۔ ضیغمون نے بلوہ کیا۔ پرتاب سنگھ بھی تلوار سوت کر جھپٹ پڑے جس پر تلوار پڑتی ہے دو ٹکڑے ادھر اُدھر گر پڑتے ہین۔ راجکمار کے کنٹھے پر جس کی نظر پڑتی ہے نابینا ہو جاتا ہے اسی طرح سیکڑون شیر شمشیر دو دم کے گھاٹ اترے۔ بھوت ناتھ نے شیر ببر پر آتشین مار کا نازیانہ لگایا وہ چمک کر پرتاب سنگھ کے سامنے آیا۔ بھوت ناتھ پشت زین سے کود پڑا۔ شیر ببر تڑپ کے چلا قلابہ آتشین چھوڑا درخت جلنے لگے دم کھینچا۔ تند و تیز ہوا کا جھونکا آیا۔ بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اُکھڑ گئے مگر راجکمار کے جسم کو مطلق جنبش نہوئی بلکہ خود گھوڑے کو اڑا دیکر شیر کے قریب پہونچے۔ شیر چاہتا ہے کہ راجکمار کو نگل لے۔ راجکمار نے طلسمی کنٹھا چمکا دیا۔ شیر نابینا ہوا۔ بھوت ناتھ نے دیکھا کہ شیر بیکار ہوا قریب آکے چاہا کہ مین پنجہ دے کر اڑا دون۔ پنجہ کی کیا طاقت۔ سحر نے جواب دیا۔ لنڈا اُٹھ نہ سکا۔ بھوت ناتھ دھکا کھا کر زمین پر گرا چاہتا تھا کہ زمین مین غرق ہو جائے پر راجکمار کے پنجون سے کب بھاگ سکتا تھا۔ غصہ سے ہونٹھ چبانے لگا راجکمار نے ڈانٹ کر آواز دی "او ملعون مردان عالم پر تیرا سحر کچھ کام نہین کر سکتا اگر جرأت ہے تو حملہ کر۔ بھاگنے سے جان نہ بچے گی"

بھوت ناتھ منھ سے کچھ نہ بولا۔ گاؤزوری کر رہا ہے چاہتا ہو کہ ذرا بھی ہاتھ ڈھیلا ہو تو بھاگ کر جان بچاؤن۔ راجکمار کا زبردست پنجہ کب چھوڑنے والا تھا ایک ہی جھٹکے مین سر جسم گردن سے علیحدہ کر کے پھینک دیا۔ اور نابکار کے

جسم کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالے۔

اس کجباز مکار کے مرتے ہی فوج مین تلاطم ہو گیا۔ حریفون نے دھاوا بول دیا۔ راجکمار شمشیر علم کیے فوج مخالف مین کود پڑے۔

گرز و سنان و تیغ و تبر کانپنے لگے — نیزے مثال شاخ شجر کانپنے لگے
ڈر سے کمان کشون کے جگر کانپنے لگے — گو ترکشون مین تیر تھے پر کانپنے لگے

پیچھے ہٹے کھڑے تھے جو ظالم بڑھے ہوئے
گھوڑون سے خود اتر گئے چلے چڑھے ہوئے

مہاراجہ نہال سنگھ کے لشکر کو بھی حرکت ہوئی۔ شباشپ تلوار چلنے لگی۔ جانین بہت آزادی کے ساتھ قالب خاکی کی قید سے چھوٹ رہی تھین اور خون سا قابل قدر جوہر جس کو حکیم مطلق نے بہت حفاظت کے ساتھ رگون کے اندر چھپا کے رکھا تھا رگون سے نکل نکل کر بڑی بے قدری کے ساتھ خاک پر نارا نارا پھر رہا تھا۔ ٹھیک دوپہر کے وقت مین تیز آفتاب کی سیدھی آئی ہوئی کرنون کی طرح خونچکان تلوارین بھی اس وقت پہلو بدل بدل کر تڑپ رہی تھین موت کا بازار گرم تھا۔ منجے ہوئے ہاتھ اپنی صفائی۔ تلوارین اپنا کاٹ دکھا رہی تھین۔

اس آخری حملہ کا روک لینا زرنگار کی فوج کے لیے کچھ آسان نہ تھا تاہم اور بہادرون نے بہت ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنے پرجوش دشمنون کا مقابلہ کیا ؎

وہ دھوپ ہے جس مین کہ ہرن ہوتے ہین کالے — اور ہانپتے ہین شیر زبانون کو نکالے
گرمی سے دو دو دام ہین منھ آب مین ڈالے — ریتی پہ پڑے پانون کو پٹکتے ہین چھالے

آہن کی بھی شے موم صفت نرم ہوئی ہے
پتھر ہین چٹختے یہ زمین گرم ہوئی ہے

تیتون مین طیور اپنے بدن کو ہین چھپاتے — مسکن سے چرائی کو چرند نہ جاتے
جنگل مین مسافر بھی نہین چھاؤنی چھاتے — اس دھوپ مین ہرگز نہین سایہ نہین پاتے

ملتی تھی کسی کو نہ جگہ امن و امان کی

غل تھا کہ دوہائی ہے سلیمان جہان کی

آفتاب عالمتاب نصف النہار کے خط سے اب اسی طرح ڈھل چکا تھا جس طرح کسی برگشتہ بخت کا نیر اقبال۔ اور آفتاب کی کرنین ماہی بے آب کی طرح خونچکان سرخ تلوارون پر تڑپ تڑپ کر اس امر کا ثبوت دے رہی تھین کہ اسوقت کی تیز دھوپ مین تلوارین تو تلوارین خود آفتابی کرنین کس قدر خون کی پیاسی ہین مین لاکھ جوانون مین تلوار چل رہی ہے۔ ہزارہا لاشین گر گئی ہین۔ راجکمار جس صف پر برس پڑتے ہین صاف کر دیتے ہین۔

چار آنے والون کو نہ تھا تیغ سے چارا چو رنگ تھے سینے تو کلیجے تھے دوبارا
کہتے تھے زرہ پوش نہین جنگ کا یارا بچ جائین تو جانین کہ ملی جان دوبارا

جوشن کو سنا تھا کہ حفاظت کا محل ہے
اس کی نہ خبر تھی کہ یہی دام اجل ہے

بدکیش لڑائی کا چلن بھول گئے تھے ناوک فگنی تیر فگن بھول گئے تھے
سب چلکشی عہد شکن بھول گئے تھے بیہوشی مین ترکش کا دہن بھول گئے تھے

معلوم نہ تھا جسم مین جان ہے کہ نہین ہے
چلاتے تھے قبضے مین کمان ہے کہ نہین ہے

اتنے مین ایک بدمست ساحر لاف وگزاف مارتا سامنے آیا اور پرتاب سنگھ پر تیر بچھ و نارنج پھینکنے لگا۔ آگ برسی۔ خنجر گرے۔ مگر سب چینون مرکب سے لگ گرین کسی شے نے راجکمار پر تاثیر نہ کی۔ زنگی سیاہ تیغہ کھینچے ہوئے سامنے آئے۔ پرتاب سنگھ نے خبردار خبردار کہکر تیغہ سحرکش کا جو ہاتھ مارا زنگیون نے قرص سپر سے پناہ لی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے۔ تیغہ برق جہندہ کی طرح تڑپ کر گرا۔ سپر کو کاٹتا کلے جبڑے کو تراشتا زمین پر بوسہ دیا۔ کل زنگیون کے لاشون کے پشتے لگ گئے۔ ساحر نے ہزارون سحر کیے۔ شیر ببر ڈکراتے سامنے آئے۔ شیر نے راجکمار پر حملہ کیا۔ گھوڑا بدلگامی کرنے لگا۔ پرتاب سنگھ گھوڑے سے کود دے شیر نے خیگل مار دیا۔ پرتاب سنگھ نے گھونسا مارا۔ شیر کا سر پھٹ گیا۔ کئی شیر اسی طرح آئے اور راجکمار کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جب ساحر نے سب سحر اپنے باطل

پائے جھپٹ کر ترسول مار راجکمار نے ترسول قلم کر دیا۔ سر کو تباکے کمر پر ہاتھ مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اسی طرح شام تک علاوہ فوج کے سولہ ساحر زبردست افسر راجکمار کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے۔

آفتاب بھی اس خونریزی سے ڈرتا کانپتا خلوت خانۂ مغرب مین روپوش ہوگیا۔ جھنڈیان لہرانے لگین۔ طبل بازگشت بجنے لگا۔ اور فریقین کی فوجین اپنے اپنے کیمپ مین داخل ہوئین۔

شہنشاہ طلسم زرنگار رنجیدہ کبیدہ بارگاہ مین آکے بیٹھا۔ ادھر راجکمار پرتاب سنگھ کے استقبال کو مہاراج نہال سنگھ خود آئے۔ نثار کرتے ہوئے اپنے ہاتھی پر سوار کیا اور اپنے سراپردہ پر نہضت فرما ہوئے۔ اہالیان فوج مین آج کی فتحیابی سے بہت بڑی خوشی ہی۔ ہر شخص مسرور۔ ہر جوان محظوظ افسرون نے کمرین کھولین کچھ ناشتہ واشتہ کیا۔ اتنے مین آٹھ بج گئے مہاراج نہال سنگھ نے دربار منعقد کیا۔ نامی گرامی افسر۔ وزیر مال وزیر فوج باقاعدہ اپنی اپنی کرسیون پر ڈٹ گئے۔ مہاراج نے ایک پرزور تقریر کی جس کا خلاصہ ہم اپنے ناظرین کو بھی سنائے دیتے ہین۔

معزز دوستو! قلعہ آہنی کے خیرخواہو! ہمارے قوت بازو آؤ!! آج بھی جنگی اکھاڑے مین پالا ہمارے ہی ہاتھ رہا۔ ایشور کو دھن باد ہی اس کی رحمت نے بڑا فضل دکھلایا۔ اور سب سے زیادہ قابل شکریہ ہمارے راجکمار پرتاب سنگھ ہین ایشوران کے دست و بازو مین قوت دے کیسی کیسی حریف نے چالین کھیلین کیسے کیسے زور دکھائے۔ پرتاب سنگھ سے ادھی آئے مگر ایشور کی کرپا سے سنھ کی کھا کر راہی عدم ہوئے۔ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ طلسم زرنگار کی جنگ معمولی جنگ نہین ہے۔ ہم نے اس کے اقتدار قائم رکھنے کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی مین مطلق دریغ نہین کیا مگر اب پانی سر سے گذر گیا ہی شہنشاہ طلسم کی خودداری اور مکاری آپ لوگون پر ثابت ہے کیسے کچھ مظالم روا ہوئے کیسی کچھ بدعتین اٹھائی پڑین جہان تک ہوسکا جھیلین۔ اب بارود مین چنگاری پہونچ گئی اندرونی خطرات سے سامنا ہے لہذا اس فتح پر ہمین

بھولنا نہین چاہیے۔ اس وقت جو مشورہ درپیش ہے وہ ذاتی خود غرضیون کے اثر سے بالکل پاک اور بے غرض ہے۔ اس مین ہمارا ذاتی مفاد نہین۔ یہ قومی لڑائی ہے۔ ابھی تک اہالیان قلعۂ آہنی کو شاہ زرنگار سے کوئی مخاصمت نہ تھی لیکن اُس کی مکاری اور جعلسازی نے مجبور کردیا کہ ہم بھی ہاتھ پاؤن ہلائین۔ اس مقام پر اس تکرار کی ضرورت نہین ہے کہ شاہ زرنگار نے پیشقدمی کی یا ہم نے وہ پہلے ہی سے جنگ پر تلا ہوا تھا۔ پھوڑا پک چکا تھا صرف چھیڑ کی ضرورت تھی۔ مواد یہ نکلا۔ راجکمار پرتاب سنگھ نے حریفون کے دانت کھٹے کردیے پھر بھی بھائیو شہنشاہ طلسم بلائے بے درمان ہے۔ جس کے رعب سے تمام طلسم تھر تھرا رہا ہے جس کا اقتدار اور جس کی طاقت سے بڑے بڑے صاحب حوصلون کے جی چھوٹے ہوئے ہین۔ آج اُسی شہنشاہ سے ہمارا سامنا ہے حالانکہ ایشور کی کرپا سے میرے پاس بھی وہ وہ مصالح ہین وہ وہ تحفہ جات ہین کہ دو چار دفعہ کیا برسون لڑون مگر تاہم ہوشیاری شرط ہے ایسا نہو غفلت کی وجہ سے ہماری فضل اُمید پر پالا پڑجائے۔ جس وقت ہمارے اور شہنشاہ کے ٹڈبھیڑ ہوگی اپنی ہمت بھر کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے گی بلا کے سحر ہوئے خون کی ندی بہنے لگے گی لیکن اتنی ہمت حاشا نہین کہ اس دیو خونخوار کو زیر کرون یا وہ میدان جنگ سے ہزیمت کھا کر بھاگ کھڑا ہو جس دم وہ طلسمی تحفہ جات سے کام لے گا آپ لوگون کے کیا ہمارے اوسان خطا ہو جائین گے۔ اتنی جرأت نہین کہ اُن کا جواب ہم دے سکین۔ اسی خیال سے آپ لوگون کو تکلیف دی گئی وقت بہت نازک ہے باہم بیٹھکر مشورہ کرین اور کوئی ایسی تدبیر سوچین کہ جس سے اس قیامت توڑ ہنگامہ سے سرخروئی حاصل ہو اور دشمن کے سنگین پنجون سے ہمیشہ کے لیے نجات بھی مل جائے۔

درباری۔ (ایک زبان ہوکر) حضور کا اقبال یاور ہے تو ہماری بھجائین طلسم زرنگار کی ایک ایک اینٹ کھود کر پھینک دینگی۔ اور ملعون کھڑک سنگھ پر وہ بوچھاری مار پڑے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ پر بھی نا تھا ہم لوگ چھتری ہین۔ رن بھوم مین کٹ مرجائین گے لیکن پاؤن میدان سے نہ ہٹائین گے۔

سوائے اِسکے اور کون سی تدبیر ہے کہ ہمارے ناموس پر بھی پانی نہ پڑے اور ہم سرخروئی سے دنیا مین نیکنام رہین۔ شاہ طلسم سے ہزارون ساحرون کا جادو ہماری تیغ بیدریغ کے سامنے نہین اچل سکتا۔

نہال سنگھ۔ ہان بہادرو! تمھاری قوت بازو پر ہمین پورا بھروسا ہی مگر پھر بھی طلسمی جنگ ہے۔ سحر کی لڑائی ہے ایک چھوٹا سا دانہ ماش کا بڑے بڑے کوہسار دن کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتا ہے۔ تم تلوار کے دھنی ضرور ہو مگر سحر و افسون سے بالکل کورے۔ تمھارے یہان صرف تمھارا راجہ اور تمھارا باوفا وزیر ہے جو جادو کا جواب جادو سے دے سکتے ہین۔ لیکن شاہ طلسم کے سامنے ان کے سحر کارگر ہوتے نہین معلوم ہوتے۔ اس لیے ایک تدبیر ذہن مین آتی ہے۔ یہ راجکمار جو آپ کے سامنے دنگل پر بٹھیے ہوئے ہین آپ ان کی دلیری اور جانبازی دیکھ چکے ہین یہی فتاح طلسم ہین۔ جو جو باتین طلسم کشا مین ہونی چاہئین۔ وہ آپ کی ذات مقدس مین موجود ہین پس آپ ہی طلسم کشا ہین۔ طلسم کشائی کا سہرا آپ ہی کے سر ہوگا۔ اب رہا یہ کہ طلسم کشائی ہو کیونکر۔ لوح علمی حاصل نہین جبتک لوح دستیاب نہ ہوگی شہنشاہ مرنے والا نہین اور شہنشاہ کی زندگی مین طلسم فتح نہین ہوسکتا۔ اور نہ طلسم ہی ٹوٹ سکتا ہے۔ اُس پر طرہ یہ کہ لوح ملنا آسان بھی نہین وہ ایک ایسی جگہ رکھی ہے جہان مرغ وہم و گمان کے بھی جاتے ہوئے پر جلتے ہین۔ اور پھر معمولی انسان کی اُس خطرناک مقام پر جانے کی کیسے ہمت پڑسکتی ہے کیونکہ جگہ جگہ پر جان کا خطرہ ہی۔ دیکھیے ہمارے جتھے مین کون ایسا ہے کہ جان کی پروا نہ کرتا ہوا اُس خوفناک مقام پر جائے اور اپنی جرأت و دلیری سے کام لیتا ہوا لوح طلسمی ہمارے پاس لے آئے۔ مین آپ لوگون کو کبھی تکلیف نہ دیتا مین خود جاتا اور جس طرح بنتا لوح طلسمی لاتا۔ پر یہان کا معاملہ بھی نازک ہے شہنشاہ طلسم کی فوجین ڈٹی ہوئی ہین اور وہ خود بھی جنگ پر آمادہ ہے اس کا جواب دینے والا کوئی نہین۔ کون ہمارے لشکر کو سنبھال سکتا ہے۔ کون اُس کے ہیبت ناک سحر و افسون کا جواب دینے والا ہے۔ اس لیے۔ اے ملک اور قوم پر جان نثار کرنے والو! ہم کو دیکھنا ہی کہ کون اس مشکل کام کو اپنے سر لیتا ہی

دیکھو ناموری کہیں بار بار ہوتی ہے۔ وقت نکل جاتا ہے اور بات رہ جاتی ہے دیکھنا ہے کہ کون شجاع کون دلاور اپنی قومی عزت کی شان بڑھانے کے لیے اُس خطرناک مقام پر جاتا ہے اور ملک پر نثار ہو کر فخر دارین بنتا ہے۔

نہال سنگھ کی تقریر ختم بھی نہونے پائی تھی کہ ایک خوبصورت نوجوان تلوار ٹیک کر دربار مین اُٹھا اور تیورون پر بل ڈالتا ہوا اس طرح بولا۔

نوجوان۔ بس خادم اپنے ملک و قوم پر نثار ہونے کو طیار ہے حضور مجھے اجازت دین ایشور چاہیگا تو لوح لیکر مُنھ دکھاؤنگا۔

تمام محفل کی نظرین اُس نوجوان کی طرف جم گئین۔ نہال سنگھ نے محبت بھری نگاہ سے دیکھا اور اسطرح فرمایا۔

نہال سنگھ۔ کنور اندر جیت سنگھ! تم سے مجھے ایسی ہی امید تھی۔ میرا گمان غالب تھا میری خواہش پوری تھی کہ یہ دربار دلیرون سے خالی نہوگا۔ بارے امید راست آئی۔ یہ دربار بھی رتنون سے جگمگا رہا ہے تجھ پر اور تیری ہمت پر آفرین ہے آہ کیسا اہم کام ہے لیکن تیرے جوش اور حوصلہ کے آگے خس سے بھی زیادہ اُس کی وقعت نہین۔ خدا راست لائے۔ تیری نیت مین برکت دے آج جس طرح اس مشکل کام پر کمر باندھے ہوے تیرا چہرہ روشن اور بشاش دیکھتا ہون ایشور تیرا حامی و مددگار رہو اور وہ دن جلد آئے کہ اسی طرح پھول کھلکھلاتا ہوا چہرہ میری آنکھون کے سامنے ہو جیتم بدور تم جاؤ اور لوح طلسمی لے کر جلد ہماری آنکھون کو نور بخشو۔ پیارے راجکمار! مجھے امید ہے کہ علی الصباح کوچ کر دوگے بیٹا دیر ہونے مین خوف کا محل ہے بہت جرم و ہوشیاری سے کام کرنا اور یہ میری نشانی اپنے پاس رکھنا۔ تمھارے بہت کچھ کام آئیگی۔

یہ کہکر مہاراج نہال سنگھ نے کمر سے سیف نکالکر راجکمار اندر جیت سنگھ کی کمر سے لگائی اور یہ دعائیہ شعر پڑھنے لگے۔

یارب بہار گلشن عالم مین آئے پھر — نغمہ خوشی کا بلبل ناشاد گائے پھر
ہان پھر وہی سرور و خوشگوار ہو — کالی گھٹا فلک پہ اسی طرح چھائے پھر
ہر اک طرح کی دل کو مسرت نصیب ہو — اللہ ایک بار زمانہ وہ آئے پھر

ای آہ سرد تجھ مین بھی مطلق اثر نہین — دل کی لگی کو کون ہماری بجھائے پھر
پابند ضبط غم ہین ہم آغوش بے خودی — غنچہ سے کھلی جو آنکھ ہین غنچہ ہی آئے پھر
ای ضبط گریہ کیا کرین کچھ اپنا بس نہین — درد جگر سے آنکھون مین آنسو بھر آئے پھر

نغمت خزان مین بلبل شیدا ہے بے قرار
کہدو صبا سے مژدۂ جان بخش لائے پھر

راجکمار پرتاب سنگھ کا دل اس نظم سے بھر آیا۔ فرط بیقراری سے کنور اندرجیت سنگھ کے چمٹ گئے اور رومال سے اشکون کی تری پوچھتے ہوئے بولے۔

پرتاب سنگھ۔ بھائی تمھاری جرأت اور تمھاری دلیری دیکھکر میرا دل مارے خوشی کے پھولا نہین سماتا۔ اور نہ جانے دینے کو جی چاہتا ہے۔ بھائی جس طرح بیٹھ دکھائے جاتے ہو۔ منھ دکھاتے آؤ۔ برادر! جس عدیم النظیر صبر سے کام لے رہا ہون ایشور میرے صبر کو کامیاب کرے اور تم کو مظفر و منصور اسی طرح اپنی آغوش محبت مین لے سکون۔ بھائی ایک نشانی دیا چاہتا ہون اسے احتیاط سے رکھنا اور گاہے ماہے میری یاد کر لیا کرنا۔

یہ کہکر پرتاب سنگھ نے اپنی انگوٹھی اندرجیت کے ہاتھ مین پہنا دی۔ اس قیمتی نگین کی چمک سے درباریون کی آنکھین بجلی کی طرح چوندھیا سی گئین۔

ناظرین سمجھ گئے ہون گے کہ یہ راجکمار اندرجیت سنگھ مہاراجہ نہال سنگھ کا لخت جگر ہے یہی مہاراجہ کے بعد تخت کا مالک ہوگا۔ یہ ولی عہد ہے ہی آہنی قلعہ کا درخشان جواہر ہے۔ اندرجیت نے مختصر الفاظ مین اپنے باپ اور راجکمار پرتاب سنگھ کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی کہا کہ کل پو پھٹتے ہی یہان سے خیز کر جاؤنگا اور بشرط زندگی پھر آپ لوگون کے درشنون سے مشتاق آنکھین منور کرونگا۔

یہ کہکر اندرجیت مہاراجہ نہال سنگھ کے قدم لیکر پالکی مین بیٹھ گیا۔ چونکہ کل لڑائی ہونے والی تھی دربار برخاست ہوا لوگ اپنے اپنے ڈیرون پر گئے صرف مہاراجہ صاحب وزیر جے مل پرتاب سنگھ اس جیمے مین باقی رہے۔ باتین ہو رہی تھین۔ اندرجیت سنگھ کی روانگی کے چرچے تھے۔ اتنے مین بیرہان عیار آیا اور مہاراجہ صاحب کے قدم لے کر راجکمار پرتاب سنگھ سے مصافحہ کر کے پاس بیٹھ گیا۔

پرتاب سنگھ۔ کیون بھائی کدھر سے آنا ہوا۔ کچھ تازی خبر۔
بیر بھان۔ شاہ طلسم کے دربار خاص سے آتا ہون۔ صورت بدلکر وہان پہنچ گیا۔ اکثر باتون کا پتہ مل گیا۔
پرتاب سنگھ۔ کون باتین ذرا کہنا تو سہی۔
بیر بھان۔ مکرگ سنگھ نے اپنے عیارون کے افسر یعقوب خان کو بہت لعنت ملامت کی۔ یعقوب خان بھی ضیش کھا گیا۔ قسم کھا بیٹھا کہ آج شب کو حریف کے لشکر مین گھسکر راجکمار یا کسی نامی افسر کو قید کر لائے گا۔ اور اسی لیے حضور کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ شب بھر ہوشیاری سے رہنا چاہیے۔
بیر بھان کی عرضداشت پر نہال سنگھ نے پہرہ کا انتظام بڑے بڑے نامی افسرون کے حوالہ کیا۔ تاکید کر دی خبردار غفلت نہونے پائے۔ اپنے اپنے سامنے سے بھڑ کنا۔ ایسا نہو دشمن کا قابو چل جائے اور کسی نہ کسی افسر یا راجکمار پر دشمنون کا دست تعدی دراز ہو جائے۔ بیر بھان نے پرتاب کی حفاظت کا بار اپنے سر لیا۔ اور نہال سنگھ نے کچھ سحر و افسون پھونک کر اپنی حفاظت کی۔
بیر بھان نے گشتی سپاہیون کی تعداد بڑھا دی اور تمام لشکر کی ناکہ بندی پر اپنے شاگرد عیارون کو تعینات کر دیا۔ اور خود پرتاب سنگھ کے خیمے کا پہرہ دینے لگا۔
شب کے دس بجے ہون گے۔ ستارے کسی مے ہوش کی افشان کی طرح آسمان پر جگمگا رہے ہین۔ لشکر مین سناٹا چھایا ہوا ہے۔ کبھی کبھی گشتی سپاہیون کے پیرون کی چاپ۔ ہتھیارون کی جھنکار سنائی دے جاتی ہے۔ اس عالم مین یعقوب خان نے اپنے شاگردون کو بلایا اور کچھ سمجھا بجھا کر چند عیارون کی ہمراہی مین راجہ نہال سنگھ کے لشکر مین داخل ہوا۔ چونکہ قسم کھا چکا ہے۔ دل سے لگی ہے کہ کوئی نامی افسر عیار یا راجکمار پرتاب سنگھ جیسے چڑھ جائے۔ تو شاہ طلسم کے آگے سرخرو ہی ہو۔
لشکر مین پہونچتے ہی یعقوب خان پر بہت رکاوٹین رونما ہوئین۔ جگہ جگہ لالٹینون کی روشنی۔ جگہ جگہ پہرہ چوکی کا قابل انتظام تھا۔ دس دس قدم پر

روندگشت کر رہی تھی۔ ناکون پر عیار لوگ دیکھ بھال کر رہے تھے۔ یعقوب خان کا ماتھا ٹھنکا۔ دال گلتے دکھائی نہیں دیتی۔ شاید ہمارے منصوبوں کی خبر یہاں پہونچ گئی ہے۔ لیکن اُس کی جیوٹ اُس کو اُبھار رہی تھی جس طرح ہو کام کرنا ہی چاہیے۔ ایک تمام پر اپنے عیاروں پر کچھ تاکید کر کے خود لشکر سے باہر نکل گیا۔

ادھر شیودت بیر بھان کا شاگرد ناکے پر کرسی ڈانٹے ہوئے بیٹھا تھا۔ آس پاس کچھ سپاہی ایستادہ تھے۔ پہرہ کا انتظام ہو رہا تھا۔ اتنے میں ایک گشتی سپاہی دوڑتا ہوا آیا اور بولا۔

سپاہی۔ سنیئے۔ جناب۔ کچھ عرض کرنا ہے۔ ذرا الگ چلیے۔

شیودت سپاہی کو بھرپور نظر سے دیکھکر کرسی سے اُٹھا اور کسی گوشہ میں جاکر سپاہی سے بولا۔ کیا ہے۔

سپاہی۔ میں حاجت روائی کے لیے جنگل میں گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چند آدمی فلاں درخت کے نیچے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ ان کی صورتیں عجیب ڈھنگ کی تھیں۔ میرا تعجب بڑھتا گیا۔ دہشت سما گئی۔ چالاکی کام میں لایا۔ زمین پر لیٹ گیا اور آواز پر کان لگا دیے مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی لیکن دل بول اُٹھا۔ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ لڑھکتا پڑھکتا آپ تک آیا ہوں میں نے کہا آپ سے اطلاع کر دوں۔

شیودت نے آنکھ پھاڑ کر پھر سپاہی کو دیکھا اور بولا۔

شیودت۔ کتنے آدمی تھے۔؟

سپاہی۔ پانچ یا چھ۔

شیودت۔ تم کیا نہتے ہو۔ ہتھیار نہیں۔؟

سپاہی۔ صرف ایک چھرا ہے۔ لیکن جناب اس سوال سے آپ کا مطلب کیا ہے؟

شیودت۔ ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔ لیکن ذرا پاؤں وائے ہوئے چلنا۔

سپاہی۔ نہیں صاحب۔ پیٹ میں قرار ہے۔ آپ چلے جائیں۔ بعد فراغت ہو سکے گا تو آؤں گا۔ آپ سیدھے اس درخت تک پہونچ جائیں بس میں سب

آپ کو ملیں گے۔

شیودت کسی خیال میں ڈوب گیا۔ سپاہی بولا میں جاتا ہوں۔

شیودت۔ کیا اب تک وہ وہاں ہونگے تمھیں یقین ہے۔

سپاہی۔ ہاں۔

یہ کہکر سپاہی وہاں سے چمپت ہوا

شیودت نے پہرہ پر سے ایک سپاہی ساتھ لیا اور مابقی سپاہیوں کو انگلی کے اشارے پر دوڑ پڑنے کی اجازت دی اور خود سپاہی کے ساتھ ساتھ درخت کی جانب روانہ ہوا۔

وہ درخت پڑاؤ سے ڈھائی سو گز کے فاصلے پر تھا۔ ایک توتا ریکی دوسرے دور سے لمبے لمبے درختوں کی جڑیں بعینہٖ بھوت پریت کا شبیہ دکھا رہی تھیں۔ غضب کا سناٹا تھا۔ سیارگیدڑ کی بھیانک آوازیں آرہی تھیں ایسے ہوشربا مقام میں اسی سپاہی نے درخت کے تلے پانچ چھ آدمیوں کا ہونا بتایا تھا۔

اس ہوحق میدان میں شیودت اور سپاہی چلے جارہے تھے مگر کان آواز پر لگے ہوئے۔ خدا خدا کر کے درخت کے پاس پہونچے گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اس کی متجسس نظریں چاروں طرف نگاہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں اور آواز کے منتظر تھیں پر نہ تو وہاں کسی کی آہٹ معلوم ہوئی اور نہ کوئی بات ہی سننے میں آئی۔

شیودت۔ (ساتھی سے) یہاں تو کوئی بھی نہیں وہ سپاہی جھوٹا تھا مفت میں ہلکان کیا۔

سپاہی۔ مجھے تو اس کے جھوٹا ہونے میں شک ہے۔ وہ ضرور سچا ہے آج تک اس کی کوئی بات لغو نہیں ہوئی۔ وہ ایک راستباز انسان ہے۔

شیودت۔ تو کیا ہماری آہٹ پاکر سب کے سب بھاگ گئے۔

سپاہی۔ ہاں ہوسکتا ہے۔

کوئی گھنٹہ بھر اسی طرح باتیں ہوتی رہیں۔ تاچار دونوں شخص اپنے پڑاؤ

پر واپس آئے۔ راہ مین دو اجنبی دیکھکر گرفتار کیے۔ پڑاؤ کے سپاہیون نے دیکھا کہ شیودت دو قیدی پکڑ لائے ہین۔ دونون کمند سے جکڑے ہوئے ہین مگر یہ تینون شیودت۔ (پہرہ دار سپاہیون سے) یہ حریف کے عیار ہین۔ اُس درخت کے پاس تو نہ تھے مگر راستہ مین نظر آئے گرفتار کر لایا ہون۔ گھاس مین چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔ اسی وقت انھین لیے ہوئے اُستاد بیر بھان کے پاس جاتا ہون تم لوگ کیل کانٹے سے درست رہنا۔

بالآخر شیودت عیار قیدیون کو لیے ہوئے اپنے اُستاد بیر بھان کے پاس آیا راجکمار پرتاب سنگھ اس وقت خواب نوشین مین ہین جنگ کی تکان اور تھکاوٹ نے انھین بالکل بے حس کر رکھا ہے چالاک عیار بیر بھان نے بہت اچھا خاصہ پہرے کا انتظام کر رکھا تھا اور ہر وقت پرتاب سنگھ کے پاس ایک پلنگڑی پر کبھی لیٹتا کبھی سوتا اور کبھی چونک کر چبوترے کے چاروں طرف گشت لگا لیتا تھا اُس کی تیز اور چالاک نگاہون سے ممکن نہین کہ پرندہ پر مار سکے۔

اس وقت بیر بھان ایک چوکی پر بیٹھا ہوا آئندہ رزم کی آہٹ لے رہا تھا اتنے مین شیودت اپنے دونون قیدیون کے ساتھ وہان پہونچا اور ان دونون اجنبیون کی گرفتاری کا مفصل حال سنایا۔ بیر بھان نے قیدیون کو محبس مین بھجوا دیا اور پہرہ والون پر تاکید کر دی کہ ان پر سخت حراست درکار ہے۔

قیدی قید خانہ مین پہونچے بھی نہ پائے تھے کہ ایک چوبدار نے آکر بیر بھان سے کہا کہ شری مان نے بھیجا ہے۔ سُنا ہے کہ آپ نے غنیم کے دو قیدی گرفتار کیے ہین چنانچہ آپ معہ اُن قیدیون کے چلے چلین۔ شری مان جی آپ سے کچھ مشورہ کرین گے۔

بیر بھان قیدیون کو لے کر شری مان کے خیمے کی طرف راہی ہوا مگر شیودت پر تاکید کرتا گیا۔ ذرا ہوشیاری سے تاک رکھنا مین ابھی آتا ہون۔ ایسا نہو عیار اپنا ہاتھ صاف کر بیٹھین۔

بیر بھان شری مان نہال سنگھ کے پاس پہونچا مگر اُلٹے پانون واپس ہوا۔ یہان آکر دیکھتا ہے تو شیودت نہین، چوکی خالی پڑی ہوئی۔ اسکے پانون کے نیچے سے

زمین سرک گئی۔ خیمے کے اندر آیا جہان راجکمار پرتاب سنگھ استراحت فرما رہے تھے۔ راجکمار کا بھی پتہ نہین۔ پلنگ خالی ہی بچھونے بچھے ہوئے ہین اور تکیہ کے نیچے کاغذ کا پرزہ رکھا ہوا ہی۔ بیر بھان کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے۔ افسوس حریف چال کھیل گیا۔ کاغذ اُٹھا کر پڑھا۔ مگر نظر نے کام نہ دیا۔ کیونکہ اس وقت خیمے کے اندر روشنی بجھا دی گئی تھی۔ ناچار پرچہ لیے باہر آیا روشنی مین دیکھا لکھا تھا۔

بیر بھان! تم مجھے جانتے ہوگے۔ مین تمھارا گرو ہون یعقوب خان نام ہے دیکھو کیسا چرکا دیا۔ اس طرح عیاری کرتے ہین۔ آنکھون مین خاک ڈال کر راجکمار پرتاب سنگھ کو لیے جاتا ہون۔ کیا یہ کام چوری سے کیا ہی نہین تمھارا عیار شیودت بڑا اُستاد بنتا تھا۔ دیکھا۔ کیسا اُلو بنایا۔ اسے کیا تم کو بھی اُلو بنا کر چھوڑ دیا۔ اسطرح تمھاری جان سے پیاری چیز ہتھیا لیتے ہین۔ تم عیاری مین سیانے کوے تھے۔ سچ کہنا کیسا چونگا دیا۔ تمھارے فوجی سپاہی کے بانے مین ہمارا ایک عیار شیودت کے پاس گیا اور بھڑا دیا کہ فلان درخت کے نیچے اندھیرے مین کچھ جاسوس لوگ یہان کا حال چال لے رہے ہین۔ بچہ شیودت باتون مین آگئے ایک سپاہی کو لیکر جاسوسون کی تلاش مین چڑھ دوڑے۔ مین درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ شیودت اور سپاہی دونون کی گردن ناپی اور باندھکر اُسکی سی صورت اپنی بنائی۔ اور اپنے شاگرد کو سپاہی کی شکل بنا کر تمھارے ڈیرے پر لے آیا شیودت اور سپاہی کی گردنین کمند سے کسی ہوئی تھین۔ مین شیودت کی شکل مین تھا۔ دونون قیدیون کو تمھارے پاس لایا۔ مین خیال ہی کر رہا تھا کہ کس طرح تمھین قابو مین لاؤن۔ اتنے مین خدا نے مہربانی کی خود راہ نکل آئی تم مہاراجے سے مل گئے اپنے شاگردون کی قید لیکر مہاراج کے پاس گئے خدا جانے تم اپنے شاگردون سے کس طرح پیش آئے۔ بچہ دبیلے تو بہت گئے ہوگے بولنے کی طاقت تو ہوگی نہین زبان پر ایک مرچ پیس کر یا تمباکو زبان پر رکھی ہوگی تھی۔ تم اُنسے سوال کرتے ہوگے وہ جواب دینے مین مجبور ہوگے لہذا تمنے خوب درست کی ہوگی۔ اُدھر تم اپنے مہاراج کے پاس گئے اُدھر مین نے موقع پاکر تمھارے راجکمار پرتاب سنگھ کا پشتارہ بنایا اور سب کی آنکھون مین دھول جھونکتے ہوئے یہان سے اُڑا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد سے شہنشاہ طلسم کی خدمت مین پیش کرون گا۔ اور صبح کو دیکھنا جلاد ان کے حلق پر چھری

پھیر یگا - بیر بھان تم فن عیاری پر کیون دھبہ لگاتے ہو تم چور اچکون کا کام جانو عیاری ادر شی ہے - عیاری کو کیون بدنام کرتے ہو مجھے تعجب تو اس بات کا ہے کہ مجھ ایسے دلی کھنگڑ سے مقابلہ پر آمادہ ہوئے - تمھاری عقل پر پتھر پڑ گئے یہ نہ سمجھے کہ زبردست سے سابقہ پڑے گا - اُس سے عیاری کا نام لینا سراسر حماقت ہی - تم ایسے سیکڑون چھوکرون کو روز نئی نئی راہین بتاتا ہون - ایسے ایسے ہزارون جیب مین پڑے ہین - اب عیاری کا نام نہ لینا - اپنا چلتا دھندا دیکھو عیاری کو تہ کر رکھ چھوڑو ہم تو تمھارے راجکمار کو لے ہی گئے - اب اگر تم اپنی جان بلا مین پھنسانا نہین چاہتے ہو تو راجکمار کی تلاش سے ہاتھ دھو بیٹھنا - تمھارے مہاراج بھی امروز فردا مین غائب ہوا چاہتے ہین - یکبارگی دونون کو کسی جگہ بٹھا کر رو لینا - اور اب تم بھی گرفتار ہوا چاہتے ہو دو ہی ایک روز مین میرے جال مین پھڑپھڑاتے ہوگے - ذرا ہوشیار رہنا فقط

تمھارے خون کا پیاسا تمھارا گرد گھنٹال

یعقوب خان

خط پڑھتے پڑھتے بیر بھان کی پیشانی پر پسینہ آگیا - کوئی پندرہ منٹ انھین تردد ات مین پھنسا رہا - یعقوب خان کی باتون سے عقل چکرا رہی تھی - احمق سا کھڑا ہوا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا - جب ذرا حواس بجا ہوئے اپنے دو شاگردون کو طلب کیا اور ہوا کی طرح سنسناتے ہوئے شاہ طلسم کے خیمے کی طرف لمبی تان دی -

ڈھائی پہر رات گذری تھی - اندھیری رات مگر آسمان پر بادل نہ تھے - دونون لشکرون مین جہان ایک سے ایک بڑھکر صفدر و صف شکن کے جیسے ایستادہ ہین اس وقت خاموشی کا عالم چھایا ہوا ہی گشتی سپاہیون کی دسی لالٹینین دور سے چمک رہی ہین - گھٹا ٹوپ اندھیری اُس مین لالٹینون کی چمک کالے کالے بادلون مین بجلی کی طرح جھلملا رہی تھی - اجنبی اگر دیکھتا تو غول بیابانی کا شبہہ ضرور ہوتا - شاہ طلسم کے کیمپ کے پاس بڑی گھاس کا جنگل تھا - پہاڑی جنگل سب اندھیرے مین چھپے ہوئے سارا جہان تاریک معلوم ہوتا تھا بیر بھان ایسے بھیانک مقام مین نیز کرتا ہوا اپنے ساتھی شاگردون کے ساتھ ناک کی سیدھ پر چلا جاتا تھا -

شاہی پڑاؤ کے قریب پہونچکر بیر بھان نے اپنے دونون شاگردون سے کچھ مشورہ کیا۔ اور اپنی شکل ایک شاہی ملازم کی بنا کر گھڑ گ سنگھ کے خیمے مین داخل ہوا۔ بھان یعقوب خان نے بے ہوش راجکمار کو شہنشاہ طلسم کے آگے ڈال دیا ہے اور اپنی بہادری اور چالبازی کی بڑھ بڑھ کر باتین بگھار رہا ہے شہنشاہ اُس کی باتین مُسکرا مُسکرا کر سن رہے ہین۔ وہ بے ہوش پرتاپ سنگھ پر نظر دوڑاتا تو اس کی پیشانی پر نفرت کی شکنین جھلک اٹھتین۔ بیر بھان نے راجکمار کو دیکھکر الشور کے پاک نامون کی تلاوت کی یعقوب خان کی دھکیان رونگٹے کھڑے کر رہی تھین۔

یعقوب خان نمک مرچ لگا لگا کر شہنشاہ طلسم سے باتین بگھار رہا تھا جھوٹی ڈینگ اُڑا رہا تھا۔ شہنشاہ نے اُس کی چالبازیون کی داد دی اور گلے سے قیمتی مروارید کا مالا اُتار کر یعقوب خان کے گلے مین پہنا دیا۔

شاہ طلسم۔ یعقوب خان! یہ تمھاری محنت کا اجورہ ہے۔ اسی پر کیا منحصر ہے بہت خوش کرونگا۔ آج تم نے وہ کام کیا ہے کہ جو نہ وے ڈالون وہ کم ہے۔ یہی تو ہمارا ذاتی دشمن ہے یہی فتاح طلسم ہے۔ کم عقل بیوقوف حکمانے اسی کے نام طلسم کشائی لکھی ہے۔ اسی کا ڈر مجھے بار بار ستا رہا تھا۔ مجھ سے زبردست ساحر کی ہمت اس ایسے کم ظرف انسان سے ٹوٹی ہوئی تھی۔ آج ہمارا حریف ہمارے سامنے ہے تمھاری خیر خواہی نے آج یہ دن دکھایا کہ طلسم زرنگار کا دشمن آج شہنشاہی جلال کے سامنے بے بس و حرکت پڑا ہوا ہے۔ تمھاری ہمدردی اور بہادری دیکھکر میرا کلیجہ ہاتھون بڑھ گیا۔ اسے قتل کرکے عیش جاودانی حاصل کرونگا۔ اور تمھارا نام خیر خواہان ملک کی فہرست مین آب زر سے تحریر کراؤن گا۔

یعقوب خان۔ جب بیر بھان سے اور مجھ سے راستہ مین مڈبھیر ہوئی تھی میرے ہاتھ پانؤن پھول گئے تھے مگر حضور کے اقبال سے ہتھیلی پر جان رکھکر اس مردود کا سامنا کیا آپ کے نمک کی قسم بھلا وہ لونڈا میرے سامنے کیا ٹھہر پاتون بلا سکتا تھا۔ وہی ایک تھپیڑ دون مین چکین بول گیا اور اس طرح غائب ہوا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

شاہ طلسم۔ درحقیقت تم نے بڑا کام کیا۔ آج میرا عہد پورا ہوا۔ آج بلا سے نجات پاؤنگا۔ ابھی اس ملعون کا سر تا بھر تا کیے دیتا ہون۔ اس کے مرنے سے دشمنون کی کمرین ٹوٹ جائین گی اور مین بے فکر ہوکر راج کرونگا۔ ابھی اسے قتل کیے دیتا ہون۔

یعقوب خان۔ پیر و مرشد! بجا فرماتے ہین بے شک اسے آتش جہنم مین پھونک دیجیے۔

شاہ طلسم نے چوبدار کو اشارہ کیا۔ چوبدار ایک جلاد کو بلا لایا جس کی صورت شکل دیکھتے ہی رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے تھے۔ ایک ہاتھ مین ننگی تلوار دوسرے ہاتھ مین تبر اور کچھ رسیان لیے ہوئے شاہ طلسم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ کھڑگ سنگھ نے یعقوب خان سے کہا۔ پرتاب سنگھ کو ہوش مین لاؤ۔ یعقوب نے خانہ سو نگھایا۔ سفوف دافع بیہوشی ناک مین پھونکا پرتاب سنگھ چھینک لیتے ہی اٹھ بیٹھے متعجب ہو کر ہر طرف دیکھنے لگے۔ پھر آنکھین بند کر لین اور لیٹ رہے۔ شہنشاہ طلسم نے تند آواز سے چونکا دیا۔ او دشمن ملک و دشمن ایمان۔ کیا قہر سلطانی کو نہین جانتا تھا۔ اُف یہ دیدہ دلیری۔ یہ بے حیائی۔ آج تو ہمارے ہاتھون مین ہے۔ ہمارا عیار تجھے سوتے سے پکڑ لایا۔ وہ دیکھ (جلاد کی طرف اشارہ کرکے) تیری جان کا گاہک سامنے کھڑا ہے۔ ملک الموت تیری جان نکالنے پر تلے ہوئے ہین۔ ہوشیار ہو جا! اور جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے۔ پرتاب سنگھ نے آنکھین کھولدین تو دیکھا کہ درحقیقت جلاد موت کی طرح سر پر سوار ہے۔ شہنشاہ کی بات کا جواب تو نہ دیا صرف اتنا کہا۔ مرضی مولیٰ! از ہمہ اولیٰ!! جو کچھ پرماتما کرے گا ہوگا۔ نوشتہ تقدیر امٹ ہے۔ اگر اُس کی ایسی ہی مرضی ہے تو موت سے ڈرنا ہی کیا۔ (جلاد سے) "ہان تو اپنا کام کر۔ گردن جھکی ہوئی ہے ایک ہی وار مین سر تن سے الگ کر دے"۔

شاہ طلسم نے بھی جلاد کو اشارہ کیا۔ پرتاب سنگھ سر نیچا کیے ایشور کے پاک ناموں کی تلاوت کر رہے تھے۔ ادھر جلاد تبر اٹھائے ہوا تھا ہوا جگار کے پاس آیا تلوار سوت کر ہاتھ اٹھایا ہی چاہتا تھا کہ سامنے سے ایک ملازم خاص جھپٹ کر اور شاہ طلسم کے پاس کھڑے ہو کر ہاتھ باندھکر عرض پیرا ہوا۔

ملازم - خدا مان عالی کی خدمت مین کچھ گستاخی کیا چاہتا ہون - خانہ زاد کی مدت سے ایک ہوس تھی حضور کے مراحم خسروانہ سے امید ہی کہ آج پوری ہو۔

شاہ طلسم کیسی ہوس۔

ملازم - جانخلام! میرے دادا کی لڑکی کے بہن کی لڑکی کے بہن کا ایک نوجوان لڑکا میرا بھائی تھا جو عفریت آدم خوار کے لشکر مین کام کرتا تھا اسی کمبخت نے اُس بیچارے کو اجل کے گھاٹ اُتارا - آہ! بھائی کے مرتے ہی میری چھوٹی بھاوج بیوہ ہوگئی - اُس کی عمر ہی کیا ہی - مین نے چاہا کہ میری زوجیت مین آجائے اُس نے انکار کیا - بلکہ قول لے لیا ہے کہ تو اپنے بھائی کے قاتل کی ناک اپنے ہاتھ سے کاٹ لا تو تیری حرم ہو جاؤنگی - جہان پناہ! بندہ تو بالکل نا امید تھا - بارے ایشور نے امید پوری کی - آج یہ بدمعاش حضور کے سامنے تکر تکر دیکھ رہا ہی اگر اجازت ہو تو اس کند چھری سے اس کمبخت کی ناک تو اڑا لون - تاکہ میرا گھر بس جائے شاہ طلسم نے مسکرا کر اجازت دے دی - ملازم کمر سے چھری نکال کر پرتاب سنگھ کی طرف بڑھا - یعقوب خان اس نوکر کی باتون سے منغض ہوگیا تھا پیٹ مین چوہے دوڑ رہے تھے وہ اُس کی طرف یہ کہتا ہوا بڑھا - ابے تیرا نام کیا ہی کب سے یہان نوکری کی - ادھر تو دیکھو -

ملازم نے پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا بلکہ بکتا جھکتا آگے بڑھتا ہی گیا - بھائی صاحب ذرا ٹھہرو - کام مین ہرج ہوتا ہے - اگر ایسا ہی ہے تو بارات مین آنا خوب چکھوتان ہونگی مزے دار کھانا کھلائین گے - بن پڑے گا - تو گاڑھے کی دھوتی گلابی رنگ کر باندھ زین گے - بہت اچھا صافہ ہوگا - تم کیا تمھارے باپ تک سے واقف ہون وہ خوب گھوس لیا کرتے تھے -

ملازم راجکمار کے پاس پہونچ گیا اور آنکھ کا تل دکھا کر پرتاب سنگھ پر ثابت کر دیا کہ اُسکا جان نثار عیار بیر بھان ملازم کی شکل مین آگیا ہی - بیر بھان نے جاتے ہی قہقہہ بلند ہوشی پرتاب سنگھ کی ناک پر مارا - یعقوب خان دیکھکر چیخنے لگا ابے کیا کرتا ہے -

بیر بھان - (مصنوعی ملازم) تماشا ہے - ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لے -

پھر جھولے سے قلابہ آتشین نکالا اور دیا سلائی لگا کر چھوڑ دیا۔ آتشباری ہونے لگی۔ آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ دھواں چھا رہا تھا۔ آنکھیں ملتے ہوئے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کسی کا دم گھٹ رہا ہے کوئی بیہوش ہو کر گر پڑا ہے۔ اس دھوان دھار مین بیر بھان نے لپک کر بے ہوش راجکمار کو پھرتی سے پشتارہ مین لپیٹا اور پشتارہ پشت پر لاد کر وہان سے بجلی کی طرح چمکتا ہوا نکل گیا۔

بیر بھان نے یہ سب کام منٹ بھر کے اندر کر لیا۔ شاہ طلسم ملازم کی کرتوتون سے سخت متعجب تھا۔ اُس کی چالین اُس کی ڈھٹائی اسکے نئے نئے تماشے دیکھ دیکھکر بُت کی طرح ساکت ہو گیا تھا۔ ادھر یعقوب خان نے چلا کر شہنشاہ کو مخاطب کیا۔

یعقوب خان۔ جہان پناہ! ذرا سنبھلیئے۔ قلابہ آتشین سے دھوان نکل رہا ہے بے ہوشی بھری ہوئی ہے ایسا نہو دشمنون کے دماغ مین پیوست ہو جائے اور حضور بے خبر ہو کر گر پڑین۔ وہ شاہی ملازم نہ تھا بلکہ دشمن کا عیار تھا۔ پرتاب سنگھ کو لیکر نکل بھاگا۔ ابھی تک خیمے چھولداریان جل رہے ہین باہر نکل کر دیکھیئے اور سحر سے پانی برسا کر اس آگ کو فرو کیجیے ورنہ سارا لشکر جل جائیگا۔

شاہ طلسم یعقوب خان کی باتون سے چونکا۔ اسے ہوش آیا خیمے سے باہر نکلا۔ جلاد اور دیگر شاہی ملازم چوبدار وغیرہ دھوئین کے اثر سے بالکل مبہوت تھے اُن مین بالکل حس نہ تھا۔ تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ کچھ تو جل کر کباب ہو گئے اور کچھ آگ مین پڑے ہوئے بھن رہے تھے۔

شاہ طلسم خیمے سے باہر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ بیر بھان عیار پرتاب سنگھ کا پشتارہ لادے سامنے والی لمبی بازار مین بجلی کی طرح تڑپتا ہوا بھاگا جاتا ہے۔

یعقوب خان۔ (چلا کر) شہنشاہ وہ جاتا ہے۔ سحر کیجیے ورنہ نکل جائیگا۔

شاہ طلسم۔ اور سحر مین طلسم سنگلاخ ہو جا اور اس عیار کے پانون پکڑ لے۔

یعقوب خان نے جب دیکھا کہ بیر بھان چلنے سے مجبور ہو گیا۔ قدم اُٹھتا نہین پتھر کی مورت کی طرح اپنی جگہ پر نصب ہو گیا ہے۔ تو خود تیغۂ آبدار میان سے نکال کر بیر بھان کی جانب جھپٹا۔ جب قریب پہونچا دیکھا کہ بیر بھان نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ہے لیکن شمشیر میان سے نکالے ہوئے اس کی آمد کا انتظار کر رہا ہے

اُس کے ہاتھ قابو مین تھے یعقوب خان یہ دیکھکر ٹھٹک رہا۔

اس وقت بیر بھان جہان کھڑا ہی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اسکے علاوہ دور دور یہ لشکر کی دُکانین بھی بند تھین۔ یعقوب خان مارے ڈر کے پاس تو جاتا نہین دور ہی سے کھڑا کھڑا دیکھ رہا ہے اتنے مین اُس اندھیری مین ایک شکل لپکتی ہوئی بیر بھان کے پاس آئی۔ اور پشتارہ اُٹھاکر لمبی پڑی۔

یعقوب خان اب تک خاموش کیون تھا وہ جانتا تھا کہ یہ شکل ہمارے ساتھی کسی عیار کی ہوگی۔ لیکن جب اُس نے پشتارہ اٹھاکر پرتاب سنگھ کے لشکر کی طرف رُخ کیا تب یعقوب خان گھبرایا اور محنت اس طرح برباد ہوتے دیکھکر بے چینی کے ساتھ اس شکل کے تعاقب مین دوان ہوا اور بیر بھان بوجہ سحر کے اُسی جگہ بت کی طرح کھڑے کھڑے تماشا دیکھ رہا ہے۔

دوڑنے والی شکل ہنوز اپنے لشکر کی حد مین نہ پہونچی تھی کہ یعقوب خان گردن پر سوار ہوگیا۔ شکل نے اسے اپنی طرف آتے دیکھکر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور خنجر کھینچکر حریف کے مقابلہ پر تیار ہوگیا۔

یعقوب خان نے کہا۔

خدا کی قسم تو میرے ہاتھ سے نہین بچ سکتا ہی اور نہ یہ پشتارہ میرے جیتے جی تو لے جا سکتا ہے۔ اگر تو اپنی جان کی خیریت چاہتا ہے تو اس گٹھری سے ہاتھ دھو۔ جان لے کر بھاگ جا۔ ورنہ یہ خنجر تیرا خون پیکر اپنی پیاس بجھانا چاہتا ہے۔

شکل نے جواب تو کچھ نہ دیا لیکن خنجر کھینچکر حریف کے مقابلہ پر آمادہ ہوگئی۔ دو ہی چار وار ہوئے ہونگے یعقوب خان سمجھ گیا کہ حریف بودا نہین۔ بلکہ زور و طاقت مین کہین بڑھا چڑھا ہے یہ کوئی یکا اور خنجر باز عیار ہے۔

ادھر یہ دونون تیر سے بدل رہے تھے تلوار شاشپ چل رہی تھی اتنے مین کوئی دوسری شکل اندھیرے مین ٹاپتی ہوئی پشتارہ کے قریب آئی اور بات کی بات مین پشتارہ پشت پر لادکر مہاراج نہال سنگھ کے لشکر کی طرف چمپت ہوئی۔

یعقوب خان نے یہ حال دیکھا تو اس کی رہی سہی جان خشک ہوگئی جھپٹ کر اس نئی شکل کا پیچھا کیا چاہتا تھا لیکن اس کا ہم نبرد اسے کب جانے دیتا تھا۔ آگے ایک قدم بڑھنے نہ دیا۔ یعقوب خان نے زور سے آواز دی۔

اے شاہ طلسم! وقت مدد ہے۔ جو سنتا ہو ہماری حمایت کرے۔

یعقوب خان کے منہ سے ہنوز بات ختم بھی نہوئی تھی کہ آسمان پر بجلی چمکی۔ یعقوب خان اور اس کے ساتھی حریف کی آنکھیں چوندھیا گئیں۔ دونوں نے مل ملا کر آنکھیں کھولیں دیکھا کہ شہنشاہ طلسم یعقوب خان کی بغل میں کھڑا ہے۔ شکل شاہ کو دیکھتے ہی بھاگنا چاہتی تھی لیکن شہنشاہ کی انگلی کے اشارے سے اس کے بھی پاؤں زمین نے تھام لیے یعقوب خان نے شہنشاہ سے کہا۔

"اس کا ساتھی آپ کے دشمن کا پشتارہ لیے وہ سامنے جا رہا ہے۔ جانے نہ پائے ورنہ کف افسوس مل کر رہ جانا پڑیگا۔"

شہنشاہ نے پشتارہ لادنے والی شکل کی طرف دیکھا اور زور سے تالی بجائی اور اپنے سر سے ایک بال توڑ کر ہوا میں اڑا دیا۔ وہ شکل جو بھاگی جا رہی تھی کشاں کشاں شہنشاہ طلسم کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ اور شہنشاہ کا بال زنجیر نما ہاتھوں کی شکیں بنا ہوا تھا۔

شہنشاہ نے اسکے ہاتھ سے پشتارہ چھین لیا گٹھری کھولکر ہرتاب سنگھ کو نکال کر زمین پر لٹا دیا۔ اور خنجر سوت کر ہاتھ تولتا ہوا یعقوب خان سے مخاطب ہوا۔

شہنشاہ - میں اس بلا کو اپنے ہاتھ سے مٹایا چاہتا ہوں۔ جلاد کی ضرورت ہی کیا ہے روز روز کی بم چخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسمت کا بلی ہے تب ہی تو موت اسے اپنا لقمہ بنانے سے مجبور ہو جاتی ہے۔ بار بار بچ جانے سے خواہ مخواہ خوف ہوتا ہے۔ اس لیے ابھی خود ہی اس بدمعاش کے خون سے زمین پاک کرونگا اور آئے دن کا قضیہ منٹ بھر کے اندر مٹا دونگا۔ دیکھیں اب کون اسے بچا سکتا ہے۔ نہ زمین ہی کو قدرت ہے اور نہ آسمان ہی کی طاقت ہے کہ اسکی حمایت کرے۔

یہ کہکر شہنشاہ نے تلوار بلند کی اور چاہتا تھا کہ پہلے ہی وار میں خاتمہ کردے۔ یکایک سبز رنگ کی بجلی آسمان پر کڑکی۔ شہنشاہ سراسیمہ آسمان کیطرف دیکھنے لگا۔

اتنے مین سبز رنگ کی بجلی تڑپتی ہوئی پرتاب سنگھ پر گری اور آناً فاناً پرتاب سنگھ کو لیے ہوئے کرۂ ہوا مین جھلملاتی ہوئی آسمان پر چمکنے لگی شاہ طلسم کے غصے کا کیا ٹھکانا تھا۔ سانپ کی طرح بل کھا کو بجلی کی جانب دیکھنے لگا۔ آنکھین خون کبوتر ہو رہی تھین۔ کچھ سحر دم کیے اور کرۂ ہوا مین باد صرصر کی طرح بجلی کے تعاقب مین فضاے آسمانی پر لہرانے لگا۔ اتنے مین سبز رنگ کی بجلی سے کڑکنے کی آواز آئی۔ معلوم ہوتا تھا کوئی کہہ رہا ہے "شاہ طلسم بیکار کی سرزنش ہے جس کے لیے دھاوا کرتا ہوا تو یہانتک آیا ہے وہ ہرگز تیرے ہاتھ نہین لگ سکتا"۔

شاہ طلسم۔ (گرج کر) تو کون ہے۔

آواز۔ کیا جانتا نہین۔ قلعہ آہنی کا زبردست راجہ نہال سنگھ۔

شہنشاہ۔ (جھلا کر) ارے مردک! بار بار تیری گستاخیان سہی نہین جاتین۔ اب کی جان بچا کر نہین بھاگ سکتا۔

آواز۔ ذرا عقل کے ناخن لے۔ دیکھ تیری نگاہ سے اوجھل ہوتا ہون۔ مرد ہو تو روک لے۔

اس آواز کے ساتھ ہی سبز رنگ کی بجلی یکایک تڑپی اور کرۂ ہوا مین ملتی ہوئی نظر سے غائب ہو گئی۔ شاہ طلسم نے سحر پھونکے۔ افسون پڑھے۔ تالیان بجائین مگر کسی نے کچھ کام نہ دیا۔ کچھ دیر کرۂ فلک پر گشت کرتا رہا نا چار زمین پر اوتر آیا اور یعقوب خان سے بولا۔

شاہ طلسم۔ یعقوب خان! لو افسوس حریف اپنی ہی کر گیا۔

یعقوب خان۔ حضور افسردہ خاطر کیون ہوتے ہین غلام پھر گرفتار کرلائے گا۔ بیر بھان سردار عیاران آپ کے سحر سے مسحور اسی جگہ کھڑا ہے۔ حضور چلین اسی کمبخت پر غصہ اتارین۔ اسی بدمعاش کے خون سے اپنے غصہ کی حرارت بجھائین۔

پانچوان باب

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوق برق طور مین
شکلین پڑتی ہین سالک کو حجاب نور مین

مغرز ناظرین! کیا آپ اندرجیت منتر کو بھول گئے جس نے دربار مین طلسمی لوح لانے پر بیڑا اٹھایا تھا جس کی ہمایت کے لیے عقلمند وزیر جے مل منتخب ہوئے تھے آج ہم اسکا حال لکھتے ہین کیسی کیسی دقتین کیسی کیسی افتادین پیش آئین پندرہ برس کے سن مین غربت کی مصیبتین اٹھانا پڑین شام کا وقت ہے دن بھر کا تھکا ہوا ماندہ آفتاب اپنی سنہری کرنون کی بجی سرخ لالہ رنگ افق مغرب مین آرام کرنے کے لیے چلدیا۔ طائر اپنی تو لیان باندھے درختون پر بسیرا لے رہے ہین آج رات کو آسمان پر چاند نظر نہین آتا۔ ابر نے چاندستارون اور رخ نیلی کو چھپا دیا گھٹا ٹوپ رگھٹا بہت اور رنگ مسی ہوئی۔ بادلون کا دھوان سا رنگ انکے نیچے بے انتہا اندھیرا گھری تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی۔ دریا۔ تالاب۔ اور پہاڑیون مین بالکل اندھیرا۔ سب چارون طرف سناٹے کا عالم۔ آنکھ بند کرو تو اندھیرا۔ آنکھ کھولو تو اسی طرح کا اندھیرا۔ بالکل خاموشی کا عالم۔ اسی اندھیرے مین ہمارا مسافر کنور اندرجیت سنگھ پہاڑیون سے سفر کرتا ایک باغ مین داخل ہوا جسکی چٹان پر پہنچ گیا۔ ایک تو تنہائی تھی دوسرے منزلین مارتا ہوا آج اسی مقام پر دم لینے کے لیے ٹھہر گیا جسپر کوئی ٹھنڈی چیز محسوس ہوئی پانی کی ایک بوند تھی۔ ٹپ ٹپ اور بوندین گرین بادل بہت زور سے گڑگڑایا۔ گڑگڑاہٹ مین اندھی اور بارش کا شور مل گیا اس کے ساتھ ہی سر پر مین شاخون کے ٹوٹنے کا تڑاقا۔ کہین خوف زدہ صحرائی جانورون کی ہیبت ناک صدا کہین پتھر کے ٹکڑون کے گرنے کی آواز کسی قدر فاصلے پر دریا کے دھارے کا شور۔ اندرجیت سر جھکائے ایک پہاڑی چٹان پر بیٹھا ہوا دیکھتی منزل ہوتے دیکھکر اپنی تنہائی پر آنسو

بہاتا اور یہ شعر پڑھتا جاتا ہے ؎

غربت پہ اُس مسافر بے کس کے روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

اتنے مین موسلا دھار مینھ پڑنے لگا۔ اوپر والے درخت کی شاخین ہوا کے جھکورون سے ہل ہل کر اُس کے سر پر لگتی ہین۔ پہاڑی کے اوپر سے پانی زور کے ساتھ بہتا چلا جاتا ہی۔ راجکمار قدرت کے عجائبات دیکھ دیکھ اور بھی اپنی بخت نا سازی پر پھوٹ پھوٹ رونے لگا۔ اے رب بے نیاز میری دستگیری کر تونے زمین آسمان کس کیفیت سے بنائے۔ تونے کوہسارون کو کیسی آب و تاب بخشی۔ چاند سورج کو ضیا عطا فرمائی۔ بہشت و دوزخ کو بنایا تو حاکم بحر و بر نے کیا کیا چیزین پیدا کین۔ تو معبود ہے۔ وقت مدد ہے مدد کر۔ کہان جاؤن کس طرح لوح طلسمی پر قابو ہوگا۔ کچھ پتہ نشان بھی معلوم نہین۔ خدایا رحم فرما۔

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود — روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدایا صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور تابان نمود
ہر زبان را کرد در اوصاف خود مرطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — در دعصیان را بمعجون کرم درمان نمود
سر بہ پیدا از سجود زندگی و آخرتا — کارنامانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت بن انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود

در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند
عمدہ مضمونے کہ ہندی در رہ این دیوان نمود

پانی کھل گیا۔ تارے چھٹک آئے۔ آسمان کی نیلی چادر سے کسی ماہرو نے اپنا چاندسا مکھڑا نکالا۔ ستارون کی افشان چھڑکی اور دنیا والون کے دل بہلانے فہش منش کے ایک جہان کو فریفتہ کر لیا۔

برداشتہ خاطر اندر رجیت باغ سے نکلکر ایک تالاب کے کنارے ہری ہری

گھاس پر بیٹھ گیا۔ موجون کی روانی دیکھی۔ ماہتاب کی کرنین موجون سے ٹکھیلیان کر رہی ہین چھوٹی چھوٹی لہرون کے ہار بنکر اُن مین بجاے پھولون کے چاند گوندھے ہوئے ہین کنارے کی بالو مین لاکھون کرورون ہیرے چمک رہے ہین۔ دل سے باتین ہو رہی ہین۔ بڑی کڑی منزل آج کی تھی طلسمی صحرا کی دشواری گزار راہون کو طی کرتے کرتے حنیق مین دم آگیا۔ کیسی کچھ آفتادین پڑین کیسی کچھ سختیان اُٹھائین کڑیان جھیلین۔ لیکن مقام تو وہی معلوم ہوتا ہی عقلمند جے مل نے جو جو پتے دیے تھے بعینہ وہی پیش ہین ہین کہین سے طلسم کی راہ ہی لیکن ابھی وہ جگہ نہین معلوم ہوئی کدھر جاؤن اور کس سے پوچھون۔ کاش جگہ مل جاتی تو ہین طلسمی لوح ضرور لے آتا۔ خیر یہان تک آئے ہین تو راستہ بھی ڈھونڈھ ہی لین گے ؎

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہین سکتا

کنور اندرجیت اپنے دا ہمون مین پھنسے ہی ہوئے تھے اتنے مین کسی کے چیخنے کی مگر باریک صدا سُنائی پڑی۔ اور اس کے بعد ہی ایک ایسی خطرناک آواز آئی کہ سارا بیابان گونج اُٹھا۔ اندرجیت نے پلٹ کر دیکھا تو درختون کے کنج مین ایک سر بفلک عمارت تھی اور اُسی سے وہ دونون آوازین آئی تھین۔ خدا جانے یہ کون شقی القلب ہے کہ اس کو کسی کی گریہ وزاری پر رحم نہین آتا۔ مگر باریک آواز کو زنانی آواز سے تشابہ ہے معلوم نہین یہ عورت کون ہے ہاے کیا اس بے چاری رونے والی عورت کی حزین آواز اور پُر درد تقریر سے بھی ظالم کو اس کے دلی صدمہ کا امتیاز نہین ہوتا۔ میرے کانون نے تو اس سے زیادہ دردناک اور دل ہلا دینے والی آواز بھی نہین سُنی۔ اُف میرا دل تو اب قابو مین نہین رہا راجکمار نے پکار کر کہا۔ ٹھہراؤ نہین مین آگیا۔" یہ کہکر اندرجیت اندر آئے اتنے مین کسی کی بھاری آواز یہ کہتے ہوئے سنائی دی "کمبخت ذرا ٹھہر جا" راجکمار جس دروازہ مین آیا تھا اسی کے بغل سے دوسرا دروازہ کھول کر ایک نہایت قوی الجثہ لحیم شحیم کوئلے کی طرح کالا آدمی راجکمار کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی راجکمار نہایت چستی سے اچھل کر دس بیس رہ قدم کے فاصلے سے کھڑے ہو گئے اور حیرت سے اُس کی طرف نظر ڈالنے لگے۔ سیاہ فام آدمی نے سخت

آواز سے راجکمار کو ٹوکا "کون ہے؟"
راجکمار! تیرے خون کا پیاسا!! اور تو۔؟
سیاہ فام آدمی۔ یہ کہ۔ تو بس یہی ہماری نسبت بھی سمجھ لے۔ پاجی تو طلسمی باغ میں گھس کر میرے ضروری کام میں مخل ہوا۔ ٹھہر جا ابھی تجھے اس گستاخی کی سزا دی جاتی ہے۔

یہ کہکر وہ اپنے طیش کو روک نہ سکا اور جوش میں بھری تلوار کھینچکر اپنے ہمکلام راجکمار کی طرف جھکا۔ اور بھرپور ہاتھ تلوار کا چھوڑ دیا جس سے بظاہر جان بری نہایت ہی مشکل تھی۔ لیکن راجکمار نے نہایت چالاکی سے جھک کر اپنے حریف کے وار کو اس خوبی سے خالی دیا کہ وہ اپنی تلوار کی جھونک میں خود ہی آ رہا۔ ابھی یہ اچھی طرح سیدھا بھی نہونے پایا تھا کہ راجکمار نے قدم بڑھا کر نہایت پھرتی سے اپنے دشمن پر ہاتھ چھوڑا جس نے اس گردنکش کی گردن بالکل جھکا دی۔ مگر آوار جھٹانے کی آئی معلوم ہوتا تھا کسی لوہے پر تلوار پڑی ہے۔ سیاہ فام شخص راجکمار کے حملے کی تاب نہ لاسکا۔ شیر کی طرح ڈکرایا اور تلوار پھینک کر بغل کی لٹکتی ہوئی جھولی سے ایک نارنج نکالا سحر پھونکا اور راجکمار پر مار دیا۔ راجکمار نے انگلی کے اشارے سے نارنج کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور داہنا ہاتھ ہوا میں اٹھا کر ہلا دیا۔ کچھ بجلیاں کڑک کر اس پر گریں ایک بجلی سیاہ فام شخص کے سر پر گری ساحر کے دو پلے تھے۔ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سیاہ آندھی اٹھی۔ اندھیرا چھا گیا۔ ساحر نے جان توڑ دی۔ اندھیرا مٹا۔ اندرجیت نے دیکھا کہ ساحر کی لاش کے دونوں پلے پتوں کی طرح ہوا میں اڑتے ہوئے جانب شمال چلے گئے۔

جب اندرجیت کو اس واقعہ سے فرصت ہوئی۔ دروازہ پر نگاہ پڑی۔ دیکھا سامنے سے پندرہ سولہ برس کی نازنین مہ جبین۔ بھولا بھولا چہرہ۔ ہلالین ابرو متوالی آنکھیں شباب کا عالم غضب کا نکھار اس وقت باہتاب بھی دوڑ رہا کرتا ہوا آگیا تھا جس کی رنگین کسی کی ترچھی نظروں کی طرح مشرق سے مغرب کی طرف پڑ رہی تھیں اور انہیں اس حور وش لڑکی کے غضب کا تناسب اس کا

عالم فریب حسن اور ابھرتا ہوا جوبن۔ اُس کی بڑی بڑی جادو بھری آنکھیں۔ اُسکے یاقوتی رنگ کے پتلے پتلے ہونٹھ۔ اس کا خوبصورت چہرہ جس پر غربت نے گرد و غبار کا پودڑ پھیر کر کچھ یون ہی سی گلابی سُرخی باقی رکھی تھی کچھ ایسا بھلا معلوم ہوتا تھا کہ جس کو دیکھکر دیکھنے والے کو اپنے دل سنبھالنے مین ایک بڑی اشکال سے نہایت استقلال کے ساتھ سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس کے سر کے لانبے لانبے گھونگھر والے بال اس کی پیشانی مین بل کھا کھا کر اس کی پتلی کمر سے اُلجھے ہوے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے سکوت کے عالم مین اپنے دل سے چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی راجکمار اندرجیت کی طرف دیکھ رہی تھی اور خدا جانے کیا سوچکر بے تحاشا اندرجیت کے پیرون پر گر پڑی۔ اور رو رو کر کہنے لگی "آپ کی عنایت آپ کی مہربانی کا کہانتک شکریہ ادا کرون آپ نے مجھ پر بہت ہی بڑا احسان کیا جو ایسے مشکل وقت مین بلا شناسائی میری مدد کی۔ اگر آپ اس وقت نہ پہونچ جاتے تو ممکن نہ تھا کہ مین کسی طرح بھی آپ نے میری جان بچائی (پُر حسرت لہجہ مین) یہان اس وقت میرے پاس کیا ہے جس کو آپ کی اس عنایت کے شکریہ مین نذر کرون۔ افسوس ہے کہ اس وقت میرے منشر حواس اور میری سوکھی ہوئی زبان میرے دلی جوش کی ہمزبانی نہین کر سکتی ورنہ کچھ زبان ہی سے شکریہ ادا کرتی۔ مجکو سب سے زاید ندامت اس امر کی ہے کہ آپ کو اس سخت کی وجہ سے نہایت تکلیف اُٹھانا پڑی۔ آپ سے دو جس وقت آپ اس ساحر کی تلوار کے سایہ مین پڑ گئے تھے مین نہین کہہ سکتی کہ میری کیا حالت تھی بلکہ آپ ہی ایسے تھے کہ جو ایسے نازک وقت مین بھی آپ نے اس کو زیر کیا یہ غنیم دشمنان کچھ آپ کے جسم پر حرف تو نہین آیا۔

اس دوشیزہ لڑکی کا یہ دلفریب عالم اور اُس کی میٹھی میٹھی باتین سُنکر راجکمار اندرجیت کا بھولا بھالا دل اُس کے قابو سے باہر ہو گیا۔ اس نے فرط جوش سے دوشیزہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پاؤن پر سے اُٹھایا اور نیم باز نظرون سے حسن عالمتاب کے بوسے لیتا ہوا بولا۔

اندرجیت۔ کیا غضب کرتی ہو۔ کہتی کچھ ہو اور سمجھتی کچھ ہو۔ ایشور نے تمھارے

پانون چومنے کے لیے ہمین بنایا ہے۔ میری محنت کا اجورہ بس یہی ہے کہ آپ کا ماہتابی چہرہ میری مشتاق آنکھون سے اوٹ نہو۔ (سر پر ہاتھ لے جاکر) اہا۔ ابھی تک خون بہ رہا ہے۔ خیر۔

دوشیزہ۔ (گھبراکر) کیا ایشور نہ کرے زاُمدزخم پہونچا ہے۔ مین دیکھون اور یہ آپ کے کپڑے خون مین کیسے تر ہین۔ افسوس آپ کو میری وجہ سے نہایت ہی اذیت پہونچی۔

اندرجیت۔ اونہہ۔ اس کا کچھ غم نہین کسی بندۂ خدا کے لیے اپنا خون بہانا اپنا فخر سمجھتا ہون اور تم سی پری پیکر عورت کے لیے تو کوئی اپنی جان کو بھی عزیز نہین سمجھتا۔ ہان تم ہم کو اس امر سے مطلع کرسکتی ہو کہ تم کون ہو۔ کہان وطن ہے اور اس ظالم کے ہاتھ مین کیون کر آگئین۔

دوشیزہ۔ (حزین آواز سے) آہ مین کیا عرض کرون کہ مین کون بدنصیب ہون بس یہ سمجھ لیجیے کہ ایک مبتلاے بلا عورت ہون جو اپنی بدقسمتی سے اس بدمعاش کے سنگین پنجون مین پھنس گئی۔ میری یہی تمنا ہے کہ جس طرح آپ نے مجکو اس قید سخت سے نجات دینے مین اپنی جان کا بھی اندیشہ نہین کیا اسی طرح آپ کو اپنے وطن اور نام نامی کے اظہار مین بھی تامل نہوگا۔

اندرجیت۔ کیون کیا تم کو ابھی تک ہماری طرف سے ویسا ہی گمان ہے جیسا کہ اس ستم پیشہ جوان کے ہاتھون سے تم ابھی ابھی چھوٹی ہو۔؟ اگر تمھارا یہی خیال ہے تو ہم تم کو اس امر سے اطمینان دلاتے ہین کہ ہم قزاق ڈاکو نہین ہین ہم تمھارے ساتھ وہ بدسلوکی ہرگز نہ کرین گے جیسی کہ وہ ظالم تمھارے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔

دوشیزہ۔ توبہ توبہ!۔ آپ کیا فرماتے ہین۔ مین آپ کی نسبت کبھی ایسا گمان بھی نہین کرسکتی۔ اس امر سے تو مجکو اسی وقت اطمینان ہوگیا تھا جب آپ نے اپنی زبان مبارک سے اس جہنم واصل کی نسبت ظالم اور ستمگار کے نفرت دلانے والے لفظ استعمال کیے تھے لیکن میری بڑی بھاری خوشی ہوتی اگر مین اس امر سے بھی مطلع کردی جاتی کہ ایسے رحم دل ایشور سے ڈرنے والے مین کے

کس پاک خطے پر بستے ہین اور اس وقت میری مدد پر یہان کیونکر پہونچ سکے
اندرجیت ۔ تو تم کو اس مین جلدی ہی کیا ہے معلوم ہو جائے گا۔
دوشیزہ ۔ مین زائد اصرار کرنے مین اس امر سے ڈرتی ہون کہ مبادا آپ پر میرا
بار بار کہنا گران گذرے اور مین بے ادب ٹھہرائی جاؤن ۔ ورنہ میری تمنا تو
وہی تھی جس کو مین پہلے عرض کر چکی ۔
اندرجیت ۔ اچھا اگر ہم اپنا حال بتلا دین تو تم بھی اس امر کا وعدہ کرتی ہو کہ
پھر راست راست اپنا حال ہم پر ظاہر کر دوگی کیون ؟
دوشیزہ ۔ کیا میرا حال آپ سے پوشیدہ بھی رہ سکتا ہے اور چھپانے سے مجکو
فائدہ ہی کیا ۔؟
اندرجیت ۔ پہلے تم اپنا حال کہو اچھا رون طرف دیکھکر کیا یہان کوئی بیٹھنے
کی جگہ ہے جہان ہم تم بیٹھکر اپنی رام کہانی سنائین ۔
دوشیزہ ۔ میرے ساتھ چلیے ۔
دوشیزہ اندرجیت کو لیے ہوئے ایک سجی سجائی کوٹھری مین لے گئی ۔
اس مین دو دروازہ تھے ایک سے تو یہ دونون کوٹھری کے اندر داخل ہوئے
اور دوسرے کے پلے بھڑے ہوئے تھے ۔ کنڈی چڑھی ہوئی مگر قفل اور
کنجیون کا گچھا پاس کی پڑی ہوئی چوکی پر رکھا تھا ۔ گویا کسی نے ابھی ابھی کھولا ہے
اس قفل پر نظر پڑتے ہی دوشیزہ کا چہرہ خوف کے مارے سفید ہو گیا ۔
برگ گل سے بھی نازک ہونٹ خشک ہو گئے تھے ۔ گلابی رخسارون پر زردی
چھا گئی تھی ۔ اوسان خطا تھے کچھ ایسی دہشت طاری تھی کہ سارا جسم تھر تھر کانپ
رہا تھا ۔ پھر بھی دوشیزہ نے اپنے تئین بہت سنبھالا چوکی پر اندرجیت متمکن
ہوئے اور پاس ہی پڑی ہوئی میز پر دوشیزہ بیٹھ گئی ۔
راجکمار نیم باز نظر سے دوشیزہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر
ہوائیان چھوٹ رہی تھین معلوم ہوتا تھا کہ پھر کوئی نئی بلا آنے والی ہے ۔
ماہتابی رنگ پھیکا پڑ گیا تھا راجکمار نے پوچھا "اب گھبراہٹ کا ہے کی ہے ۔
اور تمھارا نام کیا ہے ؟"

دوشیزہ - پورا حال بیان کرنے کے لیے وقت چاہیئے - اتنا موقع نہیں -
ہاں مجھ بخت کو کملنی کہا کرتے ہیں - پہاڑ کی وادی میں رنگ پور نامے ایک ریاست
ہے اسی ران کے راجہ کی بدنصیب لڑکی ہوں ایک روز سیر کے لیے سہیلیوں
کے ہمراہ ماتابی پر گئی تھی - اتفاقاً یہ مُوا اُدھر سے نکلا - آنکھ چار ہوتے ہی
بخت پر شیطان سوار ہو گیا - آؤ دیکھا نہ تاؤ کچھ جپر پڑھا اور مجھ میں پھونک
دے کر لے اُڑا - یہاں آکر میری عصمت کی بربادی پر تل گیا نفس مارہ نے
شیطان بنکر ورغلانا بخت کہتا تھا کہ تم میری بی بی ہو میں تمھارا شوہر ہوں -
میں نے جواب دیا - اگر تم مجھے ہاتھ لگاؤ گے تو اسی چھری سے میری تمھاری
دونوں کی جانیں جائیں گی میں تمھاری بن کے برابر ہوں میری جان دینے پر
بخت ڈر گیا مجھے ہاتھ نہ لگا سکا - ناچار اُس نے مجھے سوچنے کی مہلت دی -
جب مہلت ختم ہو جاتی پھر مہلت دیتا اسی طرح کئی بار مہلت دے کر اُسنے اپنی
خواہشیں ظاہر کیں لیکن میں اپنی بات پر قائم رہی چھری دکھا کر اُس کے ارمان
خطا کر دیتی تھی (انگلی سے بتا کر) آپ وہ سامنے جو کٹھری دیکھ رہے ہیں میں اسی میں
زندان بلا سے اسی میں دن رات پڑی رویا کرتی تھی - آج بخت نے زبردستی کی
تھی - نجانے کس طرح میری ہمدم میری رفیق میری مرے نکال لی میں منھ تاکتی رہی
کوئی میرا سعادن نہ تھا - زبردستی ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا میں اس کے جا برابر سوٹک
سے چلا اٹھی - ایشور تو ہی سہایک ہے پاپی میرا دھرم بگاڑا چاہتا ہے پارے ایشور
نے سُن لی آپ پہونچ گئے اور مجھے اس ظالم سے نجات دلائی - آپ کی دانت سے
وہ چونکا اور مجھے چھوڑ کر آپ کی طرف مڑا پھر جو کچھ ہوا آپ خود جانتے ہیں -
مُردہ اپنی کرنی پر پہونچ گیا -

اندر جیت - یہ سب کچھ ہوا کو اب بھی کچھ ایسی دقتیں کچھ ایسی دشواریاں
آنے والی ہیں جن سے مکان تک بخیریت پہونچنا تو درکنار - جا بجا دشمن
ہے تاہم ابھی وہ دقت دور ہے - خیر دیکھا جائیگا - یہ بتاؤ اب کیوں منتر جو اس نے
دیکھو منھ کیسا سُست گیا گلابی ہونٹ سوکھکر کانٹا ہو گئے - چہرے پر کالے
بشاشت کے بجائے مردگی دوڑ رہی ہے تمھیں تو اب خوش ہونا چاہیے تھا تمھارا دشمن

آئے دن کے تفکرات سے چھٹی مل گئی تمھارا انتشار اطمینان سے مبدل ہو جانا چاہیئے ہنس ہنس کے باتین کرو خوشی کے لہجہ مین ایشور کو دھن یاد دو۔ ناموس بچ گیا عصمت پر داغ نہ لگنے پایا تو پھر غیبت رنج کرتی ہو کیا بات ہے کچھ کہو تو جہانتک ہو سکے گا اور بلاؤن سے بھی نجات مل جائے گی۔ اگر میری جانب سے تمھارے خیالات فاسد ہون تو تم اس بات کو دل سے دور کردو۔ مین تمھین دھرم کی دیوی سمجھتا ہون۔ میری نگاہ تمھاری جانب کبھی خراب نہ اُٹھے گی۔ بدنظری کمینون کا شیوہ ہے۔ یہان چھتری ہین چھتریون کا دھرم نہین کہ غیر کف پر نظر ڈالین۔ چھتریون کا قول جان کے ساتھ ہے ؎

رگھوکل ریت سدا چل آئی
پران جائین پر بچن نہ جائی

مین جو کہتا ہون اُس کے پورا کرنے مین جان کی بھی پروا نہین کرتا۔ مین بشواس گھات کرنا جانتا ہی نہین۔ مجھ پر اعتبار کرو گی تو بھلا ہی ہوگا ؎

سراپا جرم ہون لیکن وہ رند پاک طینت ہون
کیا زاہد نے میرے آب طہارت سے وضو برسون

اگر پاس بیٹھنا ناگوار ہو تو لو جاتے ہین ؎

ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہین
لو چلے جاتے ہین ناچار چلے جاتے ہین

پر ایک بات کا خیال رکھنا ؎

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
کھلا دو جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

مین کوئی زبردست ساحر نہین۔ آہنی قلعہ کے مہاراج نمال سنگھ کا لخت جگر ہون۔ اس گمنام کا نام اندرجیت سنگھ ہے۔ تمھارا غنچۂ دل کیون نہین کھلتا۔ دلی راز سے آگاہ کرو ؎

ابھی ہماری محبت کسی کو کیا معلوم
کسی کے دل کی حقیقت کسی کو کیا معلوم

کملنی اندر جیت کی باتین کان لگا کر سن رہی تھی مگر آنکھ سے آنکھ ملتے ہی محبت دل مین جگہ کرتی ہوئی برقی قوت کی طرح رگ رگ مین اثر کر گئی۔ ایک نے دوسرے سے اشارون مین خدا جانے کیا کہدیا کہ سکوت کے ساتھ دونون نے اپنی اپنی آنکھون کو نیچا کر لیا۔ راجکمار نے پھر اکبار للچائی ہوئی نظر سے دیکھا اور رخ روشن کی جھلک کی آنکھین تاب نہ لا کر چوندھیا گئین کانپتے تھامے زبان پر یہ شعر لایا ؎

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بیا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

راجکماری کملنی یہ شعر سنکر ہنس پڑی مگر کسی غبا نے پھر اُس کے دل کو چھالیا راجکمار نے پوچھا کیون! کیون! خیر تو ہی ہنسین کیون اور پھر مغمگین کیون ہو گئین نشد کچھ تو حال کہو۔

کملنی ؎ کس پہ مرتی ہو آپ پوچھتے ہین
مجھکو فکر جواب نے مارا

مین اپنے محسن اپنے باوفا صادق کی بات کا کیا جواب دون ؎

صدف کی کیا حقیقت ہے اگر اس مین نہو گوہر
نہ کیون کر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر

آپ بھی میرے تقدیری نوشتے کی طرح پلٹے جاتے ہین۔ کیا عرض کرون ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

مجھے ذات سامی پر جس قدر بھروسا ہے اس کا اعادہ مین خود نہین کر سکتی۔ مین آپ کے دام زلف مین گرفتار ہو چکی میری قسمت کا بار آپ کے ہاتھ مین ہے ؎

کیا قصد جب کچھ کہون تم سے جلکر
دبی بات ہو ٹھٹھون مین منھ سے نکلکر

سنیئے صاحب! ایک آفت سے تو جیون تیون نجات ملی تھی اب دوسری بلا آنے والی ہے۔ (بھڑکے ہوئے پلون کی طرف دیکھکر) یہ جو کوٹھری سامنے ہے اِس کے اندر آپ جانتے ہین کیا ہے۔ یہ بلاؤن کا ذخیرہ ہے جس کا

خیال آتے ہی دل کانپ اُٹھتا ہے۔

اندرجیت۔ (تعجب سے) کیا اس کے اندر بھی کسی خوفناک جادوگر کا مسکن ہے۔

کملنی کی صورت سے دہشت کے آثار نمایان تھے۔ راجکمار کی بات کا جواب دینا دوبھر ہوا۔ بلکہ کوٹھری کی طرف سے نظر ہٹا کر اپنے خوف زدہ دل کو ڈھارس دینے لگی اندرجیت سمجھ گئے کہ فی الحقیقت اس کوٹھری کے اندر کچھ ایسی ہیبت ناک چیزین ہین جس کی یاد سے اس کا ننھا کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے اپنے اس سوال سے اُسے مخبوط ہوتا دیکھکر اصرار کرنا چھوڑ دیا۔ دوسری باتین چھیڑ دین۔ مگر نیت پکی ہوچکی تھی کہ اس کوٹھری کے عجائبات ضرور دیکھنا چاہئین۔

راجکمار نے ٹال کر پوچھا "دیکیون صاحب! کچھ کھانے پینے کا بھی بندوبست ہوسکتا ہے؟"

کملنی۔ جو کچھ موجود ہے حاضر کرتی ہون۔ اُس سنگنے تو بہت کچھ سامان کیا تھا۔ نت نئے مزیدار کھانے طشت مین چن چن کر ہمارے سامنے پیش کرتا تھا۔ مگر کبھی ان کھانون پر ہماری نیت نہین ڈولی۔ وہ کمبخت بیٹھے بیٹھے کل زہر مار کر جاتا۔ صرف دودھ اور بناتاتی پھل میرے لیے کافی ہوتے اُنھین کھاکر زندگی کے دن کاٹتی تھی۔

یہ کہکر کملنی سامنے والی کوٹھری مین گئی۔ اور ایک طلائی کٹورہ دودھ سے بھرا اُٹھا لائی۔ اور کچھ نارنگیان سیب وغیرہ سامنے رکھدیے۔ اندرجیت پہلے دودھ چڑھا گئے پھر پھل وغیرہ نوش کرکے میز پر لیٹ رہے۔

رات آدھی سے زیادہ جاچکی تھی کملنی بھی ایک بستر پر پڑی کروٹین بدل رہی تھی۔ کوٹھری مین چراغ جل رہا تھا جو اتفاقاً گل ہوگیا۔ کھڑکی سے چاند کی شعاعین اس کے ماہتابی چہرہ پر پڑ رہی تھین۔ راجکمار دل ہی دل مین باغ باغ ہوگیا۔ گویا تالاب مین کرنون نے چاند کھلایا ہے وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے کملنی کے بے عیب اور لاجواب مکھڑے کو بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ قوس قزح سے مشابہ دونون کالی کالی بھنوون کے نیچے کنول کی منھ بندھی کلیون کی طرح

دونون آنکھین بند ہین ؎

بھروین عجب ادائین اس شوخ ستمگر مین ؛
اک ٹیڑھ سادگی ہین اک سیدھ بانکپن مین

آنکھون کے نیچے نازک نازک پلکون کی متوازی صفین۔ چھوٹا سا لال ہاتھ عجیب ناز سے سینے پر رکھا ہوا۔ گویا کسی نے پھول کے ڈھیر پر پھولون کا اور ڈھیر رکھدیا۔ لبون پر قدرتی مسکراہٹ اور اُن کے اندر موتیون کی لڑی کی سی جھلک گویا چاندنی مین بجلی چمکی۔ مگر اس پانزدہ سالہ نازنین کے چہرے پر بشاشت کے آثار پائے نہ جاتے تھے۔ دفعتاً کچھ کھٹکا ہوا راجکمار نے آنکھین پھیر لین۔ اُس کی یہ وجہ نہ تھی کہ وہ محو حسن ہوگیا یا انسانی خواہشین اُس پر غالب آگئین بلکہ ایک قسم کے شک کی حالت مین اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ بند کوٹھری کے (جسکے پلے بھڑے ہوے تھے) پاس پہونچا چاہتا تھا کہ دروازہ کھولے کملنی سوتی نہ تھی بلکہ آنکھین بند کیے ہوئے پیش آنے والی حالت پر غور کر رہی تھی۔ بند آنکھین دیکھکر راجکمار کو خیال گذرا تھا کہ وہ سو رہی ہے چونکہ وہ فکر مین غرق تھی اُس کو راجکمار کے اُٹھنے اور دروازہ کے پاس جانے کی آہٹ نہ معلوم ہوئی۔ راجکمار دبے پیر چھتیاے کوٹھری کے پاس آیا۔ چاہتا تھا دروازہ کھولے کملنی نے آنکھ کھولدی چلاکر بول اُٹھی "ہائین! ہائین!! کیا غضب کرتے ہو۔ کہین ایسا کربھی نہ بیٹھنا کوٹھری مین قدم نہ دھرنا۔ اس مین نہ جائین کہان کی بلیات بھری ہین جن کے یاد کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ کوٹھری کے اندر جانے سے تو مرنا بہتر ہے پہلے پہل دو تین رات اسی کوٹھری مین رہی تھی جو جو باتین دیکھنے مین آئین کہتے ڈر معلوم ہوتا ہے جہانتک میرا قابو چلے گا آپ کو اس کے اندر نہ جانے دونگی۔ اور پھر رات کے وقت "

اندرجیت۔ (مسکراکر) تم نہین جانتین۔ پتاجی نے مجھ پر منترون سے سخت بندشین کردی ہین مجھ پر یہان کی بلائین کچھ اثر نہین کرسکتین۔ آہا! مجھے سچ مچ تبلایا گیا ہے اگر ایسے خطرات مین استعمال نہ کیا جائے تو شاید وہ سچ مچ اُس کے بیر مجھی پر ہا تو صاف کرین جس مین میری جان کا خطرہ ہے۔ اس لیے اُس منتر کے

زور سے مجھے کسی بات کا خوف نہیں۔ تم اطمینان رکھو۔ اس منتر سے بڑے بڑے کام نکلیں گے۔ ابھی تو پہلی آزمایش ہے۔ تم روکو مت۔ میں ضرور اندر جاؤں گا۔ تمھیں اس کوٹھری سے جتنا ڈر معلوم ہوتا ہے میں اسی کو اپنا گھر بنانا چاہتا ہوں۔

کملنی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ چراغ بتی کیسی۔ اور اسی اندھیرے میں کیسی کچھ بھیانک آوازیں آتی ہیں بھوت پریتوں کا مسکن ہے۔ سارا رکاٹ کاٹ کی آوازوں سے کلیجہ دہل جاتا ہے۔

اندرجیت۔ تو روشنی کا انتظام بھی کر لینا چاہیے۔

باتیں ہو ہی رہی تھیں اتنے میں اسی کوٹھری سے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی پڑی۔ اندرجیت اور کملکماری دونوں نے پھر کر دیکھا ایک ساٹھ ستر برس کا بڈھا سن ایسی داڑھی ناف تک پڑی ہوئی دروازہ سے نکلکر راجکمار کی میز کے قریب پڑی ہوئی چوکی پر آکر بیٹھ گیا۔ کملکماری چونک پڑی مگر اندرجیت سنگھ نے بڈھے اجنبی کو دیکھکر پرنام کیا اور راجکماری کملنی سے ساری کیفیت کہی کہ یہی ہمارے حمایتی عقلمند وزیر جے مل ہیں۔

جے مل کے بیٹھتے ہی اندرجیت نے اپنے تمام واقعات جو کچھ گذر چکے تھے معروض کیے۔ راجکمار اپنے والد نامدار کی طرح جے مل کا ادب کرتے تھے۔ جے مل نے کملکماری سے کہا۔

"راجکماری جی! تم نے انھیں پہچانا نہ ہوگا۔ آج کل شہنشاہ طلسم زرنگار اور مہاراج نہال سنگھ سے جنگ کی ٹھنی ہے۔ شری مان نہال سنگھ آپ کے والد ماجد ہیں انھیں لوح طلسمی کی ضرورت ہے۔ طلسم کشا یعنی راج کمار پرتاب سنگھ اس کام پر منتخب ہوئے ہیں انھیں کے ہاتھ سے طلسم ٹوٹے گا۔ حکیموں ستارہ شناسوں نے فتاحی انھیں کے نام لکھی ہے۔ غالباً اگر لوح اُن کے پاس پہونچ گئی۔ تو طلسم زرنگار ضرور ٹوٹ جائے گا۔ تجویز تھی کہ طلسمی لوح کون لائے (اندرجیت کی طرف دیکھکر) یہ کام آپ نے اپنے ذمہ لیا۔ لوح طلسمی کہاں محفوظ ہے اسی کے بتانے کے لیے ہمارا آنا ہوا۔ اسی کوٹھری سے لوح طلسمی کا پتہ لگے گا بلکہ یہیں سے

اُس طلسم کی راہ ہے جہان لوح طلسمی بحفاظت تمام رکھی گئی ہے۔ گو اندرجیت سنگھ اس کوٹھری سے ہوکر دوسری راہ سے طلسم مین جائین گے۔ تم بھی ان کا ساتھ دینا کیونکہ نہ تو تم یہان اکیلی رہ سکتی ہو۔ اور نہ کسی دوسرے ہی مقام پر جاسکتی ہو سبب یہ کہ باغ کے چارون طرف گنجان جنگل ہے۔ بڑے بڑے ساحرون کا ڈیرا ہے خدانخواستہ کسی شعبدہ باز کی آنکھ پڑ گئی تو اُس سے بچنا محال ہوگا۔ اس لیے تم کہین باہر نہین جاسکتین۔ اندرجیت کا ساتھ البتہ دے سکتی ہو ان کے ساتھ رہنے سے تم پر آفت نہین آسکتی یہ تمھارے بچاؤ کے لیے اپنی جان کی بھی پروا نہ کرین گے ہر بات مین جی لڑا دین گے۔

یکایک کوٹھری سے بڑی بھیانک مگر رونے کی آواز آئی۔ اندرجیت اور کمل کماری دونون چونک پڑے کملنی کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ خون کے دوران مین کمی ہوئی ہونٹھون پر قفل لگ گیا۔ زبان بند ہوگئی۔

جے مل نے کہا "گھبراتی کیون ہے! یہ کسی کے رونے کی آواز نہین۔ اس طلسم کے دروازہ پر کوئی سحر بند کر دیا گیا ہے۔ اسی کے اثر سے آواز آرہی ہے (اندرجیت سے) تم ہوشیار رہنا ایسی ایسی سیکڑون باتین دکھائی دین گی ڈرا چوکے اور مارے گئے عجلت سے کام نہ لینا۔ خوب سوچ سمجھ کر ہر کام مین ہاتھ ڈالنا۔ آئی مصیبت سے گھبرانا نہین۔ مین تمھاری مدد کے لیے وقتاً فوقتاً آیا کرون گا۔ سب سے زیادہ اس بات کا دھیان رکھنا کہ تمھارے ماں باپ کی جان تمھاری خاندانی عزت تمھارا قومی ننگ تمھاری ہی ذات پر منحصر ہے یہ سمجھ لو اگر تم مقصدی کام پورا کرکے زندہ پہونچ گئے تو مہاراج نہال سنگھ کے سوکھے دھانون پانی پڑے گا ورنہ اُن کی زندگی چراغ سحری ہے۔ آج رات یہین بسر کرو کل صبح اس کوٹھری مین قدم رکھنا اس مین بھی ایک طلسم ہے۔

یہ کہکر بدستور اُٹھ کھڑا ہوا دونون نے ادب سے گردنین جھکائین جے مل نے دعائین دین۔ اور کوٹھری سے باہر نکلے۔

راجکمار اندرجیت تھکاوٹ سے مضمحل ہو رہے تھے۔ جے مل کے منع کرنے سے اپنا عزم توڑ دیا۔ اور مسہری پر لیٹ رہے۔

کملنی بھی کچھ کھا پی کر بستر پر دراز ہوئی۔ اندرجیت اور کملنی سے دو چارپائی کا فاصلہ تھا۔ مگر نظر کملنی کے پُرتاب چہرہ کی آب و تاب مین محو تھی اُسکا گول گول ماہتابی چہرہ بدر کی طرح چمک رہا تھا۔ اُس کی آنکھون مین حیرت انگیز جادو بھرا تھا۔

ہوئین پُرنور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے
دُر گوش صنم کے وصف مین لازم ہمارے ہے
تیمم کیجیے گر دُرِ یتیمی لیکے گوہر سے

شباب کا عالم۔ جوبن کی برسات مین حسن کی ندی لبالب بھری ہوئی جوانی کی فصل بہار مین حسن کے پھول کھلے ہوئے۔ راجکمار کا دل اُس سرمایۂ حسن کی ایک ایک ادا پر لٹو ہو رہا ہے وہ جس کو دیکھ رہا ہے وہ مصیبت زدہ ہے۔ مگر اُس کو دیکھ دیکھ کے اس کا دل باغ باغ ہوا جاتا ہے۔ یا اللہ! مصیبت نے حسن کو دوبالا کیون کر دیا۔ یہ حسینہ تو آفت زدہ ہے۔ یہ شگفتہ پھول آندھی کی جھپیٹ مین ہے یہ عیش کی ناؤ موجون کی تھپیڑون سے تلاطم مین پھنسی ہوئی ہے۔

راجکماری کملنی بھی اندرجیت سنگھ کے گلزار حسن کی گل چینی مین مصروف تھی۔ پیارے پیارے مکھڑے اور اُن جادو گر انکھڑیون کی لیٹی ہوئی دور سے بلا مین لے رہی تھی۔ مگر سون کھینچے ہوئی تھی رعب حسن اظہار محبت جتانے کا مانع تھا۔ دونون چپ تھے۔ سکوت چھایا ہوا تھا۔ مگر نادان دل مچلے ہوئے تھے۔ کہ کوئی بہانہ بات کرنے کا نکل آئے۔ بالآخر راجکمار سے رہا نہ گیا۔ چھیڑ ہی دیا۔ پوچھا۔

اندرجیت۔ سندری! تمھارا دل خوف سے لرز رہا ہوگا۔

کملنی۔ جانے دیجیے۔ اس کا ذکر ہی نہ کیجیے۔

اندرجیت۔ دیکھو! رنگت کیسی پھیکی پڑ گئی۔

کملنی راجکمار کا منھ دیکھنے لگی۔

اندرجیت۔ لیکن اب بھی حسن کی لطافت مین کمی نہین کیسی صاف شفاف پیشانی پر لمبے لمبے گھونگھر والے سیاہ بال بہت سے کالے سانپون کی طرح لہرا رہے ہین ساری کوٹھری مین حسن کی لہرین پھیلی ہوئی ہین۔

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

کملنی - آپ تو نادم کرتے ہین -

اندرجیت - اب تمھین کس بات کا خوف ہے - فکر مین دور کرو - چہرے پر بحالی ہو ایکبار ان گل سے رخسارون کو جو باد غم سے برگ خزان کی طرح کملا گئے ہین شگفتہ دیکھنا چاہتا ہون - (خود ہی) دیکھین وہ سروپ کب دیکھنے مین آئے -

کملنی کچھ نہ بولی - پژمردہ رخسارے پھول کی طرح سرخ ہوگئے لیکن خدا جانے پھر کس خیال سے مکھڑے کی رنگت پر غم کا بودر پھر گیا - چہرہ کملا گیا - اندرجیت سنگھ نے یہ کہکر تسلی دینے کی کوشش کی -

اندرجیت ؎ لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابرو ے خمدار پر
روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

مین اپنی جان سے زیادہ تمھاری حفاظت کرونگا - لیکن دل کو غم کا جولانگاہ نہ بناؤ - میرے جیتے جی تم پر آنچ نہ آنے پائیگی - ایکبار ہنسکر میرے دل کی کلی کھلا دو بس اور کچھ نہین چاہتا -

اتنے مین یکایک ایک بھیانک آواز آئی - یہ آواز پہلے کی بہ نسبت کہین بڑھی چڑھی تھی - کوٹھری کے اندر تلاطم مچا ہوا تھا کملنی چوکی پر اچھل پڑی جسم مین تھرتھری تھی راجکمار نے مسکراتے ہوئے بیتابی کے دفعیہ کی کوشش کی -

چھٹا باب

نہین ہے چرخ پر یہ جو ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسی کی نگاہ کی گردش

صبح ہوگئی - آفتاب بام قصر کے پہلے زینہ پر قدم رکھ چکا ہے - دنیا دار خواب نوشین سے بیدار ہوکر کاروبار مین مشغول ہوتے جاتے ہین - دن چڑھ آیا ہے دھوپ پھیل رہی ہے - اندرجیت اور راجکماری کملنی نے پہلے ورزون کی راہ سے

جھانکنے میں کوشش کی لیکن جب ملی ہوئی درزون نے حاجب بنکر ان کے نور نظر کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دی تو دروازے کو دھکا دیا۔ بھرے ہوئے دروازے کے پٹ ذرا سہارا دینے سے فوراً کھل گئے کوٹھری کے اندر قدم رکھا مگر تاریکی سے آنکھیں خیرہ تھیں۔ قدم آگے نہ بڑھ سکے۔ اندرجیت نے تالی بجائی۔ دو لوہے کے پتلے مشعلیں لیے داہنے بائیں کھڑے ہو گئے اور پھر کوٹھری کی اسٹیج پر جو تماشا نظر آیا وہ شاید دنیا کے تھیٹر میں عبرتناک سین تھا۔

کملنی دیکھکر جھجکی راجکمار اندرجیت نے کملنی کے شانے پر ہاتھ دھر دیا اور منہ کا نون کے پاس لے جاکر اس طرح بولے "پیاری! صبر و استقامت سے کام لو ڈرتی کیوں ہو۔ ہمارے والد بزرگوار ماہران سحر و افسون کے استاد ہیں اس فن میں کمال حاصل ہے۔ بلکہ شہنشاہ طلسم زرنگار سے برابر ٹکر ہوتی ہے۔ مجھے انھیں کے فیض سے کچھ آگیا ہے۔ اس طلسم خانہ میں سحر و نیرنگ سے کام لیا جائے گا۔ عجیب و غریب تماشے نظر آئیں گے۔ تم گھبرانا نہیں۔ اور نہ خوف کھانا" یہ کہکر اندرجیت نے کملنی کا ہاتھ تھام لیا۔ اور آگے قدم بڑھایا۔ پتلے بھی مشعل لیے ساتھ تھے۔

راجکمار کچھ اور بڑھے ہونگے کہ دوسری کوٹھری نظر آئی یہ کوٹھری بالکل مربع تھی وسط میں سنگی چبوترے پر سنگ موسی کی ایک مورت نصب تھی ہیبت ناک شکل بڑی بڑی آنکھیں دانت نکالے بلکہ میں جھکی ہوئیں عجیب ہیبت سے دیکھنے والے کے ہوش چھوڑائے دیتی تھی۔ اس کا منہ کبھی کھلتا اور کبھی بند ہو جاتا تھا۔ اندرجیت اور کملنی کو دیکھتے ہی اس مورت میں حرکت ہوئی اور بڑے زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگی۔

کملنی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راجکمار نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کملنی کے ہاتھ میں پہنا دی اور تشفی دلاسا دیتے ہوئے بولے۔

اندرجیت۔ ڈرو مت اب کسی سحر کا اثر تم پر نہ ہوگا۔

یہ کہکر راجکمار اس مورت کی طرف بڑھا۔ کملنی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا "آگے کہاں بڑھے جاتے ہو۔ وہ مُردہ جسے کل آپ نے مارا تھا۔ نگوڑا روز کہا کرتا تھا

خبردار مورت کے پاس نہ جانا۔ اس کے شکم مین آگ دہک رہی ہے۔ پاس گئین منھ سے شعلے نکل پڑینگے اور دم کے دم مین جلاکر تودہ خاکستر بنا دینگے۔

اندرجیت نے جھولی سے ایک پتلی نکالی۔ اور خنجر سے چھنگلی تراشکر قطرات خون پتلی کے منھ پر ٹپکائے اور پوچھا "طلسمی راستہ کدھر سے ہے"؟

پتلی نے انسان کی طرح منھ کھولا۔ باتین کرنے لگی کہ "اسی کالی شکل کے پیٹ سے طلسم مین جانے کا راستہ ہے۔ جب تک یہ مورت جلاکر خاک نہ کردی جائیگی راستہ نہ نکلیگا"

اندرجیت نے پتلی جھولی کے اندر ڈال لی۔ اور کچھ اسم سحر پڑھکر کالی مورت پر دم کیے اور انگلیان ہلاکر آسمان کی طرف دیکھا۔ بجلیان چمک چمک کر گرنے لگین مورت کی شکل پر آتش باری ہونے لگی۔ وہ شعلے کی طرح بھڑک اٹھی۔ خوفناک آوازین پیدا ہوئین جس طرح پہلے چنگھاڑ معلوم ہوئی اب کی اس سے زیادہ آوازین جوش تھا۔ زمین ہل رہی تھی۔ اتنے مین پھر برق تڑپ کر گری۔ سحر کی تاثیر سے تلوارین ٹوٹ رہی ہین۔ مورت کا سر بیچ سے شق ہوگیا۔ آتش فشان پہاڑ کی طرح لوہ بن نکلنے لگین۔ اور تمام مورت لکڑی کی طرح جلنے لگی۔ لپٹون سے دھوان نکل رہا تھا۔ کچھ دیر مین راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ اب بجائے مورت کے ایک پیتل کا بہت بڑا گنبد نظر آیا جس کا زیرین حصہ زمین مین دفن تھا۔

اندرجیت گنبد کے پاس گئے۔ اس پر کچھ حروف کندہ تھے۔ پتلے سے اشارہ کیا۔ اس نے مشعل دکھائی۔ اندرجیت نے پڑھا "اس گنبد کی چوٹی پر ایک کیل ہے۔ طلسم کے اندر جانے والے کو چاہیے کہ اس کیل کو دبادے۔ گنبد زمین مین پیوست ہوجائیگا اور اوس کی جگہ سرنگ نظر آئیگی۔

راجکمار نے گنبد کو ٹٹولا دیکھا حقیقت مین سرے پر ایک کیل ہے۔ زور سے دبایا۔ گنبد دھک دھک کرتا نیچے دھنس گیا اور بجائے اس کے ایک بہت بڑا گول سوراخ نمایان ہوا۔ اندرجیت نے جھانک کر دیکھا۔ عالم تیرہ وتار تھا کچھ محسوس نہوا۔ کملنی سے کہا۔

اندرجیت۔ یہی طلسمی راہ ہے۔ اسی سے ہم اور تم چلین گے۔

کملنی۔ لیکن یہ تو ایک کنواں ہے وہ بھی اندھارا راستہ تو دکھائی نہین دیتا جس طلسمی لوح

پر سارا دار مدار ہے اُسی کا پتہ نہین - کیا جانے کہان ہو - طلسم زرنگار کے صنا عون نے لوح طلسمی محفوظ کروی - وہ بڑے عقلمند تھے وہان تک پہونچنے مین بڑی دقتین اُٹھانا پڑین گی - یہ تو کوئی ایسی بات نہین - آپ میرے ہاتھ مین ہاتھ دیکر نیچے اُتر جائین - لیکن اُترتے وقت آنکھین بند کر لینا -

اندرجیت نے پتلون کو سحر سے غائب کر دیا - راجکماری کا ہاتھ پکڑا اور الیشور کے نامون کی تلاوت کرتا جھم سے کنوئین مین کود پڑا - کنوئین مین کچھ ایسی زہریلی ہوا تھی جس کے اثر سے دونون بیہوش ہو گئے - بعد عرصہ دراز پانون زمین سے آشنا ہوئے - جب ہوش آیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے - راجکمار اندرجیت اور کملنی سیر دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہر گئے جھولی سے پتلی نکالی - ماجرا پوچھا - پتلی بولی - پورب سمت چلے جائیے لوح طلسمی دستیاب ہو گی - راستہ مین عجیب عجیب طلسمات عجیب عجیب بلیات سے سامنا ہو گا - اُن کا دفعیہ شرط ہے ملا

اندرجیت اور آگے بڑھے - آفتاب خط استوا پر پہونچ چکا تھا - زمین آگ کی طرح تپ رہی تھی - یہ دونون دریا کے کنارے پہونچے - پانی زور شور سے بہ رہا تھا - موتی سا پانی چمک رہا تھا یہ دونون موجون کا مدوجزر دیکھتے بھالتے چلے جاتے تھے راجکمار اندرجیت اور کملنی کی نظرین چادر آب کو پامال کرتی ہوئی بلا روک ٹوک چاردن طرف سیر کر رہی تھین - ضیاء خورشید نے آب دریا مین چکا چوندھ ظاہر کرنے والی چمک پیدا کر رکھی تھی -

اندرجیت نے پتلی سے پوچھا "اب کدھر جائین؟" - پتلی نے جواب دیا "اُس پار لوح طلسمی ہے - مگر میری عقل بھی وہان کے حالات بتانے مین چکرائی ہے - کوئی تدبیر - کوئی ڈھنگ - کوئی طریقہ سمجھ مین نہین آتا - کوئی ترکیب ذہن مین نہین ٹھہرتی کیا بتاؤن کس طرح پار ہو جیے - اتنا کہہ سکتی ہون کہ دریا کے کنارے کنارے چلے جائیے آپ سے آپ کوئی طریقہ نکل آئے گا - اور آپ کو پار جانے مین آسانی ہو گی"

اندرجیت اور کملنی دریا کے کنارے کنارے چلے جا رہے ہین - ایک مقام

پر چھوٹا سا صندوق زمین مین نصب تھا جس پر ایک قوی ہیکل دیو سیاہ فام کریہہ منظر لباس میلا اہمل قطع گزر گرانبار شانے پر رکھے ہوئے صندوق پر بیٹھا تھا کملی اور اندرجیت پر نظر پڑتے ہی وہ خونخوار دیو ناچنے لگا۔ راجکماری سہم گئی۔ آگے بڑھنے سے رکی۔ اندرجیت دلاسا دیتے ہوئے راجکماری کا ہاتھ تھامے آگے بڑھتے جاتے ہین دیوان دونون کو اپنی طرف آتے دیکھ دیکھ عش عش کرتا تھا۔ اور مارے خوشی کے اُچھل رہا تھا۔

اتنے مین راجکمار اور اُس کے متصل ہو پہنچ گئے۔ دیو نے شانے سے گرز اُٹھایا اور بغل مین داب کر دونون کو پکڑنے کے لیے لپکا۔ راجکمار نے جھنکائی دے کر اُس ملعون کے چہرے پر اس زور سے طمانچہ رسید کیا اگر انسان ہوتا تو بلاشبہہ سر اُڑ جاتا۔ مگر دیو طمانچہ کی ضرب کھاکر دس قدم پر گر پڑا۔ بے دم ہو گیا تھا۔

جب ذرا ہوش آیا۔ آواز دی۔ بہتر ہی کہ یہان سے پلٹ جا۔ خبردار ایک قدم آگے نہ بڑھنا مجاوحکم ہے شہنشاہ زرنگار کا کہ جو شخص اِس طلسمی سرزمین مین قدم رکھے گرفتار کرلاؤ۔ اگر تو پلٹ جاتو مین شہنشاہ سے جاکر عرض کردونگا کہ جتنے اس صحرائے خونخوار مین آئے سب کو لقمہ بناکر ہڑپ کر گیا۔"

اندرجیت نے جواب دیا "بیہودہ کیا بکتا ہے۔ اجل گریبان گیر ہے کوئی دم مین یہ زمین تیرے ناپاک خون سے رنگین ہوا چاہتی ہے۔"

دیو رعد کی طرح گرجا اور کاہ دتیا گزر گرانبار تولتا اندرجیت پر برس پڑا اندرجیت نے بغلی ڈوب کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ اور گزر گرانبار پھین کر پھینک دیا۔ دیو نے بارہ ہاتھ کی لمبی تلوار نکالی۔ بہادر اندرجیت نے تیغۂ زہر آلود نیام اُرقام سے نکالکر دیو بدسرشت پر وار کیا۔ اِس نے سپر مین پناہ لی تیغہ سپر کو کاٹتا سر کے دو پٹے کرتا ہوا سینے سے دوچار ہوتا ہوا زمین مین در آیا دیو کے دو ٹکڑے زمین پر لوٹنے لگے۔ آندھی سیاہ اُٹھی۔ میدان تیرہ و تار ہو گیا۔ اور اس انہجار کی لاش کے ٹکڑے ہوا مین شمال طرف اُڑتے ہوئے نظر سے غائب ہو گئے۔

دیو کے جہنم واصل ہوتے ہی راجکمار صندوق کے پاس ہو پہنچے تیغہ سے قفل توڑا۔ صندوق سے ایک کمان اور تین تیر برآمد ہوئے۔ تیر و کمان دونون

فولادی تھے کمان کی موٹھ پر لکھا تھا۔

"دریا مین پانی کے مدوجزر کا خوبصورت گرداب موجزن ہے بشرطیکہ باندھکر ان تیرون سے نشانہ بنا۔ پھر قدرت کا تماشا دیکھ لے۔ اگر خدانخواستہ نشانہ غلط ہوا تو نشانہ باندھنے والے کی خیر نہین ہے"

اندرجیت فن قادر اندازی مین کمال رکھتے تھے۔ تینون تیر اُٹھا لیے۔ یکے بعد دیگرے لگائے۔ دو تیر خالی گئے۔ کملنی کے ہوش اُڑے جاتے ہین کہ ایسا نہو تیسرا نشانہ غلط ہوا تو اندرجیت کی خیر نہین۔ راجکمار نے تیسرا تیر بھی کمان پر چڑھایا اور ایشور کا نام لیکر چھوڑ دیا۔ تیر نشانہ پر بیٹھا۔ ہزار ہا توپون کی گھن گرج آواز آئی گویا بہت سی توپون پر ایک ہی ساتھ بتی رکھدی گئی ہے۔ راجکمار نی اور اندرجیت پر سناٹا چھا گیا۔ تمام میدان تیرہ وتار تھا۔ زور وشور کی آندھیان چلنے لگین۔ کچھ دیر یہی عالم رہا۔ رفتہ رفتہ تاریکی دفع ہوئی۔ ہوائی جھونکے کم ہوئے۔ اندرجیت اور کملنی نے دیکھا کہ ہو حق میدان کے سوائے نہ سبزہ زار صحرا کا پتہ ہے اور نہ قہار دریا کا نشان۔

اندرجیت۔ کیون سندری! طلسمی تماشے دیکھتی ہو۔

کملنی۔ رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہین اور تعجبات کی تو حد نہین۔

اندرجیت۔ آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ابھی تو پہلی منزل ہے۔ اب چلو آگے چلین۔

آفتاب کی کرنین زرد پڑ چکی تھین۔ یہ خرامان خرامان چلے جاتے تھے۔ اتنے مین دور سے آہنی دیوار نظر آئی۔ جب یہ قریب پہونچے دیکھا دیوار کی اونچائی بیس گز تھی آفتاب کی سنہری کرنین سیدھی ہوکر آہنی دیوار کی اونچائی پر عجیب کیفیت کے ساتھ پڑ رہی تھین۔

اندرجیت نے کملنی کا ہاتھ تھاما پرواز پیدا کرکے دیوار کے اُس پار جانا چاہتے ہین لیکن دیوار بلند ہوتی جاتی ہے۔ اندرجیت جتنا بلند ہوتے ہین اُتنی ہی دیوار اونچی ہو جاتی ہے۔ راجکمار مجبوراً نیچے اُتر آئے۔ پتلی سے کچھ پوچھا چاہتے تھے۔ کہ عقب سے کسی آدمی نے آواز دی کملنی اور اندرجیت نے

پلٹ کر دیکھا تو ایک عورت سامنے یہ کہتے آتی دکھائی دی :-
"مین اس دیوار کی مالک ہون۔ بغیر میری اجازت کبھی دیوار پار نہین جاسکتے"
وہ عورت اندرجیت اور کملنی کے قریب پہونچ گئی۔ یہ عورت تھی کون؟
یہ تو ہم نہین بتا سکتے۔ مگر تھی کمسن اور خوبصورت سحر سے بھی واقف تھی اس لیے اسے ساحرہ ہی کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کملنی کی جانب بیرخی اور نفرت سے دیکھ رہی تھی لیکن اندرجیت سے مسکراتی ہوئی بولی۔
ساحرہ۔ کیون صاحب۔ اغیر جگہ۔ غیر ملک مین یہ زبردستیان مین یہان کی شاہزادی ہون۔ شکار کا شوق چرایا۔ اس جنگل مین آگئی۔ سامنے خیمہ نصب ہو۔ آج شب کو وہین استراحت فرمائیے۔ کل یہان سے آپ کو دیوار پار لے چلونگی۔
اندرجیت۔ تمھاری کرم فرمائی اور اخلاق کا از حد ممنون ہون چونکہ ایک ضروری کام درپیش ہے۔ لہذا تمھاری مسافر نوازی سے سردست مجبوری ہے۔ مین ٹھہر نہین سکتا اگر تم احسان جتانا چاہتی ہو اور مسافر نوازی منظور ہے تو مجھے اسی وقت دیوار کے پار کردو۔
ساحرہ (منھ بناکر) صاحب!۔ آپ مجھے نہین جانتے۔ مین نے کیا جانے کیا جاتی دنیا دیکھی کہ آپ کی صحرا نوردی پر ترس آگیا۔ اپنے خیمے مین لے چلنے پر مصر ہوئی ورنہ بڑے بڑے رؤسا نامی گرامی عمائدین میری صورت دیکھنے کو ترستے ہین تمھین اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے جو مجھ سی شاہزادی تم پر مائل ہوئی۔ بلکہ تمھین طلسمی دیوار کے پار کردینے کی بھی زبان دے بیٹھی۔ شہنشاہ طلسم کا قطعی حکم ہے کہ دیوار کے پار کوئی جانے نہ پائے۔ اگر میری مہمانی قبول کرنا ہو تو میرے ساتھ چلو۔ ورنہ آپ جانین اور آپ کا کام۔
اندرجیت نہین! منٹ بھر ٹھہرنا شاق ہے۔ اگر مہربانی سے دیوار ہٹا لو۔ تو خیر۔ ورنہ مین خود ہی توڑ دونگا۔
یہ کہکر جھولی سے ایک گولا نکالا اور سحر دم کرکے تیار کیا۔ اندرجیت کو اس گولے پر پورا ناز تھا۔ کہ پہاڑ بھی ہوگا تو پاش پاش ہو جائیگا۔ ساحرہ کھڑی کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اندرجیت نے دیوار پر گولا پھینک مارا۔ بھیانک

آواز آئی۔ لیکن دیوار پر کچھ بھی اثر نہوا۔ گولا دیوار مین جیسے ہو کر رہگیا۔
اندرجیت سنگھ کے غصہ کا پارہ حد اعتدال سے تجاوز کر گیا۔ جھلاہٹ سوار ہوئی۔ طیش کھا کر رہ گئے۔ ساحرہ کی مسکراہٹ سے سیکڑون گھڑے خجالت کے سر سے گر رہے تھے جھولی سے پستلی نکالی۔ اور دیوار نہ ٹوٹنے کا سبب دریافت کیا۔ پستلی دم بخود رہی۔ کوئی جواب نہ ملا۔ اندرجیت سنگھ کا استعجاب بڑھ گیا۔
ساحرہ مسکرا کر بولی "دیکیون جی! عجب ہٹی ہو۔ ایک رات مین کیا بگڑتا ہے اب تو حوصلہ بھی نکال چکے۔ میری منتین کرو۔ ہاتھ جوڑو رات بھر ہم تم جشن کرینگے صبح ہوتے ہی دیوار اُس پار کر دیے جاوگے"
اندرجیت۔ (جھلا کر) جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ عبث تکرار کرتی ہو۔ تمھاری مہمانی اور بندہ نوازی یہی ہے کہ آج ہی اس پار جانے کا راستہ بتادو۔ انشاء اللہ پلٹ کر آئین گے تم سے ملاقات ہوگی اور تمھاری دعوت قبول کی جائیگی۔ اور اگر ایسی ہی تمھاری ضد رہی تو دیکھ لینا اسی جگہ پر چاہے جان کام آجائے۔ لیکن تمھارے دروازہ پر قدم نہ رکھونگا۔ اول تو اس دیوار ہی کو جہانتک ہو سکیگا گرا دونگا لیکن تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا۔
ساحرہ۔ ابھی تمھارے خیالات راستی پر نہین آئے۔ ارے مین یہانکی شاہزادی ہون۔ دیوار اس پار جانے والا ہمارا مجرم ہے۔
اندرجیت۔ دیکھو۔ شاہزادی اپنی طرف دیکھو۔ تمھارا سن ہی کیا ہے۔ ابھی ناتجربہ کار ہو۔ تمھین نادان سمجھکر سمجھاتا ہون۔ میرے کام مین حارج نہو۔ ورنہ نتیجہ خراب دیکھوگی۔ میری رکاوٹین تمھارے لیے قہر ثابت ہونگی۔ تمھاری صورت دیکھکر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ مجھے دق کرنے سے تمھارا کوئی فائدہ نہین
ساحرہ۔ اسی قدر غصہ سے اسی چھوکری کو اس طرح کی دھمکیان دنیا مین تم اپنون کو انگلی پر نچاتی ہون۔ خبردار! اب دیوار پار جانے کی ہمت نہ کرنا۔ ورنہ سر ٹکرا ٹکرا کر مر جائیگا۔ دیکھ مجھ سا برا کوئی نہین۔
اندرجیت نے ساحرہ کی باتون کا جواب نہ دیا۔ جھولی سے ایک مخملی کپڑے سے لپٹا ہوا کاغذ نکالا۔ اس کاغذ کی عجیب خاصیت تھی۔ جو کچھ سائل

سوال کرتا تھا خود بخود اُس کا جواب کاغذ پر لکھ جایا کرتا تھا۔ کاغذ مین لکھا تھا۔
"پتلی یہان کا حال نہین بتا سکتی۔ اب تم بہت بڑے طلسم مین جا رہے ہو۔ یہ طلسم زرنگار کا دربند ہے۔ ساحرہ یہان کی پاسبان ہے۔ تمھین اچھی طور سے جانتی ہے۔ پہلے دھوکا دہی سے کام لینا چاہتی تھی۔ چالاکی نہ چل سکی۔ اب سحر کے زور سے کام لیگی۔ یہ زبردست ساحرہ ہے۔ جب تک اسے ہلاک نہ کر لوگے طلسم مین جانا دشوار ہے۔"

اندرجیت نے کاغذ لپیٹ کر جھولی مین رکھ لیا۔ اور قہر آلود نظر سے ساحرہ کی طرف دیکھا۔ ساحرہ بھی چالاک تھی۔ اندرجیت کی دلی کیفیت تاڑ گئی۔ چہرہ خوفناک ہو گیا کالی کالی خونخوار آنکھین دیونی کی طرح چمکنے لگین۔ یا تو بیس برس کی خوبصورت عورت تھی یا سیاہ فام بدصورت ادھیڑ عورت دکھائی پڑی۔

اندرجیت۔ بیکار میری راہ مین کانٹے بچھاتی ہو۔

ساحرہ۔ ابھی کچھ نہین گیا ہے۔ میری بات مان لو گے تو کل یہان سے دیوار کے پار جا سکو گے۔

اندرجیت۔ (متبسم ہو کر) یہ تو ممکن ہی نہین۔ ابھی دیوار گراتا ہون۔

ساحرہ۔ تمھاری طاقت ہی کیا ہے۔

اندرجیت۔ جو تجھ سے ہو سکے بنا لینا۔

ساحرہ کو طیش آ گیا۔ پیچھے ہٹا جھولی سے گولا نکالا اور برہمی سے چلا اٹھی۔

ساحرہ۔ ارے بدمعاش! تو ہی اس طلسم کا طلسم کشا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا اور تو بھی مجھے جانتا ہو گا اُس دیوار کی پاسبانی پر شہنشاہ طلسم کی طرف سے تعینات ہون۔ تجھے باتون مین پھانسنا چاہتی تھی یہ بھی ایک چال تھی۔ اب سحر سے ہلاک کیے دیتی ہون۔ تو میرے زور بازو کو نہین جانتا۔ اب دکھاتی ہون کیسی زبردست ساحرہ ہون لے ہوش سنبھال اور میرا وار روک۔

یہ کہکر ساحرہ نے گولا کھینچکر راجکمار کے سینہ پر مار دیا۔ فوراً ہی اندرجیت نے تالیان بجائین انگلی سے اشارہ کیا لیکن سنسناتا ہوا چھاتی کے قریب پہونچ ہی گیا متواتر سپہون چھاتی کی محافظ بن رہی ہین اور گولا سپرون کو توڑتا سینہ سے قریب

ہوتا ہی جاتا ہے۔ راجکمار نے پانوٗن سے زمین پر تھپکی دی۔ زمین شق ہوئی اور خود اس کے اندر۔ پھر بھی گولا سپر توڑتا ہوا سر پر پڑ ہی گیا۔ زخم لگتے ہی خون بہ نکلا۔ زخمدار اندرجیت کے زمین مین پیوست ہوتے ہی ساحرہ نے قہقہہ لگایا۔ اور کملنی کو خون آشام آنکھون سے گھورنے لگی اور اس طرح بکنے لگی۔

ساحرہ۔ دنیا اندھی ہے۔ لوگون کے دل طلسم کشائی ہیبت سے کانپ رہے تھے کمبخت بزدلے۔ ان ایسے لونڈون سے ڈر گئے۔ میرے ایک چھوٹے سے جادو نے کیسی گت بنا دی۔

ساحرہ دون ہانک رہی تھی۔ اتنے مین بغل سے آواز آئی بس تیرا سحر دیکھ لیا دل کا بخار نکل گیا ہوگا۔ اب ہمارا وار روک۔

ساحرہ نے پلٹ کر دیکھا۔ راجکمار سامنے تھا۔ ہاتھ مین سونے کی زنجیر تھی۔ وہ زنجیر ساحرہ پر کھینچ ماری۔ ساحرہ نے تالی دی۔ دو پتلے ہاتھون مین چھرے لیے ہوئے ساحرہ کی اغل بغل کھڑے ہوگئے۔ اس نے زنجیر کاٹنے کا اشارہ کیا پتلے زنجیر کی طرف لپکے۔ زنجیر سے آگ کی چنگاریان نکل نکل کر پتلون پر پڑین پتلے خاک ہوگئے۔ ساحرہ نے زنجیر سے بچنے کی لاکھ کوشش کین۔ زنجیر کب چھوڑنے والی تھی۔ ساحرہ کے متصل پہونچ ہی گئی۔

ساحرہ جان بچاتی ہوئی کرہ ہوا پر پہونچی۔ زنجیر بھی تعاقب مین تھی۔ ساحرہ چکر کاٹتی ہوئی پھر زمین پر اتری زمین شق ہوئی اور یہ شکم زمین مین بھس گئی۔ سانپ کی طرح زنجیر بھی سوراخ مین تھی۔ ساحرہ اور زنجیر کا پتہ نہ تھا۔ زمین برابر ہوگئی۔ کملنی اور اندرجیت کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اندرجیت کے سر سے خون جاری تھا۔ کملنی آنچل سے خون پوچھ رہی تھی اور کہتی جاتی تھی۔

کملنی۔ اف اوہ بڑی چوٹ آگئی ہے۔

اندرجیت۔ (مسکراکر) نہین۔ پیاری! ہلکی سی چوٹ آگئی۔ لڑائی مین چوٹ جیسٹ ہوتی ہی ہے۔

کملنی۔ کیسا خون بہ رہا ہے۔ بند ہی نہین ہوتا۔

اندرجیت۔ کچھ پروا نہین۔ میرے پاس طلسمی مرہم ہے۔ ذرا لگا دینے سے

شام تک زخم مندمل ہو جائیگا۔

ابھی ان دونون مین باتین ہو رہی تھین کہ اتفاقاً زمین پھٹ گئی اور کوئی شے زمین سے نکلکر آسمان کی طرف جاتی ہوئی نظر آئی۔ اور دو منٹ بعد بھنبھناتی ہوئی خود بخود زمین پر گر پڑی۔

دونون نے دیکھا بیدم ساحرہ زمین پر پڑی ہے۔ زنجیر جسم مین لپٹی ہوئی تھی۔ اندرجیت ساحرہ کے پاس گئے۔ اُس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ کرب بڑھ رہا تھا۔ سانس اکھڑ رہی تھی۔ زنجیر کی کشمکش سے ساری ہڈیان چور چور ہوگئین۔ دیکھتے دیکھتے دو تین ہچکیان لین اور دم توڑ دیا۔

ساحرہ کے مرتے ہی زور کی آندھی آئی۔ گرد و غبار چھا گیا۔ اندرجیت اور کملنی کو سانس لینا دشوار تھا۔ رفتہ رفتہ آندھی کم ہوئی۔ میدان صاف ہوا طلسمی دیوار کا پتہ نہ تھا۔ ایک لق و دق جنگل تھا جو دیوار کی پشت پر چھپا ہوا تھا۔ اندرجیت اور کملنی آگے بڑھے۔

آفتاب ڈوب رہا ہے۔ مغرب کی طرف شفق کی سُرخی چھائی ہوئی ہے اور ڈوبتے ہوئے آفتاب کا چہرہ شفق مین جھلملا رہا ہے اس کی زعفرانی کرنین درختون کی چوٹیون اور بلند مقامات پر پناہ ڈھونڈھتی ہوئی اس لیے پڑ رہی ہین کہ انقلاب زمانہ کے ظالم ہاتھون سے بچ جائین مگر آسمان کی گردش کسی طرح نہین مانتی اور جبراً اُن کو ملک عدم یا نئی دُنیا کی سیر کرانے کے لیے کشان کشان لیے جاتی ہے شام کی تاریکی شام غربت بنی ہوئی پورب کی طرف سے اٹھتی چلی آتی ہے۔ چڑیان غول باندھے بسیرا لینے کے لیے اپنے نشیمنون کی طرف متوجہ ہوئی ہین درختون پر بیٹھتی جاتی ہین اور خدا جانے اپنی زبان مین کیا کیا ناسازی زمانہ کی شکائتین کرکے شور کرتی ہوئی اُڑ جاتی ہین اور پھر چارون طرف اندھیرا دیکھکر کچھ ایسی مجبور ہو جاتی ہین کہ فضاے آسمان مین دو ایک چکر لگا کر خوف کے مارے پر سمیٹتی ہوئی درختون پر گر پڑتی ہین اندرجیت اور کملنی ایک اونچے ٹیلے پر پہونچکر اس قدرتی مسین کو دیکھ رہے ہین۔ چارون طرف ہرے ہرے چھتارے درخت نیلگون مخمل کا شامیانہ تانے دن بھر کے تھکے ہوئے مسافر منزل پر پہونچنے

کا پتا دے رہے ہین اور آفتاب درختون کی آڑ مین اپنا پُرجلال چہرہ اس لیے چھپا رہا ہے کہ اب دُنیا والون کو کبھی آج کا دن دیکھنا میسر نہوگا۔ اندھیرا جھکتا جاتا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اطراف مین بہ رہی تھی کملنی نے چارون طرف نگاہ بھر کے دیکھا اور یاس آمیز نظر ڈال کر اندرجیت سے پوچھا۔

کملنی۔ راجکمار جی! ۔ آج کہان ٹکنا ہوگا۔

اندرجیت۔ کیا بتائین کہان رہین گے۔ اسی جنگل مین کہین نہ کہین ٹک رہین گے اب خوف کس بات کا۔ آئی ہوئی آفت ٹل ہی گئی۔ رات چین سے گذریگی۔

اس اثنا مین ایک شخص ٹہلتا ہوا ٹیلے پر چڑھ آیا۔ راجکمار اور کملنی دونون بجوچک سے اجنبی کی طرف دیکھنے لگے۔ اجنبی تیس برس کا جوان تھا۔ پوشاک لباس بیش قیمت۔ چہرہ پر رعب و جلال کوئی ذی رتبہ اور کارگزار آدمی معلوم ہوتا تھا۔ پیشانی سے غیر معمولی ذکاوت اور خداداد طباعی عیان تھی۔ جوان نے اندرجیت کے پاس پہونچکر پوچھا۔

اجنبی جوان۔ آپ لوگ مسافر معلوم ہوتے ہین۔

اندرجیت۔ (سر سے پا تک بغور دیکھکر) ہان ایسا ہی ہے۔ ہم لوگ مسافر ہین

اجنبی۔ کیا اس طلسم کے راجہ گوپال سنگھ کے پاس جائیگے۔

اندرجیت۔ ہان اُنھین کے پاس جانا ملحوظ ہے۔ یہ تو فرمایئے۔ یہان کوئی ایسی بھی جگہ ہے جہان شب بھر آرام سے رہ سکین۔

اجنبی۔ آپ بندے کے ساتھ کچھوپڑے تک چلین۔ شب بھر آرام فرمائین۔ آپ ایسے مہمانون کی خاک پا سے میرا جھوپڑا پاک ہوجائے گا۔ بلکہ مجھ دہقان کی عزت افزائی کا باعث ہوگا۔ مین یہان کا زمیندار ہون۔ آپ ایسے مسافرون اور اجنبیون کی خدمت کرنا ہم دہقانون کا خاص فرض ہے۔

اندرجیت نے کملنی کی طرف دیکھا۔ وہ راضی ہوئی۔ دونون زمیندار کے ساتھ چلنے پر رضامند ہوگئے۔

زمیندار کے مکان پر پہونچکر دونون نے دیکھا کہ گھنے گھنے درختون کے کُنج مین دو منزلہ مکان پختے لوکیون کی بیلون سے چھایا ہوا تھا۔ مکان کے

دروازے پر دو لٹھ بند نوکر کھڑے تھے۔ اُنھون نے اپنے آقا اور کنور اندرجیت سنگھ کو سلامین کین۔

زمیندار۔ (پہرہ دار سے) اوپر والی منزل انھین دکھا دے۔

نوکر اندرجیت اور زمیندار کے ساتھ ہو لیا۔

ایک سیڈھی سے دونون شخص ایک کوٹھری مین پہونچے۔ کوٹھری دیہاتی سامانون سے سجی ہوئی تھی۔ چوکیان پڑی ہوئی تھین زمیندار اور اندرجیت بیٹھ گئے۔ باتین ہونے لگین۔ اندرجیت نے کہا۔

اندرجیت۔ کیا آپ کے یہان کوئی مزدورنی ہے یا اپنے علاقہ سے کوئی بلا سکتے ہین۔

زمیندار۔ یہان سے دو میل کے فاصلہ پر ہمارا مکان ہے۔ خاندانی لوگ رہتے ہین۔ وہان سے آپ کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ آدمی بھیجا ہون کوئی گھنٹہ دو گھنٹہ مین آجائے گی۔

چونکہ شام ہو گئی تھی اندھیرے کا عمل دخل بیٹھ چکا تھا۔ زمیندار روشنی کا حکم دیکر راجکمار سے بولا "آپ ٹھہرین۔ مین آدمی بھیجتا ہون"۔

یہ کہکر زمیندار کوٹھری سے باہر نکلا ساتھ ہی ملازم بھی نکل گیا باہر سے پٹ بھیڑ دیے اور زنجیر چڑھا دی۔ زنجیر کی آواز سے کملنی اور اندرجیت دونون چونک پڑے۔

کملنی۔ یہ زنجیر کیون چڑھائی گئی۔ شاید ہم لوگ قید ہو گئے۔

اندرجیت۔ (چکراتا ہوا) ہائین! کیا وہ شریف نہ تھا۔ صورت سے تو شرافت ٹپکتی تھی۔ کیا گمان غلط ہوا۔ مجھے تو اُس کی دغابازی پر ابھی تک یقین نہین آتا۔

اندرجیت وہان سے اُٹھا۔ دروازہ پر آیا۔ دیکھا درحقیقت دروازہ بند ہے۔ کسی کو آتے نہ دیکھکر کملنی سے کہا۔

اندرجیت۔ درحقیقت گرفتار ہو گئے۔ بڑی چوک ہوئی۔ باتون پر اعتماد کر لیا۔ لیکن ہماری گرفتاری سے اُس کا نفع کیا ہے اُس نے کیون پھانسا

کچھ پتہ نہین چلتا۔ خیر جو کچھ ہو۔ ہم لوگون کو یہان سے نکلنے کی تدبیر سوچنا چاہیے جس طرح ہو اس قید سے جلد چھٹکارا ہو۔

اس کے بعد اندرجیت نے کمر سے گولا نکالا اور افسون دم کرنا چاہا۔ افسون یاد نہ آیا کملنی سے کہا۔ غلطی ہوئی اس کی باتون مین آگئے۔ بڑی چال کھیلی گئی۔ یہ کمبخت زمیندار نہین ہے۔ کوئی ساحر غدار ہے۔ چال کر کے پھانس لایا۔ یہ مکان بھی طلسمی ہے اس کے اثر سے سحر یاد نہین آتا۔

اس کوٹھری مین تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ زمیندار کے چلے جانے پر اور بھی گھٹاٹوپ اندھیرا ہوگیا۔ اندرجیت کوٹھری کے کونے مین کھڑا تھا کملنی کوٹھری مین چوکی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ چونکہ قیامت کی اندھیری تھی اندرجیت سنگھ کی نظر کملنی کے دیکھنے پر مجبور تھی۔

اتنے مین کملنی چلا اٹھی۔ اندرجیت آواز سنتے ہی بیقرار ہوگئے۔ کوٹھری مین دھڑاکا ہوا۔ دھڑاکے کے ساتھ ہی چیخ کی آواز محسوس ہوئی اندرجیت بایان ہاتھ پھیلائے اور دایان تلوار کے قبضہ پر پڑا ہوا کملنی کی طرف جھپٹ کر بڑھے کہ پاؤن تلے کی زمین سرکنے لگی۔ طبق زمین نیچے دبنے لگا یہان تک کہ اندرجیت بھی زمین کے ساتھ نیچے دھنسے۔ اندرجیت آگے بڑھنا چاہتے ہین مگر جس طرح کوئی شخص دلدل مین پھنسکر زمین مین دھنستا چلا جاتا ہے بعینہ اندرجیت سنگھ کا بھی یہی حال ہوا۔ اندرجیت کے کچھ بنائے نہین بنتی۔ سحر یاد نہین آتا۔ ہاتھون کے طوطے اڑ گئے۔ عجیب بلا مین پھنس گیا۔ ہائے کملنی۔ یہ کیا ہوا؟ کہتے کہتے اندرجیت کی زبان بند ہوگئی۔ اور پھر کوئی لفظ نہین سنائی دیا۔

ساتوان باب

تردد کیون ہے یارون کو کہان گاڑین کہان تو مین
جہان وہ پاؤن رکھدین ہے ٹھکانا میرے مدفن کا

دو عظیم الشان لشکرون پر افق مشرقی سے آفتاب کی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی

موسم کے اعتبار سے دھوپ کی تیزی صبح ہی سے انتہائی درجے تک پہونچ گئی تھی آفتاب کی کرنین شدت گرما سے بھاگ بھاگ کر زمین کے طبقون مین چھپ رہی تھین کہ آفتاب کی تمازت سے کسی طرح نجات مل جاتی۔ مگر زمین کچھ ایسی تپ رہی ہے کہ جلتے ہوئے بخارات اُٹھ رہے ہین۔ آفتاب کی کرنین ریگ پر لوٹ رہی ہین اور ذرے پہلو بدل بدل کر تڑپ رہے ہین۔ صفا چٹ میدان مین صفین مرتب ہو رہی ہین۔ میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ جناح کی دیکھ بھال ہو رہی ہے۔ ایک طرف شہنشاہ طلسم اپنی فوج لیے جما ہوا تھا۔ گذشتہ واقعات اسے جامے سے باہر کیے دیتے تھے۔ آج عوض لیا جائیگا۔ انتہا کا طیش بلا کی برہمی چہرہ سے نمایان۔ مونچھون پر تاؤ دے دے کر کہتا تھا۔ آج میدان مصاف مین اپنے جوہر دکھاؤن گا آج دشمنون کے خون سے ہماری مدت کی پیاسی تلوار چھک جائے گی۔ آج تیغۂ خونریز سے حریفون کی بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو کھلاؤن گا۔ نہال سنگھ کا نام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ مغرز سپہ سالار اور فوجی کمانڈر ہان ہین ہان ملا رہے تھے۔ شہنشاہ باآواز بلند کہہ رہا تھا۔ صاحبو! منادی کر دو جس کو جان دینا منظور ہو وہ لشکر مین رہے۔ ورنہ ابھی جس طرف دل چاہے چلا جائے۔ مین کسی کو روکتا نہین مجھے اپنے زور بازو اپنے سحر و ساحری پر ناز ہے۔ نہال سنگھ کی قضا لے کر آئی ہے آج ہی مردود کو معلوم ہو گا کس سے سامنا ہوا مفت مین بیر نا ندھا۔

آہنی قلعہ کے راجہ نہال سنگھ بھی درستی فوج مین مصروف تھے صفین آراستہ ہوئین۔ نقیب نقابت کرنے لگے۔ کڑکیت کڑکا کہہ رہے۔

ناگاہ کوس حرب بجا فوج مین ادھر — شور دہل سے آگئے جنبش مین دشت و در
گرجا جو طبل رعد پکارا کہ الحذر — قرنا کے غل نے کر دیا گوش سپہر کر

ڈھالون کا ابر اُٹھا کہ زمین تیرہ ہو گئی
تیغون کی بجلیون سے نظر خیرہ ہو گئی

خورشید تو ڈر کے چھپا اور نکل آیا — گرد و دھوپ بھی سایہ پہ کبھی دھوپ پہ سایا
منھ برق نے بھی خرمن گردون مین چھپایا — شمشیر کے شعلے کی کوئی تاب نہ لایا

گردون پہ تھے مہر کو یہ تاب نہین تھی
ذرے تھے کہین دھوپ کہین چھاؤن کہین تھی

آواز دہل سُنتے ہی دونون لشکرون سے وہ صف آرا گھوڑا جھکاتے ہوئے نکلے تلوار چلنے لگی اور دو ہی ایک وارین حریف کا خاتمہ ہوگیا۔ اسی طرح راجہ نہال سنگھ کے نمک حلال جوان نے چن چن کر دس بارہ آدمی تیغ بیدریغ کے گھاٹ اُتار دیے اور دل بھر کر دشمنون کا خون پی لیا شہنشاہ طلسم آپے سے باہر ہوگیا۔ اور خود گھوڑے کو جھکا رہتا کر میدان حرب مین قضا کی طرح آہنی قلعہ کے جوان پر ٹوٹ پڑا عرصۂ کارزار تھرا اُٹھا اس ملعون کے مقابلہ پر یہ جوان کب رک سکتا تھا شہنشاہ طلسم کے آتے آتے آغوش مرگ مین پناہ لیلی۔ مہاراج نہال سنگھ نے پرتاب سنگھ سے کہا۔ جو سوچا تھا وہی ہوا۔ شہنشاہ طلسم میدان مین آگیا۔

پرتاب سنگھ۔ (گھوڑے کی گردن پر تھپکی دے کر) حضور تکلیف نہ کرین مین سنبھال لون گا۔

نہال سنگھ۔ مجھے آپ کی دلیری اور جسارت سے بہت کچھ اُمید ہے لیکن اس مرتبہ آپ کا میدان مین جانا مناسب نہین بڑے بڑے سحر ہون گے آپ اس کے سحر کا جواب دے نہین سکتے مین خود جاؤن گا اور سوائے اسکے آپ ہی کی ذات پر اس طلسم کی فتاحی کا سہرا ہے جب تک لوح طلسمی نہین آتی آپ کا جانا بے سود ہے مین! کھڑے کھڑے تماشا دیکھیے کیسی کیسی چوٹین ہوتی ہین اُس کے مقابلہ کا اس لشکر مین بجز میرے اور ہے کون۔ پس آمادہ حرب و پیکار رہو تا ہون الیشور چاہیگا تو اس کمبخت کے دانت کھٹے کرون گا۔

نہال سنگھ کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑی۔ سردار بدل ہوگئے اور مہاراج نے گھوڑے کو مہمیز دی۔ گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہوا میدان مین آیا۔ نہال سنگھ نے شہنشاہ طلسم کے قرین ہو نچکر نعرہ مارا۔

باندھے ہین صفین گرد تا دکھراؤن — خالی کرون کس صف کو کسے خون بہراؤن
کس غول مین ہوار کو چمکا کے دراؤن — خالق کا غضب آئے ادھر مین جدھر آؤن
پائی نہ ہے ظفر قبضے پہ جب ہاتھ دھرا ہے

رگ رگ مین مری زور خداداد بھرا ہے

برق غضب خالق اکبر ہے یہ شمشیر ای لشکر بو قاتل لشکر ہے یہ شمشیر
اعدا کے نگلجانے کو اژدر ہے یہ شمشیر مقراض اجل ہر تن و سر ہے یہ شمشیر

پانی سے اور آتش سے جمیر اسکا بنا ہے
بجلی ہے کبھی اور کبھی سیل فنا ہے

دونون لشکرون کی آنکھین طلسمی لڑائی دیکھنے کی مشتاق ہین شہنشاہ طلسم غضبناک ہوکر بولا "نہال سنگھ! تیری موت کشان کشان یہان لے آئی ہے تیری جان قابض ارواح کے سپرد کیا چاہتا ہون۔ تیری زندگی کا جام لبریز ہوگیا۔

نہال سنگھ نے مسکرا کر فرمایا۔ جو کچھ تجھ سے ہو سکے اُٹھا نہ رکھ۔ سامنے کھڑا ہون حربہ کر۔ میری بھی یہی نیت ہے کہ تجھ ایسے ظالمون سے زمین کو ہلکا کر دون۔ خدا چاہے گا تو اپنی نیت مین کامیاب ہونگا۔

شہنشاہ طلسم۔ (غصہ سے تیور بدل کر) او نادان۔ جانتا نہین مین طلسم بند ہون۔ سوائے طلسم کشا کے کس مین جرأت ہے کہ مجھ پر ہاتھ لگا سکے ہان اگر اس کے پاس لوح طلسمی ہوگی تو بے شک مجھے اُس سے اذیت پہونچ سکتی ہے اذیت کیا بلکہ ہلاک کر سکتا ہے۔

نہال سنگھ۔ بیشک۔ بیشک تو طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ گھبراتا کیون ہے لوح طلسمی ملنے کی دیر ہے تیرا سر ٹھوکرین کھاتا ہوگا لیکن آج تو ہمارے گزر گرانبار کی چند مین سہی۔ تیری ہڈیان چور چور کر دونگا۔ بیہودہ بیکار وقت خراب کرتا ہے۔ تاب رکھتا ہے تو حربہ کر ورنہ ہمارا وار روک۔

شہنشاہ طلسم نے غصہ سے مٹھ بھینچ لیا اور برہم ہوکر بولا۔ خبردار اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر زمین پر تھپکی دی۔ دو جوان زنگی طلب کیے دونون جوانان زنگی نہال سنگھ کی طرف بڑھے۔ تھوڑی دیر مین ان کی صورتین بدل گئین۔ دو تاجدار تاج شہریاری برسر۔ موتیون کے مالے گلے مین کنٹھے یاقوت احمر کے پہنے ہوئے نہال سنگھ پر لوٹ پڑے۔ اس نے بھی دستک دی دو جوان شمشیر برہنہ سامنے آئے نہال سنگھ نے اشارہ کیا دونون تاجدارون کو پکڑ لے۔ جوان تڑپ کر چلے

تاجداروں کے قریب پہونچے آواز دی اے خبیث کہاں جاتے ہو یہ کہکر نگاہ ڈالی دونوں تاجدار پانی پانی ہوگئے۔ آہ آہ کی آواز آئی۔ صدائے ہیبت ناک بلند ہوئی۔ تاجداران اسرار مارے گئے۔ شہنشاہ طلسم گھبرا گیا بڑا تحفہ مٹا۔ یہ کہکر جادو کا گولہ مارا۔ آتشین دریا پیدا ہوا۔ آسمان سے بھی آگ برسنے لگی۔ آگ سے ہزاروں بندگان خدا جل گئے۔ نہال سنگھ نے تڑپ کر سحر کیا جھولے سے گلگونۂ سحر نکالا ہوا میں اڑا دیا ایک آواز پیدا ہوئی۔ سیکڑوں ساحران لشکر زرنگار کے کلیجے پھٹ گئے۔ دریا نابود ہوا۔ دریا کے مقام پر خاک اڑ رہی ہے۔ شاہ طلسم نے نارنگی ماری نہال سنگھ نے کاٹ دی۔ نہال سنگھ نے وار کیا۔ شہنشاہ نے کاٹا پیہم سحر ہو رہے ہیں کوئی کسی پر سربرنہیں ہوتا شاہ طلسم بولا۔ او ساحر تجھے اپنے سحر پر گھمنڈ ہے۔ دیکھ تیرا سحر نکالے دیتا ہوں۔

یہ کہکر جیب سے کچھ پھول نکال آسمان کی طرف پھینکے اور بلند آواز سے پکارا بی بی بہار ذرا ادھر آنا۔ اتنے میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا۔ دیکھا مشرق جانب سے شیام رنگ کی کالی کالی گھٹا امنڈتی چلی آ رہی ہے۔ تمام لشکر پر سیاہ بادل چھا گیا۔ آندھی کے تند جھونکے آئے ساحروں کی آنکھوں میں غبار چھا گیا۔ نظر دیکھنے سے عاجز ہوئی۔ جب آندھی مٹی۔ آنکھیں کھلیں عجیب عجیب کرشمہ نظر آیا۔ وسط میدان میں ایک باغ دلکشا۔ جا بجا گملے رکھے ہوئے۔ کیاریاں پھولوں سے لدی ہوئیں۔ باغ کیا ہے تختہ ارم ہے۔ درخت حلہ بہشتی کی طرح سبز لباس پہنے ہیں۔ طائران گلزار شاخوں پر جھوم جھوم کر ترنم خیز ہیں پھولوں کی خوشبو میں مشام جان کو تر و تازہ کر رہی ہیں۔ پپیہے نے آواز لگائی "پی کہاں" کویل کوکی مستوں کے دلوں میں ہوک اٹھی۔

گل لالہ کا فرش بچھا ہوا تھا۔ دل خوشی سے رشک لالہ زار بن رہا تھا۔ سبحان اللہ! اس کا دروازہ ایسا عالی شان ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا۔ سرخ سرخ روشوں کے کنارے جوانان چمن دھانی لباس پہنے اترا رہے ہیں عجیب عالم ہے۔

واہ رے نشو گل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگ کوہ بدخشان سے نکل
سخت حیران ہون کہ آئینہ کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل
دست مژگان سے سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل
لالہ آتا تھا نظر یون پس دیوار چمن
جس طرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل
خواب مین دیکھے اگر ترک فلک یان کی بہار
شب ہی مین گلشن انجم کو کرے مستاصل
کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے درون مقفل
ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلون مین گنگا جل
نوجوانان چمن دھوپ سے کیا کمھلائے
چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل
مور تھے رقص مین مصروف برنگ بط مے
جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح سے بادل
سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تمنا مین کہ لگ جائے گلے سے بادل
لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کمین پائے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائے گل نے
زنگ آئینہ کا جس طرح مٹاوے صیقل
آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال

سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پاؤن پھسل
آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
آب مین چشمۂ خورشید کے آ جائے خلل
نکہت گل سے ہر اک موج جواب رگ گل
پر تو گل سے حباب لب جو رنگ محل
شہد کی نہر روان مثل جنان ہوتی تھی
پھول پر بیٹھ کے اڑتی تھی جو زنبور عسل
قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتار
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل

باغ کے وسط مین ایک بنگلہ تھا جس کی سجاوٹ باغ فردوس پر انگلی اٹھاتی تھی۔ ایک نازنین گلچہرہ بڑے ٹھسے سے مسند زرین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ گرد پری رخون کا اژدہام تھا بہت سے نوجوانان نوخیز ہر کارے جمع تھے۔ نہال سنگھ اس باغ کے اندر ایک ٹیلے پر کھڑے کھڑے نازنین گل چہرہ کی دید بازی مین مصروف ہین۔ شاہ طلسم بیرون باغ سے پھول توڑ توڑ کر پھینک رہا تھا۔ اتنے مین ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا نہال سنگھ کے سر پر چکر مارنے لگا نہال سنگھ مبہوت ہو گیا۔ سحر کرنا بھولا۔ شاہ نے ایک گلدستہ نکالا اور سحر دم کر کے باغ کے اندر پھینک دیا۔

نہال سنگھ کی چشم سے آنسوؤن کی لڑیان ٹوٹنے لگین۔ گریبان پھاڑ ڈالا۔ نازنین کی آنکھ نے چار ہوتے ہی تیر بنکر کلیجے کو مشبک کر دیا۔ ٹھہرنے کی تاب نہ رہی بے اختیار دوڑا۔ چیخ مار کے رویا "ہائے جان جہان آتش محبت نے سینہ پھونک دیا۔ دم پر بنی ہے۔ اے گل بوستان محبت اے سرو روان باغ مودت للہ اپنے عاشق جانباز کی خبر لے۔ اب تو یہ حال ہے"

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
کرو جو خوب نظر آنسوون کا تار ہون مین
بجا ہے سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین

کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین
جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گنا ہگار نہین تو گناہ گار ہون مین
ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین
بغیر جرم ہون پامال شرم ہنجسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین
کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین
لگائے منہ مجھے وہ نغمہ دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
بتون کی زلف پر افشان عذار پر غازہ
رہو نگا گر دسینون کے وہ غبار ہون مین
امیر جانی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

نہال سنگھ پروانہ وار اس شمع رخسار کے پاس پہونچے رعب حسن نے طاقت لسانی زائل کردی۔ دست بستہ کھڑے ہوگئے۔ گلچہرہ نازنین نے ہاتھ تھام کر پاس بٹھالیا۔ عطردان کھول کر عطر ملا۔ گلوریان اپنے ہاتھ سے بنا کر کھلائین نہال سنگھ نے اس کی محراب ابرو کو سجدہ کیا۔ قدم چومے اور فرط بیقراری سے یہ شعر پڑھنے لگے۔

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہے ملتا ہے کہان چاہنے والا اپنا
اپنی نظرون مین تو پھرتا ہے یہ قد بالا سا
سرو گلچین کو دکھائے قد بالا اپنا

تیر نظر کا گھائل شراب عشق کا سرشار تیری محبت کے دلولے سے مبہوت ہوکر تیرے پاس دم توڑنے کے لیے حاضر ہوا ہے۔ کیا اجازت ہے کچھ کہہ۔ سنان مژہ سے کلیجہ چھدا ہوا ہے۔ تیغ نگاہ سے دل بسمل ہوچکا ہے۔ شیرین لبون آفتابی رخسارون کا بوسہ چاہتا ہون۔

پری چہرہ نے ناز سے مسکرا کر نہال سنگھ کی طرف دیکھا اور معشوقانہ ادا سے ہنسکر بولی "میرے گلے کا ہار بنوگے"

نہال سنگھ آنکھ بند کیے مستی سے جھوم رہا تھا فرط بیقراری سے جواب دیا۔ جان جہان! کیا مجھے بھی بے وفاؤن کے زمرے مین شمار کیا ہے۔ دیکھو میرے پاؤن کا کیا حال ہے۔ آبلے پڑگئے ہین۔ سینہ تیر نگاہ سے مشک ہے جو کچھ فرماؤگی۔ نوازش ہے۔ مگر امید ہی کہ ہمیشہ کے لیے گلے کا ہار بنجاؤن گیا میری قسمت ایسی ہے کہ تم سی خوبروؤن کی تعمیل حکم کو اپنی سعادت ابدی سمجھون۔

شاہ طلسم یہ سب کیفیت باغ کے پھاٹک سے دیکھ رہا تھا۔ نہال سنگھ کی باتون سے اسکے لبون پر مسکراہٹ آگئی۔ اُسنے ایک اور گلدستہ دم کرکے نہال سنگھ کے قریب پھینک دیا۔ نہال سنگھ کا سینہ عشق کی آگ سے چولہے کی بھٹی کے مانند گرم ہوگیا ہرچند عشق کا جادو کام کرچکا تھا لیکن اس گلدستے نے جلتی ہوئی آگ پر گھی کا کام دیا۔ آتش عشق بھڑک اٹھی مجنون وار دوڑکر اس نازنین کا ہاتھ پکڑا اور رو رو کر کہنے لگا۔

ای یار جانی ای معشوق لاثانی تو عبث مجھے مبتلاے الآم نہانی کرتی ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اپنے عشق مین میرا دل جلانا اور مجھسے محبت نہ کرنا یہ تو کچھ اچھا کام نہین ہے۔ اس قدر بیوفائی کرنا چھوڑ دے۔

تم شمع ہو ہم پروانے ہین
تم پری ہو ہم دیوانے ہین

دلربا نے سخت قسمین کھاکر اپنی راست بازی و محبت کا یقین دلایا۔ یہ باتین کرنے مین کبھی رونے لگتی تھی کبھی ہنسنے لگتی تھی کبھی کہتی تھی تم میرے عاشق

نہین ہو خوب ہوا تمھاری یہی سزا ہے جا کسی بازاری سے پیت لگا۔ یہان تجھ ایسے ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین۔

یہ کہکر اُس نے اپنی خواص سے اشارہ کیا اُس نے نازنین کے گلے سے گجرا اُتار کر نہال سنگھ کے گلے مین ڈال دیا۔

اب تو نہال سنگھ کا اور ہی عالم تھا۔ پاگل خبطیون کی طرح بک بک کرنے لگا ایکبار جھوم کر نازنین سے بولا۔

نہال سنگھ۔ کہو کیا حکم ہے۔؟

نازنین نے نہال سنگھ کے لشکر کی جانب اشارہ کیا۔ یہ ہمارے عدو ہین ہمارے قتل پر کمرین کسے کھڑے ہین بمبختون کو ہلاک نہین کر دیتے میرا پیچھا چھوٹے اور پھر ہم اور تم دونون خلوت و جلوت کے مزے اُڑائین۔

عشق کی آگ نہال سنگھ کے رگ رگ مین سرایت کر چکی تھی اُس نے جواب دیا۔

نہال سنگھ۔ ابھی۔

یہ کہکر باغ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کی جانب دوڑا۔

نہال سنگھ کا لشکر شاہ طلسم کی کارروائیان دیکھ رہا تھا۔ کچھ سوار نہال سنگھ کو سمجھانے کے لیے آگے بڑھے۔ نہال سنگھ کب سُننے والا تھا۔ پاگل کی طرح اپنے لشکر پر ٹوٹ پڑا اور آناً فاناً مین سیکڑون کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔

ساری فوج حواس باختہ ہوگئی۔ اپنے آقا اپنے مالک اپنے راجا پر ہاتھ چھوڑنا باعث نمکحرامی تھا۔ بیچارے سر کٹاتے جاتے ہین اور زبان سے اُف نہین نکالتے یہ حالت دیکھکر شاہ طلسم بھی بے شمار فوج لے کر نہال سنگھ کے لشکر پر جھپٹ پڑا۔ فوج کے آدمی حواس جاتے رہے۔ عین دوپہر مین معرکۂ کارزار نہایت تیزی سے گرم ہوگیا نہ سوال و جواب کی نوبت آئی اور نہ شکایت کے کلمے نکلے۔ تلوارین میان سے زبانین نکالے خون پی رہی ہین بھوکے پیاسے سپاہی تڑپ تڑپ کر جان توڑ رہے ہین بالآخر فوج کے پانون اُکھڑ گئے۔ نہال سنگھ کے لشکر کا سالار فوج

جیت سنگھ نے لشکریون کو تسلی دلاسا دے کر بھاگنے سے روکا اور یکبارگی فوجی رسالون کو مجتمع کر کے شاہ طلسم کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ صفین کی صفین درہم برہم ہونے لگین۔ خدا جانے یہ کس غضب کا حملہ تھا۔ فوج کے حوصلے بڑھے ہوئے ہین۔ شاہ طلسم کی فوج مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ حق یہ ہے کہ استقلال کے ساتھ حواس بجا رہنا بھی ایک اعجوبہ روزگار چیز ہے کہ جو سخت سخت مشکلون کو آن واحد مین سہل کر دیتی ہے اور جب اس کا سہارا نہین رہتا تو سہل سی سہل بات بھی مشکل ہو کر ایسی بگڑ جاتی ہے کہ کسی طرح بنائے نہین بنتی جیت سنگھ کے حواس نے واقعی بہت بڑا کام کیا۔ ورنہ فوج تو گھبرا گئی تھی۔ حواس جاتے رہے تھے قدم اکھڑنے مین کیا کسر رہ گئی تھی۔ شاہ طلسم کی فوج کے قدم میدان سے اٹھا ہی چاہتے تھے کہ شاہ نے فوج کا دل ٹوٹا دیکھکر جیت سنگھ کو ٹوکا۔ حربہ کرنا چاہتا تھا کہ بغل سے ایک جنگی جوان نے کہا۔ نہال سنگھ کے ہوش ٹھکانے ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے سحر اتر گیا۔ اپنی فوج کا بچاؤ کرتا ہے۔ شاہ طلسم نے پلٹ کر دیکھا۔ حلقہائے کمند گردن مین پڑے آواز آئی۔ او شہنشاہ پہچان لے۔ تیرے خون کا پیاسا دیا رام تیرے سر پر سوار ہے۔ شاہ نے نظر پھیری۔ بیہوشی کا قمقمہ پڑا۔ شاہ طلسم بے ہوش ہو کر پشت زین سے گر پڑا۔ دیا رام خنجر سے شاہ طلسم کا کام تمام کرنا چاہتا تھا کہ سنبلی بتلی زمین سے نکل کر۔ ہان۔ ہان۔ کیا غضب کرتا ہے۔ کہتی ہوئی شاہ طلسم کی طرف لپکی۔ دیا رام جان لے کر بھاگا اور بتلی شہنشاہ کو لیے ہوئے نظرون سے اوجھل ہو گئی۔

آٹھوان باب

ظالمون کو بھی ہوا ماتم ترے نخچیر کا
رونی ہے منہ پر کمان رکھ رکھکے چلہ تیر کا

پتلی پنجہ کمرین دے کرنے اُڑی اور میدان جنگ سے کچھ فاصلہ پر آسمان سے اُتری شاہ کو ہوشیار کیا اور کل کیفیت بیان کی۔ شاہ طلسم سنتے ہی آگ بگولہ ہوگیا۔ خونخوار آنکھین سُرخ ہوگئین مثل مار تاؤ پیچ کھا کر بولا۔ آج ہی کمبختون کا خاتمہ کیے دیتا ہون۔ ایک بھی زندہ نہ چھوٹے گا۔

شاہ طلسم نے یاقوت احمر نکال کر آسمان پر اُچھال دیا۔ ابر تیرہ و تار گھر گیا رعد کی گرج ہوا کا زور برق کی چمک دل ہلانے لگی۔ آوازین آرہی تھین خون کی بارش ہوئی دریاے قہار موجزن ہوا۔ پانی نہین خون ہی خون ہے خون کے دھارے بہ رہے ہین انسانون کی ہڈیان۔ اُن کے سڑے گلے جسم۔ سر اور ڈھانچے بہتے جارہے ہین۔ کچھ جانور مگرمچھ کی صورت کے نظر پڑے بدن پر گوشت اور چمڑا نہ تھا بڑی بڑی ہڈیان اور دو خشمناک آنکھین نمودار تھین یہ جانور اِدھر اُدھر پھر کے بہتی ہوئی نعشون کو کھاتے تھے۔ وہان دھوپ تھی نہ چاندنی۔ نہ تارے نہ بادل روشنی نہ تھی۔ اندھیرا بھی نہ تھا۔ ہر شے دکھائی پڑتی ہے مگر بہت صاف نظر نہین آتی۔ خون کی ندی سڑی گلی نعشین۔ انسانون کے بہتے ہوئے ڈھانچے۔ ہڈیون سے بھرے ہوئے جانور اس خوفناک اندھیرے مین نظر آتے ہین۔ دریا کے کنارے بالو نہین۔ بجاے اُس کے لوہے کی کیلین کھبی ہوئی ہین۔ نوکین اوپر کی طرف ہین دریا مین تلاطم ہے۔ لشکر اس خونی ندی مین غوطے کھانے لگا۔ ہڈیون سے بھرے ہوئے جانور انسانون کو پکڑنے کے لیے لپکے۔ اتنے مین دریا کے اندر سے ایک دیوزاد نکلا تاڑ سا قد۔ درخت کے تنے کی طرح لمبی لمبی باہین۔

مہیب صورت لمبے لمبے ڈگ رکھتا ہوا سطح آب پر چلا آتا ہے۔ اس کے پانون خون مین ڈوبتے نہ تھے۔ فوج کی جانب بھاڑ سا منھ کھولے دونون ہاتھون سے آدمیون کا پھنکا مارتے۔ دریا سے پار ہوا خشکی پر آیا۔ گرمی کی وہ شدت کہ اہا لیان لشکر کی آنکھین نکلی پڑتی ہین۔ آنکھون مین ایسی جلن تھی کہ گویا کسی نے زہر ڈال دیا کانون مین بہت ہی سخت خوفناک آوازین آرہی تھین کہین کلیجہ پھاڑنے والی رونے کی صدا۔ بھوتون پریتون کی سی ہنسی دل دہلانے والی ہونکار۔ کہین پہاڑون کے پھٹنے کی آواز کبھی پانی کا شور کبھی آگ جلنے کی آواز مرنے والون کی آہ وفغان۔ یہ سب آوازین ایک ساتھ مل کے کانون کے پردے پھاڑے ڈالتی تھین ایک مرتبہ ایسی آندھی آئی معلوم ہوا کسی نے جلتی ہوئی آگ مین جھونک دیا۔ دوبارہ ایسی ٹھنڈی ہوا آئی گویا کسی نے جسم مین ہزارون چھریان بھونک دین۔

غضبناک دیو۔ دونون لشکرون کے بیچ مین کھڑا ہوگیا۔ قد کی لمبائی پچیس گز سے کم نہ تھی۔ سر کسی بڑے بھاری مندر کے گنبد کے برابر تھا۔ ہاتھ پانون شہتیر کی طرح۔ پیٹ کوٹھری کے برابر۔ دو دو گز کی انگلیان۔ آدھ آدھ گز کے ناخن۔ خوفناک صورت پر ہیبت برستی تھی۔ بڑے بڑے دو دانت جبڑون سے نکلے ہوئے۔ الغرض اس شکل وصورت کا دیو شاہ طلسم کے سامنے آیا۔ عرض کی۔ حضور غلام جان نثار حاضر ہے۔ جو حکم ہو بجا لاؤن۔ شاہ نے اپنی کمر کا خنجر کھینچکر دیا کہا۔ ارے تو کیسا ہمارا خیر خواہ ہے۔ حریف کا لشکر سامنے ہے۔ نہال سنگھ ہمارا دشمن ہے۔ مدتون کا بھوکا ہوگا جا اور اس لشکر کے گوشت واستخوان سے شکم سیر کر۔ نہال سنگھ کی ہڈیان چبالے۔

دیو غضبناک ہوکر نہال سنگھ کی فوج پر لپکا۔ ایک ایک ہاتھ مین دس دس بیس بیس انسانون کو پکڑ کر آتشین دہن مین جھونکنے لگا۔ نہ تو ملعون پر کوئی سحر اثر کرتا تھا اور نہ کوئی ہتھیار ہی کارگر ہوتا تھا۔

شاہ طلسم بھی نہال سنگھ کی طرف جھپٹا۔ نہال سنگھ سحر سے مسحور ہی تھا اپنی فوج پر ہاتھ صاف کر رہا تھا کبھی گولے مارے کبھی ترنج تاریخ کے چھٹے

پھینک دیے جو برق بنکر چمکے ہزارون آدمی ہلاک ہوگئے۔ شاہ طلسم نہال سنگھ کے قریب پہونچا۔ تالی بجائی۔ آسمان پر برق چمکی اور برق سے تڑپ کر وہی گل چہرہ نازنین نہال سنگھ کی بغل مین آکر کھڑی ہوگئی جس کے عشق مین مبہوت ہوچکا تھا۔ نازنین کو دیکھتے ہی نہال سنگھ لڑنا بھول گیا۔ آنکھ جا رہی سنان مژگان تو دۂ دل کے پار ہوئی۔ آہ کرکے کلیجہ پکڑ لیا گھبراکے پکار اُٹھا ؎

ترے خرام سے برپا ہی شور و شر کیسا — اُٹھا یہ فتنہ قیامت سے بیشتر کیسا
سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہی کچھ دل بیتاب — انہی آج یہ صدمہ ہی جان پر کیسا
یقین تھا کہ پس مرگ چین آئے گا — قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا
نکل سکی نہ مرے مُنہ سے آہ بھی پوری — اثر کسی کی توقع ہے یا ن اثر کیسا
ہم اپنے دلکی حقیقت تھین سے پوچھتے ہین — اب اس کا حال ہی کیا۔ تھا یہ بیشتر کیسا

کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا
مجھے خبر ہی نہین نفع کیا ضرر کیسا

نہال سنگھ نے یہ عاشقانہ اشعار پڑھے گلچہرہ نازنین بولی۔ اگر عاشق زار ہے معشوق کا کہنا آمنا صدقنا ہے تو راہ عشق مین حلق پر چھری پھیر لے۔ کوچۂ محبت مین نام کر۔

نہال سنگھ بادۂ عشق سے سرشار تھا بیساختہ خنجر نکال کر حلق پر پھیرنا چاہا پہلوے چپ سے دو تیلیان نکلین ایک نے ہاتھ پکڑ لیا۔ دوسری نے گلے کا ہار توڑ کر گلچہرہ نازنین پر پھینک دیا۔ گلچہرہ جلا تی۔ آہ آہ کی۔ شعلہ ہاے آتش بدن سے نکلے۔ زمین کو جنبش ہوئی۔ نہال سنگھ بے خبر تھا ہوش حواس بجا نہ تھے لڑکھڑا کر زمین پر گرا چاہتا تھا۔ تیلیون نے سنبھالا۔ شاہ طلسم یہ دیکھکر برہم ہوا۔ گولا نکا لکر تیلیون پر جھپٹا۔ تیلیون نے للکارا۔ شاہ طلسم! خبردار آگے قدم نہ بڑھانا۔ ہاتھ چلایا تو تیری خیر نہین یہی گولہ نار جہنم مین جھونک دے گا۔ ہم نہال سنگھ کی محافظ طلسمی تیلیان ہین۔ یہ طلسم بند ہے کسی سے ہلاک نہین ہوسکتا کیا تجھے معلوم نہین کہ آہنی قلعہ کا بادشاہ بغیر لوح کے کہین مر سکتا ہے جس طرح تیرا بغیر دستیابی لوح زوال نہین اسی طرح ہمارا بادشاہ بھی قتل سے بری ہی

یہ کہکر طلسمی پتلیان نہال سنگھ کو لیے ہوئے زمین مین دفن ہوگئین شاہ طلسم اپنا سا منھ لیکر رہگیا۔ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا پلٹا۔ اہالیان لشکر نہال سنگھ خوف پیکر دیو کے مظالم سے نالان تھے ہزارون لاکھون جوان طعمۂ اجل ہو چکے ہین شور گیر و دار بلند ہے۔ ہزارون کا گھیت ہوگیا۔

بدن کے زخم تمازت سے خور کے جلتے تھے لہو کے قطرے لسان شرر نکلتے تھے
ہر ایک زخم سے خون لیکے منھ پہ ملتے تھے جو گرنے لگتے تھے گھوڑون پہ پھر سنبھلتے تھے
کبھی دہن سے ٹپکتا تھا گہ جبین سے لہو
غرضکہ پوچھتے جاتے تھے آستین سے لہو

سپاہی دیوزاد کی لڑائی سے عاری تھے۔ جائے امان نہ تھی جنگ مغلوبہ تھی۔ ہر سپاہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ تمام فوج خستہ ہو چکی تھی اتنے مین شاہ طلسم بقہر و غضب ٹوٹ پڑا۔ سحر پھونکے۔ گولہ باری ہونے لگی۔ ایک ایک گولے مین سیکڑون کی جانین تلف ہو رہی ہین۔ جیالے بہادر میدان مین دم توڑتے ہین مگر جرأت جنگ سے قدم ہٹانے نہین دیتے۔ منھ کی کھاتے ہین گردن نہین پھیرتے۔ آدھی سے زائد فوج کام آچکی تھی۔ لشکر حواس باختہ تھا۔ دل ٹوٹا ہوا تھا۔ مگر جوش مین کمی نہ تھی۔ بہادر جیت سنگھ ساحر زبردست ہے۔ سخت مشکل درپیش تھی۔ فوج کو بچاتا بھی ہے۔ سحر افسون کا جواب بھی دیتا ہے۔ فوج کے سر پہ بلا مین بھی ٹالنے کی کوشش کرتا تھا۔ آواز برمنتشر صفین آراستہ ہو جاتی تھین۔ نقیب نقابت سے جیالون کا دل بڑھا رہے تھے۔ جیت سنگھ اپنے بڑھے ہوئے حوصلے کی طرح فوج مخالف مین مل پڑا۔ لیکن دیوزاد کا ڈر دل مین سمایا ہوا تھا اس کے مقابلہ سے کنائی کاٹتا تھا۔ اس پر اس کا قابو نہ تھا۔ بالآخر بحر جنگ مین شناوری کرنے لگا۔ غصہ کی حرارت مین سیکڑون کو کچلتا۔ چیرتا پھاڑتا شاہ طلسم پر جا پڑا۔ شاہ طلسم اس کی دلیری و استقامت دیکھکر بہادری کی داد دیتا تھا۔ یہانتک کہ گھوڑے کو ٹھکرا کر جیت سنگھ کے مقابلے پر آیا۔ چلا کر آواز دی۔ او ساحر پہلے اپنا نام و نشان بیان کر۔ نہال سنگھ کے یہان کس درجہ پر ممتاز ہے۔ جیت سنگھ نے شاہ کے دیکھتے ہی گولہ سنبھالا اور بات کا جواب دیا۔

جیت سنگھ۔ اس سوال سے تیری غرض کیا ہے۔ اگر دم ہے تو مقابلہ کر۔
شاہ طلسم۔ تیری جرأت دیکھکر ہمارا دل بہت خوش ہوا ما بدولت کی خواہش ہے کہ اپنے یہان تجھے کوئی عہدۂ جلیلہ دیا جائے۔
جیت سنگھ۔ یہ خیال فضول ہے۔ مین اپنے مہربان آقا کے سوا دوسرے کی تابعداری کرنا نہین چاہتا۔

یہ کہکر وہی گولا جو ہاتھ مین تھا شاہ پر مار دیا۔ شاہ نے سپر سر پر روکا۔ گولا غضب کا تھا سپر توڑتا ہوا پیشانی پر لگا۔ پیشانی زخمی ہوئی۔ خون کا تڑابہ نکلا شاہ طلسم سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ جیت سنگھ نے چار گولے سحر کے اور مار دیے دم لینا دشوار ہو گیا۔ زخمدار شاہ طلسم جھنجھلا گیا۔ خون کی حرارت سے برہم ہوکر جھولے سے ایک آئینہ نکالا۔ ادھر تیغہ سحر علم کیے ہوئے جیت سنگھ شہنشاہ پر دوڑا۔ پانچ سات متواتر وار کیے۔ دو تین کاری زخم ایسے لگائے کہ شہنشاہ کا سر درد سے چکر کھا گیا۔ چلاکر بولا۔ اوگستاخ ادھر دیکھ جیت سنگھ کی نگاہ آئینے پر پڑی۔ سایہ دیکھکر ہنسا۔ ضرب لگانا بھول گیا اور پتھر کی مورت کی طرح تلوار ہاتھ سے پھینک کر کھڑا ہو گیا۔ شہنشاہ نے کہا۔
شاہ طلسم۔ او بے حیا اپنا سر اپنے ہاتھ سے قلم کر دے۔

جیت سنگھ پر سحر کچھ ایسا جھایا ہوا تھا کہ بغیر کچھ خیال کیے تلوار اُٹھائی اور حلق پر پھیرنا چاہی۔ اتنے مین آسمان پر گلابی رنگ کے لکہ ہائے ابر نمودار ہوئے۔ ابر سے برق ترپ کر جیت سنگھ پر گری اور اُسے قلعہ آہنی کی جانب اٹھا لے گئی۔ شاہ طلسم کو طیش آگیا۔ گولا نکال کر آسمان پر پھینکا۔ بادل پھٹ گیا عجب تماشہ نظر آیا۔ آہنی قلعہ کے مہاراج نہال سنگھ تخت زرین پر سوار طوق مروارید گلے مین۔ پشت پر تیلیان مکس رانی مین مصروف۔ لعل و جواہر کی ٹکی ہوئی پوشاک سے ملبوس تاج زرین بر سر شاہانہ تزک سے طبقات زمین پر نظر ڈال رہے ہین۔ اور تخت ہوا سے اُترتا آہستہ آہستہ زمین پر آرہا ہے۔

نہال سنگھ پر نظر پڑتے ہی شاہ طلسم گھبرا گیا۔ دوڑکر دیوزاد سے ملا اور نہال سنگھ کی طرف اشارہ کیا کہ اس ملعون کی ہدیان تیلیان چبالے۔

دیوزاد مہاراج نہال سنگھ پر جھپٹا۔ ابھی نہال سنگھ کا تخت زمین پر پہونچا بھی نہ تھا دس گز کی بلندی پر ہوا مین لہرا رہا تھا۔ دیوزاد تخت کے قریب پہونچا ہاتھ بڑھا کر چاہتا تھا کہ نہال سنگھ کو تخت سے کھینچ لے۔ نہال سنگھ نے فوراً نشتر اپنی ران پر مارا قطرات خون سے چلو بھر کر بدسرشت دیو پر چھینٹا دیا۔ اب تو دیوزاد نہال سنگھ کا مطیع ہوگیا سلامین کین اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔

نہال سنگھ۔ شاہ طلسم اور اُس کی فوج تیری خوراک ہے جا زہر مار کر۔

دیوزاد شاہ طلسم کی جانب مُڑا پہلا ہاتھ شہنشاہ پر مارا۔ شاہ صاعقہ وار تڑپ کر نکل گیا لیکن پوشاک پُرزے پُرزے ہوگئی۔ تاج زمین پر گر گیا۔ دیوزاد خالی میدان پاکر فوج پر لوٹا۔ شاہی لشکر کی اُس کے ہاتھون دُرگت ہونے لگی۔

شہنشاہ کے غصے کا پارہ حد سے گذر چکا تھا۔ کچھ شرم کچھ غیرت اُس نے طلسمی دیو کے قتل کی گھاتین سوچین۔ ادھر نہال سنگھ طلسمی دیو سے نجات پاکر شاہ طلسم پر جھپکا۔ پکار کر آواز دی۔

شہنشاہ اِدھر دیکھ۔ تیرے سحر نے حیرت مین ڈال رکھا تھا۔ بارے نجات ہوئی۔ اب ہمارا سحر بھی دیکھ۔ تو کس بھروسے پر مغرور ہے۔ منزل خارستان عدم درپیش ہے۔ مردان عالم سے آنکھ چار کر۔

شاہ طلسم کی آنکھین سُرخ تھین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ بہ رہا تھا نہال سنگھ کی آواز سے چونکا۔ نہال سنگھ نے دو تین تاریخ اُچھال دیے۔ آسمان پر چڑیون کا غول آشکار ہوا۔ مرغان ہوائی زمزمہ سرائی مین مصروف ہین شاہ طلسم حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے نہال سنگھ نے تالی بجائی۔ شاہ کی نظر چڑیون پر اٹھی۔ نہال سنگھ نے آواز دی۔

نہال سنگھ۔ اے شکاری چڑیو ادھر آؤ۔

اس آواز کے ساتھ ہی ہوا مین سناٹا ہوا ایک پری زاد بصد شان رعنائی عنبرین زلف چھٹکائے چھم چھم کرتی سامنے آئی۔ آئینۂ رخسار جو چمکا جمال بیمثال دیکھکر شاہ طلسم تاب و تواں کھو بیٹھا مزاج کی عجب کیفیت ہوئی

بیتاب ہوکے پری زاد کی طرف چلّا کر پکار اُٹھا۔

مہتابیان جانتا ہے ہر بشر آئینے کو
دیکھتا ہے تو اگر وقت سحر آئینے کو

یون خجل کرتا ہے وہ رشک قمر آئینے کو
زشت رو جیسے ہو نادم دیکھکر آئینے کو

عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم
شانے کو تو سینہ چاک و چشم تر آئینے کو

یون مرے آئینۂ دل کو نہ توڑے ٹپک
دوست رکھتے ہین حسینون ہی فقنہ گر آئینے کو

عکس افگن اب کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین
وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینے کو

دلمین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف
زنگ ملین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو

پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین
ہے ترے تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو

گر صفاے دل تجھے منظور ہے کر حبس دم
دم سے ہوتا ہے ارے غافل ضرر آئینے کو

پڑ گیا گر عکس اُس کے شعلۂ رخسار کا
جاے جوہر ہاتھ آئینگے شرر آئینے کو

دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار
ڈھونڈھتا ہے اک جہان ماہ صفر آئینے کو

وہ پری مجنون ہوئی ہی اپنی صورت دیکھکر
سنگ طفلان سے بنایا ہی مگر آئینے کو

پڑ گیا ہے اُس کو اب دیدار جانان کا مزہ
خانۂ زندان نہ کیونکر ہووے گھر آئینے کو

توڑ کر زنجیر جوہر لی حلب سے راہ ہند
جب کہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو

چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر
ہوگیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو

ہوگیا مجکو یقین اب بال اس مین پڑ گیا
اُس نے دکھلائی جو ہے اپنی کمر آئینے کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہرگز نظر
دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

شاہ طلسم اس طرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھتا ہے اور طرف پری زاد کے دوڑتا ہے کبھی پکارتا ہے ای جان جہان ای آرام دل عاشقان تم پر میری جان جاتی ہی قلب تھرّاتا ہے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے۔ وقت رحم ہے۔ یک نظرے خوش گذرے اگر براہ مہربانی نگاہ اُٹھاؤ گی عمر بھر احسان مانون گا۔ خاک پا آپ کی توتیاے چشم بناؤنگا۔ پری زاد نے کہا زیادہ نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ۔ آخر کیا چاہتے ہو ہاتھ باندھکے اُس نے کہا حضور کی خدمت کی آرزو ہے۔ پری زاد نے مسکراکر ایک تیر و کمان دیا۔ کہا ای شہنشاہ۔ ای ہمارے عاشق صادق۔ یہ غول طابرون کا

اُڑ رہا ہے۔ نشانہ لگاؤ۔ دو چار شکار لاؤ۔ کباب لگائین۔ ہم تم کھائین۔
شاہ طلسم نے کمان لی تیر چلے پر چڑھایا۔ چڑیون کا غول پرا باندھے فضاے آسمانی مین گشت دگا رہا تھا۔ شاہ طلسم کمان پر تیر چڑھاے چڑیون کی تاک مین میدان کی طرف بھاگا۔ اوپر چڑیون کا جھنڈ نیچے شہنشاہ چلا جاتا تھا۔ اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین۔ شہنشاہ دنبال مین روان ہے گھنٹہ بھر یہی کیفیت رہی ایک بھی چڑیا ہاتھ نہ آئی۔ چڑیون کا پرا جنگل کی طرف بھاگا۔ شہنشاہ بھی نظر سے غائب ہوگیا۔

شاہی لشکر مین بڑے بڑے ساحر زمانہ ہین فن سحر مین یگانہ ہین مگر کسی مین اتنی جرأت نہین کہ اُس گردنکش دیو سے اپنے تئین بچاتے یا نہال سنگھ کے سحر دن کا جواب دیتے۔ تین گھنٹے کا مل جنگ ہوئی۔ میدان سے قدم اکھڑ گئے۔ فوج جان لیکر بھاگی۔ پر قضا پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ نہ پڑاؤ پر امان تھی نہ میدان مین جان بری۔ شور محشر بپا ہے۔ صفین کی صفین اُلٹ رہی ہین۔ موت کا بازار گرم ہے۔ زیولعون سیکڑون کو چیر پھاڑ کر چٹنی کر گیا۔ طلسمی بڑا ؤلٹ رہا ہے لشکر بھاگ رہا ہے۔ جنگ مغلوبہ ہو چکی ہے۔ سورج ڈوب رہا ہے سیکڑون ہلاک ہوئے سیکڑون پڑے سسک رہے ہین۔ سیکڑون بیماری کھوہون مین چھپتے پھرتے ہین۔ غرضکہ شاہی فوج ہزیمت کھاکر منتشر ہوتی جاتی تھی شکست کا بدنما دھبہ شجاعت کے دامن پر لگا چاہتا تھا کہ یکایک ایک نئے ڈھنگ سے مغلوب فوج غالب آگئی اور بدنامی کا کلنک پیشانی پر نہ آنے پایا۔

نہال سنگھ شیرانہ ننگا نہ لڑ رہا ہے۔ سحر ہو رہے ہین۔ آسمان سے تلوارین برس رہی ہین ہزارہا ساحر کے سر کٹ کر زمین پر گر پڑے۔ اتنے مین شہنشاہ طلسم عقب سے ظاہر ہوا۔ سارا جسم زخمون سے غربال تھا۔ پوشاک ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی۔ چہرہ غصہ سے لال ہو رہا تھا۔ نہال سنگھ کی پشت پر آتے ہی ایک گولہ رسید کیا۔ اگر اور کوئی ساحر ہوتا تو یقیناً یہ گولا اس کا خاتمہ ہی کر دیتا پشت کو توڑ کر چھاتی سے نکل جاتا۔ لیکن نہال سنگھ کا جسم کچھ ایسا سحر سے بندھا

ہوا تھا۔ کہ گولا پشت نہ توڑ سکا۔ بلکہ کئی انگشت دھنس کر رہگیا۔ اس اتفاقی ضرب سے نہال سنگھ اپنے تئین سنبھال نہ سکے بیہوش ہوکر زمین پر گرے۔ شاہ طلسم لپک کر نہال سنگھ کے پاس آیا اور تیغۂ سحر گلے پر رکھ دیا چاہتا تھا کہ گلا ریت کر دی بھر اس نکالے مغا پہلوے راست وچپ سے دو تلیان نکلین اور شہنشاہ پر آتشین نظر چھوڑتی ہوئی نہال سنگھ کو لے اُڑین۔ اور دامن زمین مین روپوش ہوکر پناہ لی۔

ادھر دیوزاد قتل و غارت پر کمر باندھے تھا ہزارہا ساحرون کا خون پی چکا تھا اس پر بھی اس بدسرشت کی سیری نہوئی تھی۔ فوج طلسمی زندگی سے مایوس ہوچکی تھی۔ کسی کو بچنے کی امید نہ تھی۔ شہنشاہ طلسم دیوزاد کی طرف بڑھا اور اپنی بائین ران مین خنجر مار کر چلو بھر خون سے ایک سحر کا گولا دھویا اور کچھ افسون دم کر کے گولے کو دیوزاد کی چھاتی پر دے مارا۔ گولا چھاتی توڑ کر پار نکل گیا۔ اور گردن کش دیو آتش سحر سے جلکر راکھ ہوگیا۔

اِس سے فرصت پاکر شہنشاہ طلسم نہال سنگھ کی فوج پر بلا کی طرح ٹوٹ پڑا ہزیمت خوردہ فوج بھی شہنشاہ کو دیکھکر نہال سنگھ کے لشکر پر دھر دھمکی۔

نہال سنگھ کی فوج مین کوئی ایسا افسر نہ تھا جو شاہ طلسم کے سحرون کا جواب دیتا۔ تاہم بیچاری فوج خوب لڑی۔ خوب داد مردانگی دی مگر تا بکے۔ مجبور ہوکر فرار پر قرار کیا۔ قلعہ آہنی کی طرف بھاگی۔ اس مفروری مین نہال سنگھ کے ہزارہا آدمی کھیت رہے جو کچھ بچے کھچے تھے اُنھون نے جان بچاکر آہنی قلعہ مین دم لیا شاہی فوج اُن کے تعاقب مین تا بہ قلعہ آہنی آئی اہا لیان فوج آہنی قلعہ روک رہے ہین قلعہ مین شاہی فوج کے قدم پڑنے نہین پاتے شاہی فوج چاہتی تھی کہ جس طرح ہو آج ہی یہ قلعہ مفتوح ہوجاے پر قلعہ کے پھاٹک پر پہونچتے ہی سب کی آنکھون مین اندھیرا چھاگیا۔ خویش و بیگانہ سجھائی نہ دیتا تھا آندھی سی اُٹھی ہوئی تھی شاہ طلسم سحر کی مشعلین روشن کر رہا ہے۔ مگر غبار کی حالت بدستور ہے۔ اِس پر اثر نہین ہوتا۔ آخر مجبوری یہ کہتا ہوا پلٹ پڑا۔

آج شب کو سحر طیار کرکے کل علی الصباح اس طلسم کو توڑ دونگا۔ اور کل ہی قلعہ آہنی پر ہمارا جھنڈا لہراتا ہوگا۔

نواں باب

اے فلک چاہیے جی بھر کے نظارا ہمکو
جا کے آنا نہیں نیا مین دوبارا ہمکو
بحر ہستی مین ہوے ڈگشتی طوفانی ہم
نہین ملتا ہے کہین داغ کنارا ہمکو

غالبًا ناظرین کرام کو یاد ہوگا جب ناگرا ور راجکماری کرشن کانتا اُس سرنگ کے اندر کی کوٹھری مین پھنسی تھین۔ دونون کے اوسان خطا ہوگئے تھے کرشن کانتا چیخ مار کر بیہوش ہوچکی تھی انھین عجیب ہیبتناک سین نظر آیا تھا۔ یعنی ایک مردہ کفن پہنے سامنے دکھائی دیا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی کرشن کانتا کے نازک دل پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا۔ حواس بجا نہ رہے اور چیختے چیختے دم بخود ہوگئی۔ ناگر پر بھی تھرتھری سوار تھی۔ ہاتھ سے مشعل چھوٹ جاتی تھی مردہ یا جس کو اُنھون نے مردہ تصور کر رکھا تھا دروازے مین کھڑے کھڑے اپنے سفید اور بے رونق چہرے کی بیٹھی ہوئین آنکھون سے ان مصیبت ماریون کو دیکھ رہا تھا۔ ناظرین وہ مردہ نہ تھا بلکہ وہ زندہ ایک فلک ستائی عورت معلوم ہوتی تھی۔ اُس کی شکل دیکھکر پتھر کا دل بھی پگھل اُٹھتا تھا۔ عورت کھڑی تو تھی مگر کفن سے جکڑی ہوئی تھی وہ مصیبتون اور عذاب مین مبتلا تھی مگر صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کر رہی تھی۔ وہ ایک زخمی کبوتری کے مانند دکھ سہ رہی تھی۔ اُس کی نگاہ آسمان کی طرف تھی غیبی امداد کا اُسے خواب وخیال نہین تھا وہ اس حال مین بھی الشیور کے دھیان مین محو ہو رہی تھی۔ اُسے درد غم۔ حیا اور خوف کچھ بھی محسوس نہین ہوتا تھا بلکہ امن کے آثار اُس کے چہرے پر نمودار تھے۔ اے ظالم آسمان تجھے اِس عورت کی مصیبت ناک حالت پر بھی رحم نہین آتا۔ وہ کیسے لوگ ہین کیسے ظلم کے خوگر ہین جو اس مصیبت کی ماری کے حال زار پر ترس نہین کھاتے

کیا دوزخ کی سزا ان کے لیے کافی نہیں ہوتی۔

مظلوم عورت ناگرا در کرشن کانتا کی جانب بڑھی۔

مُردے کے جسم مین حرکت دیکھکر ناگرا اور بھی ڈر گئی۔ قریب تھا کہ وہ کرشن کانتا کی طرح لمبی لمبی لیٹ کر زمین کی پیمایش کرے۔ اتنے مین ایک باریک آواز یہ کہتے سُنائی دی "ڈرتی کیون ہو۔ ہم ابھاگیون سے ڈر کا ہے کا۔ مین بھوت نہین ہون"

ناگر سمجھی بھوتنی ڈراکر مجھے بھی اچیت کیا چاہتی ہے کہین ایسا نہو کہ ہم لوگون کی جانین نکال لے۔ اور اپنے ساتھ کی چڑیل بنا ڈالے۔

گو ناگر عورت تھی لیکن جیدار تھی۔ طبیعت کو دُھارس دیتے ہوے اُس نے سوچا "اگر چڑیل یا بھوتنی ہی ہوتی تو ایسا لفظ ہرگز نہ کہتی۔

اِس اثنا مین کفن پوش مردہ ناگر کے اور قریب آگیا۔

مردہ نے سر پیٹ لیا اور رونے لگا۔ پھر باریک آواز سے سسکیان بھرتے ہوئے بولا۔ بہن! کبھی ہمارے بھی دن تھے۔ تمھاری طرح نازونعم مین پرورش پائی تھی ؎

کیا کہین جو کچھ کہین کم ہے دلے نادان تھے
اے بہن ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

مین بھی تم سی حسینون کے پاس بیٹھنے کے قابل تھی۔ اب کیا کرون تنہا ہون کمبخت میری معصیت نے یہ حالت بنا دی۔ دنیا مین مجھے کسی بات کا ڈر نہین۔ موت سے بڑھکر آفت نہین ہوسکتی۔ مگر موت بھی تو نہین آتی۔ خودکشی آسان ہے۔ کیا خاک آسان ہے۔ اتنے دن مصیبت اُٹھاتے گذرے مگر یہ نہوسکا ڈوب مرون کمبخت جان بڑی بیماری ہوتی ہے۔ مین نے اُس کی فکر ہی نہین کی۔ مرنے کی تمنا ہے مگر انتظام نہ کیا۔ بہن! ہاے یہ کفن سے ڈھکا ہوا بدن کبھی مرصع زیورون اور زردوزساریون سے سنوارا جاتا تھا۔ لونڈیان باندیان آنکھین بچھاتی تھین۔ افسوس اب میری یہ حالت ہے کہ دیکھنے والے مجھے مردہ سمجھتے ہین۔ بھوت پریت خیال کرتے ہین۔ ہا۔ میری

صورت ایسی بھیانک ہوگئی کہ کرشن کانتا چڑیل جان کر اپنے حواس کھو بیٹھی۔ لڑکی کو بڑی تکلیف ہوئی اس کی بھولی بھولی صورت نے کبھی کاہے کو ہم ایسی اناتھنیوں کی صورت دیکھی ہوگی۔ وہ معصوم تھی ڈر گئی۔ میری پیاری بہن۔ ایشور جانتا ہین تمھاری دشمن نہین۔ بلکہ تمھارے دکھ درد مین شریک ہونے والی ہون بیوی! خدا کی قسم گناہ کرتے کرتے ایسی بھاری ہوگئی کہ اب تل بھر گناہ کا بوجھ سہا نہین جاتا۔ اب جب کبھی معصیت کا دھیان آجاتا ہی تو ان ہڈیون کے جھلی دار چمڑے سے ڈھکے ہوئے بدن کی عجیب کیفیت ہوجاتی ہے۔ پنچھی اس ٹوٹے پھوٹے پنجرے سے نکلنے کے لیے پھڑ پھڑانے لگتا ہے اور گویا کوئی جہنم کی طرف جھونکے دیتا ہے۔ افسوس مین پنجڑے کی چڑیا تھی اس کا توڑنا میرے امکان سے باہر تھا۔

کہتے کہتے وہ شکل چپ ہوگئی۔ بدن پر رعشہ تھا۔ ناگر نے اُس آفت ماری شکل کی طرف دیکھا بے اختیار آنسو نکل آئے ترس آگیا تھا پھر بھی زبان کو بات کرنے کی طاقت نہ تھی۔

گناہگار عورت پھر بولی۔ بہن! مجھ پر اعتبار لاؤ مجھسے کسی بات کا پردہ نہ کرو میری تو عاقبت بگڑ چکی ہی۔ خدا عالم الغیب ہے ہر شخص کے دل کا حال جانتا ہے۔ اُس نے ازل سے میرے نصیبون مین جہنم لکھدیا مجھے تو اس زندگی مین بھی جہنم نصیب ہوا۔ میرا دل ہی جہنم ہی۔ نہین تو اتنی تکلیفین کیون پاتی معلوم ہوتا ہی کہ مین جس شے کو چاہتی ہون اسی پر آفت آئی ہے۔ میرے ہی وجہ سے وہ مصیبت مین گرفتار ہوگئے۔ ہائے مین مرکیون نہ گئی۔

عورت پھر رونے لگی۔ کچھ دیر بعد آنسو پونچھ ڈالے۔ اسکی بھوین تن گئین نیچے کا ہونٹھ کانپنے لگی۔ کچھ دیر کے لیے اُس کے تحمل سے شگفتہ چہرے پر پھیری ہوئی ناگن کے بھین کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ پھر کہنے لگی۔

عورت۔ بہن۔ تم باہر نکلنا چاہتی ہو۔ مین تدبیر بتاؤنگی بشرطیکہ اس رکھو۔ بے میرے بتائے تو اس انجان مقام سے نہین نکل سکتین۔ اور یہان ٹھہرنے مین بھی نت نئی آفتین ہین۔ آؤ راجکماری کو اُٹھائین۔ یہان سے قریب ہی میرا

جھونپڑا ہے۔ وہان تک اسے لے چلین۔
ناگر نے کرشن کانتا کی طرف دیکھا۔ وہ سمجھی تھی ایسا تو نہین کہین مرگئی ہو۔ ہارے سانس چل رہی تھی۔ ناگر نے ہاتھ رکھا۔ چمکا را۔ کرشن کانتا نے کروٹ لی۔ آنکھین کھول دین۔ عمگین عورت نے مشعل ہاتھ مین لے لی تھی۔ ناگر راجکماری پر جھکی ہوئی تھی۔ کرشن کانتا جانتی تھی۔ خواب دیکھ رہی ہون۔ پھر آنکھین بند کرلین۔ ناگر تاڑ گئی۔ اُس نے پوچھا۔
ناگر۔ راجکماری جی! بہت سوچ نہین۔ اوٹھو۔ گھبرانے کی بات نہین ایشور کی کرپا ہے جسے دیکھکر تم ڈر رہی تھین وہ مردہ نہین ہے بلکہ ایشور نے ایک دیوی کے درشن دلائے ہین۔ دیکھو یہ کیا بتی لیے سامنے کھڑی تمھین دیکھ رہی ہین۔
راجکماری کچھ ایسی سہمی ہوئی تھی اُس کے خیالات پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا اُس نے پھر آنکھین بند کرلین گذشتہ توہمات نظر کے سامنے پھرنے لگے ناگر نے بدن پر تھپکیان دین کانون اور پیشانی پر ہاتھ پھیرا تشفی دلاسا دیتی رہی۔ راجکماری نے آنکھ کھول دی۔ کیا دیکھتی ہے ایک خوبصورت عورت ہاتھ مین مشعل لیے پاس مین کھڑی ہوئی ہے۔ وہ مردہ نہین ہے بلکہ دبلی پتلی تندرست عورت ہے مگر مضمحل ہے۔ چہرے کا رنگ پھیکا پڑگیا ہے ہاتھ پانون زرد ہوگئے ہین حلقے آنکھون مین پڑے ہوئے ہین معلوم ہوتا ہے کسی سخت تکلیف کا مرکز بن چکی ہے۔
راجکماری کی اچھی حالت دیکھکر عورت نے کہا۔
عورت۔ راجکماری! مین تمھین دل وجان کے برابر سمجھتی ہون۔ ذرا بھی خوف نہ کرو میرے ساتھ چلو تم دونون کو یہان سے بھاگ نکلنے کی ترکیب بتاؤنگی۔ بے میری مدد کے یہان سے نکلنا بڑا مشکل ہے۔
راجکماری کو عورت کی باتین بھلی معلوم ہوئین۔ وہ اُٹھنا چاہتی تھی مگر کمزوری سے اُٹھ نہ سکی۔ ناگر نے دونون ہاتھ سے اٹھایا۔
وہ عورت مشعل لیے آگے آگے اور ناگر اور کرشن کانتا پیچھے پیچھے چلین۔ کوٹھری کے کونے مین پہونچکر اس عورت نے کالی لگی کالی دیوار پر کسی چیز کو

دبایا۔ دباتے ہی چور دروازہ کھل گیا۔ عورت مشعل لیے چور دروازہ مین آئی اور ناگرا اور کرشن کانتا کو بھی آنے کا اشارہ کیا۔ جب یہ سب دروازہ مین پہونچ گئین۔ عورت نے معًا دروازہ بند کردیا۔

ناگر نے دیکھا کہ ایک پتھریلی سنگین کوٹھری جس مین جا بجا کپڑے لتے پڑے ہوئے تھے۔ شاید انھین سے فرش کا کام لیا جاتا ہو۔ ایک کونے مین پانی سے بھری ہوئی کلسی رکھی تھی۔ اور طشت مین کچھ کھانے پینے کی چیزین چنی ہوئی تھین ایک کونے مین صندوق بھی زمین مین نصب تھا۔

عورت نے مشعل صندوق کے سہارے کھڑی کردی۔ اور بچھونا جھاڑ کر پھر بچھا دیا اور ناگرا اور راجکماری سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

جب سب بیٹھ گئین۔ باتین ہونے لگین۔

عورت۔ تمھین قید سے نجات پانے مین ایک گھنٹے کی دیر ہے۔ تب تک اپنا حال تم سے نہ کہہ دون۔

ناگرا اور راجکماری نے کہا۔ ہان۔ ہان اپنا حال کہو۔

عورت۔ تم دونون مجھے جانتی ہوگی اور تم کیا سارا طلسم مجھ سے واقف ہے مین جوتہ خانے کی چڑیل ہون کبھی دنیا کی نگاہون مین بڑی بھاری چیز تھی۔ میرا نام نورجہان ہے۔

اس نام سے دونون چونک پڑین۔ نورجہان کو کون نہین جانتا۔ طلسم بھر جانتا ہی۔ ناگرا راجکماری بھی جانتی تھین۔ ہمارے مغز ناظرین بھی جانتے ہونگے بلکہ اس کے حال سے پورا وقوف ہوگا۔ اُسے شاہ طلسم نے سزا دی تھی۔ وہ شاہ طلسم کے حکم سے طلسمی تہ خانے مین بھیج دی گئی تھی۔

نورجہان۔ چونکتی کیون ہو۔ تم سمجھتی ہو کہ نورجہان کی یہ صورت نہین ہوسکتی۔ دوم یہ کہ نورجہان طلسمی تہ خانے سے یہان کیسے آئی۔ مین قید خانہ تک پہونچنے بھی نہین پائی تھی کہ طلسمی داروغہ قفس آہنی لیے اُڑا جاتا تھا۔ اسی اثنا مین یہی ساحر جس کے قبضہ مین تم پھنسی ہوئی ہو میری صورت دیکھتے ہی ازخود رفتہ ہوگیا۔ داروغہ سے ملا۔ دونون مین گفتگو ہوتی رہی مجھے دیکھکر

نگوڑا کہنے لگا - یہ تو نورجہان بیگم ہین - اِنھین کہان لیے جاتے ہو طلسمی داروغہ نے سارا حال کہا اور میرے لیے جو سزا تجویز کی گئی تھی بیان کی - جادوگر بولا - مجھسے پانچ لاکھ روپے اس پری پیکر کے عوض مین لیلو اسے مجھے دیدو - اگر شاہی خوف ستا رہا ہو تو ہمارے ساتھ چلو ہمارے یہان رہو مجال نہین کوئی تمھارا پتہ لگا سکے - رفتہ رفتہ جب مدت گذر جائے طلسم سے نکل جانا - چین اُڑانا -

داروغہ بگڑ گیا سخت سُست باتین کہین - اس کمبخت نے اُسے سحر سے بیہوش کر دیا - داروغہ کو بھی میرے پنجرے مین بند کر دیا اور یہان اُٹھا لایا - شاید داروغہ کی مٹی سوار تھ ہوگئی - مار کر لاش کہین دفن کر دی یا پھینک دی شاہ کے پاس لاش نہ پہونچ سکی - مجھ پر قابو پا کر اسی کوٹھری مین رکھا جس مین سے ابھی ابھی تم چلی آتی ہو - وہ کہتا تھا کہ اس تہ خانے کا حال اگر کوئی چاہے کہ سحر سے دریافت کرلے غیر ممکن - مین اس بات کو سچ سمجھی - اس کی قید مین تو تھی ہی - شیطانی وساوس نے زور باندھا - اور مجھ پر دست ہوس دراز کرنا چاہا - مجھے اس کی صورت سے نفرت تھی - اپنی بچت کی فکر مین سوچتی رہی اُس نے کہا اگر خوشی سے راضی نہوگی تو کل زبردستی اپنی ہوس بجھاؤنگا مین اس بات سے گھبرا گئی - خدا سے مستعد بدعا ہوئی - یا رب العالمین مجھے اس ظالم کے پنجے سے رہائی دے - وہ نگوڑا یہ کہکر چلا گیا - مین کوٹھری مین اکیلی بیٹھی بیٹھی قسمت کو رو رہی تھی - اتفاقاً میری نظر پتھر کی مورت پر پڑی جو کوٹھری مین تھی اور جسے شاید تم نے بھی دیکھا ہو کیل دبانے سے چور دروازہ کھل گیا - اس کوٹھری مین آئی - اتفاق سے وہ ساحر بھی اُس کوٹھری مین مجھے نہ پاکر میرے پیچھے یہان آیا - اُسے دیکھکر مین اس کونے مین بھاگی جہان اس کوٹھری کا چور دروازہ ہے بسبب یہ کہ یہ مقام کوٹھری سے کچھ فاصلہ پر تھا اس وجہ سے وہان کافی روشنی نہ پہونچ سکتی تھی - اندھیرا تھا - میرے پاؤن کی آہٹ پاکر اسے گمان ہوا کہ کوئی بھاگ رہا ہے تمام کوٹھری چھاننے لگا مجھے دہشت سوار تھی ایسا نہو پکڑ لی جاؤن مین دیوار سے چپک رہی اور

کریم کارساز سے دل مین التجا کرنے لگی - تو ہی اپنے بندون کے حق مین ہر درد کی دوا ہے اور گرفتاران مصیبت کا مشکلکشا ہے - اِس وقت بے کسی اور بے بسی مین ہماری مدد کر ؎

چارہ جویدا ز تو ای شافی مریضِ لا علاج
مرگ خواہد دردمندِ درد باطن را علاج
چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز
بخش از دستِ شفا بہرِ دلِ شیدا علاج
لطف کن لطف ای شفا بخشِ مریضان جہان
تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
غم مخور ہندی ز دردِ دل درین بیت الحزن
خود کند آن شافیِ مطلق کرم فرما علاج

یکایک ایک چھوٹی کیل میرے پانون مین گڑی - مین نے اُسے دبایا - دباتے ہی اس کوٹھری کا دروازہ کھل گیا اس چور دروازہ کو خدائی مدد سمجھ کر فوراً ہی اُتر گئی - اور اندر سے دروازہ بند کرلیا - رات بھر اسی مقام پر پڑی رہی پو پھٹتے ہی اُٹھی - چھت پر روشندان جن سے ہوا اور روشنی آتی تھی کئی ایک دکھلائی دیے - اُنھین سے دن رات معلوم ہوتے تھے - دن بھر کوٹھری کا دروازہ تلاش کرتے گذرا بارے راستہ مل گیا - ایک سرنگ نظر آئی - سرنگ مین کودی غضب کا اندھیرا تھا - ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہوتا تھا - کچھ دور گئی ہونگی - دم گھبرایا پلٹ آئی - بھاگنے کا موقع نہ ملا قصد کرلیا کہ اسی کوٹھری مین زندگی کے دن کاٹ دونگی - دوسری کوٹھری مین کھانے کی چیزین مہیا ہین کسی نہ کسی طرح بسر ہی ہوجائیگی - مین بڑی گناہگار ہون - بال بال گناہون سے جکڑا ہے - مجھ کمبخت کے گناہون کی حد نہین - قدرت کی طرف سے انسانی جامہ عطا ہوا مگر مین نے اس جامہ کی قدر نہ کی - عورتون کی پاکبازی اور عصمت پروری خاص جوہر ہے اسے برباد کردیا ہائے مین نے عفت ایسی مقدس چیز پر لاتین ماریں اُف جہنم کی آگ مجھ ایسی عاصیون

کو لینے سے ہچکچائیگی۔ میری ذات جاتی رہی۔ میری خاندانی عزت مٹ گئی۔ اِس بات کا خیال مین لانا ہی مصیبت ہے۔ خیال کرتے ہی معلوم ہوتا ہی کہ سیکڑون ہزارون بچھوؤن نے میرے ڈنک مارے۔ رہ رہ کے تن مین آگ جلنے لگتی ہے۔

کہتے کہتے نورجہان کی آنکھون سے پانی کا سوتا کھل گیا۔ دھڑا دھڑ آنسو جاری ہوگئے۔ جہنم کی بلائین سوہان روح ہورہی تھین۔ آنسو تھمتے نہین تھے۔ ناگر اور راجکماری سمجھاتی رہین۔ دلاسا دیا۔ دیر تک رونے سے غم کا ابال مٹا۔ آنچل سے آنسو پونچھے اور پھر اپنی داستان چھیڑ دی۔

نورجہان۔ مین خدائے کارساز کریمی کے صدقے جس نے میرے گناہ آلودہ دل کو آب رحمت سے دھو ڈالا۔ توبہ کرائی۔ اب اس کی یاد مین ہر وقت مسرور رہتی ہون۔ وہ رحیم ہے۔ کارساز حقیقی ہے۔ اس کی رحمت سے توقع ہے کہ ہمارے سارے گناہ معاف کردے بڑے بڑے خاطی بڑے بڑے گناہگار صرف توبہ کشی سے پار اُتر گئے۔ تو کیا وہ غفور الرحیم ذات مجھے بار گناہ سے سبکدوش نہ کریگی۔ یقیناً شراب رحمت سے سرشار ہو جاؤنگی۔ خیر مجھے نہ پاکر ساحر کمبخت بہت جھنجھلایا ہوگا۔ تلاش و جستجو مین کسر نہ اُٹھا رکھی ہوگی۔ سحر سے کام نہ لیا ہوگا کیونکہ یہان اُس کا سحر چل نہین سکتا اور اس کوٹھری مین نہ آنے سے ظاہر ہوتا ہے شاید اسے یہان کی راہ معلوم نہین۔ مین کوٹھری سے بہت کم نکلتی ہون۔ جب ضرورت ہوتی ہے جا کر کھانا پانی گول کمرے سے اُٹھالاتی ہون پانی دانہ کم ہوتے ہوتے میری یہ حالت ہوگئی کبھی پیٹ بھر نہ کھایا اور نہ پانی پیا۔ آج چار ماہ سے اسی وحشت انگیز مقام پر سکونت ہے۔ اتفاق سے ایک دن کھانے دانے کی فکر مین مین گول کمرے مین پہونچی۔ کوٹھری کے دروازے پر کھڑی کھڑی تمھین دیکھا کی مگر راجکماری کرشن کانتا کی صورت نہ دکھائی پڑی تم میری طرف بڑھین۔ مین ڈر سے کھسک آئی کیونکہ اچھی طرح پہچانتی نہ تھی کوٹھری سے بھاگی تو یہان آکر دم لیا۔ اس بات سے اور بھی ڈرتی تھی کہ تم اس جوان کی طرف سے میری نگرانی پر مقرر کی گئی ہو اور میری

تاک جھانک رکھتی ہو اسی خیال سے اُس دن نہین ملی۔ آدمی سے ملتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ چار ماہ سے برابر جو کچھ کھانے پینے کا سامان موجود ہے تھوڑا تھوڑا کھا کر پیٹ کو دھوکا دے لیتی ہون۔ اب چیزین کم ہوگئین ایک وقت کھا کر بسر کرتی ہون۔ اور ایک وقت کھانا اچھا بھی ہم کھاتے کھاتے ایک دن مر ہی جاؤن گی۔ اور مرنے ہی سے اس بلا سے چھٹی ملے گی۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ بھوکی پیاسی مرنا عذاب دوزخ سے نجات پاتا ہے۔ آج پھر اتفاق سے باہر والے کمرے مین ٹہل رہی تھی۔ اتنے مین تم اور راجکماری جی اُدھر آتی ہوئی دکھائی دین۔ نظر پڑتے ہی پہچان گئی۔ تمھاری حالت کچھ ایسی ہو رہی تھی صاف ظاہر تھا کہ تم بھی اس جوان کے پھیر مین پھنس گئی ہو۔ اس موذی کی دست درازیون سے عاجز ہو۔ وہ تمھین پکڑنا چاہتا ہے اور تم اُس سے بھاگ رہی ہو۔ پیاری بہنو! مجھے ایک ترکیب سوجھی ہے۔ مین تمھین یہان سے نکال دونگی۔ بس جو کچھ حال تھا کہہ دیا۔

کرشن کانتا۔ (نورجہان کی باتون سے دلگرفتہ ہوکر) تو یہ کہو تم اس جوان ساحر کو جانتی ہو نگوڑے پر شیطان سوار ہے۔ جس نے ہمارا تمھارا ننگ و ناموس بگاڑنا چاہا۔

نورجہان۔ ہان راجکماری خدائے کریم بڑا تمھارے مونڈی کاٹا آپ اپنی سزا بھگتے گا۔ تم اسے نہین جانتین ایک بہت بڑے طلسمی جاگیردار کا لڑکا ہے اس کا نام گوپال دت ہے۔ باپ کو مرے چار سال ہوے۔ باپ کے مرتے ہی ساری جائداد اور طلسمی تحفہ جات کا مالک ہوا۔ باپ کی طرح فن سحر مین کمال رکھتا ہے۔ دولت ثروت پاتے ہی نفسانی خواہشون نے زور باندھا شیطانی بھوت نے ستایا پرائی عورتون پر نظر ڈالنے لگا۔ پرائی بہو بیٹیون کی عزت بگاڑنا دن رات یہی مشغلہ ہے۔ عجب قماش کا آدمی ہے اپنی حرص کو روک نہین سکتا اُس کے خیال مین دُنیا کے سمندر مین عورتین کشتی کی طرح ہین۔ ہر شخص ان سے لطف دنیوی حاصل کرسکتا ہے۔ اسی سے پرائی بہو بیٹیون کو گھر مین ڈال لینا بُرا نہین سمجھتا۔ جوانی کے دن ہین۔ بھیمی

اور شہوانی قوت ترقی پکڑتی جاتی ہے وہ اندھا ہو کر کام کرتا ہے۔ کبھی کبھی شہنشاہ طلسم کے دربار مین آتا تھا اسی سے مین اُسے پہچانتی تھی۔

اتنے مین گھنٹی کی آواز کانون مین آئی اور کسی گاڑی کے چلنے کی صدا سنائی دی۔ ناگرا اور راجکماری اس آواز سے چونک پڑین۔ نورجہان بولی۔

نورجہان۔ اب ہم سب کو ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ گوپال دت تمھین سمجھانے یا کچھ کہنے کے لیے کوئی کمرے سے ہوتا ہوا شاید تہ خانے مین آرہا ہے۔

یہ کہکر نورجہان نے چند باتین اور طریقے ایسے بتائے جن سے ناگرا اور کرشن کانتا آسانی سے نکل سکتی تھین علاوہ اس کے کچھ سامان بھی دیا۔

تینون عورتین اٹھین۔ دروازہ کھولا اور اُس بڑی کوٹھری مین پہونچکر دروازے کی طرف منہ اٹھایا جہان ناگرا اور راجکماری نورجہان کو مردہ جان کر سہم گئی تھین۔ اس کوٹھری مین مطلق روشنی نہ تھی گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔

گھڑ گھڑ کی آواز زور پکڑتی جاتی تھی۔ جب قریب آئی یکایک رکی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔

تینون عورتین بھونچک سی دیکھ رہی تھین۔ کچھ دروازہ کھلنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ پھر تاریکی مین ایک آواز کچھ کہتے ہوئے محسوس ہوئی۔

نورجہان نے ناگر کو سنبھالا اور رسی کا ایک سرا اُس کے ہاتھ مین دیا۔ ناگر نے نورجہان کی ترکیب کھیلی۔ رسی کا پھندا بناکر کسی آنے والے کی تاک مین دبک رہی۔

یکایک کوٹھری کے اندر کی سُرنگ مین اُجالا پھیل گیا۔ ناگر نے جھانک کر دیکھا وہی جوان جادوگر ہاتھ مین بتی لیے اپنی دھن مین مست قدم اُٹھائے چلا آتا ہے۔

ناگر اپنے کام پر مستعد تھی اُس کے حواس مین ذرا بھی تغافل نہ تھا لیکن کرشن کانتا اس مردود کے آنے سے تھر تھر کانپ رہی تھی اور نورجہان دانتون سے ہونٹھ چباتی ہوئی شیطان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

پانون کی کھٹ پٹ قریب ہوتی جاتی تھی۔ دفعتاً اُس ساحر نے کوٹھری مین

قدم رکھا ناگر نے پھرتی سے رسی کا پھندا اس نابکار کی گردن میں ڈال دیا اور جھٹکے کے ساتھ ہی ساحر اوندھے منہ زمین پر آیا۔

ساحر گھبرایا متعجب ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ناگر کے ہاتھ میں رسی تھی کرشن کانتا اور نورجہان سامنے کھڑی تماشا دیکھ رہی تھیں۔ ناگر کی پھرتی کام کر گئی مع جھٹکے زبان میں سوزن دیا اور ہاتھ پاؤں خوب کس کر باندھ دیے گلے سے پھندا کھول ڈالا وہ چیخنا چلانا چاہتا تھا۔ ناگر خنجر نکال کر چھاتی پر سوار ہو گئی اور کہنے لگی۔

ناگر۔ ذرا بھی آواز نکلی تو یہ خنجر مع دستہ تیرے پیٹ میں ہوگا۔ مجھے تجھ پر ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ ادھر چلائے اور اُدھر خاتمہ۔ تو سمجھ سکتا ہے کہ باغی عورتیں اپنے دھرم کے بچانے میں شیرنی سے بڑھکر کام کر جاتی ہیں۔

ساحر خوشامد درآمد سے کام نکالا چاہتا تھا اب چیخنے کی بھی ممانعت تھی مجبوری سب کرا لیتی ہے اُس نے پوچھا۔ اچھا ہمارے سوالوں کا جواب دے سکتی ہو۔

ناگر۔ پوچھو۔

ساحر۔ چور دروازے کا کیونکر پتہ لگا۔ اور یہ تیسری عورت کون ہے۔

ساحر کی بات کا جواب نورجہان نے دیا۔ نورجہان کی آواز سے ساحر چونکا۔ لیکن نورجہان کب رُکنے والی تھی حالات بیان کرنے میں اُسے ذرا بھی توقف نہوا۔

نورجہان۔ خدا الرحم الراحمین ہے۔

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

اُس کی رحیمی کے صدقے۔ تلاش سے خود بخود دروازہ مل گیا۔ اب خدا کے فضل سے تیرے سفاک ہاتھوں سے ان بیچاریوں کو نجات مل جائے گی۔ کمبخت مجھے بھی پہچان لے۔ میرا نام نورجہان ہے۔ میری عزت کے پیچھے پڑا تھا۔ خدا نے تیرے ظالم ہاتھوں سے میری آبرو بچائی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اس کے بعد نورجہان نے اپنی رہائی پا جانے کی کل کیفیت بیان کی

اور یہ بھی کہا۔ کہ اب مین بھی تیری قید سے نکلا چاہتی ہون۔ کسی بیابان جنگل یا کسی پہاڑی درے مین بوریا بچھاؤن گی اور یکسو ہوکر یاد خالق مین دن رات وظیفہ پڑھا کرون گی تیرے بار گناہ سے زمین جب ہلکی ہوگی جب تو دنیا سے رحلت کر جائے گا۔ خیر مین تیری جان کی بھوکی نہین۔ تیرے مظالمون کا فیصلہ خدائے داور کے روبرو ہوگا جو کچھ اُس کی مشیت مین ہوگا انصاف کرے گا۔ دیکھ جس قدر تیری دست برد یون نے ہمین عاجز کر رکھا تھا۔ آج اُسی کا نعم البدل پاک پروردگار نے عطا فرمایا ہے۔ آج ہم لوگ تیری قید سے چھوٹتے ہین کبھی ہمارے رونے دھونے پر التفات نہ کیا آج اس کا ثمرہ بھگتنا پڑا ہے۔ زندگی چاہتا ہے تو اپنی پوشاک اپنا زیور اتار دے۔

نورجہان نے اس شیطانی ارواح کے کپڑے لتے اُتروائے۔ اور وہی مردانی پوشاک ناگر نے زیب تن کی۔ گویا ایک طرح سے وہی جادوگر بن گئی۔ تینون عورتون نے ساحر کے ایک ایک لات جمائی اور دھکیلتی ہوئین ساحر کو اس کوٹھری مین لے گئین۔ جہان پتھر کی مورت تھی اور جس سے ملا ہوا گول کمرا تھا جس مین یہ دونون عورتین بند تھین۔ ساحر کو کوٹھری مین بند کر دیا گیا۔ وہ گڑگڑا کر بولا۔ (گو سوزن کی وجہ سے زبان کام نہ دیتی تھی مگر اشارے سے سب باتین سمجھ مین آتی تھین۔)

ساحر۔ (اشارے سے) ہاتھ پاؤن بندھے ہین بھوک پیاس سے مرجاؤن گا۔

نورجہان۔ کیون ٹین ٹین لگائی ہے پنجرے مین بندر ہ۔ کیے کی سزا بھگت تجھے چھوڑ دین تو کیا اپنے اوپر آفت لین۔ تجھے ہلاک تو کیا نہین۔ اِس کوٹھری مین پڑے پڑے کھانا اور اپنے اعمال کی سزا بھگتنا۔

یہ کہکر نورجہان ناگر اور کرشن کانتا تینون عورتین چور دروازہ بند کرتی ہوئین اُس بڑے کمرے مین جہان دونون نے پہلے پہل نورجہان کو دیکھا تھا پہونچین۔ روشنی ساتھ تھی۔ بے غل وغش سرنگ مین قدم رکھے۔ چلتے چلتے کوئی آدھ گھنٹہ پر ایک چوبی دروازہ ملا۔ نورجہان نے کھٹکا دبایا۔ دروازہ کھل گیا

تینون عورتین دروازے سے نکلین۔ ایک خشتی زینہ ملا جو نیچے سے اوپر گیا ہوا تھا تینون عورتین اوپر چڑھ گئین۔ دروازہ بند کر لیا۔ کوٹھری کے اندر دروازہ کے پہلو مین ایک رسی لٹکتی تھی۔ نورجہان نے رسی کھینچی۔ رسی کھینچتے ہی گھنٹی کی آواز آئی اور ساتھ ہی دوسری کوٹھری کا دروازہ کھل گیا اور گھڑگھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ کوٹھری اوپر جانے لگی۔ تینون عورتین ایک چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھین۔ نورجہان بولی۔

نورجہان۔ ناگرجی! ذرا دم سادھے رہنا۔ بولنا چالنا نہین۔ اور چہرہ پر بھی روشنی نہ پڑنے پائے۔

ناگر۔ پرمیشر کی بڑی بڑی بانہین ہین۔ اگر اُس کی مرضی ہی تو ہم لوگ اس مصیبت سے جلد چھٹی پا جاہین گے۔

کوٹھری بلندی پر پہونچکر جھٹکے کے ساتھ ہی رُکی۔ کرشن کانتا نے دروازہ کھولا۔ دروازہ پر ایک جوان عورت مشعل لیے کھڑی تھی شاید ناظرین گذشتہ باب مین دیکھ چکے ہین۔ یہ عورت وہی ہے۔ جب ناگر اور کرشن کانتا تہ خانے کے اندر بھیجی گئی تھین اور یہ عورت مشعل دکھاتی انکے ساتھ تھی۔

کرشن کانتا کے دیکھتے ہی وہ عورت چونک پڑی۔ ناگر نے راجکماری کو اپنے سایہ مین لے لیا اور خود مُنھ پر آنچل ڈالکر بدن کو روشنی سے چھپائے آگے آگے چلی اور اس عورت سے جھڑک کر کہا۔ ہم لوگون سے دور رہنا۔ آگے آگے چل۔

عورت مشعل لیے آگے آگے گرم خیز تھی اور ناگر کرشن کانتا پیچھے پیچھے روانہ تھین۔ مشعل والی عورت جس راستے سے ان دونون کو لیے ہوئے تہ خانے والی کوٹھری کی طرف چلی اُسی راستے سے اسوقت اُس کوٹھری مین آئی جہان راجکماری اور ناگر گاڑی سے اُتار کر لائی گئی تھین۔

مشعل والی عورت نقلی ساحر کا چہرہ روشنی مین دیکھا چاہتی تھی کیونکہ لباس پوشاک سے تو جادوگر معلوم ہوتا تھا مگر آواز سے کان مانوس نہ تھے۔ اس وجہ سے اُسے شاید شک ہوا۔ ناگر نے اُس کی خواہش پوری نہونے دی۔ مشعل والی عورت کوٹھری تک ساتھ آئی پھر ناگر کے پاس آکر غور سے دیکھنے لگی۔ اُسے کچھ

گمان ہوا کہ یہ اس تہ خانے کا مالک جادوگر نہیں ہے بلکہ اُسی کے لباس میں کرشن کانتا کی سہیلی ناگر ہے اور نورجہان بھی ساتھ ہے۔

مشعل والی عورت ان عورتوں کا کرشمہ دیکھکر گھبرا گئی۔ چند منٹ بدحواس رہی پھر ایک چیخ مارکر کسی کو پکارنا چاہا گویا کسی سے مدد کی طالب تھی۔

ناگر دلی منشا تاڑ گئی۔ فوراً ہی جھپٹ کر دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ نورجہان نے منھ میں رومال ٹھونس دیا۔ اور دونوں نے رسی سے ہاتھ پاؤں باندھکر اُسے بے کام کر دیا۔

کرشن کانتا۔ اب ہم لوگ یہاں سے باہر کیسے نکلیں گے۔ دروازہ پر مسلح سپاہیوں کا پہرہ ہے۔

نورجہان۔ یہاں سے نکل چلنا کوئی مشکل نہیں۔ اگر میں بھولتی نہیں ہوں تو پھاٹک بند ہوگا لیکن صحن میں بھی ایک دروازہ ہے اُسے کھول کر نکل چلیں گے۔ دروازہ کھلتے ہی ایک میدان دکھائی پڑے گا اسی میدان سے ہمارے شہر کو راستہ گیا ہے۔ اب یہاں سے چلنا چاہیے۔ کرشن کانتا تمھارے نازک نازک پاؤں سے پیدل چلنا مشکل ہے مگر چلنا ہی پڑیگا مصیبت کے دن خود کاٹنا ہوتے ہیں۔ ایک بات اور بھی ہے۔ اس پوشاک سے چل نہیں سکتیں۔ مردانی پوشاک ڈانٹو اس کوٹھری میں کپڑے تھے۔ کرشن کانتا نے مردانی پوشاک پہنی اب تو اچھی خاصی سترہ برس کا خوبصورت جوان بن گئی۔ تینوں عورتیں کوٹھری سے باہر نکلیں۔ دبے پاؤں زینہ سے اُتریں۔ صحن میں آئیں۔ دروازہ بند تھا۔ رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی صحن میں چراغ ٹمٹما رہا تھا روشنی میں ایک دروازہ نظر آیا۔ نورجہان نے دروازہ کھولا اور تینوں عورتیں دروازہ سے باہر نکلیں۔ اور اُس لق و دق میدان کی طرف پویاں ہوئیں جو دروازہ سے نکلتے ہی شروع ہوا تھا۔

کچھ دور چلتے چلتے ایک پگڈنڈی ملی جو پہاڑ کے نیچے اُتر گئی تھی تینوں عورتیں بلا وسواس پگڈنڈی پر چلنے لگیں۔ دو تین گھنٹے بعد پہاڑی کا اُتار ختم ہوا۔ دم لینے کے لیے ایک نخل کے سایے میں کھڑی ہوگئیں۔ باتیں ہونے لگیں نورجہان نے کہا۔

نورجہان۔ اب ہم آزاد ہین۔

قیدیون کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ آزادی کا پیارا نام سُنکر اپنی قسمت پر آفرین بھیج رہی تھین۔ راجکماری نے لڑکپن کی بھولی بھالی طبیعت سے متاثر ہوکر نورجہان سے پوچھا۔

کرشن کانتا۔ آپ کو مکان کے بند رہنے اور مکان کے پچھواڑے کا حال کیونکر معلوم ہوا۔

نورجہان۔ چونکہ دن مین آنا ہوا ساری کیفیت دیکھتی بھالتی آئی تھی۔ ناگر بہن! ذرا دیکھنا۔ یہ روشنی کیسی ہے۔

درحقیقت پہاڑی کے نیچے بہت سی مشعلین روشن تھین۔ بہت سے آدمیون کی بھنبھناہٹ بھی سُنائی دیتی تھی۔ کبھی کبھی گھوڑون کے ہنہنانے کی آواز بھی آتی تھی۔

نورجہان۔ ہونہو۔ فوجی پڑاؤ سا معلوم ہوتا ہی۔ تم دونون لشکر کے ساتھ ہولو۔ اِس کے ساتھ یا تو تم کسی شہر مین پہونچ کر اپنے گھر پہونچ جاؤگی یا لشکری سپاہیون سے اپنے شہر کا پتہ پوچھکر اپنے ماں باپ سے مل سکوگی۔ چلو مین تمھین لشکر تک پہونچا دون۔

کرشن کانتا۔ پھر کیا کروگی۔

نورجہان۔ دیکھا جائے گا۔

تینون عورتین پڑاؤ کی جانب روانہ ہوئین۔ لشکر قریب آیا۔ دیکھا بہت بڑی فوج پڑی ہی۔ پہرے کا انتظام کافی سے زیادہ ہے۔ پہرے دار نے ان تینون کو روکا۔ ناگر نے جواب دیا۔

ناگر۔ ہم لوگ مسافر ہین۔ آج رات یہین ٹک رہین گے۔ یہ لشکر کس کا ہے اور یہ فوج کہان جائے گی۔

پہرہ دار۔ شہنشاہ طلسم کے وزیر فوج سے جے پال سنگھ کا لشکر ہے شہنشاہ طلسم سے مقابلہ ہورہا ہے۔ یہ فوج شاہی حمایت کے لیے روانہ ہوئی ہے

ناگر۔ شہنشاہ طلسم کی فوج کہان ہے۔ کس سے مقابلہ ہے۔

پہرہ دار۔ او اجنبی۔ تو تو عجیب انسان معلوم ہوتا ہے۔ تو نے اب تک نہین سُنا قلعہ آہنی کے راجہ نہال سنگھ اور شہنشاہ طلسم سے معرکے ہو رہے ہین کئی لڑائیان ہوئین۔ شاید تو طلسم زرنگار کا باشندہ نہین۔

ناگر۔ (سر ہلاکر) بھائی صاحب! طلسم کا باشندہ ضرور ہون مگر دیہات کا رہنے والا ہون۔ شہر کی باتین دیہاتیون کے کان تک نہین پہونچتین۔ تمھارا لشکر کتنے دن مین شاہی فوج سے ملحق ہو جائیگا۔

پہرہ دار۔ آج ہی فرمان شاہی جے پال سنگھ کے پاس پہونچا۔ شاہی حکم ہے کہ آج رات تک یہ لشکر شاہی فوج مین شامل ہو جائے لیکن وزیر صاحب نے ایک پڑاؤ دیدیا ہے۔ سات بجے صبح فوجی کوچ ہوگا اور کل دس بجے پہونچ جائیگی۔ اور کل ہی کوئی نہ کوئی رسالہ دشمنون کے خون بہانے پر قادر ہوگا۔

ناگر۔ تم اپنے لشکر مین رات بھر تک رہنے کی جگہ دیسکتے ہو۔

پہرہ دار۔ پڑاؤ کے اندر کہین جاکر چین سے سو رہو صبح اپنی راہ لگنا۔

یہ کہکر پہرہ دار وہان سے آگے بڑھا تو نورجہان بولی۔

نورجہان۔ ناگر۔ یہ تمھارے والد جے پال سنگھ کی فوج ہی مجھے بھی اطمینان ہوگیا کہ اب تم لوگ بے خوف و خطر اپنے گھر پہونچ سکوگی۔ (راجکماری سے) بہن! اب مین رخصت ہوتی ہون۔ اب ہماری صورت دُنیا مین کبھی نہ دیکھوگی۔ نورجہان کے شناسا نورجہان کو دیکھ نہ سکین گے کسی صحرا یا خارستان یا کسی مہیب پہاڑی کے درے مین سکونت ہوگی۔ آبشارون کا شیرین خوشگوار پانی میری روح کو فرحت دیگا۔ جنگلی میوہ جنگلی ترکاریان جنگلی پھل جان کو تازگی بخشینگے پتون اور چھالون سے تن پوشی ہوگی جو نورجہان اب تک بیش قیمت زردوجواہر سے آراستہ رہتی تھی وہی جنگلی ہوا کھاکر جنگلی آدمیون کی طرح بقیہ زندگی کاٹ دیگی اور اپنے گناہون کی تلافی خدائے کریم سے چاہے گی پیاری بہنو! مین معصیت سے شرابور ہون معصیت لباس معصیت ہی خورش معصیت ہی کاروبار۔ مجھ سی گناہگار عورت دُنیا کے پردے پر نہوگی مین رات

دن دوزخ ہی کو خواب مین دیکھتی ہون۔ مین جان نہین دیسکتی۔ دوزخ کی مصیبتون سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ مرکے دوزخ مین جانا پڑے گا۔ مجھے بچاؤ کی فکر لگی ہے جنگل مین بیٹھکر معبود کے خیال مین اپنے آپ کو کھو دون بھر دل جوانی کے عالم نے مجھے دونون جہان سے کھو دیا۔ ہائے۔ اپنے ہاتھون دوزخ کا دروازہ کھولا ادھر عمر بڑھتی گئی ادھر دوزخ کی لپٹ آنکھون کے سامنے آآکر کلیجہ جھلسنے لگی۔ او بے مہر دنیا تیرے جمال مین مجھ غریب کا دل پھنس گیا۔ اور تجھے ذرا بھی میرے حال زار پر ترس نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ تو لوگون کی بہت خاطر کرتی ہے۔ مگر افسوس تو بالکل ناقابل اعتبار نکلی۔ تو سب کو تباہ کرنے والی ہے۔ معلوم نہین تو نے ذی روح چیزون کو کھیل کیون سمجھ لیا تجھے عقل نہین۔ تمیز نہین۔ سمجھ نہین۔ مگر تو ہر جگہ موجود ہے۔ سب کام تو ہی کرتی ہے۔ ہر شے کو تیری بدولت زوال ہے۔ تجھ مین ہر طرح کی قدرت ہے۔ تجھ کو خدا نے پیدا کیا۔ تجھ پر کوئی فتح نہین حاصل کرسکتا۔ تجھکو بے شمار سلام۔ او مکار دنیا تو نے مجھکو اہل نظر کی نگاہ سے گرا دیا۔ مین سب کی آنکھ مین کانٹا سی کھٹکنے لگی۔ شہنشاہ کی نگاہ مین بازاری عورت کی سی بھی وقعت نہین۔ افسوس کیسی خراب حالت ہے۔ میرا ہی دل مجھسے متنفر ہو۔ آہ! ایک دن وہ تھا کہ دنیا کی ساری نعمت میرے لیے تھی اور اب وہی نعمتین نفرت کرتی ہوئی مجھسے کنارہ کرتی ہین۔ دوزخ کی آگ جلائے دیتی ہے۔ سچ ہے بے حیا بے غیرت عورتون کی یہی حالت ہوا کرتی ہے۔ ہین راجکماری! تمھین کنور پرتاپ سنگھ کے ساتھ شادی مبارک ہو۔ پروردگار تمھین پروان چڑھائے اور دنیاوی عیش و عشرت دیکھنا نصیب کرے۔ مین اب راجکمار سے نہین ملسکتی وہ بھی کیا بدبخت گھڑی تھی جب راجکماری صورت دیکھکر اُن پر فریفتہ ہوگئی مگر وہ مجھسے کشیدہ ہی رہے۔ میری محبت کو نیچی نگاہ سے دیکھا۔ وہ جانتے تھے کہ پرائی عورت پر نگاہ ڈالنا حرام ہے۔ مین اُن کے عشق مین دلگرفتہ تھی اپنی جانب کھینچتی تھی۔ مگر واہ ری پارسائی۔ اور واہ ری حیاداری۔ میرا تا بو اُن پر نہ چل سکا۔ میرے جال مین نہ پھنسے۔ چونکہ مزاج حلیم تھا شہنشاہ کا قہر۔ شہنشاہ کا غضب شہنشاہ کے عتاب کی مورد ہو ہی چکی تھی۔ میری حالت دیکھکر ضبط

نہو سکا بے ساختہ آنسو نکل پڑے چلتے وقت تشفی دلاسا دیتے رہے۔ مگر کیا کرتے وہ مجبور تھے۔ راجکماری! جب اُن سے ملنا۔ میرا حال کہنا بلکہ میری جانب سے بھی عرض کرنا کہ تمھاری محبت کی بھوکی بدکامون کی سزا پا گئی لیکن کبھی کبھی اُس کی یاد کر لیا کرین۔

اس وقت نورجہان کی آنکھون مین آنسو چھلک آئے۔ کچھ قطرے ٹپکے۔ پھر وہ زار زار رونے لگی۔

واقعی عورت سے بڑھکر دنیا مین کوئی بیش بہا جواہر نہین۔ ایک دن وہ تھا کہ نورجہان تپ عشق سے بیقرار تھی آج وہ اس بُرے کام سے توبہ کرتی ہی آج وہ اپنی موت کی خواستگار ہے۔ آج زندگی سے متنفر ہے۔ آج اُسے جس قدر رنج ہے کسی کو نہین۔

نورجہان اپنے آنسو پونچھتی ہوئی پھر بولی۔ بہنو! اب مین بہت دنون جی نہین سکتی!! میرا سینہ دوزخ کی آتشین لپٹون سے بھٹی کی طرح جل رہا ہے۔ دل پر سیکڑون بچھو ڈنک مار رہے ہین۔ اف میرے بوجھ سے زمین دبی جاتی ہوگی۔ ای مادر زمین مجھے آغوش مین لیلے۔ مین تیری گود مین آتی ہون۔ اچھا بہنو! جاؤ۔ دوزخ مجھے پکار رہا ہے۔ شیطان بہکا رہا ہے۔ اب تم سے رخصت ہوتی ہون۔ یہان سے جاکر کسی کھوہ مین پڑ رہونگی۔ پروردگار میرے گناہون کو معاف کرے۔ اُسکی رحمت سے بہت کچھ امید ہے۔

نورجہان ہاتھ جوڑے مُنھ اُٹھائے۔ آنکھون مین آنسو بھرے ناگر اور راجکماری کو دیکھ رہی تھی۔ بار بار یہی کہتی تھی۔ مجھ بدچلن کا سب حال سنا رہا نورجہان حیرت اور خوف کی تصویر بن گئی۔ چہرہ خشک ہوگیا۔ ناگر کو فکر پیدا ہوئی۔ آثار اچھے نہین۔

ناگر۔ نورجہان بہن! میرے ساتھ چلو۔

نورجہان۔ نہین۔ میرا گذارہ تمھارے ساتھ نہین ہوسکتا۔ اب مین قبر کا کونا آباد کرونگی۔

ناگر اور راجکماری کی آنکھون سے آنسو کی دھارین بہنے لگین راجکماری نورجہان کو ساتھ رکھنا چاہتی تھی لیکن نورجہان نے ایک نہ مانی دونون

کو چھاتی سے لگایا جھپٹ کے تیزی سے چلنے میں پتھر کی ٹھوکر لگی۔ وہ گر پڑی اب منھ سے آواز نہیں نکلتی۔ وہ پھر بیہوش ہو گئی۔

ناگر اور راجکماری نے نورجہان کو گود میں اٹھالیا۔ اور اس مقام پر لیگئیں جہاں جھرنے سے آہستہ آہستہ پانی بہ رہا تھا۔ پانی کے چھینٹوں اور کھلے ہوئے مقام کی ہوا سے نورجہان کو ہوش آیا۔ وہ کہنے لگی۔

نورجہان ۔ میں کہاں آگئی۔

ناگر۔ میں تمھیں اٹھالائی ہوں۔

نورجہان کانپ اٹھی۔ پھر خوف زدہ ہو کر کہنے لگی۔ تم کون ہو۔

ناگر کو بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ بولی۔

ناگر کیسی۔ باتیں کرتی ہو۔ مجھے تم نے مصیبت سے چھوڑایا۔ کیا مجھے پہچانتی نہیں

نورجہان ہنسنے لگی۔

ناگر اور راجکماری کو معلوم ہو گیا کہ عقل کی دیوی جس کی بدولت انسان انسان ہے وہ نورجہان کو چھوڑ چکی ہے اور بجائے اس کے جنون کا دخل ہوا چاہتا ہے۔ ناگر اور راجکماری رونے لگیں نہایت محبت اور ملائمت سے پکارا "نورجہان"

نورجہان پھر ہنسی۔ پھر کہنے لگی۔ للہ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔ دیکھو فرشتے کھڑے ہوئے ہیں اب میں جاتی ہوں۔

کہتے کہتے نورجہان کی آخری سانس چلنے لگی۔ ناگر اور راجکماری بالیں پر کھڑی آنسو بہا رہی ہیں۔ نورجہان کچھ دم کی مہمان ہے۔ اس کے حواس بجا نہیں ہیں۔ اے لو۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ پتلیاں پھر گئیں۔ اس نے ایکبار آنکھ بھر کر ناگر اور راجکماری کو دیکھا اور پھر ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔ اور دنیا کو خیرباد کہتی ہوئی ملک جاودانی کی طرف کوچ کر گئی۔

ناگر اور راجکماری کرشن کانتا نے خنجر سے زمین کھودی اور مردہ نورجہان قبر کے کونے میں لٹا دی گئی۔

اس کام سے فرصت پا کر وہ دونوں غمگین ساتھیوں بھرتی شکر کی طرف

چلیں لیکن نورجہان کی یاد کلیجے پھاڑ رہی تھی۔ قدم من من بھر کے ہو گئے تھے پانون اُٹھنا مشکل تھا بحالت یاس روتی دھوتی کیمپ مین داخل ہوئین۔

دسوان باب

رہِ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
تری تلوار کا دم آگیا ہے تیرے بسمل مین

حضرات ناظرین! ہم آپ کو پھر طلسمی تماشون کی سیر کراتے ہین آپ کو پھر ہمارے ساتھ اُس کوٹھری مین چلنا ہوگا۔ جہان کنور اندرجیت کو ہم آپ چھوڑ آئے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا جب اندرجیت کملنی کے بچانے کے لیے آگے بڑھے تھے۔ یکایک زمین ہلنے لگی۔ اور اندرجیت طبق زمین کے ساتھ نیچے اُتر گئے۔ اُس نے اُٹھنے کی کوشش کی۔ ہاتھ پانون ہلائے۔ مگر وہ مجبور تھا۔ ہاتھ پانون جواب دے چکے تھے۔ زمین پر بیدم ہو کر گر پڑا۔

اندرجیت کا حال بیان کرنے کے قبل کچھ تھوڑا سا حال کملنی کا لکھا جاتا ہے۔ کملنی چوکی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اتنے مین کوٹھری کا چراغ گل ہو گیا۔ تاریکی چھا گئی اُس تاریکی سے اوسکا دم گھبرا اُٹھا۔ وہ اُٹھی اور اندرجیت کی طرف بڑھنا چاہتی تھی کہ تین شخصون نے اسے پکڑ لیا وہ چلائی۔ لیکن کسی زبردست ہاتھ نے اُسکا مُنھ داب دیا۔ وہ بول نہ سکی پھر وہ اُٹھائی گئی اُٹھانے والے ہاتھ اُسے ایک طرف لیچلے۔ مُنھ بندھا وہ ہاتھ پانون ہلا رہی تھی اسی طرح وہ ایک جوکوٹھری کے اندر لائی گئی اندر سے دروازہ بند کر لیا گیا اور اُسی طرح وہ زینہ سے نیچے اُتاری گئی۔ ایک کھلے دروازے مین ڈھکیل دی گئی۔ کملنی زمین پر گر پڑی گرتے ہی بیہوش ہو گئی۔ باہر سے دروازے کی کنڈی چڑھا لی گئی تھوڑی دیر بیہوش رہنے کے بعد جب ذرا ہوش آیا۔ اس نے آنکھ کھولکر ہر چہار طرف دیکھا یہ کوٹھری حد سے زیادہ آراستہ تھی۔ کافوری شمعین روشن تھین۔ موم بتیان ہانڈیون مین چڑھی ہوئین۔ دیوار گیرون پر قیمتی کنول روشن تھے۔ فرش پر تکلف سے کمرہ آراستہ تھا۔ کملنی اس کمرے کو دیکھکر چکرائی۔ دل مین سوچ

رہی ہے۔ ایسی جگہ کیون لائی گئی۔ کچھ سبب سمجھ مین نہین آتا۔ اُس کوٹھری مین صرف ایک دروازہ تھا وہ بھی بند۔

اتنے مین دروازہ کھلا اور وہی جوان زمیندار جس نے اندرجیت اور کملنی کو فریب سے قید کر لیا تھا کوٹھری مین آیا۔

کملنی اُسے دیکھکر از خود رفتہ ہوگئی۔ کچھ غصہ کچھ رنج کچھ اُس کے حملہ فریب کا بیدہ ہی تھی۔ لیکن اس نے اپنے تئین سنبھالا اجبین پر شکن نہ پڑنے دی۔ بجاے غصہ کے اُس کی صورت پر بجائی نمایان تھی۔ وہ سوچ رہی ہے اس بدمعاش سے کون سی چال کھیلی جائے جو اس کے ظالم ہاتھون سے نجات ہو۔ آخر دل مین کوئی بات پکی کر لی اور اطمینان سے زمین پر بیٹھ گئی۔

زمیندار گاؤتکیہ کے سہارے سے مسند پر دراز ہوا۔ اور سلسلۂ سخن اس طرح چھیڑا

زمیندار۔ او حسین عورت! مجھے تو جانتی نہین۔ اس شہر کی قسمت میرے ہاتھون مین ہے۔ مین یہان کا مالک ہون۔ مین نے تم لوگون سے جو کچھ کہا تھا اس مین راستی سے نہ تھا۔ مین زمیندار نہین۔ بلکہ طلسمی جنگل کا محافظ ہون۔ میرے سحر نے مجھے خبر دی۔ کہ طلسم توڑنے والا چند طلسم توڑ کر ادھر آ رہا ہے مین نے طلسم کشا سے مقابلہ نفضول سمجھکر حکمت سے کام لیا خدا کی مہربانی سے فاتح طلسم میرے قبضہ مین ہے۔ مین نے اُسے اندھے کنوئین مین قید کر دیا۔ جہان دو ایک روز مین وہ گھٹ کر مر جائے گا۔ مین نے پیشبندی کر لی۔ پہلے ہی سے اس کنوئین پر ایسا طلسم باندھ دیا ہے کہ اس مین پڑتے ہی جوان اپنے سارے سحر بھول گیا۔ اب تم اُس سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ اُسے مردہ سمجھو۔ میرے خیال مین تم سحر و ساحری سے بالکل کوری ہو۔ پھر ایسے پُرخوف طلسم مین جہان بڑے بڑے ساحرون کے دانت کھٹے ہوتے ہین جہان تمھارے ساتھی کی ایک نہ چلی۔ پھر تمھارا کس مین شمار۔ تم اپنی قسمت پر ناز کرو جو مجھ سے زبردست ساحر کے حرم سرا مین داخل ہوگئی تمھارے زہے نصیب کہ مجھ سا ساحر تم پر مائل ہو گیا۔ تم بڑی بڑی دقتون اور مصائب سے نجات پا گئین۔ تم میری ملکہ ہوگی۔ میرے پہلو مین بیٹھوگی۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم بھی مجھسے راضی ہوگی۔

کملنی ساحر کی بات کا کیا جواب دیتی اُس نے حیلہ حوالے سے کام نکالنا چاہا وہ اسی کی منشا کے مطابق جواب دیا چاہتی تھی۔ وہ سوچتی تھی سحر مین بڑی طاقت ہی۔ بڑے بڑے قوی ہیکل پہلوان بڑے بڑے فرشتہ سیرت انسان اس کا لوہا مان چکے ہین کملنی نے افسردہ چہرہ بنا کر اُداسی سے جواب دیا۔

کملنی۔ جس کے ساتھ آئی ہون تم جانتے ہو۔ وہ میرے کون ہین۔

ساحر۔ نہین۔

کملنی۔ درحقیقت وہ میرا منگیتر ہے اِس کے ساتھ بیاہ کا وعدہ ہوچکا ہے مجھے ایک دیو طلسم کے باہر سے پکڑ لایا۔ یہ جوان اس کے ہاتھ سے چھڑا کر مجھے اپنے ساتھ لایا۔ پھر کیون کر اُس کی اطاعت نہ کرون اُس کے احسان سے گردن خم ہے لامحالہ اس کے ساتھ شادی کرنا ہوگی۔ ہان اگر وہ مرگیا تو دوسرے کے ساتھ عقد باندھنا ہوگا۔ سوائے اس کے باپ کے گھر کیا منھ لے کر جاؤن وہ مجھے کیون رکھین گے۔ اس لیے مجھے کسی نہ کسی کا دامن پکڑنا ہوگا جب تک وہ زندہ ہے تب تک کوئی مجھے ہاتھ نہین لگا سکتا۔ دُنیا والے کیا کہین گے۔

کملنی کی باتون سے ساحر کی باچھین کھل گئین۔ پھولا نہ سمایا خوشی سے تنتا ہوا بولا۔

ساحر۔ واہ ری! تم بڑی عقلمند ہو۔ ماشاء اللہ کیا جودت ہے کیا ذکاوت ہی کیسے پاکیزہ خیالات ہین۔ واقعی تمھارا کہنا سچ ہے مجھے ہر حال منظور ہے انشاء اللہ کل ہی صبح اُسے کنوئین سے نکلوا دون گا۔ یقیناً مرگیا ہوگا۔ کاش زندہ رہا تو کل ہی اسی تلوار سے (تلوار دکھا کر) اس نابکار کی گردن اُڑا دونگا جب یہ کانٹا بھی نکل جائیگا تو اس جنگل مین منگل ہوگا۔ ہم تم مزے کرین گے۔ میان بی بی بنین گے۔ عیش سے کٹیگی۔

کملنی۔ لیکن کنور جی تو کوٹھری مین بند تھے آخر کوئین مین کیونکر پہونچ گئے۔

ساحر۔ کوٹھری کی بنیاد دین لوہے کی ایک مشین پر قائم کی گئی ہین جس وقت تم کوٹھری سے چلی آئین مشین کی کلین گھما دی گئین کل کے گھومتے ہی کوٹھری کا تختہ نیچے اُتر گیا جسکے نیچے بہت بڑا کنوان تھا۔

کملنی۔ (بھولی بھولی صورت سے جس پر حسن کی آب و تاب چار چاند لگا رہی تھی مسکراتی ہوئی بولی) لیکن جب وہ کنوئین مین اتر گیا ہے تو تم اُسے کیونکر نکالو گے۔

ساحر۔ (محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے) کوئی مشکل نہین۔ اس کوٹھری کے پہلو مین دوسری اور کوٹھری ہے جہین سے اس کنوئین مین جانیکا راستہ ہے۔

کملنی۔ میری طبیعت گھبراتی ہے بیچین ہون۔ ذرا سو رہون۔ اس وقت باہر جائیے۔ دروازہ کھلا رہے تو اچھا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئیگی۔ شاید نیند آجائے

کملنی کی بھولی بھالی باتون سے ساحر کا دل پانی پانی ہوگیا عقل کھو بیٹھا۔ معاً کوٹھری سے نکل گیا۔ کملنی نے بتیان بجھا دین اور لیٹ رہی۔

اب ذرا اندرجیت کا حال سنئے۔ درحقیقت وہ کوٹھری سے کنوئین مین جھونک دیا گیا تھا۔ اتنی خیریت تھی کہ پانون کے نیچے والا تختہ لمبا چوڑا تھا۔ یہ تختہ آہستہ آہستہ اُترتا ہوا کنوئین کی تہ تک پہونچ گیا۔ گو دھکا لگا تاہم بڑی چوٹ نہین آئی لیکن بیہوشی ضرور ہوگئی۔ جب ہوش بجا ہوئے۔ آنکھ کھولی۔ سحر یاد کیا۔ یاد نہ آیا۔ کنوئین مین ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا چارون طرف نگاہ دوڑائی نکاس کی صورت کہا بلندی پر نظر پہونچی۔ معلوم ہوا یہ کنوان ہے۔ اوپر ایک ٹوٹی پھوٹی چھت دکھائی دی۔ کنوان کسی پرانے زمانے کی یادگار تھا۔ پانی خشک ہوگیا تھا۔ تار عنکبوت تنے ہوئے تھے جدھر ہاتھ پھیلاتے ہین مکڑی کے جالے۔ جدھر نگاہ اٹھتی ہے بڑے بڑے سوراخ۔ اتنے مین ایک کالا سانپ بغل سے نکلکر سوراخ مین گھس گیا۔ اجکمار تختہ پر بیٹھے ہوئے بھیانک باتین دیکھ رہے تھے۔ کنوئین کی تہ مین ایک دروازہ تھا۔ پٹ باہر سے بند تھے۔ اندرجیت نے زور لگایا۔ دروازہ کھل نہ سکا۔ اُس ہیبت ناک مقام سے اجکمار کا دل از حد ملول ہوا اپنی قسمت پر نفرین کرنے لگے۔ تقدیر نے کہان سے کہان جھونک دیا۔ انھین مایوسی ہوگئی اب اس تنگ و تار کنوئین سے تا عمر چھٹکارا نہوگا۔ ہوا کی کثافت سے سانس مین دقت تھی لطیف ہوا بمشکل آتی تھی اور گندی ہوا دماغ پراگندہ کیے دیتی تھی۔ احتراق خون مین کمی ہونے لگی۔ التہاب قلب بڑھنے لگا۔ بیماری نے گھر کر لیا۔ مچھر اور مکڑیان

دم بدم گرتے تھے۔ سانپ کی آوازیں آرہی تھیں۔ بدن سوکھکر کانٹا ہوگیا۔ ضعف و نقاہت نے دبالیا۔ زندگی سے عاجز موت کے دن گننے لگے۔ پڑے پڑے دو دن ہوگئے۔ تاب ضبط و صبر باقی نہیں رہی۔ جان چاہتی ہے کہ پہلو کو توڑکر نکل جائے۔ مگر پیلیون کا دام روکے ہوے ہے۔ عجیب کشمکش مین زندگی پھنس گئی۔ بے اختیار چیخ اُٹھے۔ اے رحیم پرماتما تیری ذات سے بہت کچھ اُمید ہے۔ تیری مشیت مین بھید ہے۔

نامرادان را کند اہل مراد — حسن خلق و دوستی و اتحاد
بندہ را چیزیکہ شاہنشہ کند — اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد
میرساند خاک را بر اوج چرخ — عجز و تسلیم و نیاز و انقیاد
حق نسازد بند باب دولتش — در سخاوت ہر کہ دست خود کشاد
دم غنیمت ہست در دنیاے دون — چون نباشد بر قیامش اعتماد
باش مثل ساکت مثل خاکِ رہ خاکسار — تیزی و تندی کمن ماند باد
جنگ کن بانفس کافر جنگ کن — کن کمر مضبوط بہر این جہاد
برگنہ کردن مکن خود را دلیر — بلکہ کن تدبیر بہر انسداد
خاک ہم حاصل نشد زان دولتش — ہر کہ اندر خاک گنج زر نہاد
ہر کہ باشد شاغل اندر زندگی — ہست نعم العبد از جملہ عباد

کن کرم یارب بحالش کن کرم
ہست ہندی خاکسار و خاک راہ

ای خدا اس عذاب سے یا تو نجات دے یا ملک الموت کو بھیج کر جلد میرا فیصلہ کردے۔ اب مصیبتین جھیلنے کی طاقت نہین۔ ہاتھ پانون سلب ہوگئے ہین۔ تیری پاک ذات سے بہت کچھ امید ہے۔

بیچارہ اندر حبیت دعائین مانگ رہا ہو۔ آواز کنوئین مین گونج اُٹھی آواز بازگشت سے معلوم ہوتا تھا کہ کنوئین کی چرخیان اُن کی باتون پر خندہ زن ہین۔ اندر حبیت تختہ پر لیٹے لیٹے کبھی گذشتہ واقعات پر نظر کرتے ہین اور کبھی آیندہ حالت پر افسوس ہوتا ہو بیکسی۔ بے بسی مجبوری و ناچاری پر دست حسرت

مل رہے ہین۔ضیق مین جان ہی زیست سے عاری کوئی دم کا مہمان ہے۔خونخوار سانپون کی بھیانک آوازون سے کلیجہ ہلا جاتا تھا۔چراغ کی لو جھلملا رہی تھی۔ یکایک روشنی مدھم ہوگئی۔سانپون کے رینگنے کی آواز بھی بند ہوئی۔اندرجیت کا دم گھٹنے لگا سانس لینے مین دقت محسوس ہونے لگی۔اس اثنا مین دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔راجکمار چونک پڑا۔سر اُٹھاکر دیکھا۔ٹیون پر نگاہ جماوی چونکہ سر بھاری تھا۔اُٹھانا محال ہوا نگاہ مین بھی تکلف تھا ضعف سے سر اُٹھ نہ سکا۔ کمزوری سے نگاہ خیرہ ہوچکی تھی۔نا چار تختہ پر سر رکھدیا۔سر مین درد ہوا۔نگاہ مین اندھیرا چھاگیا۔خدا جانے دروازہ کھلا۔یا اُنکا گمان ہی تھا۔

اندرجیت واہمہ سمجھ کر چپ ہورہے۔دروازہ کھلنے کی آواز نہ تھی۔ہاتھ پاؤن مین تشنج تھا۔اسیر کی آنکھین کبھی دروازہ پر لگ جاتی تھین مگر ضعف پائے نگاہ توڑ دیتا تھا۔ہزارہا چھوٹے چھوٹے بھنگے اُڑتے پھرتے تھے۔وہ کبھی اوپر کبھی نیچے ہوتے تھے۔قیدی کے دل مین کیا کیا خیالات پیدا ہورہے تھے آیا وہ اُن کیڑون کے کھیل سے اپنی زندگی کا موازنہ کرکے افسوس کررہا تھا۔وہ کیڑے تو صرف ایک دن یا ایک پہر جیتے ہین۔کیا وہ قیدی بھی ایک دن یا ایک پہر کی بے خطر زندگی کی خواہش کرتا ہے۔اندرجیت کے دل مین اس طرح کا کوئی خیال نہین پیدا ہوا تھا۔بلکہ اس سے بڑھکر غم کی آگ اسکے دل مین سلگ رہی تھی اُسے زندہ رہنے کی اب کوئی امید نہین تھی اگر زمیندار اُسے دبین ختم دیتا تو اُسے کچھ درد نہوتا۔مگر اُس ظالم نے جو اُسے جیلخانے مین ڈال کر غم واندوہ مین جلانا شروع کیا ہے یہ اُس سے سہا نہین جاتا۔اندرجیت بڑا بہادر تھا اور کسی بہادر کو موت سے خوف نہین آتا۔مگر اندرجیت کو خود اپنے مارے جانے سے افسوس نہ تھا لیکن مصیبت زدہ ملنی پر آفت و تباہی کا آنا اور بھی ڈھال کیے دیتا تھا اسی بات کا غم اُسے کھائے جاتا تھا۔والد شریف مہاراج نہال سنگھ جب اپنے بیٹے کی بیوقت موت کی خبر سُنین گے تو وہ بھی جان بحق ہوجائین گے وہ اس ناگہانی موت کی خبر پاکر اپنے سب طرف اندھیرا چھایا ہوا معلوم کرکے اپنی جان دے دین گے۔باپ کی حالت کو یاد کرتے کرتے اندرجیت کی آنکھون مین

پانی بھر آیا۔ دل مین سوچا۔

اُس نادان لڑکی (دام محبت مین بے قرار کملنی کا کیا حال ہوگا جب میری موت کی خبر سنیگی تو وہ بیچاری غنچے کے مانند کھلنے سے پیشتر ہی سوکھ جائے گی۔ غرضکہ اس قسم کے تفکرات مین اندرجیت محو ہو رہا تھا۔ سر گھومنے لگا اور مایوسی کا اندھیرا آنکھون کے سامنے آگیا اور بولا یا مالک تو جو کچھ بہتر خیال کرتا ہو۔ کرتا ہے اور جو تو کریگا منظور مگر موجودہ عذاب برداشت سے باہر ہے۔

اسی طرح کچھ وقت اور گذر گیا۔ آنکھین بند ہوگئین۔ زور زور سے سانس چلنے لگی۔ لیکن صاف ہوا نہ ملنے سے دم گھٹ رہا تھا۔ اتنے مین اندرجیت کے کانون مین کسی کے پاؤن کی چاپ سُنائی دی۔ مرتے ہوئے اندرجیت نے آنکھ کھولدی آنکھون سے کچھ سجھائی نہ دیا۔ آواز پر کان لگا دیے۔ آواز کدھر سے آرہی تھی دروازہ سے چاپ کی آہٹ معلوم ہوتی تھی۔

اندرجیت کے مایوسی بھرے دل مین امید کی جھلک نمود ہونے لگی۔ یکایک پیشانی روشن اور چہرہ بشاش ہوگیا۔ یہ کیا سبب؟ کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے؟ ہان بیشک وہ اپنے خواب مین کسی آنے والے کو دیکھ رہا ہے۔ اُس کا دل خوشی کے مارے اُمنڈ آیا ہے۔ بمشکل وہ دونون ہاتھون کے سہارے تختہ پر اُٹھ بیٹھا اور دروازہ کے اندر سے آنے والی صدا کو بغور سُننے لگا۔ صدا قریب ہوتی جاتی تھی۔

جس طرح طوفان باد و باران مین جہازی ملاح ایک ستارے سے خوش ہو جاتا ہے اسی طرح آج اندرجیت کے دل مین اس آنے والے سے سرور پیدا ہوا وہ ایک مجروح قیدی ہے اس کے پاس نہ کوئی رشتہ دار نہ سچا رفیق اور غمسار ہے وہ بیداری مین جس قدر عذاب مین مبتلا رہتا ہے اس سے تو اگر وہ ہمیشہ کے لیے سو جائے تو بہتر تھا۔ اس کی منتظر آنکھین اس نئے آنے والے کی تاک مین تھین۔ گو ہاتھ پیر جواب دے چکے تھے دونون ہاتھ کانپ رہے تھے تاہم وہ بدقت تمام اجنبی سے ملنے کے اشتیاق مین بیٹھا رہا۔

آواز قریب ہوتی جاتی تھی۔ اور بھی قریب ہوئی۔ اب صرف چار پانچ ہاتھ کا

فاصلہ باقی رہ گیا۔ اس کا دل بول رہا تھا کہ بلاشک آنے والا میرا ہمدرد اور سچا غمگسار ہے۔

آواز قریب ہو کر رک گئی۔ اتنے مین دروازہ سے نکلکر کسی نے اس کا سر گود مین رکھ لیا۔ اور اندرجیت کے چہرے پر چادر سے ہوا دینے لگا۔ اُسے یہ بھی معلوم ہوا کہ تختہ کے پاس کھڑا ہوا کوئی شخص رو رہا ہے۔

اُسے روتا دیکھکر اندرجیت کا دل بھی پگھل گیا۔ اور اس کی محبت اور تکلیف کو محسوس کرکے دبا دبا ہوئی آنکھون سے دیکھکر بولا۔

اندرجیت۔ اگر میری نگاہ غلط نہین ہے تو کہہ سکتا ہون کہ میری سچی رفیق میرے دل کی آرام میری پیاری محبوبہ کملنی ہے۔ ایکبار آواز سے میرے مضطرب قلب کو تسکین دو۔ اور مجھ بدبخت خستہ حال کو دیکھکر رونی کیون ہو۔ میری خاطر تم گریہ وزاری مت کرو۔ میرے زندہ رہنے کی امید نہین تمھین پرماتما خوش رکھے۔ میرے دکھ کو اپنے دل مین مت جگہ دو۔

جس دروازہ سے اجنبی آیا تھا تازی ہوا فراٹے بھر رہی تھی اندرجیت کا پژمردہ چہرہ اس تازی ہوا سے کھل گیا تھا۔

اجنبی نے آہ سرد بھر کر سارا ماجرا جو اپنے اوپر گذر چکا تھا بیان کیا۔ اور کہا پیارے اندرجیت مین ہی بدنصیب کملنی ہون۔ وہ زمیندار نہ تھا بلکہ زمیندار کے بانے مین ایک زبردست ساحر تھا جس نے اپنے شعبدے سے آپ کو رام کر لیا۔ مین کوٹھری سے ساحر کے جانے کا انتظار کر رہی تھی سناٹا ہوتے ہی باہر نکل آئی۔ بغل والی کوٹھری کا قفل توڑا۔ اندر ایک اور دروازہ تھا۔ اُسے بھی کھولا۔ پھر موم بتی جلاکر زینہ سے یہان اتر آئی ایشور کو دھن باد ہے کہ عین موقع پر پہونچ گئی اور تمھارے کام آسکی۔

کملنی کی دلکش آواز کو پہچان کر اندرجیت چونک اٹھے۔

اندرجیت۔ کیا تم نے میرے واسطے اتنی تکلیفات برداشت کی ہین۔ چھپ چھپا کر دشمن کو اُلو بنایا اور میرے پاس آموجود ہوئین۔

کملنی۔ (سنجیدگی سے) جہان مین کونسی ایسی جگہ ہے جہان کوئی عورت اپنے

فرض کو محسوس کرکے نہ پہونچ سکے۔

اندرجیت تعجب کی نگاہ سے کملنی کی طرف دیکھنے لگا۔

اندرجیت - تم نے میری جان بچائی۔ تمھاری ہمدردی تمھاری انسانیت عمر بھر بھولنے کی نہین۔ اگر تھوڑی دیر اور نہ آتین تو شاید مجھے زندہ نہ پاتین۔ البتہ لاش اپنی خستہ کو رو رہی ہوتی۔ خیر اب یہان سے نکلنے کی کوئی ترکیب بتاؤ۔ کملنی۔ مین نے تمھارے یہان سے مخلصی پا جانے کی ایک ترکیب سوچ رکھی ہے اور اب اچھا موقع ہے۔

اندرجیت - اچھا اب یہان سے چلنا چاہیے۔

دونون فلک ستانے کنوئین کی تہ تک پہونچے۔ وہان ایک دروازہ تھا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک میلا زینہ نظر آیا۔ زینہ کا سلسلہ اوپر گیا تھا دونون بلا وسواس زینے پر چڑھ گئے۔ دروازہ کھولا۔ کوٹھری مین آئے اور کوٹھری طے کرنے کے بعد دوسرے دروازہ سے ایک صحن مین پہونچے۔

دونون کے سرون پر نیلگون آسمان کی چادر تنی ہوئی تھی بے شمار ستارے چمک رہے تھے۔ رات بھیگ چکی تھی۔ ہوا کے نرم نرم اور ملائم جھونکے چل رہے تھے۔ قیدی کے دماغ مین تازگی آئی۔ سحر یاد کیا وہ بھی یاد آیا۔

اتنے مین صحن کا دروازہ کھلا ایک شخص ہاتھ مین لالٹین لیے صحن مین آیا۔ یہ لوگ اندھیرے مین تھے۔ وہ اپنی دھن مین مست اُس کوٹھری کی جانب گرم خیز تھا جہان کملنی ساحرہ کی قید مین پڑی ہوئی تھی۔

اندرجیت اور کملنی دم بخود تھے۔ وہ پہچان نہ سکے کہ آنیوالا وہی مکار حیلہ ساز جادوگر ہے جس نے ان دونون آفت زدون کو دھوکا دے کر گرفتار کیا تھا اور جس کی کملنی حرم بنا چاہتی تھی۔

اُسے دیکھکر اندرجیت کی آتش غیرت بھڑک اُٹھی۔ اندرجیت نے بارعب آواز سے کہا "او بے حیا کہان جاتا ہے مردون سے آنکھ چار کر"

بدسرشت ساحر اس آواز سے چونکا۔ حیران ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر لالٹین کی روشنی مین اندرجیت اور کملنی نظر آئے۔ یہ چکرایا پھر معاملہ کو گرگون سمجھکر

خود بخود بول اُٹھا۔

ساحر۔ نالائق! گردن زدنی!! میرا قصد تھا کہ کل صبح تجھے جہنم واصل کرون خیر موت پھڑ پھڑا رہی تھی۔ کشان کشان میرے سامنے کھینچ لائی شاید تو اس بھروسے پر بھولا ہے کہ مین نے مکر وکید سے تجھ پر قابو پایا۔ یہ خیال خام ہے تو سحر مین مجھ سے سر برنہین ہوسکتا۔ جن جن رکاوٹون جن جن طلسماتی چیزون کو توڑ کر یہان تک آیا ہے شاید تجھے ناز ہوگیا۔ اُن کی اصل ہی کیا تھی۔ میرا ایک ایک سحر زمین و آسمان کے طبق اُلٹ سکتا ہے۔ مین سمجھتا تھا کہ گڑ سے مرے تو زہر کیون دیا جائے۔ تیری شامت سوار ہے۔

یہ کہکر ساحر کملنی سے مخاطب ہوا۔ او مردار! تو میرے ہاتھون سے بچکر کہان جائیگی تجھے اسی دم ہلاک کیے دیتا ہون۔ کتون سے نہ نچوایا ہو تو نام نہین۔ تجھ پر مجھے پورا پورا بھروسا تھا۔ افسوس تو نے گھاٹ کی مزہ چکھاتا ہون۔

اندرجیت نے للکارا حرام زادے کیا بکتا ہے۔ بدمعاش کہین کا۔ تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون جو اس بیچاری پر ظلم کے ہاتھ توڑے۔ تجھے اب اتنی فرصت کہان جو اُس بیچاری کو ترچھی نگاہ سے دیکھ سکے۔ کافر پہچانتا نہین۔ مین کون ہون۔ آہنی قلعہ کے مہاراج نہال سنگھ کا راجکمار ہون۔ تجھ ایسے ہزار دن ساحر جمع ہو جائین تو میرا کیا بگاڑ سکتے ہین۔ خبردار ہو جا اور میرے سحر کا وار روک۔

یہ کہکر اندرجیت نے جھولے سے موتی نکالا اور سحر دم کرکے آسمان کی طرف اُچھال دیا۔ سنسناتے ہوئے جھونکے کے ساتھ ہی لکھ ہا ابر نمایان ہوئے اور بادلون سے موتی کی بارش ہونے لگی۔ ساحر نے سپر سحر مین پناہ لی پھر زمین پر دو ہتڑ مار مار کر پکار پکار کے کہتا ہے اے بیرو تمھارے واسطے مدتون دریا سے مرے لایا۔ کبھی بھوگ ناغہ نہین کیا آج اُس کا بدلا دو اندرجیت کی زبان بند ہو آواز کے ساتھ ہی دو ساحر کرگدن سوار و غزال سوار نمودار ہوئے اور کچھ پڑھتے اندرجیت کی طرف جھپٹے۔

اندرجیت نے تالی بجائی۔ تالی بجتے ہی بغل سے ایک جوان نکلا۔ ساحر کے پاس آیا۔ آواز دی حقیقت مین تیرا سحر زبردست ہے۔ تیری ذات سے علم ساحری کو رونق ملی۔ ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے نہایت نحیف وضعیف۔ ساحر نے جھک کر سلام کیا۔ اُس نے کہا بیٹا۔ جیتے رہو کیا کمال کر رہے ہو تھوڑی کسر اور باقی ہے۔ اندرجیت کا سحر بند ہوا چاہتا ہے تمھارا بیر کیا کام کر رہا ہے اس کو ہٹا دو کہ جیت وجالاک ہو کے آئے ہم نے بڑے بڑے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین جب یہ جیت وجالاک ہو کے آئین گے تو اب کی دورے مین یہ ضرور گرفتار کر لین گے۔ ساحر نے دستک دی کرگدن سوار و غزال سوار غائب ہوئے۔ ساحر قریب آیا کہا اے جوان اب ٹھہر کے بلانا کمال دکھانا۔ جوان کہ رہا ہے آپ کی مہربانی آپ کا نام کیا ہے۔ کہا بھیا اسی جنگل مین رہتے ہین چالیس برس سے یاد الٰہی مین مصروف ہین۔ اب غیب سے دو پوری دو کچوری دو آلو ایک اردی ہمارے واسطے آتی ہے۔ اردی ہم کھائینگے کچھ پرشاد تم کو بھی دین گے۔ تم اپنے گھر مین جھکا دینا۔ آج کے نوین تیسرے لڑکا ہوگا۔ شہنشاہ طلسم کو زیر کرے گا۔ طلسمی بادشاہت تمھارے نام ہوگی۔ اخاہ یہ کوئی جادوگرنی ہے۔ بھاری لہنگا پہن کے آئی ہے۔ چوندری بھی اوڑھے ہے نتھ بھی پہنے ہے۔ ساحر اُدھر پلٹا۔ پلٹنا تھا کہ بجلی چمکی۔ نئے ساحر نے جال مارا جوان کو جال مین لیا۔ وہ چیخا چلایا۔ ساحر نے تیغہ آبدار اُس کی گردن پر پھیر دیا ساحر ذبح ہوا۔ آسمان پر تاریکی چھائی۔ غلغلہ ہوا سارے مکان گر گئے۔

اندرجیت ساحر کے پاس آئے۔ ساحر کے قدم چومے۔ ہاتھ جوڑ کر بولے

اندرجیت یہ چچا جے مل! کس نازک وقت مین مدد کی کمبخت میرا سحر بند کرنا چاہتا تھا۔

جے مل ہر بات مین جلدی نہ کر بیٹھا کرو۔ مکار نے زمیندار بنکر دھوکا دیا۔ اب آگے جاؤ۔ پھر کبھی ملون گا۔

یہ کہکر وزیر جے مل نظر سے غائب ہوگئے۔ ادھر کنور اندرجیت راجکماری کملنی کا ہاتھ تھامے مکان سے باہر نکلے اور کملنی کو لیے افسون پھونک کر ہوا مین

پرواز کنان کسی طرف چل دیے۔

رات ختم ہو چکی تھی۔ تارے غائب ہو رہے تھے۔ صبح نے اپنا رخ زیبا دکھا دیا تھا۔ طلسمی آفتاب جانب مشرق طلوع ہو کر سنہری کرنین اوپچے اوپچے درختون اور بلند پہاڑیون پر ڈالنے لگا۔

اندرجیت اور کملنی آسمان مین پرواز کر رہے تھے۔ دھوپ کی حدت بڑھتی جاتی تھی۔ پہر بھر دن چڑھے اندرجیت ہوا سے اتر آئے اور ایک گھنے جنگل مین تالاب کے کنارے ٹہلنے لگے۔

بیداری یا پرواز کی تھکاوٹ سے ہاتھ پانون کسلمند تھے۔ آنکھون مین خمار چھایا ہوا تھا۔ تالاب مین دونون نے ہاتھ منھ دھویا کچھ کھا پی کر وطلسمی پتلون کو پہرے پر بٹھا دیا اور دونون میٹھی نیند سو گئے۔ دوپہر ہو گئی۔ آنکھ کھلی حرارت آفتاب سے آگے چلنے کا ہوا نہ پڑا۔ ناچار سہ پہر تک ٹھہرنے کا عزم کر لیا۔

اتنے مین درختون کے جھنڈ سے وزیر جے مل پھرتے ہوئے دکھائی دیے۔ اندرجیت اٹھ کھڑے ہوئے۔ پیشوائی کے لیے چند قدم آگے بڑھے ہونگے۔ وزیر جے مل پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ اور اس طرح نغمہ سنجی کی۔

جے مل۔ (کملنی سے) کملنی! تم نے اندرجیت کی جان بچائی۔ بڑی خیر ہوئی۔ کہین نصیب دشمنان ان پر آنچ آجاتی تو مین مہاراج کو منھ دکھانے کے لائق نہ رہتا۔ (اندرجیت سے) بیٹا۔ تم وقت مت ضایع کرو۔ مجھے سحر سے معلوم ہوا کہ تمھاری فوج پر شہنشاہ طلسم نے چڑھائی کی ہے۔ طلسمی لوح جلدی حاصل کرو۔ ایسا نہو معاملہ دگرگون ہو جائے۔ اکیلے مہاراج کیا کر سکتے ہین۔ شہنشاہ زرنگار ساحر زبردست ہے بے لوح مر نہین سکتا۔ دیر ہونے مین خوف ہے۔ خالی ہاتھ بھی نہین جا سکتے۔ تم آگے بڑھو مین وقت وقت پر تمھاری حمایت کے لیے موجود رہون۔

یہ کہکر جے مل نے جنگل کی طرف قدم بڑھائے اور آناً فاناً نظر سے غائب ہو گئے کنور اندرجیت اور راجکماری کملنی نے بھی اسی وقت آگے کی راہ نا پی۔

گیارھوان باب

ترا کیا کام اب دل مین غم جانا نہ آتا ہی
نکل ای صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہی

اندر جیت اور کملنی روا روی مین مصروف ہین۔ واہے اور تفکرات بڑھتے جاتے ہین۔ کیا کرین کدھر جائین جیب سے طلسمی اوراق نکالے لکھا تھا۔ لوح طلسم باغ عجائب مین ہے شب کو پشت باغ سے داخل ہوجیے وسط باغ مین نخل چنار ہے جب اس کو کھود دیے گا۔ ایک صندوقچہ نکلے گا اس مین طلسمی لوح ہے کملنی اور اندر جیت آگے چلے راہ طے کرکے پشت باغ پر پہونچے۔ دیوار باغ بلند تھی۔ کملنی اور راجکمار نے خارستان کی مسافت طی کی تھی دونون کے جسم غربال تھے۔ پھر بھی جرأت کرکے دیوار کے پاس پہونچے کمند ماری۔ کسی نخل مین کمند اوجھ رہی۔ پہلے راجکمار دیوار پر چڑھ گئے اور پھر کملنی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ لیکن وزیرجے مل کو کب تاب تھی ان دونون کی نگرانی مین مصروف تھا۔ دور سے دیکھا کہ راجکمار دیوار پر چڑھے اور باغ مین کود ے۔ جے مل نے بھی دیوار کے برابر آکر جست کی دیوار پر پہونچا۔ راجکمار چمنستان کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین۔ جے مل بھی دیوار سے کود کر نخلستان کے سایے مین کھڑا ہو رہا۔ راجکمار نخل چنار کو تاکے ہوے جا رہے ہین۔ جب قریب نخل چنار پہونچے۔ خنجر کی جوڑی کمر سے نکالی زمین کھودنے لگے۔ جے مل بنگاہ غور دیکھ رہا ہے۔ ہرچند وقت شب ہے۔ گرم ہوا چلنے لگی جے مل دعائین مانگ رہا ہے ای پرماتما راجکمار کو لوح مل جائے۔ اگر لوح مل گئی تو طلسم زرنگار کی فتح کوئی بات نہین۔ بیچارہ مدت سے جنگل کی ٹھوکرین کھا رہا ہے۔ ایشور وقت مدد ہے محنت برباد نہونے پائے۔

جے مل دعائین مانگ رہا ہے۔ ہوا کے گرم کے جھونکے چل رہے تھے طائرون نے آشیانون سے سر نکالے۔ چہکارے مارے۔ بعضے اشعار

عبرت آثار پڑھتے تھے۔ بعضے کہتے تھے۔ یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا چہار جانب سے گھیر لو۔ طائر غل مچا رہے ہین جیل گھبرا رہا ہے جی مین کہہ رہا ہے کہ جلدی لوح پا جائین جیل تو بیقرار ہے اور راجکماری کھڑی کھڑی تماشا دیکھ رہی ہے۔ الشور جلد محنت سوار تھ کر۔ لوح طلسمی مل جائے۔ اور روز روز کے بکھیڑون سے نجات ملے۔ اندر جیت زمین کھود رہے ہین ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا۔ جھٹک کے اندر جیت کو دیکھا راجکمار کئی ہاتھ زمین کھود چکے ہین۔ جب خنجر مارتے ہین طبق زمین شق ہو جاتا ہے۔ انگلیون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین وہ طائر راجکمار کو بہنگاہ غور دیکھکر باغ کی دیوار پر آیا۔ پکار کے آواز دی ای نگہبانان لوح یہ غفلت۔ کمبختو۔ تم کو خبر نہین۔ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا باغ پر بہار مین آگیا۔ نخل چنار کی جڑ کھود رہا ہے۔ اس قدر غافل ہونا مناسب نہین۔ بھوت ناتھ جادو طلایہ پر تھا اس مردک کے طائر کی آواز سنکر ہوش اڑے۔ باغ کے محافظ شیطان جادو کی بارگاہ مین گھس گیا شیطان جادو کا پائون پکڑا وہ گھبرا کے اٹھا بھوت ناتھ نے حال کہا شیطان جادو کے حواس جاتے رہے بولا۔

شیطان جادو۔ غضب ہو گیا۔ کچھ معلوم ہے۔ پتہ کس نے بتایا۔

بھوت ناتھ جادو۔ باتین کرنے کا وقت نہین۔ باہر چلیے۔ دیکھیے طائر سحر غل مچا رہا ہے۔

شیطان جادو باہر آیا۔ دیکھا دیوار باغ پر طائر تین تین کر رہا ہے شیطان جادو نے چیخ ماری۔ یارو جلدی دوڑو۔ چہار طرف سے ساحر چلے۔ لشکر۔ طیار ہو گیا ادھر راجکمار زمین کھود چکے ایک پختہ طاق نکلا۔ طاق پر صندوقچہ تھا۔ کاشانی مخمل کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ کنجی لگی ہے راجکمار نے صندوقچہ اٹھایا۔ شیطان جادو بلون کیے آرہا ہے۔ طائر نے دیکھا راجکمار نے صندوقچہ اٹھا لیا ایک چیخ ماری۔ ای جانوران صحرا کیا تم سب مر گئے۔ طلسم کشا صندوقچہ لیے جاتا ہے۔

راجکمار صندوقچہ لیکر سیدھے ہوئے ایک طرف سے ایک آہوے وحشی

شاخون کو جنبش دیتا ہوا ایک جانب سے ایک کرگدن مست۔ ایک سمت سے فیل مست۔ ایک نواح سے شیر ببر۔ اسی طرح سات جانور سات قسم کے پیدا ہوے۔ جھپٹ جھپٹ کے راجکمار پر حملے کیے۔ راجکمار پر فرض ہوا کہ ان کے حملے رد کے جائین۔ ناچار صندوقچہ رکھدیا۔ تیغہ سحر کش نیام سے نکالا۔ جھپٹ کر شاخ آہو پر مارا۔ شیر ببر پر وار کیا۔ کرگدن کو جھنکائی دی اور تیغہ سحر سے ہلاک کیا۔ ہاتھی لپکا۔ خرطوم پر ہاتھ پڑا۔ فیل زخمی ہوا۔ اس نے زفیل دی آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا وہ طائر تو سب بھاگے۔ خرطوم فیل سے خون ٹپک رہا ہے مگر غل مچا رہا ہے۔ صاحبو! دوڑو اس وقت غفلت کا موقع نہین۔ عمر بھر پچھتانا ہوگا۔ فیل نے بڑھکر ٹکر ماری۔ نخل چنار گرا۔ راجکمار پیچھے ہٹے۔ ہاتھی کے زخم سے جتنے قطرے زمین پر ٹپکتے تھے۔ اتنے ہی طائر پیدا ہو جاتے تھے۔ ہر طائر ہفت رنگ تھا۔ طائرون کا غول آسمان پر چکر لگا رہا ہے۔ راجکمار آتش سحر سے جلاتے جاتے ہین۔ طائرون کے تعداد مین کمی نہین ہوتی۔

شیطان جادو ٹرکے آیا۔ چوٹین ہو رہی ہین۔ راجکمار نے فیل پر کئی ہاتھ مارے۔ فیل زخم دار ہو چکا ہے مگر حملے سے باز نہین آتا۔ ہٹتا نہین۔ گھسا پڑتا ہے۔ شیطان نے نعرہ کیا۔ طلسم کشا خبردار۔ قاتل آ پہونچا۔ یہ کہکے ایک گولہ آسمان کی طرف اچھال دیا۔ گولہ پھٹا۔ برق چمکی۔ برق سے ایک طائر پیدا ہوا وہ طائر عقاب کے برابر تھا۔ راجکمار پر تڑپ کے گرا۔ راجکمار اس کے دفعیہ کی فکر مین ہوئے۔ وہ منقار مین مار رہا ہے۔ راجکمار ضرب پر ضرب لگا رہے ہین اس پر ضرب کارگر نہین ہوتی۔ طائر کمانی پر جھپکا۔ راجکمار نے جھولے سے پتلا نکالا۔ پتلا طائر پر لپکا۔ راجکمار کو دو فکر ہین راجکماری کا خیال صندوقچہ کا بچاؤ۔ راجکمار راجکماری کی طرف بڑھے۔ اتنے مین ایک طائر آسمان سے ٹوٹا۔ صندوقچہ منقار مین لیا اور بلند ہو کر غول طائران مین مل گیا۔ وہ سب سحر کر رہے ہین جبیل نے سر پیٹ لیا۔ بہ تبدیل ہیئت جادوگرون مین ملگیا۔ لپک کر ہاتھی پر بھوسونڈا مارا ہاتھی ہلاک ہوا آواز مہیب پیدا ہوئی ہنگامہ بپا ہوا اندھیرا چھا گیا اس اندھیرے مین کوئی شخص راجکمار کے پاس آیا۔ چاہتا ہے تیغہ سحر چھین لے راجکمار

نے تڑپ کر ہاتھ مارا۔ ساحر چاروں شانے چت زمین پر گرا آندھی آئی طبقات زمین ہلنے لگے۔ جے مل نے دیکھا۔ وقت وار و گیر ہے۔ ایسا نہو راجکماری بلا مین پھنس جائے۔ راجکمار کے پاس آیا۔ بولا۔ مین راجکماری کو لیے جاتا ہون تم ہوشیار رہنا شیطان جادو ساحر زبردست ہے اسکو قتل کرو مین راجکماری کو لیکر حاضر ہونگا اندر جیت کو راجکماری کی طرف سے اطمینان ہوا۔ اندھیرے مین تلوار چلا رہے ہین۔ ہر جھڑپ مین دس پانچ ساحر ہلاک ہو جاتے ہین پھر ایک گیند نکالا آسمان پر پھینکا۔ گیند پھٹا۔ ہزارہا قندیلین روشن ہوئین۔ اب روشنی مین تلوار چلنے لگی ہزارون ساحر کا نرغہ ہے راجکمار تیغہ خون آشام سے زمین کو سیراب کر رہے ہین۔

اتنے مین ایک اژدہا سامنے سے پیدا ہوا۔ مُنھ سے قلابہ آتشین چھوڑا اژدہا منھ پھیلا کر راجکمار پر آیا چاہا کہ راجکمار کو نگل جاے۔ اتنے مین کسی نے آواز دی۔ راجکمار۔ خیر جو کچھ کیا اچھا کیا اژدھے کے مُنھ مین پھاند پڑیے۔ ورنہ جانبری دشوار ہے۔ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک پیتا ہے راجکمار نے اوراق طلسمی مین دیکھا۔ لکھا تھا بلا تامل اژدہے کے مُنھ مین پھاند پڑو اور قدرت خالق کا تماشا دیکھو۔ آواز برابر کہہ رہی ہے جلد دہن اژدر مین پھاند پڑیے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے۔ آواز محبت بھری تھی۔ راجکمار نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ آسمان پر ایک حسین شکیل صورت مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے۔ راجکمار صورت سے ناآشنا تھے۔ شیطان جادو نے پکار کے کہا۔ یہ آواز کہان سے آئی شاید طلسم کشا کا کوئی دوست ہے۔ دیکھا اس کی بہن لالی آسمان پر چکر لگا رہی ہے شیطان جادو بولا رہ تو جا قحبہ غضب کیا طلسم کشا کو راز بتا دیا تیری مرمت کرتا ہون یہ کہکر آسمان پر لپکا۔ بیچاری لالی ہراساں بھاگی۔ اس نے جھپٹ کے جھونٹے پکڑ لیے۔ جھولی سے گلدستہ نکالا۔ ہوا مین ہلا دیا۔ تند جھونکے آئے۔ شعلہ ہاے آتشین اُڑنے لگے۔ شعلون نے لپک کے اُس کے پیرہن مین آگ لگا دی۔ وہ جل کر خاکستر ہو گئی۔

اِدھر راجکمار دہن اژدر مین پھاند پڑے۔ کچھ بیہوشی طاری ہوئی۔ آنکھ کھلی دیکھا ایک درخت کے نیچے کھڑے ہین۔

اب کچھ ذکر لوح طلسمی کا واجب ہے جب راجکمار باغ عجائب مین داخل ہوے

اور گرم ہوا چلی۔ طائرون نے آنکھین کھولین ایک اُن مین سے اُڑتا ہوا شہنشاہ طلسم زرنگار کی خدمت مین پہونچا۔ شہنشاہ بستر استراحت پر تھا۔ طائر نے پائون پر منقار ماری۔ شہنشاہ بیدار ہوا طائر مثل انسان کے زمزمہ سنج ہوا۔ طائر۔ اے شہنشاہ طلسم اندرجیت تلاش لوح باغ عجائب مین پہونچا۔ زمین کھود رہا ہے۔ تعجب نہین لوح لیلے۔

شہنشاہ گھبرا کے اُٹھا ایک چیخ ماری آواز دی اے محافظان طلسم جلد حاضر ہو دستک دیتے ہی ایک عقاب اُڑتا ہوا سامنے آیا۔

شہنشاہ۔ اے عقاب جلد جاکر باغ کی خبر لے۔

عقاب۔ بہت خوب۔

یہ کہکر پر تولتا ہوا عقاب عین وقت پر پہونچا۔ طلسم زرنگار سے کچھ کہ شہنشاہ نے بھی کیے۔

اتنے مین وہ عقاب صندوقچہ لیے حاضر ہوا شہنشاہ نے صندوقچہ لیلیا صبح تو ہو ہی چکی تھی۔ وزیر امیر مشیر سلطنت حاضر ہوئے شہنشاہ نے سب کیفیت بیان کی۔

شہنشاہ۔ عقاب تجھ اس لیے بھیجا گیا تھا کہ طلسم کشا مع لوح حاضر ہو لیکن یہ صورت صندوقچہ لیکر بھاگ آیا۔ شاید وہان کوئی درانداز موجود تھا طلسم کشا کو باغ عجائب سے نکال دیا۔ خیر اور تدبیر کی جائے گی۔ مگر اب صلاح بتاؤ کہ لوح کہان رکھی جائے۔

۱۔ (وزیر) میری رائے ناقص مین تو شیطان جادو ہی اس قابل ہے کہ باغ عجائب کا محافظ ہے اُسی کے پاس بھیج دیجائے وہی مہین کہین چھپا دے گا طلسم کشا کے فرشتون کو خبر بھی نہوگی۔

۲۔ مین اس رائے کا پابند نہین۔ طلسم کشا وہان کے چپے چپے سے واقف ہے ممکن ہے پھر پتہ لگالے۔

۳۔ اس کے علاوہ شیطان جادو کی مہین لائی طلسم کشا سے مل گئی۔ گو وہ ٹکرا کی کا مزہ چکھ چکی۔ اور لوگون کو تنبیہ ہو گئی۔ پھر بھی ایسے خدوش مقام مین لوح رکھنا بعید از دور اندیشی ہے۔

شہنشاہ - پھر کہان رکھی جائے - اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے وزیرون اور مشیرون مین کسی مین ہمت ہے جس کے سپرد لوح طلسمی کر دی جائے -

چوتھا وزیر جس کا نام نانک تھا - عرض پیرا ہوا -

نانک - گو میرا مسکن حوالی باغ عجائب مین ہے - اگر شہنشاہ مناسب سمجھین تو لوح مجھے دیدین مین اس طرح سے لوح کی حفاظت کرون گا - کہ اگر طلسم کشا سامنے آجائے تو میری ایک چیخ مین کلیجہ پھٹ جائے اور جو شخص اس کی حمایت کریگا پتہ لگا لگا کر ہر ایک کو زمین کا پیوند بنا دونگا -

شہنشاہ نانک کی باتون سے خوش ہو گیا - اسکی ہمت پر آفرین کی اور پھر اس طرح زمزمہ ریز ہوا -

شہنشاہ - او وزیر خوش تدبیر! ما بدولت کے دل مین آیا تھا کہ تم سے استدعا کی جاے لیکن - تم نے خود ہی اس اہم کام مین طبیعت کی جولانی دکھائی - ہم تم سے بہت خوش ہوئے - مگر اتنا سمجھ لینا تمام اہالیان طلسم کی اس صندوقچے مین جان ہے ذرا سی غفلت مین ہم سب کی بربادی ہے -

نانک - حضور نگہبانی مین اس طور سے لوح رکھون اور وہ حفاظت کرون کہ بیگ خیال بھی کسی کا نہ پہونچ سکے - طلسم کشا اور اس کا حمایتی جے مل ان کو آپ کچھ سمجھ لیجیے -

شہنشاہ - اچھا خدا حافظ - لوح لیجیے اور آج ہی اپنے ملک مین جاکر کسی ایسی جگہ محفوظ کر دیجیے کہ کسی کو کانون کان خبر نہو -

نانک قدمبوس ہو کر تخت سحر پر سوار ہوا - صحراے رنگا رنگ مین اس کا باغ بنے - جب اپنے باغ مین پہونچا - ایک قصر حقول سحر سے بنایا - مکان مین کچھ اصلی کچھ نقلی صندوقچے رکھے - ساحرون کو پہرے پر مقرر کر دیا اور خود ایک برج کہنہ مین استقامت گزین ہوا - آٹھ پہر حفاظت لوح مین مصروف رہتا ہے -

لوح طلسمی ہاتھ سے نکل گئی - راجکمار بادل حزین نخل کے سایہ مین بیٹھے ہین سامنے سے جے مل نظر آیا - راجکمار نے سب کیفیت کہی جے مل بولا -

راجکمار جی! اب لوح ایسے مقام پر جائے گی جہان خیال کی رسائی

محال ہے۔

اندرجیت۔ ایشور مین سب طاقت ہے۔ وہ قادر و توانا ہے۔ اگر ہم طلسم باطن کے فتاح ہین تو پرماتما ضرور مدد دیگا اور ہم پتاجی کے سامنے سرخرو ہونگے۔

جے پل۔ آپ کی دلیری اور جیوٹ کی تعریف ہو ہی نہین سکتی۔ جگدیشور آپ کے بازوؤن مین قوت دے اور آپ اپنے کام مین کامیاب ہون۔

اندرجیت۔ آپ ہمارے بزرگ ہین۔ آپ کی دعا کافی ہے۔ اگر مصلحت سمجھین تو آپ قلعہ آہنی کی طرف روانہ ہوجائین۔ پتاجی سے حال کہین اور کچھ ساحرون کا لشکر لے کر اس طرف نہضت فرمائین۔ جب لشکر آجائے گا شیطان جادو پر لشکر کشی کرینگے۔ باغ عجائب کو زیر و زبر کر دینگے۔

جیمل۔ معاملہ طول کھینچ گیا۔ وقت نازک ہے۔ تا بہ لشکر پہونچنا دشوار ہے اور نہ مین اس مخدوش وقت پر آپ کو تنہا چھوڑ سکتا ہون۔

اندرجیت۔ پھر کون سی تدبیر کرین جو ثمر مراد ہاتھ آئے۔

یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک عورت مگر پریشان۔ بدحواس راجکمار کے پاس آسمان سے اُتر پڑی۔ اندرجیت کو سلام کیا۔

اندرجیت خوش ہوگئے پوچھا آپ کون ہین اور تکلیف کرنے کی غرض کیا ہے۔

عورت۔ آپ مجھے کیا جانین۔ لونڈی ہی کے اشارے پر حضور راژدر کے مُنھ مین پھاند پڑے تھے اگر ذرا بھی توقف ہوتا تو اژدر قلابہ آتشین سے دشمنون کے جسم کو پھونک دیتا اس کی پھنکار سے تمام سحر باطل ہو جاتے۔

اندرجیت۔ تو تم نے ہماری جان بچائی۔ تمھارا نام کیا ہے۔

عورت۔ کنیز کو لالی کہتے ہین۔

اندرجیت۔ لالی تو جل گئی تھی شیطان جادو نے سحر سے ہلاک کر دیا تھا۔

لالی۔ ہان مین سحر سے روپوش ہوگئی تھی۔ بلکہ اپنی صورت سحر سے بنا کر سامنے کردی اس نے اسی پر گلدستہ تا میری عکسی تصویر جل گئی

اندرجیت - ہم تمھارے ممنون ہین - مگر تم نے اُس سے مخالفت کیون کی -
لالی - وہ بڑا بدمعاش ہے - اہا لیان طلسم اس سے عاجز ہین میرا ماموں زاد بھائی ہے لیکن عصمت کے درپے ہے مین اُس سے بھاگی بھاگی پھرتی ہون مدت سے فکر تھی کہ اس حرام خور سے نجات ملے - بارے پرماتما نے سُن لی - آپ ادھر آ گئے - بڑی مشقت اُٹھائی - ہر مقام پر لونڈی بھی موجود رہے گی -
اندرجیت - خاک مشقت کی - لوح طلسمی ہاتھ سے نکل گئی - یہ آفت نہ سمجھے تھے سات جانوران درندہ نے ہر طرف سے گھیر لیا - شش و پنج مین تھا کیا کرون - جب انھون نے حملے کیے رد کنا پڑے -
لالی - راجکمار جی! مین نے بھی بڑی کدوکاوش کی کہ آپ تک پہونچون - نوشتہ تقدیر مٹتا نہین - سرگردانی - پریشانی لکھی تھی کیونکر نہ پیش آتی اگر چند ساعت قبل پہونچ جاتی آپ صندوقچہ زمین پر نہ رکھتے - خیر جو کچھ ہوا ہوا - معلوم نہین لوح کہان گئی - پتہ نہین - (جے پال سے)
آپ بائین پر جائین پہاڑی گھاٹی ملے گی - بے خوف و خطر گھاٹی مین چلے جائیے - اوّل تو آپ کا سحر بھی زبردست ہے یک بیک کوئی آپ کا کچھ بگاڑ نہین سکتا - تاہم یہ مقدمہ طلسم ہے - احتیاط شرط ہے - ستارہ شناس لکھ گئے ہین کہ طلسم کھلیا اُس کا کوئی رفیق اس مقام مین پھنس جائے - لالی اس کی رہبری کریگی - گھاٹی مین پہونچتے ہی باغ عجائب مین گذر ہوگا - کسی طرح آپ اُس قرمساق کو مار دیجے لیکن خیال رہے کہ افسون و سحر کو کام مین نہ لائیے گا - وہ ساحر زبردست ہے سحر بند کر دے گا - اور پھر ہاتھ مل کے رہجانا پڑیگا
جیمل - بہت بہتر - مین جاتا ہون - عیاری کرکے زیر کرونگا -
اندرجیت - کمک کا انتظام کر دیا -
جیمل - ہان اُس پر کسی کا قابو نہین چل سکتا -
لالی - لشکر مین سمجھ کے جائیے گا - میرا دل کھٹکتا ہے -
جیمل - ایشور مالک ہے -

جیمل اُٹھ کھڑا ہوا کئی کوس کے بعد کوہ سیاہ ملا جے مل داخل ہوا اور درۂ کوہ کو طے کرکے نکلا۔ دیکھا سیدھا راستہ ہے کوئی دو کوس پر جا کے لشکر کی علامتین معلوم ہونے لگین۔ جے مل ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئے سوچ رہے تھے کہ لالی نے یہ کلمہ کہا کہ ذرا لشکر مین سمجھ کے جانا۔ اس سوچ مین بیٹھے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا۔ جے مل نے سر اُٹھا کے دیکھا۔ ایک ساحر اُڑتا ہوا آتا ہے جے مل نے سحر سے نازنین کی صورت بنائی آواز دی۔ میان جانے والے ہم راہ بھول گئے ہین ہمین راہ بتا دو۔ ساحر نے دیکھا ایک عورت حسن خوبصورت پکار رہی ہے۔ بلندی سے اُتر آیا۔ قریب بیٹھ گیا۔ پوچھا۔

ساحر۔ کیون صاحب کیا کہتی ہو۔

جیمل۔ بھیا راستہ بھول گئی۔ بتا دو۔ کدھر جائین۔

ساحر۔ کہان جاؤ گی۔

جیمل۔ شیطان جادو ہمارے مالک (شوہر) کے افسر ہین انھین کے لشکر مین پہونچا دو۔ وہ مل جائین گے۔ ایک کام کے لیے گئی تھی۔ راہ بھول گئی بڑی دیر سے جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون۔

ساحر۔ مین بھی تو شیطان جادو کا نوکر ہون۔ ہم سے اور تمھارے شوہر سے یارانہ ہے۔ تو تم ہماری بھابھی ہوئین تو کیا تم وہین جاؤ گی۔

جیمل۔ ہان بھیا میرا ہاتھ پکڑ کے وہین پہونچا دے۔

ساحر خوش ہو گیا۔ معشوقہ طرحدار ملی۔

جیمل۔ اور تم اس وقت کہان جاتے تھے۔ اپنا حال بھی بتا دو۔

ساحر۔ ہمارے افسر شیطان جادو ہین۔ سنا ہے طلسم کشا اسی جنگل مین ہے۔ تو لینے جاتا ہون۔ اور ہو سکیگا تو گرفتار بھی کرلاؤنگا۔

پھر جے مل نے ایسی لگاؤ کی باتین کین کہ ساحر پھولا نہ سمایا۔ نازنین نے ہنسکر کہا۔ میان کہین سے مٹکے کا ٹھرا لاؤ۔ ایک ایک کجی پی لین پھر راستہ چلین ساحر دوڑا ہوا گیا۔ بھٹی سے شراب لایا۔ جے مل نے خود تو نہ پی ساحر کو پلا دی وہ بیہوش ہوا۔ اُسے گوشے مین ڈال دیا اور جے مل اسکی صورت بنکر لشکر مین

آیا۔ لوگون نے پوچھا کہو کیا خبر ہے۔ طلسم کشا کا پتہ چلا۔ جے مل جھڑک دیتا ہے تھین کیا۔ یہ باتین ہر ایک سے کہنے کے قابل نہین۔ افسر اعلیٰ سے کہونگا۔ انعام لونگا۔

جیمل بکتا جھکتا۔ ڈانٹتا ڈپٹتا۔ بارگاہ مین پہونچا۔ مصاحب جمع ہین شیطان جادو پر کبیدگی چھائی ہے۔ طلسم کشا کے نکل جانے کا رنج ہے۔ کمبخت لالی نے ساز کیا ورنہ طلسم کشا مار ڈالا جاتا۔ اژدر کی پھنکار سے سحر بھول جاتا۔ پھر کیا تھا ایک سحر مین کام تمام تھا۔ مصاحبین تسلی دے رہے ہین۔ حضور گھبرائین نہین امروز فردا مین طلسم کشا ہاتھ لگا جاتا ہے۔ قتل کیجیے گا۔ شہنشاہ کی نگاہ مین وقعت ہوگی اسطرح کی چمیگوئیان ہو رہی ہین۔ جیمل نے جھک کے سلام کیا۔

شیطان جادو۔ کہو میان سالار جادو۔ طلسم کشا کا کیا حشر ہوا کچھ پتا لگا۔

جیمل۔ ہان ہزار کد و کاوش اُسے تلاش کیا۔ کوئی دس بارہ کوس کے فاصلہ پر کوہ سیاہ ہے۔ پہاڑی گھاٹی سے سیدھا راستہ لگا ہوا ہے۔ درخت کے تلے بیٹھا ہے مگر ساحر زبردست ہے جرأت نہوئی جو پاس جاتا۔ کمبخت نے برج آتشین بنایا ہے اسی مین اقامت گزین ہے۔ آپ مع فوج چلیے۔ برج آتشین کو گرائیے۔ اور کمبخت کو گرفتار کر لیجیے۔

مصاحبون نے کہا۔ اب کیا ہے۔ مار لیا ہے۔ بچہ بھاگ کے کہان جائے گا

شیطان جادو۔ اچھا آج ناچ رنگ ہو۔ کل یہان سے کوچ کرین گے۔

حکم کی دیر تھی۔ سامان مہیا ہو گیا۔ کمیدان رسالدار جمع ہو گئے محفل نشاط گرم ہوئی۔

جے مل۔ (شیطان جادو سے) کیا آپ جانتے نہین۔ مین نے علم موسیقی مین کمال حاصل کیا ہے۔

یہ کہکر ساحرون کو اپنی طرف مخاطب کرنے کے لیے اشعار گنگنانے لگا۔

غزل

فصل گل ہر طرح کیفیت میخانہ آج — دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہوا پنا دل دیوانہ آج — داغ سودا ہو کہ دنیا ہو جنون اندر نہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین — قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج
نزع کی حالت ہو کوئی آشنا اپنا نہین — دیکھیے جسکو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین — شمع اُڑ جائے جو ہاتھ آئین پروانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح — آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

جیمل نے شراب منگائی۔ آکر رکھی گئی۔ سحر سے بیہوشی ملائی۔ جے مل اس بات پر آمادہ ہے کہ شراب پلا کر سب کو بیہوش کر دون۔ ہر شخص جے مل کے گانے کی داد دے رہا ہے۔ شیطان جادو تعریفین کرتا ہے۔ واللہ کمال کر دیا۔ کیا آواز ہے۔ سینے کو برمائے دیتی ہے۔ وہ چیز گائی کہ دل بیقرار کر دیا۔

جیمل۔ گانے کا لطف کچھ شراب کے ساتھ ہے دو چار جام چلین۔ جی کا دور ہو۔ رنج و غم کافور ہو۔ حکم ہو تو ساقی بنون۔ ملازمون کو دون حضور کو بھی پلاؤن۔ اور خود بھی پیون آنکھون مین سرور ہو دل مسرور ہو۔

شیطان جادو۔ تجھکو اختیار ہے جس طرح جی چاہے سب کو پلا۔

جے مل نے پکار کر آواز دی۔ یار و دوڑو۔ جس کا جی چاہے شراب لے جائے فیض عام جاری ہے۔ حضور کے سامنے سب ملازمون کی حیثیت برابر ہے۔ کوئی کم تر نہین۔

کنور گلابیان۔ قرابے تقسیم ہونے لگے۔ شراب چلنے لگی۔ آپس مین دست درازیان ہونے لگین۔ کوئی بلبلایا۔ کسی نے کسی کے طمانچہ رسید کیا۔ کوئی لڑکھڑا کے گرا۔ کوئی بیٹھا بڑا رہا ہے کوئی سر ٹکون کوئی مرا رہا ہے۔ عجیب جوش و خروش ہے۔

جیمل نے بھی پانون مین گھنگرو باندھے اور گت ناچنا شروع کی۔ جام بلورین لے کر سر پر توڑے لیتے جاتے ہین۔ ایک قطرہ شراب کا نہین گرتا۔ توڑے لیتا ہوا شیطان کے سامنے آکر سر جھکایا۔ جام بلورین پیش کیا شیطان نے خوشی سے جام لیا اور موتیون کا مالا گلے سے اتار کر جیمل کے

گلے مین ڈال دیا۔ جیل نے دوسرا جام بھرا شیطان کے روبرو رکھا۔ شیطان غٹ غٹ چڑھا گیا۔ سب اہالیان محفل کو اسی طرح شراب پلائی۔ محفل مین ہو حق مچی ہے۔ کوئی خود بخود ناک پکڑ کے غوطہ مارتا ہے۔ کوئی اُٹھکر بھاگتا ہے۔ جیل نے مسکرا کر شیطان جادو سے کہا۔

"حضور! بڑے تعجب کی بات ہے محفل کیا ہے بازار ہے۔

شیطان جادو۔ (جھلا کے) نالائقو! کیا ہماری محفل کو بازار سمجھا ہے۔

جیل۔ ایک ایک کو سزا دیجاوے۔ یون گستاخ ماننے کے نہین۔

شیطان جھلا کر اُٹھا دو چار قدم بڑھا تھا۔ لڑکھڑا کے گرا۔ بیہوشی سرایت کر چکی تھی۔ ساری محفل چت ہوگئی۔ جیل نے کھینچکر چار پڑا ایک ہی ہاتھ مین سر قلم کر دیا۔ سر کٹتے ہی اندھیرا چھا گیا۔ اب تو جیل نے قتل کرنا شروع کیا جتنے ساحر جتنے مصاحب تھے سب ہلاک ہوگئے۔

شیطان جادو کے مرتے ہی باغ عجائب برباد ہوگیا۔ عمارت گر گئی۔ بارگاہ کے باہر لینا لینا کی صدائین بلند ہوئین۔ تاریکی بڑھتی جاتی تھی جیل نے آواز دی ای ساحران مکار ہم اپنا کام کر چکے۔ تمھارا افسر مارا گیا اس وقت مین نے تم سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور وقت تم سے سمجھا جائے گا اب ہم جاتے ہین جس کا جی چاہے روکے۔ میرا نام جے مل ہے۔ وزیر طلسم قلعہ آہنی ہون۔ یہ کہکر جے مل نے سحر سے زمین شق کی۔ تاریکی دفع ہو چکی تھی۔ روشنی مین سب نے دیکھا جیل طبق زمین مین اتر گیا۔ زمین برابر ہوگئی۔

بارھوان باب

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن مین رہے
بہار ہو کے رہے ہم تو جس چمن مین رہے

باغ عجائب فتح ہوگیا۔ راجکمار امرجیت بحالت غم سرنگون ایک نخل کے

سایے مین بیٹھے لالی سے بات چیت کر رہے ہین۔
یکایک لالی کی نظر آسمان پر گئی۔ ایک طایر چہکارا بھرتا ہوا سے اُترا گلے مین کاغذ تھا۔ لالی نے کھولا۔ فرط خوشی سے اُچھل پڑی۔ راجکمار نے پوچھا۔
راجکمار۔ کیا ہے۔ کچھ کہو تو۔
لالی۔ مبارک ہو۔ ایشور نے فضل کیا۔ بڑا ساحر مکار غدار مارا گیا۔ جیل نے کارگزاری دکھلائی مین کچھ طلسمی طائر باغ عجائب پر تعینات کرآئی تھی۔ یہ طایر خبر دینے آیا ہے۔
راجکمار۔ اُس کے مرنے سے ہمارا کیا فائدہ ہوا۔؟
لالی۔ دیکھیے پرزے مین لکھا ہے۔ شہنشاہ جاودان نے شیطان جادو کے پاس بذریعہ طایر فرمان بھیجا تھا کہ مابدولت نے لوح طلسمی نائب محافظ باغ رنگارنگ کے سپرد کردی ہے۔ تو بھی اس کی حمایت پر کمربستہ رہ۔ شیطان جادو فوت ہوا۔ ہمارے طائرون نے ملکر اس طائر کو ہلاک کیا۔ اور یہ پرزہ ہمارے پاس بھیجدیا۔ پرماتما کے فضل سے لوح کا پتہ مل ہی گیا۔ اب نائب سے مقابلہ ہوگا۔ بڑے بڑے سحر ہون گے۔ آپ کے ساتھ میرا رہنا ٹھیک نہین۔ لوح آپ کو مل جائے تو قلب تسکین پائے۔ خوب ہوشیاری سے کام کیجیے گا۔ ایسا نہو دشمن کسی آفت مین مبتلا ہو جائین۔ طبیعت کو قلق ہوگا۔ کنیز رخصت ہوتی ہے جیل آ جائین تو میرا سلام کہنا۔
اندرجیت۔ اب کب ملاقات ہوگی۔ ابھی تک راجکماری کملنی سے دل بہلتا تھا۔ خیر وہ چلی گئین۔ تم نے ساتھ دیا تھا۔ تم بھی جاتی ہو۔ واحسرتا بیکسی اور تنہائی تم ہماری سچی غمگسار رہو۔ تم ساتھ نہ چھوڑنا۔ ؎

اُف نہ کی ہم نے نہ تیغ جفا اے ظالم
اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہے

لالی۔ گھبرائیے نہین لونڈی ہر حالت مین شریک ہے موقع موقع حضور کی شراکت کرونگی۔ کل صبح اُٹھکر آپ اس صحرا مین جائین ایک طائر پیدا ہوگا۔ آپ جرأت کرکے اس کی پشت پر سوار ہو جیے گا۔ وہ جانور آپ کا دوست

ہو جائیگا آپ کو صحرائے رنگا رنگ مین پہونچا دے گا۔ آپ پشت سے اُتر کے اُس کے کہے پر عمل کیجیے گا۔ اکثر اوقات وہ آپ کی مدد کریگا۔ بڑی دقت و سختی سے آپ کی رسائی تا بہ قلعۂ ناٹک ہوگی۔

یہ کہکر لانی اُسی وقت ابر نارنجی مین غائب ہوگئی۔ اندرجیت نے رات جیون تیون بسر کی۔ بوقت سحر ہاتھ مُنھ دھو صحرا مین آئے کچھ دور بڑھے ہون گے کہ ایک طائر قوی الجثہ پیدا ہوا۔ تڑپ کے گرا۔ چاہا کہ منقار مین دبکر اندرجیت کو اُٹھالے جائے۔ راجکمار نے کمند کے حلقے مارے۔ طائر زمین پر گرا۔ اندرجیت جست کرکے اس کی پشت پر سوار ہوئے۔ طائر اندرجیت کو لے کر بلندی پر پہونچا۔ مُنھ پھیر کے عرض کیا۔ اے طلسم کشا میرا گولک جادو نام ہے آپ کا تابعدار ہون جس دم یاد فرمائین گے۔ قدمبوسی حاصل کرون گا۔ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے۔

یہ کہکر گولک جادو ہوا مین پران ہوگیا۔ راجکمار آگے چلا۔ کچھ دور پر برج آتشین نظر آیا روشنی پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔ برج کی چوٹی پر طاؤس زرین بال چکر کھا رہا تھا۔ نیچے فاصلہ پر ایک شخص تیر و کمان بدست راجکمار کی طرف مُنھ کیے ایستادہ تھا۔

راجکمار نے طلسمی اوراق نکالے۔ لکھا تھا۔

خبردار برج کے قریب نہ جانا۔ جان کا خطرہ ہے۔ طاؤس دیکھتے ہی آواز لگائیگا اور سپاہی کا تیر جانے والے کے کلیجے سے پار ہو جائیگا۔ برج کے اندر پگڈنڈی ہے پگڈنڈی سے وہ مقام دکھائی دیتا ہے جہان لوح طلسمی رکھی ہے۔ ادھر اُدھر مارے مارے پھرنے سے بہتر ہے کہ طلسمی برج توڑ دیا جائے۔

راجکمار نے جھٹ پٹ ترکش سے تیر نکالا۔ اور ران مین نشتر مار کر قطرات خون سے چلو بھرا اور سوفار تر کرکے کمان پر چڑھا طاؤس کا نشانہ باندھا۔ اور چلّے کو تا بہ گوش کھینچکر تاکے ہوئے ہدف پر تیر چھوڑ دیا۔ تیر نشانہ پر پڑا۔ طاؤس کا سینہ توڑتا ہوا نکل گیا۔ طاؤس زمین پر آرہا۔ میدان تیرہ و تار ہوا ہوا کے تند کے جھونکون سے زمین ہلنے لگی۔ طاؤس اور سپاہی جلکر راکھ کا ڈھیر ہوگئے

برج آتشین کا نام و نشان مٹا۔

اندرجیت ہشاس بشاس آگے بڑھے۔ دونون وقت مل رہے ہین برشام ایک پھلواری مین پہونچے۔ پھلواری کیا تھی جنت کا نمونہ تھی۔ شاہدان چمن دھانی لباس پہنے اپنے جوبن پر اکڑ رہے ہین۔ کیاریان سبد گل فروش کی طرح پھون سے لبریز ہین۔ ہوا کسی مست ناز کی طرح چہل قدمی مین مصروف بلبلین شاخ گل پر ترانہ ساز۔ سرو شمشاد پر قمری فرط بہجت سے ترنم خیز۔ حوض گلاب کیوڑے سے معمور! مگر راجکمار کو اس چمن کی تختہ بندی سے ذرا بھی دل بستگی نہین۔ گو موسم بہار کی اُمنگون نے ہر قسم کے درختون مین قوت نامیہ کا جوش پیدا کر دیا ہے جس طرح آج کل کے عشاق کے سر مین سودے کا جوش ہوتا ہے پھولون کی تازگی ہوا کے عطر بیز جھونکون کی لپیٹ سے اندرجیت کا جی بھر آیا کملنی کے عشق سے دل چوٹ کھا چکا ہے۔ یاد سوہان روح ہو رہی ہے دلتنگ غنچے جامہ سے نکل نکل کر راجکمار کے حال پر مسکرا رہے ہین۔ سبزہ اُگا ہوا تو ضرور ہے مگر اندرجیت کی حالت پر سرنگون ہے کہین گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ جڑ سے چوٹی تک آگ سی لگا دی ہے پھولون کی تیز خوشبو مین دوش ہوا پر سوار ہو ہو کر دور دور تک پھیل رہی ہین اور پھولون کی خداداد حسن و بو پر جان دینے والی بلبل اور اُن کے روسیاہ رقیب بھونرون کا اس درخت پر وہ ہجوم ہے جو کبھی برسات کی تیرہ و تار راتون مین اُن درختون پر آپ نے جگنوؤن کا تماشا دیکھا ہوگا جو کسی خنک مقام پر کھڑے ہوئے تارون بھری رات اور کسی افشان چنی ہوئی پیشانی کو شرما رہے ہون۔ غادل کے چھپے بھونرون کی گونجتی ہوئی آواز اور خوشبو کی بلند ہوتی ہوئی لپٹین یہ کچھ ایسی دلفریب باتین تھین کہ ان سے دلچسپیان لینے والا راجکمار دیکھ دیکھ کر وجد کے عالم مین جھوم رہا تھا۔ کچھ دیر تک مزے لینے کے بعد وہین کھڑے کھڑے اُس نے ایک ٹھنڈی لمبی سانس لی جو غالباً اس کے منھ سے نہین بلکہ قلب سے اور وہ بھی بہت سی گذرگاہون مین چکر کھاتی ہوئی نکلی دل مین کہنے لگا۔ ان بلبلون کا چہچہانا اور بھونرون کا ان پھولون پر چکر لگانا

غالباً حسن و محبت کی بنا پر ہوگا ورنہ ان مین اس قدر بے چینی اور خود رفتگی کبھی نہ ہوتی۔ شاید ان پھولون کے لال لال شوخ رنگ نے ان پر جادو پھینکا ہے۔ واقعی محبت بُری چیز ہے۔ بُری بلا۔ اور حسن اس سے بھی بُرا۔ اس حسن کے جو کرشمے ان آنکھون نے دیکھے ہین اگر یہ بلبل اور بھونرے دیکھ پاتے تو الٰہی ور جانے ان کا کیا حال ہو جاتا ہائے وہ پیارا پیارا چاند سا چہرہ۔ وہ جادو بھری بڑی بڑی آنکھین۔ آہ۔ اب دل کہان ٹھکانے یہ کہتے ہی راجکمار کی طبیعت بگڑ سی اور یہ اپنے چکر کھاتے ہوئے سر کو دونون ہاتھون سے پکڑ کر وہین زمین پر بیٹھ گیا۔

غزل

بخار اچھا نکالا سوز دل نے چشم گریان پر
کہ ہر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگان پر
نمود صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ بدلیگی
ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجران پر
الٰہی خیر ہو بیدست و جنون نے ہاتھ دوڑایا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریبان پر
ملے تھے لب ہی اس بت سے کہ ماتم ابر فرقت نے
یہ ناکامی کہ مجکو موت آئی آب حیوان پر
ہجوم یاس و نومیدی و فور حسرت و حرمان
چڑھائی لشکر غم کی ہے اک جان پریشان پر
نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دل کو گھیرا ہے
کیا ان کافرون نے حملہ یکبارے مسلمان پر
کہان ہین داغ مرا ہے محب کچھ خیر ہے تجکو
ٹپک کر اشک خونین بہ رہے ہین چاک دامان پر
یہ خون داغ ہے ہرگز نہین چھٹنے کا او قاتل

کہ اس کا حشر تک دھبا رہیگا تیرے دامان پر

اندر جیت کا توحش بڑھتا جاتا تھا غم و فکر کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ کہ آسمان پر سناٹا ہوا گولک جادو گھبرایا ہوا آکے پہونچا صورت سے وحشت برستی تھی راجکمار نے پوچھا۔ کیا ہے۔؟

گولک۔ کیا عرض کروں حضور کا مشیر خاص جے پال جادو کا داخلہ قصر نانک مین ہوا ہے آپ جلد اپنے کو وہان پہونچائین۔ لوح طلسمی وہین محفوظ ہے۔ غفلت اچھی نہین۔ بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔

اندر جیت اٹھ کھڑے ہوئے۔ گولک جادو کی پشت پر سوار ہو کر قصر نانک کا عزم کیا۔ گولک جادو بہ صورت طایر راجکمار کو لے اڑا کئی کوس کا راستہ طی کیا سامنے قصر نانک نظر آیا۔ قصر کے گرد ہزارہا ساحر فروکش ہین۔ گولک جادو آسمان سے اترا۔ چند باتین سمجھائین۔ اور راجکمار کا نام بھیرون سنگھ بتا کر پشت پر مگس رانی کرنے لگا۔

بھیرون سنگھ نانک کا بھائی ہے۔ ساحر زدست ہے۔ اتفاق سے اس کا گذر اس پہلواری مین ہوا جہان طلسم کشا راجکماری کی یاد مین مضطر و بیقرار ہو رہے تھے۔ اس نے طلسم کشا کا سامنا نہین کیا بلکہ بصورت طایر اڑتا ہوا بارگاہ نانک مین آنے کا قصد کر چکا تھا اتفاق سے راستہ مین گولک جادو سے ٹکر بھیر ہو گئی اس نے اسے زیر کیا بلکہ گردن پر چڑھ کر خون پی لیا۔ وہ بخت واصل جہنم ہو چکا تھا۔ راجکمار بھیرون کی صورت مین داخل بارگاہ ہو چکے ہین۔ گولک جادو خدمتگار کی شکل مین پشت پر مگس ران ہے۔

یہان جمیل کا رنگ گہرا ہوا ہے۔ تڑپ تڑپ کے گا رہا ہے ابالیان محفل کو لبھا رہا ہے۔ نانک نے فرمایش کی جمیل نے یہ غزل گائی ؎

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہون گے
فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہون گے
ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہون گے
نیم بسمل کئی ہون گے کئی بے جان ہون گے

تاب نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون
اور بن جائین گے تصویر جو حیران ہون گے
ناصحا دل مین تو اتنا یہ سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ نادان سہی کیا تجھ سے بھی نادان ہون گے
منت حضرت عیسےٰ نہ اُٹھائین گے کبھی
زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہون گے
داغ دل نکلین گے تربت سے مرے جون لالہ
یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہون گے
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہون گے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے۔ نانک جادو ہر بار راجکمار کو دیکھتا ہے اور ساتھیون سے کہتا ہے۔ خفا نہو نا مجھے تو اس پر کچھ شک معلوم ہوتا ہے ساتھی جواب دیتے ہین۔ واللہ کیا مزاج شکی ہے۔ بھیرون سنگھ باہر تو گئے نہین آپ کی بدگمانیان بیکار بڑھ رہی ہین۔

جمیل نے اہل محفل کو دنگ کر دیا ہے۔ ہر نفظ کو پچاس پچاس طرح سے بتاتا ہے قیامت برپا کر دی۔ اہل محفل نے کلیجے پکڑ لیے۔ راجکمار بیٹھے دیکھ رہے ہین۔ پشت پر کسی نے چٹکی لی۔

اندرجیت نے پلٹ کر دیکھا۔

گولک (کان مین) ای آقائے نامدار رات بہت کم باقی ہے۔ آپ کوٹھے پر جائین۔ لوح حاصل کرین۔ سُنا ہے کوٹھے پر لوح ہے۔

اندرجیت اپنے مقام سے اُٹھے۔

نانک۔ کیون۔ کیا ارادہ ہے۔؟

بھیرون۔ برادر! کوٹھے پر جاؤنگا۔ لوح طلسمی کی حفاظت کرآؤن۔

یہ ذکر تھا کہ آسمان پر دنا ٹا ہوا۔ آواز آئی۔ ای نانک ہوشیار رہو۔ شہنشاہ طلسم کا فرستادہ ہون۔

اہالیان محفل نے نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہے پہنچ رہا ہے۔

وید نانک تیری عقل پر پردے پڑ گئے۔ اپنے پرائے کی تمیز نہین رہی۔ شہنشاہ نے سحر سے معلوم کیا کہ جے مل بشکل ساحر نغمہ سرائی کر رہا ہے اور بھیرون سنگھ کی صورت مین طلسم کشا سامنے بیٹھا ہے۔ دونون کو گھیر کر مار لو!!

اندر جیت سیڑھیون پر پہونچے تھے یہ ہنگامہ دیکھکر پلٹ پڑے۔ طائر نے اندر جیت پر عکس ڈالا رنگ و روغن اُڑ گیا جے مل کی بھی صورت تبدیل ہو گئی دونون نے نیام سے تیغہ نکالا۔

تمام ساحران غدار جھپٹ کر قریب راجکمار کے آئے کہ کوٹھے پر نہ جانے پائین۔ چہار جانب سے گھیر لیا۔ ہزارہا ساحر ہے۔ ہر ایک کا یہی قول ہے طلسم کشا کو گھیر کے مار لو۔ لیکن راجکمار اور جے مل بجر بیکار مین ڈوبے ہوئے نہنگ وار لڑ رہے ہین۔ راجکمار کا یہ حال ہے کہ جس طرف جھپٹے ہاتھ مارا۔ دو ٹکڑے ہوئے۔ جے مل بھی شعلۂ جوالہ بنا ہوا جس صف پر ٹوٹ پڑتا ہے تیغہ سحر سے صاعقہ وار ساحرون کی خرمن جان کو جلا دیتا ہے۔ ہزارون ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین ان کے سحرون کا کوئی مقابلہ نہین کرتا۔ کسی کا سحر نہین چلتا۔ بجلی چمک رہی ہے۔ ابر سحر گرج رہے ہین۔ ساحرون کے سحر سے مکان ہل رہے ہین۔ کبھی بادل سے آگ برسی کبھی پانی نے زور باندھا زمین پر خون کا دریا بہ رہا ہے۔ ہزارہا مار سیاہ دوڑتے پھرتے ہین۔ مگر راجکمار اور جے مل پر کوئی حربہ سحر مطلق اثر نہین کرتا۔ جو سحر آیا۔ باطل ہوا۔ نانک نے پڑھ کر آواز دی۔

بھائیو! تم بارہ ہزار ساحر جمع ہو۔ دو شخص تم سے گرفتار نہین کیے جاتے۔ ایکبار تم سب کے سب ملکر ہلہ کر دو تو کیا طلسم کشا سب کو کھا جائیگا۔ دس پانچ ساحر مارے جائین گے۔ باقی سب ملکر گرفتار کر لینا۔

یہ سُنکر ساحرون نے یورش کی۔ سب طرف سے لینا لینا کہکر چلے۔

ہاتھون مین حربے و نیزے اُٹھاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین دور سے دھمکاتے ہین اندر جیت جھپٹ جھپٹ کر قتل کر رہے ہین جسے مل نے لاشون کے انبار لگا دیے۔

ساحر جھوم جھوم کے چاہتے ہین راجکمار پر جا پڑین۔ مگر اندر جیت کے تیغۂ سحر کش کے سامنے ایک نہین ٹھہرتا۔ جان کا خوف طاری ہی۔ جو بڑھا مارا گیا۔ لکہا ہے ابر گرج رہے ہین۔ شور دار و گیر بلند ہے۔

اتنے مین ایک سبز رنگ ابر آکے سامنے شق ہوا۔ نگاہین اُٹھ گئین۔ دیکھا لالی صاعقہ وار تڑپ رہی ہے جس طرف گرتی ہے صفین کی صفین اُلٹا دیتی ہے۔ نانک چلا اُٹھا۔

نانک ۔ او بے حیا۔ تو کہان مری۔ اب کی خیر نہین۔ بڑی دیدہ دلیل ہے رہ تو جا تیری خبر لیتا ہون۔

لالی اُس مردک کی طرف جھپٹی جا ہا نانک کو مارون۔ چند ساحر بیچ مین آ پڑے جلکر کباب ہو گئے۔

لالی اور نانک مین سحر چلنے لگا۔ گھڑی بھر کا مل دونون مین سحر چلے نانک نے للکارا۔

نانک ۔ او نمکحرام مجھے نمک شاہی کا پاس نہین۔

لالی ۔ او مکار۔ سفلہ مزاج۔ کیا بکتا ہے۔ شہنشاہ کی بھی شامتین آ گئین۔ اُس کے مظالم سے لوگ نالان ہین۔ ایسے مالک پر سو درجے کمینے بدمعاشون کا کوئی ساتھ دیتا ہے۔

نانک نے ایک تیغ ماری۔ اس تجھہ کو لیا۔

تیغ کے ساتھ ہی ایک مارسیاہ ابر سے پیدا ہوا۔ کفچے سے شعلہ چھوٹتا لالی کی طرف جھپٹا۔ لالی پیچھے ہٹی۔ گو لک نے دیکھا کہ لالی کو مارسیاہ ڈسا چاہتا ہے۔ بڑھکر سحر کیا۔ ایک عقرب پیدا ہوا۔ عقرب نے مارسیاہ پر ڈنک مارا مارسیاہ پانی ہو کے بہ گیا۔

نانک کے ہوش اُڑ گئے۔ ساتھیون سے کہتا ہے۔

یارو! دیکھو رازدان طلسم طلسم کشا کے شریک ہوگئے۔ کیونکر اس کو قوت نہ ہو۔

ادھر راجکمار ساحرون کو ٹوک رہے ہین ہر جھپٹ مین دس پانچ پیوند زمین ہو جاتے ہین۔ راجکمار نے ایک ساحر کو مار کر اس کا گھوڑا لیا۔ پشت زین پر سوار ہوئے۔ قصر سے لڑتے ہوئے باہر نکل آئے۔ اس گرمی جنگ مین گولک جادو راجکمار کے قریب آیا۔ عرض کی۔

راجکمار جی! آپ لڑتے ہوئے باہر کیون چلے آئے۔ آپ کوٹھے کا قصد کرین۔ غالبًا لوح طلسمی کوٹھے پر ہے۔

راجکمار نے گھوڑے کو جھپکار بتائی۔ پہلا قدم زینے پر تھا۔ ہزارون ساحرون نے پرے باندھکر روکا۔ کسی طرف جانے نہین دیتے۔ سب کی زبان پر ہے طلسم کشا کو مارلو۔ نانک نے دور سے دیکھا سر پیٹ لیا۔ پکار کر آواز دی۔ دلیرو۔ تو قف کا وقت نہین۔ طلسم کشا برائے حصول لوح جاتا ہے۔ بدون حصول لوح جنگ کا یہ حال ہے کہ کوئی لڑ نہین سکتا۔ اگر یہ شخص لوح پا جائیگا تو کون مقابلہ کریگا۔

یکایک آسمان پر غبار چھا گیا۔ زور شور کی آندھیان آئین۔ آفتاب چھپ گیا۔ پھر مہتاب نے مشعل دکھائی۔ ستارے معلوم ہونے لگے۔

نانک نے بہ نگاہ حسرت آسمان کی طرف دیکھا۔ اتنے مین ابر شق ہوا آفتاب چمکا۔ سب نے دیکھا شہنشاہ طلسم مرکب پرند پر سوار آتے ہی ایک گولہ مارا۔ آفتاب نے مدت دکھائی مہیب آوازین آنے لگین۔

شہنشاہ طلسم کا قصد ہے۔ بام قصر پر پہونچکر لوح پر قبضہ کرے۔

گولک جادو قریب راجکمار آیا۔ عرض کیا۔

گولک۔ میرے مخدوم۔ میرے آقا۔ تاخیر غضب کر رہی ہے شہنشاہ طلسم آگیا ہے اگر اب کی لوح پایا گیا اور لے گیا پھر عمر بھر لوح دستیاب نہو گی بڑی خرابی ہو گی۔

راجکمار نے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔

گولک جادو نے چاہا شہنشاہ طلسم پر جا پڑون - پانون زمین نے تھام لیے پتھر کی طرح بے حس کھڑا رہ گیا - راجکمار نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کر شہنشاہ طلسم کے قریب پہونچا شہنشاہ نے گولا مارا - گولے کے پھٹتے ہی بجلیان چمکین گولیان برسنے لگین ہزارون ساحر گولیون سے برباد ہوئے مگر راجکمار پر ایک گولی نہین اثر کر سکی گلے مین یاقوت احمر کی تختی پڑی ہوئی ہے تختی کا خواص ہے - سحر اثر نہین کرتا - یہ تختی لالی نے دی تھی - لالی رازدار طلسم ہے تحفہ جات کی مالک ہے -

راجکمار نے تیغہ سحر کش کا وار کیا شہنشاہ کا سر زخمی ہوا اُس نے ایک چیخ ماری آواز دی ای نگہبانان طلسم زرنگار کہان ہو جلد مدد کرو آواز سنتے ہی آسمان سے ایک طائر اُڑتا ہوا بڑے زور و شور سے پہونچا تڑپ کر گرا شہنشاہ کے سر سے خون بہتا ہوا جو دیکھا آنسو جاری ہوئے چہکارتا ہوا بولا ای شہنشاہ نہ گھبرائیے ہم آپ کے نگہبان ہین - یہ کہکر طائر نے کمر مین منقار دی اور شہنشاہ کو لے اُڑا - راجکمار نے طائر کے بلند ہوتے ہی تیر مارا - شہنشاہ کا پانون زخمی ہوا لیکن طائر اُڑا دم بھر مین قندیل فلک ہو گیا راجکمار چاہتا تھا کہ مین بھی پرواز کنان ہوا پر پہونچون پاس پہونچتے ہی اسکا خاتمہ کرون - گولک جادو چلایا - خبردار یہ قصد نہ کیجیے گا - وہ شہنشاہ ہے ابھی لوح ہاتھ نہین آئی - بلا مین پھنس جائیے گا

شہنشاہ طلسم پر غضب طاری تھا - آواز دی -

شہنشاہ طلسم - ای نانک - کدو کاوش بیکار ہے - مابدولت زخمی ہوئے طلسم کی طرف جاتے ہین - اندر جیت کے گلے مین تختی ہے جب تک اس پر قابو نہ ہوگا - تمھارا زور نہین چل سکتا -

یہ کہکر ایک گولہ گولک جادو پر مار دیا - وہ بیچارا جادہ پیمائے عدم ہوا راجکمار ہاتھ مل کر رہ گئے بچا نہ سکے جے مل بھی گولک جادو کے مرنے سے متاثر ہوا - آنسو بہ آئے -

نانک چلا رہا ہے - ای ساحران غدار وقت مدد ہے - لوح پر طلسم کشا کا

قابو نہونے پائے۔ ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے۔ جے مل۔ راجکمار اور لالی سحر کر رہے ہین۔ شور محشر بپا ہے۔

اندرجیت سحر پڑھتے ہوئے جنگ کرتے کرتے کوٹھے پر چڑھ آئے جو ساحر پہونچا مار کے گرا دیا۔ راجکمار نے دیکھا کہ ایک پودھا تخل کا جس کی سات شاخین مثل برق چمک رہی ہین۔ ایک شاخ بہت ہی روشن ہے۔ ستارون کی طرح پتے درخشان ہین راجکمار نے اوراق طلسمی پر نظر دوڑائی۔ لکھا تھا۔

طلسم کشا تاخیر کا موقع نہین جلد اس شاخ پر ہاتھ ڈالیے۔

راجکمار پڑھ ہی رہے تھے کہ نانک آسمان سے ٹوٹ پڑا۔ آواز دی۔

نانک۔ خبردار رہا تھ نہ لگانا۔ تیری ڈھٹائی کا مزہ چکھائے دیتا ہون۔

یہ کہکر اُس نے شاخ پر ہاتھ ڈالا۔ راجکمار نے ہتکڑی کا ہاتھ جمایا۔ اُس مغرور کا ہاتھ اُڑ گیا۔ دوسرا ہاتھ پڑتے ہی نانک کے دو ٹکڑے تھے۔

نانک کے مرتے ہی تمام ساحر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آسمان سے آگ برسی۔ مہیب آوازین آئین۔ نخل جلکر راکھ ہو گیا۔ اب ایک لق و دق میدان تھا دور و نزدیک درخت۔ آبادی کا نام نہین۔ انسان نہ حیوان جگمل پاس آیا۔ لالی بھی زخمدار تھی۔ جے مل لالی کا ہاتھ تھامے راجکمار کو سمجھا بجھا کر بجلی کی طرح ہوا مین اُڑ گیا۔ "ابھی بہت سی بلاؤن کا سامنا ہے۔ گھبرانا نہین عقل و سحر سے کام لیجیے گا۔ چونکہ لالی زخمی ہو چکی ہے اس کی مرہم پٹی کرنا ہے سر دست میرا ٹھہرنا ٹھیک نہین۔ جاتا ہون لیکن موقع موقع کیسے حمایت مین جان لڑا دون گا"۔ راجکمار آگے بڑھے۔ کچھ دور پر سنگ مرمر کا ایک حوض دکھائی دیا۔ حوض پر گھنے گھنے درختون کا سایہ تھا۔ آفتاب کی شعاعین آب حوض پر پڑ نہین سکتی تھین۔ اندرجیت حوض کے پاس گئے۔ پندرہ بیس عورتین برہنہ نہا رہی تھین۔

یہ عورتین پانی سے نکل نکل کر اندرجیت کے سامنے ننگی کھڑی ہو گئین۔ ایک نے ان مین سے اس طرح زبان ہلائی۔

۱۔ عورت۔ جوان! خوب آئے۔ آؤ ہم تم اِس پانی مین نہائین۔ مزے اُڑائین۔

۲۔ عورت۔ کپڑا اُتار ڈالو۔ ہماری طرح ننگے ہو کر حوض مین کود و۔ ہم تم چمٹ چمٹ کر نہائین گے۔

۳۔ عورت۔ تمھارے آنے سے ہم سب کا دل بہت خوش ہوا۔

راجکمار۔ بے حیا۔ بے غیرت ہو۔ شرم نہین آتی۔ مین تم ایسیون سے بات کرنا نہین چاہتا۔ مجھے بہت سے کام ہین۔

یہ کہکر راجکمار آگے بڑھے۔ ایک عورت نے لپک کر اندرجیت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اندرجیت نے نگاہ نیچی کر لی۔ عورت کھینچتی ہوئی حوض کی طرف لے چلی۔

راجکمار عورتون کے جمگھٹے مین ہکا بکا ہو گیا۔ خیالات منتشر تھے۔ جب جمع ہوئے۔ تیوریان چڑھ گئین۔ ڈانٹ کر بولا۔

اندرجیت۔ بے غیرتو! یہ کونسا طریقہ ہے۔ ایسی ہی سستی سوار ہے تو جاکر اپنے چاہنے والون کی بغل گرماؤ۔ مین تمھارے ساتھ نہین جا سکتا۔

راجکمار کھڑے ہو رہے۔ طلسمی عجائبات سے طبیعت ڈرتی تھی۔ یکایک تُند و تیز ہوا کا جھونکا آیا۔ گو راجکمار پوری قوت سے ایستادہ تھے مگر اس جھونکے سے پانون اُکھڑ گئے۔ پہلے ہی تھپیڑے مین یہ اور تمام عورتین حوض مین گر گئین اندرجیت کا حوض مین گرنا تھا کہ سب عورتین ان سے چمٹ گئین۔ حوض عمیق اندرجیت کے سر سے پانی گذر گیا۔ غوطے کھانے لگے۔ لاکھ ہاتھ پانون مارے لیکن اُن عورتون نے نہ چھوڑا۔

الغرض اندرجیت غوطے کھاتے کھاتے ڈوب گئے ہوش و حواس جاتے رہے۔

کچھ دیر بعد راجکمار کی آنکھ کھُلی۔ بحر زخار مین غوطے کھاتے ہوے دیکھا۔ جہان تک نگاہ پہونچتی تھی پانی ہی پانی تھا۔ کنارا معدوم۔ طوفان چلا آرہا تھا۔ پانی کا تموج حد سے بڑھا تھا۔ دھڑ دھڑ آواز آرہی تھی پانی کا ریلا

اندرجیت کو اِدھر سے اُدھر اوچھال رہا تھا۔
راجکمار چاہتے تھے کہ سحر سے پیدا کردین اور اُڑکر دریا کے تلاطم سے نجات پائین۔ لیکن سحر بھولا ہوا تھا۔ یاد نہین آتا ضیق مین جان تھی۔ سخت دشواریان تھین۔ اب جان بچتے نظر نہین آتی۔ جانوران دریائی کا طعمہ بنینگے۔
اندرجیت پیراک ضرور تھے۔ ہاتھ پیر ہلا رہے تھے۔ مگر دل بیٹھا جاتا تھا ہمت چھوٹی جاتی تھی۔ دریا کا کنارہ معدوم ہے۔ پیرنے سے بھی جان کی خیر نہین بچکر کہان جائین گے چوطرفہ پانی ہی پانی ہے۔
اندرجیت پانی پر تھپکیان دیتے رہے۔ دور سے کشتی نظر آئی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ اندرجیت موجین کاٹتے کشتی کے قریب پہونچے۔ پھلانگ مار کر کشتی پر سوار ہوگئے۔ دم لیا۔ حواس ٹھکانے ہوئے۔ اب جو دیکھتے ہین تو کشتی لنگر سے بندھی ہوئی ہے۔ کشتی مین لوہے کا پتر تھا۔ اُس پہ کچھ عبارت کندہ تھی۔ اندرجیت نے پڑھا لکھا تھا۔
"طلسم کشا کو واجب ہی کہ کشتی کھیتا ہوا شمال جانب چلا جائے۔ کچھ فاصلہ پہ بہت بڑا بھنور ملیگا۔ پانی کے تلاطم سے خائف نہو۔ بلکہ کشتی کو تلاطم مین ڈال دے۔"
القصہ راجکمار نے لنگر کھولا اور کشتی کھیتا ہوا شمال کی طرف رخ کر دیا۔ پانی کا مدوجزر الامان کان پڑے آواز نہ سُنائی دیتی تھی۔ اندرجیت نے بھنور مین کشتی ڈال دی۔ بھنور کا پانی کشتی کو چکر دیتا ہوا تہ تک لے جانے لگا۔ اس مقام پر کنواں سا معلوم پڑتا تھا۔ پانی کنوئین کی صورت ہوگیا۔ کشتی کنوئین مین ڈوبی ان کی آنکھین بند اور بیہوشی طاری تھی۔
جب ہوش آیا۔ آنکھ کھلی۔ دیکھا صحرائے پُر خار مین ایک مرتفع عمارت کسی پُرانے زمانے کی یادگار رہے۔ پھاٹک پر دوسو مسلح آدمیون کا پہرا ہے۔ اُن کا افسر قیمتی لباس پہنے۔ تاج زرین سر پر رکھے فیل مست پر سوار چارون طرف دیکھ رہا ہے۔
اندرجیت نے فوراً جیب سے اوراق طلسمی نکالے۔ لکھا پایا۔

"اِس عمارت مین طلسمی لوح ہے۔ ایک طلسمی افسر شہنشاہ جادوان کی طرف سے مانک کے بجائے لوح کا محافظ کیا گیا ہے۔ یہ طلسم کشا کو روکے گا طلسم کشا اگر طاقت رکھتا ہے تو پھاٹک مین جاکر لوح کا پتہ لگائے۔

اندرجیت نے دلیرانہ پھاٹک کی جانب رُخ کیا۔ طلسمی افسر معہ فوج کے راجکمار پر ٹوٹ پڑا۔ راجکمار نے دیکھا کہ افسر نے اشارہ کیا۔ ساحران غدار حربے لیے ادھر آرہے ہین۔

اندرجیت نے شمشیر انتقام نیام سے نکالی اور شیرانہ۔ پلنگانہ فوج مخالف مین پل پڑا۔ تلوار چلنے لگی۔ بازار موت گرم ہوگیا۔ ایک ایک وار مین دس دس بیس بیس ساحر خاک پر لوٹتے دکھائی دیے ساحرون کے چھکے چھوٹ گئے۔ بہتون کو شمشیر آبدار سے موت کی آغوش مین سلا دیا۔ بیسون خاک و خون مین غلطان زمین پر تڑپ رہے ہین۔ آہ آہ کی صدائین بلند ہین۔ گو اندرجیت اکیلے تھے مگر بڑے بڑے بہادرون کے دانت کھٹے کردیے۔ کوئی مقابلہ پر نہ آتا۔ راجکمار کے جسم پر بھی چرکے لگے ہوے تھے مگر ہوش حواس قائم۔ دلیری جرأت مین کمی نہ تھی۔

اندرجیت نے دیکھا اس طرح لڑنے مین سویرا ہوجائیگا فتحیابی مشکل ہے اس لیے ایک چال کھیلی۔ اندرجیت فوج کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ طلسمی فوج نے تعاقب کیا۔ راجکمار جھنکائین دیتا بغلی ڈوبتا چکر کاٹتا جاتا تھا۔ شاہی فوج متعاقب چلی آتی تھی۔ اُس نے سحر سے زمین شق کی۔ غار مین کود کر نظر سے اوجھل ہوا۔ زمین برابر ہوچکی تھی۔ راجکمار غائب تھا۔ فوج نے تبر سے زمین کھودنا شروع کی۔

اِدھر راجکمار ڈوبا تو پھاٹک پر تھا۔ یہان ایک متنفس بھی نہ تھا۔ افسر نے چلا کر آواز دی۔ دوڑو دوڑو طلسم کشا مکان کے اندر گھسا جاتا ہے۔ فوج کا رُخ پھرا۔ کچھ جوان لینا لینا کہتے راجکمار کو پکڑنے دوڑے۔ اندرجیت پھاٹک مین داخل ہوچکا تھا۔ لوگ مُنہ تاک کر رہ گئے اندر جاکر دیکھا چھوٹا سا باغ نظر آیا۔ باغ کے پاس ایک زینہ تھا۔ اندرجیت کھٹ کھٹ زینے

پر چڑھ گئے۔ کوٹھے پر پہونچے۔ ایک کمرہ دکھائی پڑا۔ اس مین ایک لمبی چوڑی سیڑھی اوپر گئی تھی۔ اندرجیت اوپر پہونچے۔ ایک کوٹھری بہت وسیع ملی۔

اندرجیت کے قدم کوٹھری مین پڑتے ہی۔ پیچھے سے آواز آئی۔

راجکمار نے پلٹ کر دیکھا۔ تو کملنی۔ لالی۔ اور اونکا حمایتی وزیر جے مل ہے اندرجیت کو تعجب ہوا۔ پوچھا۔ "آپ یہان کیونکر آئے۔؟"

جیمل۔ یہ وقت بات چیت کا نہین۔ صرف اس مقام پر پہونچانے آیا ہون جہان طلسمی لوح رکھی ہوئی ہے۔ اب ہمارے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ لالی نے سراغ بتایا ہے۔

آگے آگے جیمل۔ لالی۔ کملنی اور پیچھے اندرجیت چلے۔ جیمل نے دو تین کوٹھریان طے کی ہونگی ایک دروازے پر چار دون شخص کھڑے ہو گئے لالی نے کل گھماکر دروازہ کھولا۔ اور کہا۔

لالی۔ اسی کوٹھری مین لوح طلسمی ہے۔ بیدھڑک چلے جاؤ اور لوح طلسمی اُٹھالاؤ۔ اب کسی طرح کا خطرہ یا رُکاوٹ نہین ہے۔

اندرجیت کو لالی کے کہنے پر پورا پورا اعتماد تھا۔ کوٹھری مین قدم رکھا ہی چاہتے تھے۔ سحر وساحری مین مشاقی تھی مشاقی نہین بلکہ پورا عبور حاصل تھا۔ چونکہ راجکمار تھا مہاراج نہال سنگھ کی گدی کا مالک ہونے والا تھا۔ اور طلسم ہند تھا۔ طلسمی تحفہ جات اسکے محافظ ونگہبان تھے۔

جیسے ہی اندرجیت نے قدم بڑھایا داہنی جانب سے لوہے کی ایک پتلی نکلکر سامنے کھڑی ہوگئی۔ آواز دی "کیون راجکمار آج ہمین انا تھ کیے جاتے ہو۔ دوست دشمن کو نہین پہچانتے ذرا آنکھین کھولکر کام کرو۔

یہ سُنتے ہی اندرجیت نے نقلی بنے مل۔ لالی اور کملنی کو قہر آلود نگاہ سے دیکھا۔ یہ سب جادوگر تھے انشائے راز ہوتے دیکھکر بھاگے۔ لیکن راجکمار نے تین گولے مارکر تینون کو ڈھیر کر دیا۔

اندرجیت نے طلسمی اوراق نکالے اُس مین ہدایت تھی کہ اسی دروازے سے جانا ہوگا۔ دروازے کے اندر چیت سے تلوارین لٹک رہی ہین۔

چوکھٹ پر پانوں پڑتے ہی تلوارین چھت سے ٹوٹ پڑتی ہین اور جانے والے کا سر قلم کر دیتی ہین پہلے اِن سے بچنے کی کوشش لازمی ہے۔

اندرجیت نے جھانک کر دیکھا۔ درحقیقت کئی تلوارین چھت مین آ ویزان ہین راجکمار نے ناریل کھینچ مارا۔ ناریل سے آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ لپٹین نکلنے لگین۔ تلوار اور آگ کی لپٹون سے لڑائی شروع ہوئی۔ آخرکار آگ کے شعلون سے تلوارین گل گئین۔ اور زمین پر گر پڑین۔

اب راجکمار کوٹھری مین آئے۔ سامنے دوسرا دروازہ تھا۔ اُسے کھولا۔ ایک وسیع صحن نظر آیا دیکھا۔ پھلواری لگی ہوئی جا بجا گملے رکھے ہوئے۔ چمن شاداب ہین پھول کھل رہے ہین۔ پھلواری کے وسط مین دائرہ نما ایک حوض ہے کنارے کنارے ہیرے۔ لعل۔ جواہر جڑے ہوے ہین۔ ان کی چمک پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہے۔ فوارہ سے موتیون کی جھالین ٹوٹ رہی ہین۔ حوض کے کنارے پر ایک نازنین حسین سرو قد غنچہ دہن بیٹھی ہوئی کتاب دیکھ رہی ہے۔

اندرجیت حوض کے پاس پہونچے نازنین نے کتاب رکھدی اور سر اٹھا کے راجکمار کی طرف دیکھا۔ آنکھ سے آنکھ ملتے ہی نازنین قہقہہ مار کر ہنسی۔ راجکمار کا دل بھی قابو سے جاتا رہا۔ بے اختیار ہنسنے لگے۔

کچھ دیر اسی طرح ہنستے رہے۔ آخر نازنین نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا راجکمار نے بھی میان سے تلوار نکالی اور اپنے حلق پر پھیرنا چاہی۔

اتنے مین "ہائین ہائین کیا غضب کرتے ہو" کی صدا آئی۔ اندرجیت نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے اُن کے حمایتی وزیرزادے جل تھلے جل نے نازنین سے آنکھین چار نہین کین۔ نیچی نگاہ کیے ہوئے اندرجیت کے پاس آئے سر پھر زور سے تالی بجائی۔ ایک بادل کا ٹکڑا راجکمار پر پانی برساتا ہوا نکل گیا پانی کے چھینٹون سے راجکمار بیدم ہوکر زمین پر گر پڑے۔

نازنین نے چلا کر آواز دی۔

"او ہمارے کام مین خلل ڈالنے والے ہماری طرف دیکھ"

جیمل نے نگاہ تو نہ اٹھائی مگر جھولی سے ایک گولہ نکال کر اس عورت

پر مار دیا۔ گولا لگتے ہی وہ عورت جلکر راکھ ہو گئی۔

اندرجیت فرش زمین پر بیدم پڑے تھے۔ جے مل نے۔ کچھ سحر پھونکا۔ پانی کے چھینٹے دیے۔ راجکمار نے آنکھ کھول دی ہوش آیا۔ جے مل نے کہا۔

جیمل۔ پھر دھوکا کھایا۔ لالی نے مجھے آگاہ کیا۔ جلد جاؤ اور اس طلسمی عورت سے راجکمار کی جان بچاؤ۔ پتلی سے آنکھ نہ ملانا بڑی خیر ہوئی وقت پر پہونچا۔ نہیں تو دنیا اندھیری ہو چکی تھی۔ طلسمی پتلی تھی۔ اس سے آنکھ ملانا اپنی جان کھونا تھا۔ (ایک الماری پر اشارہ کرکے) اس الماری مین لوح طلسمی ہے لیکن بہت ہوشیاری سے کام کرنا۔ دھوکے مین نہ آجانا۔ تم جاؤ لوح طلسمی نکال لاؤ تب تک مین یہان کھڑا ہون۔ مین الماری تک نہین جا سکتا۔ تمھارے نام طلسم کشائی ہے تم مین ایشور نے اتنی قوت دی ہے۔ ہر ایک کا کام نہین۔

اندرجیت الماری کے پاس آئے۔ دیکھا ایک لوہے کا قد آدم پتلا ننگی تلوار لیے سامنے کھڑا ہے۔ راجکمار کو دیکھتے ہی پتلا تلوار علم کیے ہوئے سامنے آیا۔ آتے ہی تلوار کا وار کیا۔ راجکمار نے سپر سحر سے تلوار کی زد بچائی۔ اور مکر کو بتا کر پتلے کے سر پر ہاتھ مارا جھناٹے کی آواز آئی۔ مگر پتلے پر کچھ اثر نہوا۔ وہ جیون کا تیون حملہ آور رہا۔ راجکمار کا وار خالی گیا۔ جیب سے طلسمی اوراق نکالے لکھا تھا۔

"پتلے کی کمر مین سبز رنگ کا پٹکا بندھا ہوا ہے۔ اس پر تلوار پڑتے ہی پتلے کے دو ٹکڑے ہو جائین گے"

راجکمار نے پھرتی سے کمر پر ہاتھ مارا۔ پتلا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا۔ اس بلا سے نجات پا کر راجکمار نے قدم آگے رکھا۔ الماری کھولی۔ الماری مین ایک کھڑکی تھی۔ اس کا قفل توڑا کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ایک پُر تکلف کمرہ نظر آیا۔ راجکمار کھڑکی سے اتر گئے۔ کمرے مین پہونچے کمرے کے وسط مین سنگ مرمر کی چوکی پر وہی صندوقچہ رکھا ہوا پایا۔ جسے ایکبار درخت کی جڑ کھود کر نکالا تھا۔ کمرے مین لال اور سفید چوکون کا فرش تھا۔ صندوقچہ کے ارد گرد چار عورتین کمان و تیر ہاتھون مین لیے کھڑی تھین۔ اندرجیت

کو دیکھتے ہی عورتون نے کمانون پر تیر چڑھالئے۔ راجکمار نے چاہا سحر سے ان عورتون کو گرادے۔ مگر جان کا خوف طاری ہوا۔ سامنے نہ گیا بلکہ کمرے سے نکل آیا۔

باہر آکر طلسمی اوراق نکالے۔ غور سے پڑھا۔ ایک حرف بھی نظر نہ آیا کنور جی کے حواس جاتے رہے اب کیا کرین سخت مشکلون کا سامنا ہے۔ لوح طلسمی نہین مل سکتی۔ تمام آفتین جھیلین۔ مگر یہ آفت سب سے بڑھکر نکلی۔ صندوقچہ پر قبضہ پانا محال ہے۔ اور اسی صندوقچہ مین طلسمی لوح ہے جب تک طلسمی لوح دستیاب نہین ہوتی۔ طلسم زرنگار پر فتح پانا ناممکن۔

اندر جیت مخبوط الحواس ہین۔ کوئی بات پکی نہین ہوتی۔ یہان تک کہ مایوسی سے سر پکڑکر سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھ گئے۔ چارون طرف نگاہ ہے۔ خیالات فاسدنے رنگ جمالیا۔ کبھی کہتے ہین۔ پلٹ چلو۔ جان ہے تو جہان ہے۔ یا پوش سے طلسم نہ فتح ہوگا۔ جنگل مین رہین گے۔ پتاجی کو منہ نہ دکھلائینگے۔ کبھی سوچتے ہین۔ ہم چھتری ہین۔ چھتریون مین بزدلی۔ کجدلی۔ کہان۔ چاہے جان جاتی رہے لیکن بغیر لوح لیے اس جگہ سے ٹلنا مناسب نہین۔

انھین پیچ و تاب مین پھنسے ہوئے تھے۔ کمرے مین سنگ مرمر کا فرش تھا راجکمار کی نظر سنگ مرمر کے ایک چوکے پر پڑی۔ اس پر کچھ عبارت کندہ تھی۔ راجکمار نے پڑھا۔

"طلسم کشا کو چاہیے کہ لال رنگ کے چوکون پر پانون رکھتا صندوقچہ کے پاس جائے۔ سفید چوکے پر جانے والے کی خیر نہین۔ پتلیان تیرون سے نشانہ بنا ڈالین گی۔ لال رنگ پر قدم رکھنے والا بے خطر ہے۔ پتلیان اس کا کچھ نہین کرسکتین"

یہ عبارت پڑھتے ہی راجکمار پھول اٹھا۔ لال رنگ کے چوکون پر قدم رکھتا آگے بڑھا۔ پتلیون نے تیر چھوڑے ایک بھی نشانہ پر نہ بیٹھا۔

راجکمار نے صندوقچہ پر ہاتھ رکھا۔ ہاتھ رکھتے ہی جل اٹھا۔ جلدی سے کھینچ لیا صندوقچہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ لکھا تھا۔ اس صندوقچہ مین اژدہا ہے۔

اسی کی شعلہ فشانی سے صندوقچہ گرم ہے۔ تلوار نکالکر پہلے صندوقچہ کھولنا چاہیے اژدھا نکلتے ہی آتش فشانی کرے گا۔ جب تک اژدہا ہلاک نہوگا۔ لوح پر قابو پانا دشوار ہے۔"

اندرجیت نے تلوار کی نوک سے صندوقچہ کا قفل توڑا۔ پلے الگ کردیے ایک خونخوار اژدر قلابۂ آتشین چھوڑتا۔ لپ لپ کرتا راجکمار پر جھپٹا۔ چاہا کہ پھنکار کر راجکمار کا جسم خاکستر کردے۔ راجکمار نے پھرتی سے ہاتھ تول کر تلوار ماری تلوار اژدہے کی گردن پر پڑی۔ دو ٹکڑے ہوئے۔

راجکمار نے صندوقچہ مین جھانک کر دیکھا۔ ایک لعل وجواہر سے مرصع چھوٹی سی صندوقچی نظر آئی۔ راجکمار نے صندوقچی اُٹھالی۔ صندوقچی کھولی اُس کے اندر الماس کی چار انگل کی تختی رکھی تھی جس پر نیلم اور یاقوت کے حروف کندہ تھے۔ تختی مین سُرخ رنگ کا فیتہ لگا تھا۔ اندرجیت نے تختی گلے مین ڈال لی اور صندوقچی وہین پٹک دی۔

تختی پہنتے ہی خوفناک آواز آئی۔ مکان ہل اُٹھا۔ گرد و غبار چھاگیا۔ راجکمار کو کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا۔ کچھ دیر بعد جب گرد و غبار مٹا۔ مطلع صاف ہوا۔ کیا دیکھتے ہین۔ لوح طلسمی گلے مین ہے۔ مگر مکان کا نام و نشان بھی نہین بلکہ بجائے مکان کے اس وقت ایک بیابان ویرانہ مین کھڑے ہین۔ آفتاب نکل چکا تھا۔ جے مل کملنی اور لالی واہ واہ کہتی ہوئی سامنے آئی ہین تعریفون کے پل بندھ رہے ہین۔ جے مل ہاتھون کو بوسہ دیتا۔ اور تعریف کرتا جاتا ہے کہ آج محنت سوار تھ ہوئی۔

۱۳
تیرھوان باب

ابھی سے چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ
ابھی تو لائے گا چکر یہ پرستم سو سو

قلعہ آہنی مین آج حسرت برس رہی ہے۔ ہر طرف سناٹا۔ ہر طرف اُداسی

دکانین بند بنہی مذاق کافور۔ ناچ رنگ کا نام نہین۔ ہرجگہ مایوسی۔ ہرجگہ بے چینی۔ ہرطرف وحشت چھائی تھی۔

مہاراجہ نہال سنگھ کی ہزیمت خوردہ فوج قلعہ آہنی مین پناہ گزین ہوچکی ہے۔ نہال سنگھ زخم خوردہ بستر علالت پر نیمجان پڑے ہین شہنشاہ طلسم نے زخمی کردیا تھا تیلے میدان جنگ سے اُٹھالائے تھے۔ سرشام کا معرکہ ہے۔ اس وقت کوئی گیارہ بجے ہون گے حکیم۔ طبیب بیٹھے ہین۔ نبض پر ہاتھ ہے۔ رفتار سست ہے۔ علاج ہورہا ہے۔ اعزا و اقارب کی نظرون مین دنیا تاریک ہورہی ہے۔ شدت غم سے آنکھین اشکہائے خونین بہانے لگین۔ ہوش مین لانے کی تدبیرین ہورہی ہین مگر نہال سنگھ آنکھ نہین کھولتے۔ نہ کسی کی بات کا جواب دیتے۔ نوکر چاکر۔ عزیز یگانون مین بےچینی پھیل رہی تھی۔

مہاراج کا تو یہ حال تھا اُدھر باشندگان قلعہ مین توحش بڑھتا جاتا تھا ہر گلی کوچہ مین چرچا تھا کہ کل شہنشاہ طلسم زرنگار کا دھاوا ہے۔ کل وہ اپنے ساختہ سحر سے قلعہ آہنی کو مسخر کرلیگا۔ رعایا کو کون بچائیگا۔ مہاراج ابھی تک ہوش مین نہین آئے کاش عقلمند وزیر جے مل اور راجکمار اندرجیت سنگھ ہوتے تو اتنا خطرہ نہ تھا۔ صرف جیت سنگھ سپہ سالار ہین۔ ان سے اکیلے کیا ہوسکتا ہے وہ زخمون سے چور ہین پھر کون ایسا مائی کا لال ہے جو شہنشاہ طلسم کی زدون سے رعیت کو بچائے۔

ہم اپنے معزز ناظرین کو لیے ہوئے۔ رنواس مین چلتے ہین جہان مہاراج نہال سنگھ بیہوش پڑے ہوئے ہین۔ کنیزین خادمائین۔ باندیان جمع ہین۔ پلنگ کے پاس ہی ان کی عصمت مآب رانی ایک چوکی پر مریض کی دیکھ بھال کررہی ہین۔ اشک خونین رخسارون سے بہکر آستین اور آنچل ہی کو نہین بلکہ سارے تن بدن کو خون سے رنگ رہے ہین۔ کنیزین اور خادمائین بھی دامن تر کررہی ہین۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لی جارہی ہین۔ کمرے مین سکوت کا عالم طاری ہے۔ در و دیوار پر بےرونقی چھائی ہے۔

اتنے مین باہر سے ایک خادمہ پردہ ہٹاکر اندر آئی۔ رانی کے قدمون کو

بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کر نہایت نرم آواز سے بولی "شاہی پنڈت رامیشوردت جی آتے ہین بلبھی کے لیے حکم گیا تھا"

رانی نے اشارہ کیا۔ پنڈت جی اندر آئے اور ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ رانی نے دوپٹہ سنبھالا۔ گھونگھٹ نکال کر چوکی پر ذرا کھسک بیٹھین اور عورتون نے بھی حیا اور شرم سے گردین نیچی کرلین۔

پنڈت جی نے رانی اور دوسری زنواس کی عورتون کو آشیرباد دیا۔ ان کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ چہرہ پر حلیمی مستقل مزاجی صبر اور عقلمندی کا پرتو جھلک رہا تھا سلیم الطبعی۔ علم مجلس اور دیگر اوصاف مین بہت ممتاز۔ اکثر لائق فائق پنڈت اور عالمون کا اُستاد علاوہ اس کے علم نجوم کا مشہور عالم پنڈت تھا۔ مہاراج کی حالت زار دیکھکر اُس مقتدر کی آنکھون سے بھی آنسوؤن کی لڑیان ٹوٹنے لگین۔ پھر بھی ضبط سے کام لیا۔ آنسو پی گئے۔ اور رانی سے مخاطب ہوئے۔

رامیشوردت۔ مہارانی جی! آپ نے کیون یاد کیا۔؟

رانی۔ (آہستہ سے) دیکھئے کیسی بیہوشی ہے۔ کب تک ہوش آئیگا۔

پنڈت رامیشور جی کی قابلیت تمام راج مین مشہور تھی۔ ان کے منھ سے جو بات نکل جاتی تھی نوشتۂ تقدیر کی طرح امٹ تھی۔ رانی نے انھین اسی لیے طلب کیا تھا کہ علم جوتش سے دیکھین کب تک ہوش مین آئینگے۔ اور راج کا کیا حشر ہوگا دشمن سر پر ہے۔ پنڈت جی نے تختی پر زائچہ کھینچا اور کچھ حساب لگایا۔ اور پھر کہا۔

پنڈت۔ مہارانی جی! آپ افسردہ کیون ہوتی ہین۔ مہاراج چنگے ہوجائینگے

رانی۔ یہی تو پوچھتی ہون۔ کب تک؟

پنڈت۔ کل دوپہر تک آنکھ کھلے گی۔

رانی۔ (آنسو پونچھکر) تب تک تو غضب ہوجائیگا۔ کیا آپ نہین جانتے کہ طلسمی بادشاہ پوچھتے ہی چڑھائی کردے گا۔ اگر دوپہر تک یہی حال رہا تو بادشاہ انھین قید کرلے گا۔

رامیشوردت۔ انگلیون پر کچھ شمار کرکے حساب مین تو ایسا ہی آتا ہے۔

کہ دوپہر تک آنکھ کھلے۔ لیکن یہ بھی ممکن نہیں کہ شاہ طلسم ان پر قابو پاسکے آگے ایشور کے کارخانون مین کسے دخل ہے۔ مہارانی! آپ فکر نہ کرین۔ ایشور کیطرف دھیان دین۔ پرتما بگڑی بناویگا۔ اور اس مصیبت سے نجات ہوگی۔ اچھا اب آشیرباد دیتا ہون۔ جگدیشور آپ کا بھلا کرے۔

آشیرباد دیکر رامیشور دت چل دیے۔

پنڈت جی کے جانے کے بعد اسی خادمہ نے پھر عرض کیا۔

خادمہ۔ مہارانی جی! کنور پرتاب سنگھ باہر کھڑے ہین۔ آپ سے کچھ کہا چاہتے ہین۔

یہ سُنکر مہارانی کچھ دیر تک سوچتی رہین۔ پھر شوہر کے پاس سے اُٹھکر پردے کے برابر آئین۔ خادمہ بیچ مین پردے کے پاس کھڑی ہوگئی۔ اور پرتاب سنگھ سے بولی

خادمہ۔ مہارانی جی آئی ہین۔

پرتاب سنگھ۔ کیا آگیا ہے۔

مہارانی۔ بہادر لڑکے۔ مہاراج کی اب تک آنکھ نہین کھلی۔ بے چین پڑے ہین ابھی جوتشی جی بتا گئے ہین کہ کل دوپہر تک کچھ کچھ ہوش آئے گا۔ دوپہر سے پہلے آنکھ نہین کھولین گے۔ اور کل سویرے نگوڑا طلسمی بادشاہ چڑھائی کردے گا۔ کہو اب کیا کیا جائے۔ بیری کو کون جواب دیگا۔

راجکمار پرتاب سنگھ۔ ماں! آپ اتنی اودا س نہون۔ قلعہ آہنی کچھ معمولی مکان نہین۔ جو توپ گولون سے گر جائیگا اور شاہ طلسم یکایک اُسے فتح کرلے۔ یا اس کے اندر آجائے۔ آپ گھبرائین نہین۔ بندے نے اُس کے روکنے کے لیے بہت سی ترکیبین نکالی ہین۔ قلعہ کی چار دیواریون پر مسلح سپاہی تعنات کردیے ہین۔ توپین چڑھادی ہین۔ اور مین خود بھی بڑے بڑے ساحرون کے جمگھٹے مین اس کمبخت کو جواب دونگا جس طرح ہوگا۔ قلعہ کے اندر دھنسنے نہ دونگا۔ ہان سحر و ساحری سے کورا ہون اس سے مجبوری ہے ورنہ آج ہی اس نابکار کا خاتمہ کردیتا۔ وہ بھی کیا جانتا کہ کسی سے سامنا پڑا۔ قلعہ سے باہر نکل کر مردک کے دارون کا جواب دیتا۔ اس کے دانت کھٹے نہو جاتے تب کہتین۔ خیر کل دیکھا جائے گا

پرتاب سنگھ کے ہوش مین شاہ طلسم کے قدم قلعہ آہنی مین نہین پڑ سکتے۔ آپ یقین کرین اور میری باتون پر بھروسا رکھین کہ پرتاب سنگھ کے پاس جب تک سوا آدمیون کی بھی بھیڑ رہیگی دشمنون کے خون سے دریا بہا دیگا اور دشمن کا ایک متنفس بھی قلعہ کے اندر پانون نہ رکھ سکیگا پانون رکھنا کیا معنی۔ قلعہ کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکیگا ہان میرے بعد جو چاہے ہو اسوقت مجبوری ہے لیکن زندگی مین ایسا نہین ہو سکتا مہارانی۔ ہان۔ تمھاری دیرینہ تمھاری بہادری کا ذکر اکثر مہاراج کیا کرتے تھے۔ آج مجھ سے اور تم سے پہلے پہل بھیٹ ہوئی۔ مہاراج کا کہنا سچ دکھائی پڑتا ہے۔ دو تین بار لڑائیان ہوئین۔ اُن مین بھی تم نے خوب مردانگی دکھائی۔ تمھاری دیرینہ پہچان مجھے بھروسا ہے۔ مین نے تمھین صرف یہ کہنے کے لیے بلایا ہے کہ رنواس کی عورتین۔ راجدھانی کی تمام پرجا۔ زخمی مہاراج اور اس کی تمام رعایا اور اس کا پشتینی راج۔ اس نمک خوار۔ اس کے نوکر چاکر غرضکہ جتنے ہین تمھارے سرن ہین۔ تم جس طرح چاہو اُن کی حفاظت کرو۔ اُن کی جان بچاؤ۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ جوش مین آکر کہین طلسمی بادشاہ کا سامنا نہ کر بیٹھنا۔ بڑا غضب ہو جائیگا۔ اتنی جانون کی حفاظت کا بار آپ کی گردن پر ہے۔ راجکمار جی یہ سمجھ لیجیے اگر قصور نہ کرے کہین دشمنون پر آنچ آگئی تو سارا راج پاٹ لٹ جائیگا۔ بھائی بند۔ عزیز اقارب چھوٹے بڑون کی منی پلید ہوگی اس لیے تمھاری جان بہت قیمتی ہے تم خود سمجھ دار ہو تمھین سمجھانا ہی کیا۔ سمجھ اور لیاقت سے ایسا کام کرو جس مین ہم سب کی بھلائی اور آپ کی ناموری ہو۔ مین تم سے بڑی ہون تمھین دعا دینا ہمارا کام ہے۔ پرماتما تمھین خوش رکھے اور دشمن پائمال ہون۔

راجکمار کھڑے کھڑے سُن رہے تھے رانی کی باتون سے دل بھر آیا۔ مہاراج کی حالت دیکھ دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ آنسو پوچھکر بولے۔

پرتاب سنگھ۔ اور کوئی آگیا ہے۔

مہارانی۔ اور کچھ نہین۔ جاؤ۔ اور کل کی لڑائی کی طیاری پر کمر باندھو۔

پرتاب سنگھ نے جھک کر چوکھٹ چومی اور مہارانی سے رخصت ہو کر فوج کی

درستی۔ ہتھیارون کی صفائی میں کی دیکھ بھال کے لیے چلے آئے۔ اور مہارانی بھی مہاراج نہال سنگھ کے پاس جا بیٹھین۔ طبیعت اوداس تھی۔ چہرے پر رنج واندوہ کی گھٹائین چھا رہی تھین۔ دل دونیم دُبدبائی ہوئی آنکھون سے بیمار کے چہرے کو دیکھنے لگین جس پر کبھی آفتاب اقبال کی شعاعین جھلک رہی تھین جس کے رعب سے زمین و آسمان ہل اُٹھتے تھے۔ اس وقت مردنی چھائی تھی۔ چہرے کا رنگ پھیکا ہو چکا تھا۔ راجہ کی خوفناک زندگی دیکھ کر رانی کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ آنسو بہ رہے تھے اور دل ہی دل مین باتین ہو رہی تھین۔

"پرماتما نہ کرے انھین کچھ ہو گیا۔ تو دُنیا کے عارضی سامان میری طبیعت کو خوش نہین کر سکتے۔ میری زندگی شوہر کی زندگی پر منحصر ہے۔ میرا جسم پتی کا سایہ ہے۔ میری غذا ان کی میٹھی میٹھی باتین ہین۔ میری پوشاک ان کا ظل عاطفت ہے۔ پتی ہی کی سیوا کا پھل میرے لوک اور پرلوک کو سنوارنے والا ہے۔ پتی ہی نہین تو مین جی کر کیا کرون گی۔ میرا بھی چل چلاؤ ہے۔"

یونہین ساری رات باتین کرتے کرتے گذر گئی۔ تاریکی شب کا گریبان پھٹ گیا صبح ہو گئی۔ آفتاب کا تو ابھی پتہ نہین مگر ہان دو چار تارے سہمے ہوئے مغرب کی طرف بھاگے جاتے ہین اور آسمان نے بھی ابھی سے نیلے رنگ کا ماتمی لباس صبح کے ہونے والے سانحے کے غم مین پہن لیا ہے جو اس اندھیرے مین کچھ سیاہی مائل معلوم ہوتا ہے۔ لشکری کیل کانٹے سے درست قلعہ کی دیوارون پر پرا جائے کھڑے ہین۔ رنجکار پرتاب سنگھ رات رہے سے فوج کی ترتیب مین مستعد ہے۔ کچھ فوج قلعہ کے باہر وسیع میدان مین مورچے قائم کر چکی ہے۔ جھنڈیون کے بھرے ہوا مین لہرا رہے ہین۔ موت کے نام سے سب ڈرتے ہین اور کوئی بھی مرنے کے لیے خوشی سے نہین آپ نہین جاتا مگر جب یقین ہو جاتا ہے کہ اب ہم موت کے زبردست ہاتھون سے کسی طرح نہین بچ سکتے تو پھر سارا ڈر اور کھٹکا آدمی کے دل سے نکل جاتا ہے اور اس بے خوفی کی حالت مین کبھی کبھی اس کی شجاعت بہت آزادی کے ساتھ اپنے جوہر دکھا جاتی ہے۔ فوجی لوگون کو بھی اب اپنی زیست کی چونکہ کسی طرح امید

باقی نہیں۔ اس لیے اُن کے دل کا ہراس بھی بالکل نکل گیا تھا۔ وہ اپنی جان پر کھیل کر لڑنے کے لیے جانا چاہتے تھے۔ اس وقت جرأت و دلیری کے آثار شجاعت و مردانگی کے خون میں رنگے ہوئے سُرخ سُرخ ان کے چہروں پر دوڑتے معلوم ہوتے تھے اور اس کو وہ سُرخی مائل روشنی ظاہر میں اور بھی ترقی دے رہی تھی جو شرقی اُفق سے نکل کر بعض وقت انکے چہروں پر پڑ جاتی تھی۔

ان کو مرنے پر تیار دیکھکر اب آفتاب عالمتاب بھی اپنا سرنگا کیے زمین کے ساتوں طبق پھاڑ تا نکل آیا ہے۔ شاہ طلسم کی فوج پھاٹک کا محاصرہ کیے ہوئے کھڑی ہے۔ بہت سے اعلےٰ اعلےٰ افسر اور ذی وقعت سپہ سالار دن کے مجمع میں کھڑگ سنگھ اپنی فوج کی ترتیب کو بغور دیکھ رہا ہے اس کا رُخ پھاٹک کی طرف ہے۔ اس نے نیت باندھ لی تھی کہ پو پھٹتے ہی قلعہ پر دھاوا بول دیا جائیگا۔

کنور پرتاب سنگھ بھی پھاٹک کی چار دیواری کو دیکھتا بھالتا کثیر فوج کے ساتھ نیچے اُتر آیا اور اپنے لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "اے بہادر سورماؤ! آج اس بادشاہ کا گھمنڈ توڑنا ہے۔ اسے بھی معلوم ہوجائے کہ قلعہ آہنی دیوار دن سے خالی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ غلبہ پاگئے تو تم اپنے باب میں کیا اُمید کرسکتے ہو۔ تمھارے آباد شہروں کو برباد کردیں گے۔ مکانوں میں آگ لگا دیں گے اور تم بے رحمی کے ساتھ قتل کر ڈالے جاؤ گے۔ پس مرنے پر کمر باندھ لو۔ دونوں طرح چاندی ہے۔ مارا تو دنیا میں نام ہوا۔ فخر ملک کہلائے۔ مرے تو عاقبت سنبھلی سرگ میں جگہ لی۔ کیا ایسا وقت کبھی بار بار ملتا ہے؟ ایک سپاہی کی زندگی تلوار کی دھار پر ہے۔ میدان رزم اُن کا پلنگ اور سنان تیر ان کا نرم نرم گدگدا بچھونا۔ بھائیو! دیر کیا ہے۔ گو دشمن کی جماعت تم سے چھ گنی آٹھ گنی ہے مگر تمھاری قوت کے پاسنگ کے بھی برابر نہیں۔ پھر ان کا مار لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ ابھی میدان میں انھیں کاٹ چھانٹ کے ڈال دو۔ اِن کو ذرا یہ تو معلوم ہوجائے کہ کسی ملک یا کسی کے قلعہ پر چڑھائی کرنا ایسا ہوتا ہے۔

راجکمار کی گفتگو سے بہادروں کے خون میں حرکت ہوئی سب نے متفق اللفظ

ہو کر جوش کے ساتھ کہا۔ اچھا ہم کو مرنے کی اجازت ہو۔ اب ہمارا وہ جوش روکے نہین رُکتا جس مین آپ کی اس تیز تقریر نے اور بھی جوش پیدا کر دیا۔ سارے میدان مین سناٹا ہے۔ آفتاب کی شعاعین مارے خوف کے طبقات زمین مین گھسی جاتی ہین۔ طرفین کے دلاور قطار در قطار کھڑے ہوئے حیرت سے ایک دوسرے کا مُنھ دیکھ رہے ہین کہ کب نقارہ زنی پر چوب پڑے اور کب اپنی بہادری دکھانے کا موقع حاصل ہو۔ یکایک شاہی نشان کو حرکت ہوئی۔ لشکر مین طبل جنگی بجا اور قرنا کی آواز بلند ہوئی جو دونون فوجون کو ہوشیار کرتی ہوئی سارے میدان مین گونج گئی۔ اور طلسمی فوج کے شیر دل جوان شیر کی طرح غراتے ہوئے قلعہ آہنی پر ٹوٹ پڑے۔ شہنشاہ طلسم نے رات بھر منتر جگایا تھا۔ قلعہ آہنی کے اردگرد کے طلسم توڑ دیے تھے۔ آج آہنی قلعہ ساحرون کو بخوبی نظر آ رہا ہے۔ پرتاب سنگھ نے فوجی رسالون کو حکم دے رکھا تھا کہ جب ہمارا پہلا گولا توپ سے نکلے تم بھی چاق و چوبند ہو کر گولا باری مین مصروف ہو جانا۔ تیر و تفنگ۔ تلوار سے کام نکالنا۔

شہنشاہ طلسم کی طرف سے ایک زبردست ساحر گھنڈے کو ٹھکرا کے میدان مین آیا اور بادشاہ طلسم سے مخاطب ہو کر آواز دی۔ ای شہنشاہ! غلام پر بہت شاق ہے کہ حضور میدان مین جائین۔ اور غلام دیکھا کرے۔ مین جاتے ہی ایک سحر مین پرے کے پرے غارت کر دونگا۔ بادشاہ نے فرمایا اچھا جا۔ آج تیری مردانگی دیکھنا ہے۔ قلعہ کی دیوارون کے اردگرد جو طلسم تھے مابدولت نے توڑ دیے ہین۔ صرف پھاٹک کا محاصرہ ہے تعجب نہین جو تو اس کام مین ناموری پیدا کرے۔

شہنشاہ نے اجازت دی۔ ساحر نے آواز دی۔

"ای دشمنان شہنشاہ طلسم جسکو مرگ کی تمنا ہو نکلے"

راجکمار نے گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑا طرارے بھرتا چلا۔ ساحر کے قریب پہونچا للکارا۔ اونا بکارا اپنی شعبدہ بازی دکھا۔ اپنی ساحری سے باز آ ساحر نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے اس لیے مارے کہ گھوڑا راجکمار کو اپنی پشت سے گرا دے

راجکمار طلسمی کنٹھا پہنے تھا۔ سحر باطل ہوا۔ اثر نہ دکھایا۔ ساحر اپنے دل مین سمجھا شاید حقیر سحر تھا۔ کامل سحر کرنا چاہیے۔ ساحر نے گینڈا ابھارا۔ راجکمار پر خوب خوب سحر کیے۔ خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا۔ راجکمار نے تیغہ سحر کش پر روکا۔ تلوارین برسین۔ خنجر گرے۔ آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ مگر سب چیزین مرکب سے الگ گرین۔ کسی سحر نے راجکمار پر تاثیر نہ کی۔ راجکمار نے نعرہ کیا۔ خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا۔ تیغہ بجلی کی طرح چمکتا ہوا گرا۔ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جس طرح ابر سے برق کڑک کر گرتی ہے۔ سپر کو کاٹا۔ کاسۂ سر مین در آئی۔ کلے جبڑے چیرتی ہوئی تنگ زین سے نکل کر زمین کو بوسہ دیا ؎

نکلی جو سپر پر تو سپر کاٹ کے نکلی — سر پر جو پڑی کاسۂ سر کاٹ کے نکلی
سینے مین در آئی تو جگر کاٹ کے نکلی — اتری جو جگر سے تو کمر کاٹ کے نکلی

ٹھہری نہ کمر پر نہ رکی خانۂ زین پر
رہوار کو دو کر کے گری روبرو زمین پر

دوسرا ساحر لشکر سے آپڑا۔ ہزارون سحر کیے۔ زنگی بھی سامنے آئے۔ فیلان مست نے بھی غریو کیا۔ شیر ببر چنگھاڑے۔ راجکمار پر حملے کیے گھوڑے نے بدلگامی کی۔ پرتاب سنگھ گھوڑے سے کودے۔ شیر نے طپانچہ مارا۔ راجکمار نے گھونسا رسید کیا۔ شیر کا سر پھٹ گیا۔ کئی شیر پرتاب سنگھ کے ہاتھ سے مارے گئے ساحر نے جتنے سحر کیے سب باطل ہوئے جھپٹ کے ترسول مارا راجکمار نے قلم کیا۔ سر کو بتا کے کر پر ہاتھ مارا۔ ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح سولہ ساحر پرتاب سنگھ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے۔

شہنشاہ طلسم بغور دیکھ رہا ہے کہ ساحرون نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر راجکمار پر کسی نے اثر نہ کیا۔ راجکمار نے نام لے کر للکارا کہ کھڑگ سنگھ کیون ان بیچارے غریبون کو قتل کرتا ہے تو خود مقابلے پر نہین آتا۔

بادشاہ طلسم نے اپنی فوج کو للکارا۔ ہان میری فوج کے بہادرو! ہان اپنی شجاعت آہنی قلعہ کو دکھا تو دو۔ بس ایک ہی حملے مین فتح۔ پھاٹک مین گھس پڑو خدا جانے یہ کس غضب کے جوش دلانے والے فقرے تھے جو چلتے

ہوئے جادو کی طرح چل گئے۔ جوش بڑھا۔ وہ سب سوار ہو کر لڑنے کے لیے چلے۔ سخت سخت کمانون کے گوشے کانون تک کھینچ گئے اور ہزارون تیر ایک ساتھ چٹکیون سے چھوٹے۔ ان آنے والے تیرون نے اکثر لوگون کے ساتھ پیک قضا کا کام کیا۔ اکثر کو گھائل کر کے نیم بسمل کر دیا۔ اکثر خاک و خون مین لوٹتے ہوئے نظر آئے۔

قلعہ والون کو کب تاب تھی غصہ سے بیتاب ہو گئے۔ قلعہ پر سے گولا باری شروع کی۔ تاکے ہوئے شکارون کو مارنے لگے۔ ہر طرف الامان الامان کا شور کانون کے پردے پھاڑ رہا ہے۔ اور فرشتہ موت للکار للکار کر اپنے توابعین کو جرنیلی حکم سنا رہا ہے کہ ہان جلدی جلدی اپنا فرض منصبی انجام دو۔ طرفین کے جانباز کام آ رہے ہین۔ شاہی فوج کا ریلا بار بار آ رہا تھا مگر سرفروشان قلعہ کے سامنے ایک نہ چلتی۔ فوجون کا تصادم دریا کا تلاطم برابر تھا۔ شہنشاہ کی فوج آگے بڑھا چاہتی تھی۔ لیکن اہل قلعہ کے جنگی جوانون کے تیر حوصلہ پست کیے دیتے تھے۔ کھڑگ سنگھ آپے سے باہر ہو گیا۔ خیل لشکر سے مخاطب ہوا۔

"کیون بہادرو! یہی جوانمردی کا کام ہے ہان یہ ممکن ہے کہ لوہے کے قلعہ کی دیوار ٹوٹ نہین سکتی۔ کیونکہ دیوارین بھی طلسم بند ہین جب تک لوح طلسمی نہین ملتی۔ طلسم ٹوٹ نہین سکتا۔ لیکن قلعہ کے پھاٹک ملکن گھس پڑنا۔ پل پڑنا۔ اہل جرأت کے آگے کیا مشکل جیوٹ در کار ہے۔ میرا حکم ہے کہ فوج پھاٹک کے اندر ریلتی ہوئی پل پڑے ہان دلیرو! مین آگے چلتا ہون۔ پیچھے پیچھے تم بھی دھاوا کر دو پہلو سے کسی نے آواز دی "ہے شہنشاہ! آج اس ہنگامے مین نہال سنگھ کیون نہین نظر آتا"

کھڑگ سنگھ۔ کل ہمارے سحر سے زخمی ہو چکا ہے تعجب نہین قریب المرگ ہو خیر۔ کچھ ہو۔ آج مین اس قلعہ کو فتح کرون گا۔ کاش اگر وہ زندہ بھی ہو گا۔ تو میرا کیا کر سکتا ہے۔ اب مین آگے بڑھتا ہون۔ تم لوگ مستعد رہو جس وقت پھاٹک شکست ہو فوراً یلغار کر کے گھس پڑو۔

شاہ طلسم غصہ سے مثل مار بل کھاتا ہوا پھاٹک کی جانب بڑھا۔ راجکمار

بھی گھوڑا پھینکتے ہوئے۔ پھاٹک کے اندر داخل ہوئے اور جوانان لشکر سے چلا کر کہا۔ فوج دشمن یورش کرتی چلی آتی ہے۔ ہان دلاورو! غفلت کا موقع نہین ہے

دو دل یک شود دشمن زکوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

سب مل کر یکبارگی گولہ باری کردو۔ شاہ طلسم آرہا ہے فسادی آگے نہ بڑھنے پائے۔ پھاٹک تک پہونچ کر خرابی کریگا۔

یہ کہکر راجکمار نے دوش سے کمان اُتاری تیر چلّے پر چڑھایا۔ راجکمار کا تیر خارا شگاف تھا۔ پتھر کا توڑنا درکنار طبقات زمین کو توڑتا ہوا پار نکل سکتا تھا۔

شہنشاہ طلسم اپنے دھن مین ہے۔ پھاٹک کی جانب رُخ کیے چلا آرہا تھا۔ پرتاب سنگھ نے کانون تک کمان کھینچکر تیر مار دیا۔ تیر شہنشاہ کا بازو چھیدتا ہوا تن سے نکل گیا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو زمین پر ڈھیر ہو جاتا۔ لیکن وہ شہنشاہ طلسم ہے سحر پڑھکر زخم پر ہاتھ پھیرا۔ درد جاتا رہا۔ چکر آگیا تھا مگر سنبھلا۔ راجکمار کی طرف نگاہ غیظ سے دیکھا۔ اور ایک گولا کھینچکر مار دیا لیکن پرتاب سنگھ پر گولہ کب اثر کرسکتا ہے کنٹھا محافظ ہے۔ سحر باطل ہوا۔

راجکمار نے سیکڑون قادر اندازون کو پاس بٹھا لیا اور چٹکیون سے تیر نکلنے لگے۔ مینھ کی طرح بارش ہونے لگی۔ سوار اور پیدل دم توڑنے لگے۔

شہنشاہ طلسم چمک کر ہوا مین مل گیا۔ آندھی آئی۔ اہالیان قلعہ کی آنکھون مین گرد و غبار چھایا ہوا ہے۔ کچھ سوجھائی نہین دیتا۔ رفتہ رفتہ آندھی مٹی۔ روشنی ہوئی۔ دیکھا شہنشاہ قلعہ کی خندق پر کھڑا ہے۔

راجکمار کے ساتھیون نے پھر تیر برسائے۔ سحر کے گولے بھی مارے شہنشاہ اُف کر دیتا ہے۔ گولے تیر راکھ ہو جاتے ہین کبھی ہاتھ ہلایا بجلیان گرین سیکڑون کمان داروں کے سر تن سے جدا ہوگئے۔

فوج الامان الامان کہتی جان بچا رہی تھی۔ شہنشاہ پر کوئی سحر کارگر نہین ہوتا

شہنشاہ نے گولا مارا۔ پُل پھٹ گیا۔ بلکہ زنجیریں جن پر پل بندھا ہوا تھا کڑکڑ ٹوٹ گئیں۔ خندق کا پانی خشک ہو گیا۔ راستہ بالکل صاف۔ کھڑگ سنگھ کے پانوں پھاٹک پر تھے۔

چار دیواری سے جلتے ہوئے تیل کے قطرے اور تیر دن کی بوچھار برچھی۔ تلوار۔ جادو کے گولے شہنشاہ پر برس رہے ہیں مگر اس کی صرف ایک اُف کافی تھی۔ اس کے جسم پر ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ وہ بیدھڑک پھاٹک کے اندر داخل ہوا چاہتا ہے۔ جھولے سے گولا نکالا اور سحر دم کر کے پھاٹک پر کھینچ مارا۔ توپ کی سی گھن گرج آواز آئی۔ پھاٹک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھاٹک ٹوٹتے ہی شاہی فوج نے خوشی کا نعرہ مارا اور یورش کرتی ہوئی پھاٹک کی طرف دوڑی۔

یہ رنگ دیکھ کر پرتاب سنگھ نے اپنی فوج کو اُبھارا۔ تیر اس آنے والی بیخوف فوج کو بہت روکتے تھے۔ مگر فوج ستم ڈھاتی ہوئی چلی آتی تھی۔

بالآخر راجکمار اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ نیچے اُتر آئے۔ پھاٹک پر قیامت برپا تھی۔

شاہ طلسم چاہتا تھا کہ پھاٹک میں گھس کر اوپر چڑھ جائے۔ پرتاب سنگھ سینہ سپر ہو رہے ہیں قدم نہیں بڑھنے دیتے دلیرانہ للکار رہے ہیں "او بے حیا کہاں جاتا ہے؟ بادشاہ بھڑکتا جاتا ہے۔ دانت پیس رہا ہے۔ جواب دیتا ہے "او نابکار آج تیری قضا آگئی۔ مابدولت نے بہت طرح دی کیا کہوں زندگی کا پیار لبریز ہو گیا کچھ دم میں چھلکنا چاہتا ہے۔ تیری دست بردیوں سے بیچاری رعایا جان سے عاجز ہے۔ لشکر آسیمہ و پریشان بھائی بھائی پھرتی ہے طلسمی کنٹھے کے بعد دسرے پر لڑتا ہے۔ ہمارے نامی نامی ساحروں کو خاک پر سلا دیا یہ نہ سمجھا کہ انجام کیا ہوگا۔ دیکھ تجھے مزہ دکھاتا ہوں"

یہ کہکر شاہ طلسم تلوار کھینچ کر سامنے آیا۔ پرتاب سنگھ نے بھی تیغہ خون آشام بلند کیا۔ چوٹیں ہونے لگیں۔ شاہ طلسم سحر پھونکتا افسون دم کرتا تھا مگر پرتاب سنگھ کے سامنے بیش نہ جاتی تھی۔ اس کا حربہ غضب کا تھا۔ اس کے وار

قیامت ڈھاتے تھے۔ راجکمار کی بیباکی اور دلیری دیکھ دیکھ کر شاہ طلسم کے اوسان خطا ہوتے تھے۔ بدن کانپ اُٹھتا اور جی دہل جاتا تھا۔ اس کے پیہم وارون سے شہنشاہ کے ہوش ٹھکانے نہ تھے۔ وہ دم نہیں لینے دیتا تھا۔ ایک مقام پر راجکمار نے شہنشاہ کو دبا لالکار کر کہا "او بے حیا ذرا اس وار کو روک"۔ شہنشاہ نے جادو کیا۔ کئی پتلے اس کے جسم پر لہرانے لگے۔ پرتاب سنگھ کی تیغ صاعقہ وار تڑپ کر گری۔ پتلون کو کاٹا پھر تاج کاٹتی ہوئی چار انگل کے قریب سر میں اُتر گئی۔

شاہ طلسم کچھ ایسا ویسا ساحر نہ تھا۔ زبردست جادوگر ہے۔ تلوار کی جھڑپ سے تیور ضرور آ گیا۔ مگر ایک پتلے نے بائیں جانب سے نکل کر داستانہ مارا تلوار جھٹاٹے کے ساتھ باہر ہوئی۔ سر سے خون کی ندی بہنے لگی۔ پتلا شہنشاہ کے آگے ہوا۔ بادشاہ کو پشت پر لیا اور پیٹھ پر لاد کر خندق کے پار ہو گیا۔

پرتاب سنگھ کے قدم آگے نہ بڑھتے تھے وہیں سے کھڑے کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بادشاہ کی فوج خندق کے پار تھی۔ اہالیان قلعہ بڑی جیداری سے روک رہے تھے۔ تیر و تفنگ کی بارش ہو رہی تھی بے سر نشین تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہی تھیں اور ناخواندہ مہمان گدھ کوّے خوب تن تن کر گوشت اوڑا رہے تھے۔ آگ برس رہی ہے۔ دریائے سحر کا پانی جوش مار رہا ہے۔ نخل جل جل کے گر رہے ہیں۔ جیت سنگھ سپہ سالار فوج قلعہ آہنی داد مردانگی دے رہا ہے۔ سحر کر رہا ہے۔ کبھی اندھیرا ہو گیا۔ ستارے نکل آئے کبھی بیضہ نکالا ہتھیلی پر رکھ کے ہوا میں اُڑا دیا پکار کر آواز دی "اے مکار ساحران طلسم زرنگار ذرا ہوشیاری سے اس وار کو روکنا۔ ایک ہی سحر میں خاتمہ کیے دیتا ہوں" آواز کے ساتھ ہی دنا ٹا ہوا۔ ستارے شہاب ثاقب بن بن کر ٹوٹ رہے ہیں جس بہادر جس سپاہی پر گرتا ہے مثل چنار جلنے لگتا ہے۔ صدہا ساحر طلسم کے بیکار ہو گئے۔ کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پاؤں کبھی سورج بنکر حدت دکھائی۔ ہزارون گرمی سے ہلاک ہوئے۔ ہزارون بیہوش ہو کر گر پڑے۔ غرضکہ جنگ مغلوبہ ہوا چاہتی تھی۔

اتنے اتنے مین تتق گرد بلند ہوا۔ صحرا سے خاک اڑتی ہوئی دکھلائی دی۔ جب گرد کا دامن پھٹا ایک قہار فوج دھاوا مارتی میدان حرب کی طرف بڑھتی نظر آئی بارہ ہزار ساحر تلوارین کھینچے ہاتھون مین گولے۔ لینا لینا کہتے شاہ طلسم کی فوج مین شامل ہوگئے۔

جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ شاہ طلسم کا وزیر بدھ سین برائے اعانت طلسمی فوج میدان مین آگیا ہے۔ ساحر زبردست ہے غضب کے سحر ہونگے پہلوان بھی زورمند ہے پچیتی خوب جانتا ہے۔

جاسوس خبر کہہ ہی رہے تھے ادھر سے بدھ سین مرکب اڑاتا ساحرون کو للکارتا ہوا خندق پر پہونچ گیا۔ اہالیان قلعہ گھبرا گئے۔ شاہ طلسم کی فوج بھی محاصرہ پر ڈٹ گئی۔

پتلے شاہ طلسم کو لیے ہوئے کسی محفوظ جگہ پر پہونچے۔ شہنشاہ نے سر مین پٹی باندھی مراسم سحر نکالا۔ زخمون پر ضماد کیا۔ اسی وقت تمام زخم مندمل ہوگئے قصد ہے کہ میدان مین جاکر آج قلعہ آہنی گرد برد کردے۔ ہرکارون نے بدھ سین کے آنے کی خبر پہونچائی۔ شاہ طلسم بہت مسرور ہوا۔

اس تازہ دم فوج نے یکبارگی قلعہ پر حملہ کیا جیت سنگھ اور پرتاب سنگھ روک رہے ہین۔ فوج بھی تھک چکی تھی۔ ہاتھ پاؤن شل تھے مگر ننگ قوم کہلائے جانے کی شرم تھی۔ قدم پیچھے ہٹانا کفر سمجھتے تھے۔ جانین دے رہے ہین۔ مگر پیٹھ نہین دکھلاتے۔

شاہی فوج پھاٹک کے اندر گھس آئی جیت سنگھ نے سامنا کیا سیکڑون کو مار گرایا۔ ہزارون پرتاب سنگھ کی آبدار شمشیر کی ضرب سے سرنگون ہوکر زمین پر گر پڑے۔ بدھ سین نے دیکھا کہ فوج بھاگا چاہتی ہے جھپٹ کے نعرہ کیا۔ اے بے حیا۔ اے نابکاران پر دغا کہان بھاگا چاہتے ہو۔ یکبارگی حملہ کرو۔ جیت سنگھ اور پرتاب سنگھ کو گھیر کر مار لو۔

یہ سنتے ہی پھر فوجی صفون مین حرکت ہوئی۔ ہزارہا ساحر و غیر ساحر قلعہ آہنی مین گھس پڑے۔ بدھ سین نے پرتاب سنگھ پر سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی بدھ سین

جھنجھلا گیا آسمان کی طرف دیکھا ایک لکہ ابر مروارید کی پیدا ہوا۔ ایک ماہرو بصد رعنائی تخت زبرجدی پر بیٹھی ہوئی ہے جمال بیمثال دیکھتے ہی راجکمار حیران ہوگئے۔ اس نازنین نے کچھ اشارہ کیا مٹھی کھولی۔ طوطی زرین بال تڑپ کر گری۔ راجکمار کی نظر نازنین کے پُرتاب چہرہ سے لڑی ہوئی تھی۔ طوطی نے آکر کنٹے کی ڈوریاں کاٹ دین۔ دانے زمین پر بکھر گئے۔ بدھسین نے ساتھ والون سے کہا۔ اس جوان کو گھیر لو۔ چہار طرف سے پہلوانون نے گھیر لیا۔ ایک نے سامنے سے ٹوکا۔ دوسرے نے پشت پر سے تلوار کا ہاتھ مارا۔ راجکمار بے حس تھا۔ زخمی ہوا سر سے خون بہ رہا ہے لختے جسم پر جمے ہوئے۔ قلعہ والے مدد کو آ گئے۔ بدھسین نے سحر کر دیا۔ سب کے پانون زمین نے تھام لیے راجکمار زخمون مین چور چور نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین۔ قریب تھا گرفتار ہو جائین۔

ادھر ہرکارون نے مہارانی لکشمی دیوی زوجہ نہال سنگھ کو خبر پہونچائی بصد شوکت و شان اپنے مقام سے اٹھین۔ گھبرا کے کہا ہین تو پہلے ہی سمجھی تھی راجکمار سحر و ساحری جانتے نہین۔ مہاراجہ نے آنکھ کھولی مگر مغلوب۔ ان نگوڑون سے کون مقابلہ کرے۔ افسوس اپنے دل کے حالات کس سے کہون دشمنون کی جان پر بن جائے گی۔ پرماتما خیر کرے۔ کنیزین بھی رو رہی ہین واری آپ نہ گھبرائین ابھی خبر لاتے ہین کنیزون نے دہتانی پر سے دیکھا راجکمار پہلوانون کے مجمع مین گھرے ہوئے ہین۔ مگر رعب غالب ہے کسی کی جرأت نہین پڑتی جو راجکمار پر ہاتھ ڈالے کنیزون نے آکے سارا حال کہا۔ رانی کا قلب تھرا گیا۔ بیقرار ہو کے جھنجھلائین مگر فرماتی جاتی ہین ہائے کیا کرون۔ ان کے باپ کو کیا جواب دون گی۔ راجکمار کی جان مفت جاتی ہے۔ غرضکہ انھین تو ہم مین مہارانی بام قصر پر چڑھ گئین۔ دیکھا راجکمار زخمون مین چور چور ہو گئے ہین۔ رانی کا کلیجہ منھ کو آ گیا چیخ مار کے آواز دی۔ غضب ہو گیا راجکمار انتہا کا زخمی ہے۔ جھپٹ کے ایک گولی مار دیا کئی ہزار سوار گھوڑون سے گرے۔ قریب تھا کہ بدھسین شکست کھا کر بھاگے یہ خبر ہرکارون نے شہنشاہ طلسم کو پہونچائی۔ کہ بدھسین نے پرتاب سنگھ کو زخمی کیا تھا۔ وہ بیحس و حرکت ہو گیا تھا۔ بدھسین گرفتار کیا چاہتے تھے کہ لکشمی دیوی

زوجہ نہال سنگھ نے بام قصر سے گولہ مار دیا۔ سارے لشکر والے بھاگتے پھرتے ہین بدھ سین کا سحر کام نہین کرتا۔

شہنشاہ یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اُس وقت آکے پہونچا مہارانی نے آگ برسا دی۔ جب راجکمار پر نگاہ پڑتی ہے۔ دل بیقرار ہو جاتا ہے کئی ہزار ساحر جل کر کباب ہو گئے۔

شہنشاہ طلسم نے سحر پڑھکر گولہ داغ دیا جو شعلے آسمان سے گر رہے تھے اُن کو روک دیا۔ چہار طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہے جس مقام پر ساحر بیہوش پاتا ہے ہوشیار کر دیتا ہے۔ میدان حرب مین للکار رہا ہے ای باوفا وزیر بدھ سین! مین آ پہونچا۔ لکشمی دیوی زوجہ نہال سنگھ نے غضب کر دیا تھا مابدولت ایک ایک سے سمجھ لین گے۔

شیودت عیار راجکمار کی پشت پر بصورت ساحر نگہبانی کر رہا تھا۔ جب طوطی نے کنٹھے کی ڈوری کاٹ دی تھی اور دانے زمین پر گر گئے تھے۔ اس نے لپک کے ساحر کی صورت مین تمام دانے اٹھا لیے۔ کنٹھا بنایا موقع دیکھتا تھا راجکمار کے گلے مین کنٹھا پہنا دے۔ سر دست موقع ہاتھ آگیا۔ کہا۔ ای شہزادہ آپ ناحق تکلیف کرتے ہین۔ وہ دیکھیے بدھ سین آ گئے۔ جنگ سحر آغاز ہوئی ہے۔ لاشون کے انبار لگا دیے۔ شہنشاہ نے پلٹ کر دیکھا۔ عیار نے جھپٹا مارا۔ شہنشاہ کو چکر آگیا۔ بیہوش ہو کر زمین پر گرا۔ پتلے ہاتھون ہاتھ اٹھا لے گئے۔ عیار نے لپک کر راجکمار کے گلے مین طلسمی کنٹھا پہنا دیا۔ راجکمار کے بدن مین طاقت آئی۔ دلیرانہ لڑنے لگے۔ موت کا بازار گرم ہوا۔ تیر تلوار خنجر اپنی اپنی کاٹ دکھانے لگے۔ الحفیظ والامان کا شور بپا تھا۔ روح اپنے اپنے قالب کو چھوڑ چھوڑ کر جسم و جان کے سلسلے کو توڑ رہی تھی۔ سپاہیون کا خون اپنی اپنی لاشون کو ڈھونڈھتا ہوا سڑکون پر مارا مارا پھرتا تھا۔

پرتاب سنگھ زخمی ہو چکے تھے۔ مگر دلیری و جرأت مین کمی نہ تھی۔ ایک ایک وار مین دشمنون کا خاتمہ کر ڈالتے تھے۔ بدھ سین پاگلانہ شیرانہ

حملہ کر رہا ہے شہنشاہ طلسم بھی ہوش مین آکر فوج مخالف مین پل پڑا۔ ترپ دنا ترپ کی بوچھار کردی۔

اس محاصرے کو تین پہر کا مل گذر چکے ہین۔ بہادرون کی ساری شجاعت اور دلیری پسینے کی راہ نکل نکل کر پست ہوتی جاتی ہے زخمیون کی چیخ پانی پانی کی پکار سے کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی۔

شاہی فوج جان پر کھیل کر قلعہ مین گھس آئی ہے۔ نہال سنگھ کی فوج ہتھیلی پر جان رکھے جانبازی دکھا دکھا کر روک رہی ہے۔ پھاٹک پر لاشون کے پشتے لگ گئے اور عروس ظفر کسی کونے مین کھڑی کھڑی تماشہ دیکھنے لگی۔

مجروح راجکمار اپنی فوج کے آگے تھا۔ ہولناک نعرے اس کا ہنگام وار حملہ بہادرون کے پتے پھاڑ رہا تھا۔ چہرہ غیظ و غضب سے گلنار سارا جسم خون سے لت پت زخمون کے سوتے چھلکے ہوئے ہین۔ خون ٹپک رہا ہے۔

اس کشت و خون سے آفتاب بھی تھرایا۔ مارے دہشت کے مغربی مچلے مین روپوش ہو گیا اور دنیا کے اسٹیج پر تاریکی کا پردہ آہستہ آہستہ گرانے لگا کہ کسی طرح یہ وار و گیر اب آنکھون سے نہ دیکھون۔

شہنشاہ طلسم ہانپتا کانپتا مٹھیان باندھے پرتاب سنگھ کے پاس آیا۔ اُس نے جھپٹ کر وار کیا۔ شہنشاہ نے مٹھیان کھول دین۔ دو پتلے نکلے جو معًا بصورت انسان راجکمار کی طرف جھپٹے۔ ایک پتلے نے راجکمار کا وار روکا اور دوسرے نے ہاتھ بڑھا کر راجکمار کے گلے کا طلسمی کنٹھا توڑ دیا راجکمار اُسے پکڑنا چاہتے تھے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ پتلے نے کنٹھا شہنشاہ کو دے دیا شہنشاہ نے نعرہ مارا۔

"او بے حیا۔ اسی کنٹھے پر گھمنڈ کرتا تھا۔ لے اگھمنڈ نکالے دیتا ہون۔ اب ہمارے ہاتھ سے نہین بچ سکتا"

یہ کہکر شہنشاہ نے ایک گولا نکالا چاہا کہ راجکمار پر مار دے۔

پیچھے سے کسی نے آواز دی "جہان پناہ! نہال سنگھ بھی آگیا۔ اس کی بھی خبر لیجیے۔

شہنشاہ نے نگاہ اُٹھائی۔ سپاہی نے بیہوشی کا جناب مارا۔ جناب پڑتے ہی شہنشاہ بیہوش ہوکر گر پڑا۔ ادھر پرتاب سنگھ بھی قریب پہونچ گیا تھا اس پر بھی جناب بیہوشی پڑا۔ وہ بیہوش ہوا۔ سپاہی نے پھرتی سے سنبھال لیا اور پشت پر لاد کر میدان سے لے بھاگا۔ اور محلسرا مین پہونچایا۔

شہنشاہ کے بیہوش ہوتے ہی کچھ عورتین گلاب کیوڑے کی بوتلین لیے زمین سے آنکلین۔ شہنشاہ کو ہوش مین لاکر عرض کیا۔ ایک عیار تھا۔ عیاری کرکے پرتاب سنگھ کو لے گیا۔

جس طرح شیر شکار نہ ہاتھ آنے سے جھنجھلا جاتا ہے۔ بعینہ شہنشاہ دانت پیستا بے افسر کی فوج پر دبا پڑا اور چیر پھاڑ مچادی۔ طلسمی فوج بھی چاق وچوبند ہوکر شکست خوردہ فوج پر ٹوٹ پڑی۔

بڑی بڑی عمارتین جو اپنی بلندی کو دیکھکر آسمان سے بھی لاف ہمسری مارتی تھین۔ تھوڑی دیر مین مٹی کا ڈھیر بن گئین۔ جا بجا اہل شہر کے نعشون کے انبار لگے ہوئے تھے جن کے مردے کو زمین بھی خوف کے مارے نہین قبول کرتی تھی۔

بالآخر شہنشاہ نے شہر پر قبضہ پاکر شہر اور اہل شہر کا جو حال کیا وہ دوسری پشت کے لوگون کے بھی رونگٹے آہنی قلعہ کی اس بربادی کے نشانات دیکھ دیکھکر کھڑے ہوجاتے ہین۔

اس کشت وخون پر بھی شہنشاہ طلسم کا دل نہین بھرا ایک گولا نکالکر آسمان پر پھینک دیا۔ ہزارون تیلے ہاتھون مین پتھرون کی سلین لیے پیدا ہوئے وہ تیلے جس سپاہی کو آئینہ دکھاتے تھے وہ تلوار پھینک دیتا تھا۔ اور زنانون کی طرح ناچنے لگتا تھا۔ کبھی روتا تھا کبھی چلاتا تھا۔ اور کبھی ناچتے ناچتے زمین پر چپت لیٹ جاتا تھا۔ غرضکہ گلزار ستم کی بہار عجب ٹھاٹھ دکھا رہی تھی۔

بھی اس سحر سے شہنشاہ کو کوئی مزاحم نہوا۔ راستہ صاف ہوگیا۔ بیدھڑک فوج لیے ہوئے بازارون مین قتل وغارت مچادی اہل قلعہ کے حواس پریشان ہوئے جاتے ہین۔ سارے شہر مین تہلکہ پڑا ہوا ہے اور ہر شخص اسی فکر مین ہے

کر دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ ہرکارون نے مہاراج نہال سنگھ کو خبر دی۔ وہ زخمون سے نڈھال ہو رہے ہین ابھی تک روبصحت نہین ہوئے لکشمی دیوی اور نہال سنگھ تخت و تاج چھوڑ کر جلاے وطن ہوا چاہتے تھے لیکن چند جان نثاران شاہی نے اطمینان دلا دلا کر روک رکھا ہے۔ مگر ہین سب پریشان۔ ہوائیان اڑ رہی ہین۔

بازارین لٹ رہی ہین۔ مکان جلائے جا رہے ہین۔ آہنی قلعہ کی فوج ہلاک ہوتی جاتی ہے شہنشاہ طلسم ایک بڑی جماعت سے رنواس کی طرف بڑھا۔ رنواس مین کہرام مچا ہوا ہے۔ در و دیوار سے رونے کی آوازین آ رہی ہین نہال سنگھ نے مایوسی کے لہجہ مین کہا "کیون مہارانی! اب کیا کیا جاے۔؟"

مہارانی۔ کیا عرض کرون فوج کی قلت سے مجبوری ہے۔ راجکمار بھی زخمی ہو چکے۔ اگر وہ صحیح و سالم ہوتے تو ان وحشیون کے مظالم کا اچھی طرح مزا چکھا دیتے۔

نہال سنگھ۔ یہ تو ہم بھی جانتے ہین۔ مگر اس کی کوئی تدبیر۔ کیا تخت و تاج سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ کیون؟

بیچاری رانی کیا جواب دیتی۔ اتنی طاقت نہین کہ شہنشاہ کے ہر کا جواب دے سکے۔ ایک عصمت مآب خاتون کے لیے میدان حرب مین جانا سراسر بے حیائی ہے اور پھر اس مین اتنی طاقت بھی نہین کہ شاہ طلسم کے خونخوار حملون کا وار روک سکتی۔

اتنے مین ایک کنیز بلبلاتی ہوئی دوڑی آئی۔ رو رو کر کہنے لگی۔

"مہارانی جی! غضب ہو گیا شاہی فوج رنواس مین گھس آئی۔ قتل عام ہو رہا ہے اور شاہ طلسم ادھر آ رہا ہے"

رانی ہاتھ مل رہی ہے۔ گھبراہٹ سے پیشانی پر پسینہ نکل آیا۔ ادھر ہمت ہاری ہوئی مایوس کر دینے والی باتین ادھر شاہ طلسم کا فتح و نصرت کے ساتھ برابر رنواس مین گھس آنا۔ امیدون کا انقطاع کلی یہ سب اس کے دل کی کچھ عجیب حالت کیے ہوے تھین کہ اسکے کان مین ہر جانب سے یہ آواز آئی "شہنشاہ طلسم آگیا

گو اس کا دل اس وقت کی حالت کے اعتبار سے اس قابل نہ تھا کہ وہ اپنے حواس کو روک سکتی تاہم اس نے ہوش و حواس درست کیے اور اس طرح کہنا شروع کیا۔

"سپاہیون کو بلاؤ۔ مہاراج اور راجکمار کو لیکر ہمین طلسم آہنی مین پہونچا دین وہان وہ نگوڑا نہین جا سکتا۔"

کنیز۔ (روکر) رانی جی! وہان تو شاہی پہرا ہو گیا ہے۔ وہان کیسے چلو گی۔

یہ سنکر مہارانی کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ بیم و رجا کی حالت مین آسمان کی طرف دیکھا اور بھرائی ہوئی آواز سے بولی "پرماتما کی مرضی"

رنواس مین شور بڑھتا جاتا تھا۔ شاہ کا جوش بہت بڑھا ہوا تھا۔ کچھ سپاہیون نے روکنے کا حوصلہ کیا مگر شاہ طلسم کے آگے کسی کی پیش نہ گئی جتنے محافظ دربان تھے مارے گئے۔ رنواس کے اندر پانی کی طرح خون بہ رہا تھا۔ شاہی فوج کے دمبدم نعرون سے رانی کو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی دم مین ہم سب کھڑگ سنگھ کی قید مین ہوا چاہتے ہین۔ اتنے مین آواز اور قریب آئی۔ رانی نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ خبر تو لے۔ کیا بے حیا گھر مین گھس آیا۔ لونڈی جاتی ہی تھی کہ باہر سے پانون کی چاپ سنائی دی۔ یکایک کمرے کا پردہ ہٹا اور شہنشاہ طلسم خون مین لت پت ہولناک صورت سے کمرہ مین آیا۔ کمرے مین ایک جانب مہاراج نہال سنگھ مجروح پلنگ پر لیٹے ہوئے ہین بغل مین رانی کی پلنگڑی پڑی ہے دوسری جانب راجکمار پرتاب سنگھ کا بستر ہے۔ وہ ہوش حواس مین نہین آنکھین بند ہین۔ اور شاید اس غرض سے ہوشیار نہین کیے گئے کہ ذرا بھی حواس ٹھکانے ہوے تو شیر کی طرح بپھر جائینگے اور شہنشاہ سے لڑکر اپنی جان دیدین گے۔

شہنشاہ نے کمینے پن سے مسکرا کر دیکھا۔ اور بدھ سین اپنے وزیر کو حکم دیا۔ ہمارا سب سے زبردست دشمن پرتاب سنگھ یہی ہے اسے باندھ لے اور شاہی جیل مین قید کر۔ مابدولت اس کو بڑے عذاب اور اذیت سے ہلاک کرینگے نہال سنگھ کو ابھی قتل کر دو۔ اور رانی لونڈی بنا کر ہمارے حرم مین داخل کر دیجاے

بدھ سین وزیر آگے بڑھا راجکمار کو اُٹھا کر کسی معتمد کے ہاتھ جیلخانہ بھیج دیا اس کام سے فارغ ہو کر دو تین آدمی آگے بڑھے۔

رانی ڈپٹ کر بولی۔

"خبردار میرے جسم مین ہاتھ نہ لگانا"

یہ کہکر سینے سے چھپی ہوئی کٹار نکالی۔ اور غیظ بھری آواز سے بولی۔

دیکھ اگر تو نے ہاتھ لگایا تو یہ کٹار ہی ایک باحیا عورت کو غیر جنس کے ہاتھون سے بچائیگی۔ اسے سینے مین بھونک لونگی اور تڑپ تڑپ کر جان دیدون گی"

شہنشاہ - (بدھ سین سے) مُردار کو بکنے دے جھونٹے پکڑ کے کھینچ لے۔

بدھ سین تلوار سوتے ہوئے مجرد فوج نہال سنگھ پر ڈپٹا اور سپاہی لکشمی دیوی کی طرف بڑھا۔ دونون کی غرض ہے کہ ایک ہی وار مین گردن قلم کر دے۔

اتنے مین برق تڑپ کر بدھ سین اور سپاہی پر گری دونون کی لاشین زمین پر لوٹتی ہوئی دکھائی دین۔

شہنشاہ نے پلٹ کر دیکھا۔ جواہر نگار تخت پر دو عورتین پری چہرہ خورشید خدا بصد شان دلربائی بیٹھی ہوئی ہین پہلو مین جے مل و اندر جیت ہین۔ شہنشاہ تو نہ سمجھا کہ یہ آفت کہان سے آئی سحر کرکے رد کنے لگا جے مل و اندر جیت تو برق جہندہ تھے کیونکر رکتے تڑپ کے گرے۔ شہنشاہ پیچھے پھرا۔ اُف کرکے پیچھے ہٹا۔ سحر چل گیا۔ دیکھا جے مل اندر جیت رانی کے پاس کھڑے ہوے ہین اور دونون عورتین بسرعت تمام لکشمی دیوی کے پاس بیٹھ گئین۔ رانی نے خودکشی سے ہاتھ کھینچ لیا اور جیل سے پوچھا۔

لکشمی دیوی - تم نے بڑی نازک حالت مین ساتھ دیا۔ اور یہ عورتین کون ہین

جیل - ان کا نام لالی ہے طلسم نیلم کے در بند کی محافظ تھین۔ انھین کی بدولت لوح طلسمی ملی۔ اور یہ (کملنی کی طرف اشارہ کرکے) رنگپور کے راجہ گوپال سنگھ کی پیارلڑکی ہے۔ یہ ساری طلسم مین محصور تھی راجکمار اندر جیت نے چھوڑایا۔

لکشمی دیوی - اپنے راج اور راجہ کی خرابیان دیکھ رہے ہو۔ راجکمار پرتاپ سنگھ بیہوش پڑے ہوئے تھے کمبختون نے نہ جانے کہان قید کر دیا۔

جے مل۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر) ہائین۔ کیا راجکمار جی نہین ہین۔ کیا ہماری ساری محنت اکارت گئی۔ خیر اگر زندہ ہین تو پتہ لگا ہی لین گے کمبخت شہنشاہ کا غرور توڑ دیا جائیگا۔ اب مصیبت کے ایام کٹ گئے۔

شہنشاہ طلسم ان باتون کو جو ایک منٹ مین ہوئین کھڑا کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اُسنے دو تین ترنج نکالے اور ان پر افسون دم کیا۔ جے مل نے اندرجیت کی طرف دیکھا اُس نے لوح محفوظ کھڑگ سنگھ کے سامنے کردی۔

طلسمی لوح دیکھتے ہی شہنشاہ کے حواس جاتے رہے۔ چہرہ پر مُردنی چھاگئی۔ ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ بدن مین رعشہ نمودار ہوا جیپال شہنشاہ کے چہرے سے تاڑ گیا۔ اس کی عقل ٹھکانے نہین۔ مُنھ دھوان ہوگیا ہے۔ ہوائیان چھوٹ رہی ہین مُسکراکر بولا۔

جے مل۔ ای مکار شہنشاہ! تونے دیکھا تیری موت ہماری مٹھی مین ہے۔ راجکمار اندرجیت کے ایک ہی وار سے عدم کی راہ نا پے گا تیری مکاری۔ تیری دغا۔ تیری جفائین تو اس قابل نہین کہ تو زندہ چھوڑ دیا جائے لیکن پھر بھی مہاراج نہال سنگھ کی رحیم المزاجی سے تعجب نہین کہ تیری جان بچ جائے اگر تو مہاراجہ صاحب سے اپنی خطاؤن کی معافی مانگ

اس وقفہ مین کھڑگ سنگھ کے منتشر حواس مجتمع ہوگئے تھے سنبھلکر ایک گولہ جے مل پر اور دوسرا نہال سنگھ پر پھینکا مارا۔ جے مل نے اسم رد سحر پڑھا۔ نہال سنگھ نے بھی انگلی کے اشارے سے گولے کے ٹکڑے کردیے۔ ادھر راجکمار اندرجیت تڑپ کر لوح طلسمی چمکاتے ہوئے شہنشاہ کی طرف جھپٹے للکار کر آواز دی۔

اندرجیت۔ او جعلساز ہوشیار ہو۔

یہ کہکر تلوار اُٹھائی۔ شہنشاہ لوح طلسمی کی چمک سے اندھا ہو رہا تھا۔ سحر بھولا جاتا تھا۔ سامنا نہ کرسکا۔ اُڑکر بھاگا۔ ساتھی ساحر مارے گئے۔ جیپال اور راجکمار نے تعاقب کیا۔ نہال سنگھ کی بچی کھچی فوج بھی راجکمار اور جیپال کی آمد سنکر شریک جنگ ہوئی۔ راج محل کے پھاٹک پر نہال سنگھ کی فوج جمع تھی

شہنشاہ کو بھاگتے اور اپنے افسرون کو پیچھا کرتے دیکھکر سجھون کے دل مین دونی طاقت ہوگئی۔ لینا لینا کہتے فوجی رسالے شہنشاہ کے پیچھے دوڑے۔

یہ خبر تمام قلعہ مین ہوا کی طرح پھیل چکی تھی شاہی فوج کا دل ٹوٹ گیا اور نہال سنگھ کے جوانون کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اہالیان قلعہ نے گھر دن سے نکل نکل کر شاہی فوج کو مارنا شروع کیا۔

کھڑگ سنگھ بھاگا جاتا تھا۔ فوج کے بھی پانون اکھڑ چکے تھے۔ رسالون مین بھگدڑ پڑی ہوئی تھی۔ جے مل اور راجکمار آسمان پر شہنشاہ کے تعاقب مین جا رہے تھے۔ شہنشاہ جان بچتے نہ دیکھکر جم سے اپنی مفرور شدہ فوج مین کود پڑا اور سجھون کو طلسم زرنگار کی پہاڑیون پر چلنے کا اشارہ کیا۔

ادھر راجکمار اور جے مل اسی دستے پر برس پڑے جس کے اندر شہنشاہ اپنی جان لے کر بھاگا تھا۔ نہال سنگھ کی فوج بھی مارتی کاٹتی چلی آتی تھی دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ بازار رستخیز گرم تھا۔ راجکمار صاعقہ وار ترپ کر فوج مخالف پر لوٹ پڑا۔ شور الامان الحفیظ بلند تھا کسی کو جے مل نے ٹوکا کسی کو راجکمار نے گرایا ؎

بازار رستخیز تھا تھی ایسی کارزار — دونون کے نیچے تھے کہ چلتی تھی ذوالفقار
شانہ کٹا کسی نے جو رد کا سپر پہ وار — گنتی تھی زخمیون کی نہ کشتون کا کچھ شمار

اتنے سوار قتل کیے تھوڑی دیر مین
دونون کے چہرے چھپ گئے لاشونکے ڈھیر مین

تھا شور برق کا تو کبھی رعد کی کڑک — ہلتی رہی زمین لرزتے رہے فلک
کانپا کیے پرون کو سمیٹے ہوے ملک — نعرے نہ پھر وہ تھے نہ وہ تیغونکی تھی چمک

ڈھالونکا دور برچھیون کا اوج ہوگیا
ہنگام ظہر خاتمۂ فوج ہوگیا

طلسمی فوج کا ستھراؤ ہوگیا۔ پرے کے پرے درہم برہم کردیے۔ ساحر و غیر ساحر دردمند سے فریاد و الغیاث کی صدا آتی ہے۔ راجکمار کی جرأت کی دھوم ہے علمدار کو قتل کیا۔ علم لیکر فوج مخالف پر پھیٹ پڑا۔ تیرون کے پرٹوٹے ہوئے ہین

ترکشون سے نکل نکل کر گر پڑے۔ جے مل نے ہزارون ساحرون کے سر قلم کیے ہزارہا لاشہ جا بجا پڑا ہے۔ کوئی اوندھا منھ کوئی سسکیان بھرتا کسی کو پانی کی رٹ ہے کوئی دم توڑ رہا ہے۔ ہمراہیان جے مل اور راجکمار کسی کو نہ چھوڑتے تھے۔ راجکمار کی جرأت کی پکار تھی۔ یا تو لینا لینا کی صدا تھی یا بھاگو بھاگو کی پکار ہوئی۔ ہر ایک سپاہی بدحواس ہو رہا ہے یہی غلغلہ ہے کہ راجکمار کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے۔ فتح و نصرت کی کدو کاوش بیکار ہے۔

الغرض شاہ طلسم کی فوج نے ہزیمت کھائی۔ کھڑگ سنگھ بھی لڑتا بھرتا طلسم زرنگار کی سرحد پر پہونچ گیا۔ راجکمار نے پیچھا نہ چھوڑا۔ کھڑگ سنگھ طلسم زرنگار مین گھس گیا راجکمار اور جے مل یہ کہتے ہوئے پلٹ پڑے۔ خیر آج نہیں۔ پھر دیکھ لینگے جاتا کہان ہے۔ پرتاب سنگھ کو چھوڑانے کی تدبیر کرنا ہے۔ طلسم زرنگار کی فتاحی انھین کے نام پر ہے۔ مہاراج بھی نڈھال ہو رہے ہونگے۔ مہارانی گھبراتی ہونگی لالی اور کملنی پریشان ہونگی۔

دس بجتے بجتے جے مل اور راجکمار فتح کا نقارہ بجاتے قلعہ آہنی مین داخل ہوئے۔ اہالیان قلعہ نے آتشین بجھا دین۔ شادیانے بجنے لگے۔ رنواس مین کسی قدر وحشت کم ہوئی۔ پر راجکمار پرتاب سنگھ کا خیال سوہان روح ہو رہا ہے۔ انجمن مشاورت ترتیب دی گئی۔ راجکمار کی رہائی کی تدبیرین سوچی جانے لگین۔ جیمل نے کھڑے ہو کر حاضرین مجلس سے کہا۔

جے مل۔ کیا کہین ہم لوگ دیر کو آئے ورنہ مجال نہ تھی راجکمار کو لے جاتا۔ لوح طلسمی ملنے مین عرصہ لگ گیا۔ لوح پاتے ہی روانہ ہوئے۔

نہال سنگھ۔ کملنی کے پتا مہاراج گوپال سنگھ کو خبر دیدینا چاہیے۔ وہ سخت متوحش ہونگے۔ کوئی قاصد بھیجکر کہلا بھیجو کہ راجکماری بخیریت ہمارے یہان ہین۔ آج کل مہم درپیش ہے۔ عنقریب آپ کی خدمت مین بھیجی جائین گی۔ کسی ساحر کے پنجہ مین گرفتار ہو گئی تھین۔ مگر واہ ری حیادار لڑکی اپنی عصمت اپنا ناموس کس طرح بچایا۔ اس کی پاکدامنی کے اہالیان طلسم شاہد ہین۔

جیمل۔ اور لالی کی انسانیت کی کیا تعریف کی جاے چشم بد دور اس طرح کی

جیوٹ اور اس طرح کی دلیری بڑے بڑے بہادرون مین نہین دیکھی۔
نہال سنگھ۔ ہم تم سب صاحبون کے ازحد مشکور ہین جنھون نے آڑے وقت
مین ہماری جان بچائی۔ خیر۔ ایک ہفتہ کے بعد ہم سب طلسم زرنگار کی طرف
چلدینگے راجکمار ریتناب سنگھ کا سراغ لگائین گے۔ ایشور کرے کہین ملجائین
تو کام نکل جائے۔ طلسمی لوح مل ہی گئی ہے۔ صرف راجکمار کی دیر ہے۔
طلسم زرنگار کا ٹوٹنا محال نہین۔

چودھوان باب

فصل گل آئی خزان بھی ہوئی گلزار مگر
طائر دل ہے ہنوز اُن کی گرفتاری مین

چار پانچ مہینہ کے بعد جس روز کرشن کانتا اور ناگر اپنے مشتاق دل کو
اپنے پہلو مین لیے بدھ سین وزیر طلسم زرنگار کے کیمپ مین پہونچین ان کی
بے نسبی ان کی اُداسی دیکھکر بدھ سین کا سینہ چاک ہوا۔ ناگر نے ساری
واردات ساحر کے اُڑا لے جانے کی کہی۔ اپنی مصیبت کی داستان رو رو کر
سُنائی۔ بدھ سین نے بحفاظت تمام طلسم زرنگار مین بھیج دیا۔ چنانچہ آج پہلا ہی
دن ہے جب راجکماری کرشن کانتا اپنی ماں کے پاس بیٹھی ہوئی اپنی بیتی
سُنا رہی ہے۔ ماں چھاتی سے لگاتی ہے کبھی ہاتھون کو چومتی ہے کبھی پیار کرتی
ہے۔ پیشت پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ مدت کے بعد بچھڑی بیٹی کا مل جانا کچھ ایسا نہ تھا
کہ اوپر ہی اوپر نکل جائے۔ قریب تھا کہ بیتاب ہو کر کلیجہ مُنھ کو آئے۔ حیرت نے
قبضہ کر لیا تھا جسم کی ساری قوتین بیکار سی ہو گئی تھین۔ دُنیا نظرون مین تیرہ و تار
تھی۔ آج خانۂ دل روشن ہو گیا۔ کرشن کانتا شعلۂ بھبوکا اندھیرے گھر کا اُجالا تھی
محلسرا مین شادیانے بج رہے ہین۔ ہر طرف قہقہے۔ غریب غربا خیرات پانے لگے
راگ و رنگ کی محفلین ترتیب دی گئین۔ خوشیان منائی جانے لگین۔

یہ سب کچھ ہے۔ مگر کرشن کانتا بالکل چُپ ہے۔ زبان کی طرح اس کا

بے چین دل اب بھی اپنے شغل سے غافل نہین ہے۔ قلعہ آہنی پر شہنشاہ کی چڑھائی اور راجکمار کی گرفتاری کی دلخراش خبر اسکے کانون کے پردے پھاڑ چکی تھی دل ہی دل مین آہستہ آہستہ باتین کر رہی ہی معلوم نہین وہ بیچارے کہان قید ہین۔ کس عذاب مین گرفتار ہین۔ قید کی صعوبتین اُٹھاتے ہونگے۔ ہائے کس طرح بے یار و مددگار بیٹھے رو رہے ہونگے اُس دن کی بات میرے دل سے نہین بھولتی جب وہ کوٹھری کے سامنے صحنچی مین آکر کھڑے ہوگئے۔ اُس وقت اُن کا زار و قطار رونا ٹھنڈی سانس لیکر) تمام عمر یاد رہے گا۔ مجھسے چھوٹنے کا بہت ملال ہوگا۔ مگر ہائے اُن پر بھی تو بلا ٹوٹ پڑی تھی دشمنون کے پنجے مین گرفتار ہوگئے تھے۔ پیارے تم کہوگے کرشن کانتا بڑی بے مروت ہے۔ نہین وہ مجبور تھی وہ بھی بلا مین پھنس گئی تھی۔ سہیلی بھی ہو تو ایسی ہو جیسی ناگر ہے ہماری طرح اُس بیچاری نے بھی مصیبتین جھیلین۔ سختیان اُٹھائین۔ وہ تو کہو نورجہان مل گئی جس کی بدولت آج اپنے گھر پہونچ گئی۔ اس غریب نے اپنی جان برباد کردی اور پتاجی کو منھ نہ دکھلایا۔ حیادار ایسی ہی ہوتی ہین۔ اُف کہین راجکمار کی لگاوٹ کی خبر پتاجی کو لگ جائے تو نہ جانے کیا ہو۔ وہ تو بیچارے یونہین قید مین پڑے ہوئے ہین میری خبر نہین۔ اور رہے بھی ایک پاگل لڑکی کے لیے یہ بے ننگی! جب لوگ سنین گے کیا کہین گے۔ مطعون ہوجاؤنگی۔ ہر شخص کہتا پھریگا گلی گلی چرچا ہوگا کہ پرتاپ سنگھ کے عشق نے کرشن کانتا کو مجنون کردیا۔ اور تو اور اماں جان ہی اپنے دل مین کیا کہین گی۔ ہائے کس طرح میری آنکھین اُن کے سامنے ہونگی خیر ابھی تک تو یہ راز سربستہ ہے کسی کو کانون کان خبر نہین۔ البتہ ناگر جانتی ہی۔ ناگر میری رازدار ہے۔ بس اُسی سے اپنا دُکھ کہون گی۔ رو دھو کر بیٹھ رہونگی۔ دل کی بھڑاس تو نکل جائیگی۔ اب تو یہ کسی طرح ممکن ہی نہین کہ میری دلی افسردگی میرے چھپائے چھپ سکے اور میرے پژمردہ چہرے سے بدنامی کا داغ بنکر ظاہر نہو ہے ایشور مین کیا کرون۔ سب یہی کہینگے۔ کہ پرتاپ سنگھ کے قید ہوجانے سے اس کا یہ حال ہے۔ اے محبت ایشور تجھے غارت کرے۔ تیرا ناس ہو اے عشق تو دنیا سے ناپید ہوجائے۔ ہائے تیرے ظالم ہاتھون

سے کیسے کیسے ستم ہو رہے ہین۔ ای جگدیشور تو میرا دل پھیر دے یا دل مین تحمل پیدا کر اور تحمل مین استقلال اور اگر یہ کچھ بھی نہین تو پھر اس دل ہی کمبخت کو لے لے۔ جو کسی صورت مجکو چین نہین لینے دیتا۔ مین ایسی زندگی سے درگذری۔ یا جان نکل جائے تو اس جھگڑے سے چھوٹون مرجاؤن تو اچھا۔

کرشن کانتا اسی قسم کی باتین دل سے کہہ رہی تھی کہ اس کی والدہ آگئی اور گو وہ مُنہ ہاتھ دھونے کی حالت مین بہت کچھ دل کے بخارات آنکھون کی راہ نکال چکی تھی مگر اس وقت کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ابتک اس کا دل رونے سے خالی نہین ہوا ہے۔ اس کی آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے آنسو۔ اس کا ٹھنڈی سانسین آہستہ آہستہ لینا بتا رہا تھا کہ اس کے دل پر کوئی قبضہ کیے ہوئے ہے۔ اور اس کے چہرے کا یک بیک زرد ہو جانے والا رنگ اور اسکی چھپی ہوئی شرمیلی آنکھین اس بات کی خبر دے رہی تھین کہ اس وقت اسکے دل مین چھپے ہوئے خیالات نے اِس کی مان کو آتے دیکھکر کس قدر اس کو شرمندہ کیا وہ اپنی مان کو اس طرف آتے دیکھکر تعظیم دینے کے لیے ایک گھبراہٹ کے عالم مین سرو قد کھڑی ہو گئی اور پھر یا دل ناخواستہ اُس کو اپنے اُن خیالات سے زبردستی دامن چھڑانا ہی پڑا جس کی اُدھیر بن مین وہ اُس وقت اُلجھی ہوئی تھی۔

مان کے آتے ہی کرشن کانتا نے قدم چومے اور پائین بیٹھ گئی۔ مان نے پوچھا۔

"بیٹی۔ اُداس کیون رہتی ہے۔ دل چاق کر مصیبتین کٹ گئین۔ گھر آگئی ہے اب ڈر کس کا"

کرشن کانتا۔ اماں جان! جس وقت وہان کی باتین یاد آتی ہین۔ خون خشک ہو جاتا ہے۔ اور ابھی تک دل ہاتھون اوچھل رہا ہے۔

مان۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ چلو کھاؤ پیو۔ آرام کرو۔ آج کل نجانے کیسے دن آئے ہین شہنشاہ بھی منتشر ہو رہے ہین۔ قلعہ آہنی پر دھاوا تھا۔ شہنشاہ شکست کھاکر بھاگ آئے۔ سُنتی ہون طلسمی لوح مل گئی۔ اب کیا جانے کیا ہوگا۔

ایسا نہو طلسم ٹوٹ جائے۔

کرشن کانتا۔ کیا اس طلسم کی لوح بھی ہے۔ اماں جان لوح سے کیا ہوتا ہو۔

مان۔ طلسم کا توڑنے والا طلسمی لوح سے طلسم کشائی کرتا ہے۔ جبتک لوح نہین ملتی۔ کوئی طلسم کی طرف آنکھ نہین اُٹھا سکتا۔

کرشن کانتا۔ اطلسم کشا کون ہے۔

مان۔ اُڑتے اُڑتے سُنا ہے۔ کوئی پرتاب سنگھ ہے وہی طلسم کشائی کرے گا لیکن شہنشاہ نے اُسے قید کر دیا۔

غم نصیب کرشن کانتا کے لیے یہ کلمہ بہت ہی نازک تھا اس کے رہے سہے دل کو مسل کر پھینک دیا۔ تمناؤن مین قیامت برپا ہو گئی۔ مگر ننگ و ناموس کے خیال نے بہت جبر کے ساتھ ضبط اور تحمل پر مجبور کر دیا وہ سنبھلی اور بات بنا کر بولی۔

کرشن کانتا۔ اماں جان آج طبیعت بہت خراب ہے۔ سر مین درد ہے ذرا جا کر لیٹ رہون۔

مان۔ جان مادر۔ کچھ ناشتہ واشتہ کر لو۔ پھر سو رہنا۔

کرشن کانتا۔ نہین مان۔ آج کھانے کو جی نہین چاہتا۔ کچھ حرارت سی معلوم ہوتی ہے۔

کرشن کانتا یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنے کمرے مین جا کر پلنگڑی پر لیٹ رہی۔ انتشار اور تردد کی گھٹا مین چھائنین رنج و افکار نے دبا لیا خادمائین کنیزین آتی ہین مگر کسی کو پاس پھٹکنے نہین دیتی ؎

محبت مین کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

کرشن کانتا ہے اور اُس کے رہنے کا وہی کمرہ جو اُس کے پریشان خیالات کے لیے کبھی پہلے تو گوشۂ عافیت بنجاتا تھا مگر آج خدا جانے یہان کس قسم کی نکبت برس رہی ہے کیسی کیسی بلاؤن کا یہان نزول ہے۔ اِس کی چار دیواری جیلخانے سے کم نہین۔ اس کی چھت اس پر ستم کرنے کے لیے

اسی طرح تلی کھڑی ہے جس طرح نیلگون آسمان کسی پر ٹوٹ پڑنے کے لیے چارون طرف سے جھکا ہوا ہے۔ یہان کی سب چیزین بے ترتیبی کے ساتھ پڑی ہوئی ہین اور باہر سے آنے والی ہوا کے ساتھ غبار نے ان سب تصویرون پر جو چوکھٹون مین لگی ہوئی دیوارون پر نظر آتی ہین اداسی کا پوڈر پھیر دیا ہے کرشن کانتا چپ اداس گاؤتکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہے اور سرہٹ گرانی کے ساتھ نیچے جھکا ہوا اُن ہاتھون پر رکھا ہوا ہے جو گھٹنون پر رکھے ہوئے سہارے کا کام دے رہے ہین الجھن کسی طرح چین نہین لینے دیتی تھی بیتابی دل کو اُٹھا اُٹھا کر پٹک رہی تھی اور دل کے وہ بخارات جو طبیعت کے اضطراب سے اُٹھ اُٹھ کر مان کے خیال سے اب تک سینے کے پردون کے اندر چھپے ہوئے بیٹھے تھے اب موقع پاتے ہی آہین بن بن کر منھ سے نکلنے لگے بیٹھا نہ گیا پلنگ پر لیٹ گئی اور جب یون بھی آرام نہ ملا تو اپنے آنے والے خیالات کی طرح پہلو بدلنے لگی اور سودائے عشق کے ذرے اس کے خون مین ملے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ سارے جسم مین دوڑے دوڑے پھرنے لگے۔ قریب تھا کہ عشق کا جن اس کو بے قابو کر دے اور وہ اس کمرہ سے نکل کھڑی ہو۔ اتنے مین کمرہ مین کسی کی چاپ سُنائی دی اس کی آنکھ اُٹھی دیکھا۔ ناگر آ رہی ہے۔ کرشن کانتا نے پوچھا۔ بہن اس وقت کہان بھول پڑین۔؟

ناگر۔ تمھین دیکھنے چلی آئی۔

کرشن کانتا۔ بہن! کچھ اور سُنا۔

ناگر۔ ہان بڑی بیڈھب بات سُننے مین آئی ہے۔ لوگ کہتے ہین راجکمار گرفتار ہو گئے۔

کرشن کانتا۔ ہائے دیکھو تو کہین دشمنون کی جان پر نہ بن جائے۔ تم نے کچھ خبر پائی۔

ناگر۔ راجکماری جی! اُنھون نے تو میرے ساتھ کیسے کچھ سلوک کیے میری جان بچائی۔ کیا اُس دن کی یاد میرے دل سے جاتی رہی جب ساحر کے سحر مین

مسحور ہو کر میرے لیے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے تھے۔ مین بے بس تھی
مین چیخ مار کر بیہوش ہو گئی تھی۔ ناگر تا عمر نہین بھول سکتی۔ جب سے سُنا ہے
دل مین آگ سی سلگتی رہتی ہے اگرچہ عورتون کے دل صدمے سہنے کی خاص
طاقت رکھتے ہین مگر ہر ایک کا کام صرف برداشت کرنا ہی نہین ہوتا۔ یہ
خبر سُنتے ہی میرے دل پر تو گویا بجلی گر پڑی۔

کرشن کانتا۔ بہن۔ پھر اب کیا ہوگا۔؟

ناگر۔ ہوگا۔ کیا۔ راجکمار کے لیے ناگر کی جان تک کام آجائے تو دریغ
نہ کرے گی۔

کرشن کانتا۔ کیا کوئی سبیل نکالی ہے۔

ناگر۔ ہان۔ ایک مہینہ میرا انتظار کرنا اس عرصہ مین نہ آؤن تو جان لینا ناگر راجکمار
پر نچھاور ہو گئی یا سرخرو ہو کر تمھین مُنھ دکھاؤنگی۔

یہ کہکر ناگر اُٹھ کھڑی ہوئی کرشن کانتا بلک بلک کر رو رہی ہے۔
ناگر نے چھاتی سے لگایا پیاری۔ دھیرج رکھو۔ ایشور انجام بخیر کریگا۔
زیادہ رونے دھونے سے سارے بھید کھُل جائینگے اور پھر بنا بنایا
کھیل بگڑ جائیگا"

کرشن کانتا۔ تو پھر جلدی آنا۔ مہینہ بھر بعد نہ آئین تو مجھے زندہ نہین دیکھ سکتین
کرشن کانتا روتی جاتی تھی ناگر تشفی دلاسا دیتی ہوئی وہان سے چلدی
آدھی رات کے وقت یہ سترہ سالہ لڑکی چُپ چاپ محل سے کیا نکل کھڑی ہوئی
گویا بے انتہا دُنیا کے سمندر مین کود پڑی۔

اگلے دن جب صبح ہوئی نوکر چاکر لونڈی غلام کیا دیکھتے ہین کہ ناگر ندارد
ہے سب حیران مستوحش۔ کیا افتاد پڑی۔ کہان علی گئین۔ کون لے گیا۔ کس
سفاک کا دست ستم ٹوٹا۔ ایک آفت سے نکلکر آئی تھین اب کس بلا مین پھنس گئین
کہین ایسا تو نہین کسی ظالم نے دست ہوس دراز کیا ہو اور انھون نے عصمت دیتی
ہوتے دیکھکر کلیجے مین چھری مار لی ہو۔ ہا۔ انھین اپنی زندگی مین آرام نہین ملا۔
جین کا نام بھی نہ جانتی تھین جس کی زندگی محض عذاب بھگتنے کے لیے ہی ظاہر

ہوئی ہو۔ اگر وہ اپنی زندگی تلف کردے۔ اگر اپنی زندگی ہیچ سمجھکر اپنی مرضی سے موت کے بستر پر لیٹ جائے تو اُسے عاصی اور ناشکرا کون کہہ سکتا ہے۔ کون اُس پر عیب لگا سکتا ہے۔

ناگر کی مفقود الخبری کی اطلاع تمام شہر مین مشتہر ہوچکی تھی۔ لوگ اسکی تجسس مین تھے۔ وہ بے باپ کی لڑکی تھی۔ اُس کے پتا بدھ سین قلعہ آہنی کی جنگ مین کام آچکے تھے۔ لوگون کا خیال تھا کہ شاید شاہ طلسم نے اُسے غائب کردیا ہے۔ کیونکہ اُس پر شیطان سوار رہا کرتا ہے۔ کدھر ادھر کچھ نہین دیکھتا۔

۱۵ پندرھوان باب

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر
کیون تم وہی معشوق ہو یا مجھکو گمان ہے

حریف لوگ شاہ طلسم کے حکم سے پرتاب سنگھ کو بیہوشی کی حالت مین گرفتار کرکے طلسم زرنگار مین لے گئے جب اسے ہوش آیا۔ اس وقت جو نظارہ اُسکے سامنے تھا اگر کوئی اور ہوتا تو غش کھاکر وہین گر جاتا۔

چارون طرف دشمن بیٹھے ہوئے تھے سامنے زرنگار چوکی پر شہنشاہ طلسم بھی موجود تھا اور اس کے دائین بائین امرا اور اہلکار ایستادہ تھے ان کے پیچھے سو سپاہیون کا پرا جسکے ہاتھون مین ننگی تلوارین تھین لگا ہوا تھا۔ گو پرتاب سنگھ اس وقت بہت کمزوری کی حالت مین تھا پھر بھی ہوشیاری شرط ہے وہ لوگ غافل نہ تھے۔ زخمی شیر بھی اپنے حریف پر جھپٹ کر اپنا کام کرسکتا ہے اسی ڈر سے سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔

راجکمار مسلسل و مطوق سامنے بیٹھا ہوا ہے اس کے قریب ہی ایک متوحش شکل جلاد تلوار سوتے ہوئے کھڑا تھا اور ایک نظر ہوکر اپنے شہنشاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس بات کا منتظر تھا جب شاہی حکم یا اشارہ ہو تو

فوراً خطرناک دشمن کا سر تن سے جدا کر دے۔

پرتاب سنگھ کے چہرے پر مطلق ہراس نہ تھا۔ وہ تیز آنکھوں سے شاہ طلسم کی طرف دیکھتا رہا۔ اور شاہ اُس کی بے خوفی سے متاثر ہو کر اس طرح مخاطب ہوا۔

شاہ طلسم۔ او کافر۔ بیشک تو بہادر ہے مگر تو نے ہمارے طلسم میں گھس کر شاہی نقصانات بہت کیے اس لیے تیری اس باغیانہ کارروائی کی سزا میں تیرا سر اُڑا دیا جائیگا۔

پرتاب سنگھ۔ (بے دھڑک ہو کر) کسی دلیر آدمی کو موت کا کچھ خوف نہیں ہوتا۔ جو تیرا جی چاہے کر۔

شاہ طلسم۔ کیا تو نے شاہی قیدیوں یعنی جے مل اور نہال سنگھ کو دیدہ دلیری سے نہیں چھوڑایا۔ کیا تیری یہ مفسدانہ کارروائی نہیں۔ کیا تو نے ہمارے باغیوں کی حمایت نہیں کی۔ کیا تو نے ہماری فوج کو نہیں مارا۔ بیشک تو قابل رحم نہیں۔ بلکہ دار کے لائق ہے۔

پرتاب سنگھ۔ (فخر کے ساتھ) میں نے مہاراج نہال سنگھ کا ساتھ دیا وہ دھرم دیر راجہ ہے تو فخر شاہان زمانہ ہو کر مکاری و غداری سے کام لیتا ہے مہمان بنا کر دھوکے سے قید کیا۔ کیا ایسے بیقصوروں کا ساتھ دینے والا مجرم ہو سکتا ہے کبھی نہیں۔ بے خطاؤں کا ایشور حمایتی ہے۔

اس بیدھڑک جواب سے حاضرین کو خیال ہوا کہ پرتاب سنگھ اپنے مُنھ سے اپنی موت بلا رہا ہے اور اُنھوں نے سمجھا کہ کھڑک سنگھ فی الفور اسکا سر قلم کرنے کا حکم دیگا۔ مگر اس وقت شاہ طلسم کا کچھ اور ہی خیال ہے وہ پرتاب سنگھ کو اپنا طرفدار بنایا چاہتا ہے وہ سوچتا ہے اگر یہ بہادر ہمارے کیمپ کا سردار ہو جائے اور نہال سنگھ سے ٹوٹ کر ہمارا ساتھ دے تو طلسم آپنی کو برباد کر دینگے نہال سنگھ اور جے مل کو قتل کر کے اس کھٹکے سے نجات پائینگے پھر کسی وقت موقع سے اس ملعون کا بھی سر تن سے اُتار لیا جائے گا اور اسطرح فتنہ و فساد کی آگ دب جائیگی۔ اس لیے پرتاب سنگھ کی باتوں سے شاہ طلسم

بہت خوش ہوا اور نرمی کے ساتھ یون کہنے لگا۔

بڑے جوان! تو نے جیسا سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے اگر اور کوئی ہوتا تو تجھے اس کی پوری پوری سزا دیتا۔ لیکن ما بدولت نے تیری گستاخیان معاف کین اور تیری بہادری سے ما بدولت بہت خوش ہوئے۔ تو اپنے حال زار پر ذرا دھیان دے۔ کیا تو جان بخشی چاہتا ہے۔ اگر جان عزیز ہو تو ہمارا طرفدار ہو جا۔ ہمارا منشا یہ نہین کہ تو ہماری جانب سے نہال سنگھ سے لڑے۔ اُس کے سر توڑنے کے لیے تو اینجانب کافی ہین۔ تو کسی کی جنبہ داری نہ کر بلکہ غیر جانبدار رہ۔

پرتاب سنگھ۔ شاہ طلسم خوب غور کرلین کسی کی فتح یا شکست ہمیشہ کے لیے نہین ہوتی اور نہ کسی کی اچھی یا بُری قسمت ہی یکسان رہتی ہے۔ زمانہ کے ساتھ اقبال اور زوال کے تغیر و تبدل کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اس لیے چند روزہ عیش پر کسی کے ساتھ بسوا اس گھات کرون یہ پرتاب سنگھ سے نہین ہو سکتا اگر آج آپ کی طرفداری مین جنگ و جدل کرونگا۔ تو کل آپ سے کسی زبردست دشمن کا حمایتی بن جاؤنگا۔ کفران نعمت کیا کوئی عمدہ چیز ہے ایشور کو کیا منھ دکھاؤنگا۔ آپ خیال کر سکتے ہین کہ زمانہ سلف سے کسی کا مستقل راج نہین رہا لکشمی نے کسی کا ساتھ نہین دیا پھر اسپر ناز کرنا عبث ہے۔ پس ای سلطان اگر دھرم کا پاس ہے اور راج کی سلامتی چاہتے ہو تو مہاراج نہال سنگھ کے قدم لو مین ثالث بن کر صلح کرا دونگا۔ دیکھو تمھاری قوم کا ستارہ ڈوب چلا ہے مالک کی مرضی کے خلاف چلکر اپنے خون کے ذریعہ کیون طلسم زرنگار کو تباہ اور برباد کرتے ہو۔؟

پرتاب سنگھ کی بلا لحاظ اور برملا باتین سُنکر تمام درباریون پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور ششدر و حیران اس کمزور زرجمی جوانمرد کی طرف ہر کس و ناکس کی آنکھین لڑی ہوئی تھین۔

اس گفتگو سے شاہ طلسم کے دل پر سخت صدمہ پہونچا۔ پرتاب سنگھ کو اُس نے اپنی ذات کے لیے مودب نہ پاکر چندان ناراضگی محسوس نہین کی تھی

مگر اپنی قوم کے زوال کی بابت اس کے الفاظ گویا تیر کے مانند دل مین گھس گئے جس قوم کی حشمت اور بہبودی کو وہ از سر نو قایم اور بحال کرنا چاہتا تھا جس طلسم کو مستحکم کرنے کے لیے وہ عظیم طاقت اور ثروت والے مہاراج نہال سنگھ سے مقابلہ کر رہا تھا اس کا خیال تھا اگر یہ سلطنت دائرہ اطاعت مین آگئی۔ تو طلسم زرنگار اور بھی مضبوط و مستحکم ہو جائیگا۔ اس کو یہ کریہ الفاظ برداشت نہو سکے اس کا غیظ کے باعث خون اُبلنے لگا۔ لیکن پھر بھی اس نے ضبط سے کام لیا اور اس کی باتون کا جواب دیا۔

شاہ طلسم۔ او بدمعاش! تجھ ایسے کم ہمت تقدیر پر توکل رکھنے والے اپنی حس و حرکت کو جواب دیدیتے ہین مگر منچلے بہادر باشندگان زرنگار تا حیات کبھی بے ہمت اور ہراسان نہین ہوتے۔ وہ کبھی متابعت قبول نہین کرینگے ابھی اُن کی عظمت کا آفتاب غروب نہین ہوا۔ اور نہوگا۔ بلکہ تا ابد اوج نصف النہار پر درخشان دکھائی دیگا۔

پرتاب سنگھ۔ جناب! آپ کیا فرماتے ہین طلسم زرنگار کا ستارۂ صعود تو اُسی دن غروب ہو گیا جس دن بے دست و پا عورتون پر جابرانہ اور وحشیانہ سلوک کیے گئے۔ کیا نور جہان کا حال بھول گیا۔ اُسی دن سے طلسم مین غدر مچا ہوا ہے۔ مہاراج نہال سنگھ پر کیسی بدعتین کی گئین جسے مل کس طرح مورد عتاب ہوا۔ جفائین سہین جس دن وہ قید جفا سے چھوٹا عام خلقت آپ کی بیجا کارروائی پر نفرین کرنے لگی۔

شاہ طلسم۔ (پھر آگ بگولا ہو کر قہر آلود نگاہ سے دیکھتے ہوئے تند آواز کے ساتھ) او بدمعاش تیرا ہست نیست میرے ہاتھ مین ہے۔ کیا تجھے زندہ رہنے کی پروا نہین۔ کیا میرے رعب و داب کا بھی ہراس نہین۔ اِس طرح بے محابا زبان لڑا رہا ہے۔

لاپروا پرتاب سنگھ پھر ویسے ہی غرور کے ساتھ جواب دینے لگا۔

پرتاب سنگھ۔ حالانکہ مجھے سب طرح کا عیش میسر ہے۔ دولت ثروت حشمت سب کچھ ایشور نے دیا ہے ان سب باتون کے ہونے پر بھی اس وقت آپ کی

حراست مین ہون تاہم مجھے ذرا بھی خوف نہین اور نہ اپنی زندگی کا خواہان ہون۔

شاہ طلسم۔ کس لیے۔؟

پرتاب سنگھ۔ اس لیے کہ اوّل تو کوئی سورما بہادر ہی اپنے حریف کو معاف کرسکتا ہے۔ دوم جسے اپنی فتحیابی پر کامل یقین ہو یا سمجھتا ہو کہ میرا حریف کچھ کر نہین سکتا پس ایسا شخص اپنے مخالف کو معاف کرسکتا ہے لیکن جو خود بزدل ہون اور جنھین اپنی فتح مین شک ہے وہ اپنے دشمن کو کیا خاک معاف کرسکین گے اس وجہ سے مین آپ سے معافی کا خواستگار نہین ہون۔

بات کرتے کرتے مجروح پرتاب سنگھ کی کمزوری اور بھی بڑھ گئی۔ جسم نڈھال ہوگیا چونکہ آخری گفتگو بہت بڑے جوش سے بھری ہوئی تھی اس لیے زخمون کے ٹانکے کھل گئے۔ لہو کا تارہ بہ نکلا۔

شاہ طلسم غضبناک ہوکر بولا۔

"ای نابکار تو اپنی فصاحت کے ناز پر معافی کی امید مت رکھ!"

پرتاب سنگھ۔ مین اس کے سوا اور کوئی اُمید نہین رکھتا کہ جلد بہت جلد اپنا فرض ادا کرے۔ میرے جسم کی حرارت کم ہو رہی ہے۔ اس وقت دیر کرنے سے میری بات کی شہادت نہ مل سکیگی کہ بہادر مردمتانت کے ساتھ کس طرح اپنی جان دیا کرتے ہین۔

شاہ طلسم۔ بیشک ایسا ہی ہوگا۔ ای جلاد اپنا کام کر۔

ابھی جلاد نے ہاتھ بھی نہ اُٹھایا تھا کہ پرتاب سنگھ کے زخمون سے اور بھی زیادہ خون بہ نکلا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور وہ غش کھا کر زمین پر گر گیا۔

گو شاہ طلسم کے مزاج مین رحم کا شعبہ بھی نہ تھا مگر اس وقت ایک خیال پیدا ہوا کہ جب تک ہوش نہ آجائے قتل کرنا ٹھیک نہین۔ اور شاید یہ اپنی ابتر حالت دیکھکر مجبوری سے ہمارا ساتھ دینے پر رضامند ہو جاے۔ اس لیے اس نے سر کاٹنے کا حکم نہ دیا بلکہ سپاہیون سے اشارہ کیا کہ فی الحال اسے جیلخانہ مین لے جاؤ۔

پرتاب سنگھ جیلخانہ مین پہونچا دیا گیا۔

سولھوان باب ۱۶

وہ حسین ہے تو ہوا زندان مین جس دم جلوہ گر
کھنچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

تنگ و تاریک جیلخانہ مین ایک بہادر چٹائی پر لیٹا ہوا ہے چھوٹے چھوٹے روشن دانون سے صبح صادق کے آفتاب کی کرنین اس تنگ و تاریک حجرے مین اُجالا کر رہی تھین۔ اس روشنی مین ہزارہا چھوٹے چھوٹے بھنگے اُڑتے پھرتے تھے۔ کبھی اوپر کبھی نیچے ہوتے تھے کبھی روشنی مین نمودار ہوتے تھے اور کبھی غائب ہو جاتے تھے۔ اِس روشندان پر پرندون کا گھونسلا تھا۔ بچے چین چین کرتے تھے۔ پرند کبھی آتے اور کبھی اُڑ جاتے تھے۔ کیونکہ وہ آزاد تھے مقید نہ تھے اس جھروکے پر بیٹھنے والے پرند جب پر کھول کر اُڑ جاتے ہین تو قیدی بھی خیالی طور پر ان کے ساتھ اڑ کر دُنیا کی بہار اور نیلگون آسمان کی سیر کرنا چاہتا ہے۔

پرتاب سنگھ کے دل مین اس طرح کا کوئی خیال نہین پیدا ہوا بلکہ اس سے بڑھکر غم کی آگ سینہ مین دہک رہی تھی۔ اسے زندگی کی کوئی اُمید نہ تھی اگر شاہ طلسم کے سپاہی اُسے وہین قتل کر دیتے تو اُسے کچھ درد نہوتا۔ ان ظالمون کی بدعت اب اس سے سہی نہین جاتی۔ وہ زمانے کے تنگ ہاتھون سے ضیق مین آگیا ہے۔

جیلخانہ کی دیوارین غم نصیب پرتاب سنگھ کی رفیق و مونس بنکر اُس کے چارون طرف چپ سناٹے مین کھڑی تھین جس مین اُس کے ارمان اور تمنا یاس اور نا اُمیدی کا جامہ پہن کر اگر دل سے نکلتی تھین تو اسی طرح مقید ہو کر رہجاتی تھین جس طرح عشاق کی بے اثر آہین مُنہ سے نکل کر چرخ مینائی کے اندر ہی اندر گھٹکر رہجاتی ہین۔ اس کے چہرے پر معمول سے زیادہ انتشار برس رہا ہے اور

اِسی انتشار مین وہ نشانیان بھی ملی جلی ہین جو ایک غمزدہ دل سے اُٹھکر عموماً انسان کے چہرے پر نمودار ہوجاتی ہین ان دو قسم کی نشانیون کے علاوہ اسوقت اُس بڑھے ہوئے غور کی علامتین بھی اس کے چہرے پر پائی جاتی ہین۔ جس کو کسی عقدۂ لاینحل کی گتھیان سُلجھانے کے اوقات مین فکر کرنے والے کا جُھکا ہوا سر اور اُس کی کچھ کھلی اور کچھ بند آنکھین عین خاموشی مین بھی دیکھنے والے کو اپنی حالت بتا دیا کرتی ہین۔ اسی طرح چپ بیٹھے بیٹھے اُس نے ایک مرتبہ اُس ٹھنڈی آہ کو اپنے لب تک آنے کی اجازت دی جس کو اُس کے ہمہ تن غور ہونے نے اب تک منھ تک آنے کا موقع نہین دیا تھا۔ اور پھر اپنے دل سے کہنے لگا۔

"دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ جیل کی وجہ سے نجات ملی۔ وہ کمبخت اب چھوڑنے کا نہین جیل تو راجکمار رنجیت سنگھ کے ساتھ گئے ہین۔ نہال سنگھ خود مجبور ہین۔ اُن مین طاقت نہین۔ میری طرح زخمون سے چور ہین۔ میرے سامنے تو ہوش بھی نہین آیا تھا۔ خدا جانے مرے یا زندہ رہے صبح ہوئی اور مجھ پر آفت آئی۔ اب کی کوئی حمایتی نہین۔ والد ماجد چترسین جب اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کی خبر سنینگے تو وہ بھی دُنیا سے رحلت کر جائین گے۔ کیونکہ اُن کی اولاد سوائے میرے اور کوئی ہے نہین۔ ہائے وہ پیر سال صرف ایک فرزند کی امید پر زندہ تھا وہ اس ناگہانی موت کی خبر پاکر اپنے سب طرف اندھیرا چھایا ہوا دیکھکر اپنی جان دیدیگا"۔

باپ کی حالت یاد کرتے کرتے پرتاب سنگھ کی آنکھون مین پانی بھر آیا اس نے پھر ایک دفعہ ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھکر پرافسوس لہجہ مین کہا۔

"ہائے" ؎

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہے گل کے پاس
اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

اے تفرقہ پرداز فلک۔ اے ستم شعار زمانے۔ اے بخت برگشتہ۔ اے قسمت اور اے نصیب کیا تجھکو اب بھی رحم نہین آتا۔ ہائے اتنو اچھی طرح خاک مین ملا لیا۔

خوب دل کھول کر رستا لیا۔ اب بھی کوئی حوصلہ باقی ہے؟ ہائے جس کے لیے مین مجنون بنا۔ آوارہ وطن ہوا۔ گھر بار چھوڑا۔ ہائے کرشن کانتا تو مجھ سے چھوٹی اور مین تجھ سے"

یہ آخری فقرہ بہت بھرائی ہوئی آواز مین کہا گیا۔ اس کے بعد ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر اسی چٹائی پر بے ہوش ہو کر گر گیا جس پر ابھی وہ سنبھلا ہوا بیٹھا تھا۔

گو اس وقت کی بڑھی ہوئی حیرت اور دل پر قبضہ کرنے والے تعجب نے ہمکو اس قابل نہین رکھا کہ ہم عالم خیال مین بھی روحی قوت سے اس غش کھانے والے کی خبر لیتے۔ مگر ہان اس شخص کا پُر حسرت بیان۔ دردناک آواز کرشن کانتا کا نام سنتے ہی ہم کو اس امر کا اچھی طرح یقین ہو گیا۔ کہ اپنی حسرت نصیبی اور ناکامیابی دیکھکر اس کو اس امر سے یاس ہو گئی ہے کہ کبھی اس کا نخل تمنا پھولے پھلے اور اس اُجڑے ہوئے چمن مین پھر بہار آئے جس مین بخت خزان نے ہمیشہ کے لیے اپنے ڈیرے ڈال دیے ہین۔

اب تک وہ اسی طرح بیہوش پڑا تھا۔ اس کی تنہائی دیکھ دیکھ کر جیلخانے کے در و دیوار سناٹے مین کھڑے تھے اور بیکسی سامنے کھڑی ہوئی ہاتھ مل رہی تھی اتنے مین قدرتی طور سے ہوا کی رفتار تیز ہوئی اور اس کا روح افزا اثر روشندانون سے فراٹے بھرتا ہوا پرتاب سنگھ کے دل و دماغ تک پہونچا اور یہ ہوش مین آ گیا۔ گھبرا کر اٹھا اور وحشت زدہ پھر اسی جگہ بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے جنون کے اُٹھنے والے ولولون نے پھر دل مین ایک شور اُٹھایا اور یہ اس طرح کہنے لگا۔

"ہان اب میری زندگی بیکار ہے۔ جب وہ شخص نہین مل سکتا ہے جس کو دل چاہتا ہے اور جس سے زندگی کا لطف تھا تو ایسے بے مزہ جینے سے کیا فائدہ پیاری کرشنا تو میرے لیے نہین۔ ایسے میرے نصیب کہان۔ ہائے وہ کیا اچھا خوش قسمت ہوگا جس کو اس کے شوہر بننے کی عزت حاصل ہوگی۔ مگر مین اس کو خوش قسمت نہین کہون گا۔ میرے رقابت کا جوش میری زبان سے

اُس کو بُرا ہی کہے گا۔ ہاں اس موقع پر اگر مین ہوتا تو البتہ خوش قسمت ہوتا۔ آہ کیسے بکھیڑے پڑ گئے۔ کیسی کیسی خرابیان پیدا ہو گئین۔ ہاے وہ کون گھڑی تھی جس گھڑی مین نے باغیچہ مین قدم رکھا تھا پیاری کرشن کانتا ہمسنون مین بیٹھی ہوئی کلیل کر رہی تھی۔ اُف اُس کے تیر نظر نے اس طرح زخمی کر دیا۔ آہ مجھے کسی کام کا نہ رکھا۔ بیر بھان دوست تھا اس کا پتہ نہین۔ ہاے رفیق تو نے بھی مرتے دم خبر نہ لی۔ باپ پرتاب سنگھ دُنیا سے جاتا ہے۔ مجھے زندگی راس نہین ہے۔ ہان تو کرشنا اپنا پیارا پیارا مکھڑا نہ دکھاؤ گی۔ تم کو میری محبت نہین ہے تمھارے مان باپ ہم سے کب خوش ہین جو تم ہم غریبون پر التفات سے نگاہ ڈالو۔ پرتاب سنگھ تم ہو کہان۔ وہ تم کو جان و دل سے زیادہ چاہتی ہے تیری بے وقت کی موت اُسے بھی جیتا نہ چھوڑیگی۔ وہ تو بیچاری غنچہ کے مانند کھلنے سے پیشتر ہی سوکھ جائیگی"

غرضکہ اس قسم کے تفکرات مین پرتاب سنگھ محو ہو رہا تھا۔ دوران سر تھا اور مایوسی کا اندھیرا آنکھون کے سامنے چکر باندھ رہا تھا وہ بیتاب ہو کر ایشور سے پرارتھنا کرنے لگا۔

"پرماتما! جو تو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ اور جو تو چاہیگا ہوگا۔ مگر موجودہ عذاب برداشت سے باہر ہے ؎

نہ بارو ہوا تا نہ گوئی ببار
زمین نا درو تا نہ گوئی بیار

شاہ طلسم کے حکم سے پرتاب سنگھ کا اس مصیبت مین کوئی بھی ہمدردی اور ترس کرنے والا نہ تھا جیلخانے کے پھاٹک پر ننگی تلوار کا سخت پہرا تھا سر شام ایک براہمن کھانا لیکر آیا کرتا تھا اور ایک خادمہ کمرہ صاف کر جایا کرتی تھی۔ ان دو کے سوا اور کسی کو بھی اس کوٹھری مین جانے کی اجازت نہ تھی لیکن کبھی کبھی مجلس کا داروغہ پرتاب سنگھ کا اس حالت پر مضحکہ اُڑاتا یا کوئی بہت شریف اور رحم دل سپہ سالار اس کی مجبوری پر افسوس کرتا ہوا کبھی آجاتا تھا۔ مگر پرتاب سنگھ کسی کے چھیڑنے پر بھی ناخوش نہوتا تھا جب کوئی اس کے ساتھ

ہمدردی کرتا تو اسکا دل بھر آتا تھا۔

پہرہ داروں کے کیمپ مین پرتاب سنگھ کے لیے دلی درد محسوس کرنے والی وہی ایک غریب عورت تھی جو روزمرہ پرتاب سنگھ کا کمرہ صاف کیا کرتی تھی۔ اس بیچاری کو تلنگون سپاہیون پہرہ دارون کا کچھ خیال نہ تھا اس کے دل مین عاجزون کی تکلیف دیکھ دیکھ کر ہمدردی کا جوش بھر جاتا تھا اور درحقیقت فرقہ اناث مین ہمدردی اور ترس کا مادہ قدرت کی طرف سے بھر دیا گیا ہے۔ گو ایک عورت ہماری دولتمندی عیش وعشرت اور آرام کی حالت مین لڑائی دنگا۔ فساد برپا کیا کرتی ہے لیکن وہی عورت جب ہمین مصیبت زدہ مایوس اور مجبور پاتی ہے تو کس قدر سچی ہمدردی محسوس کرتی ہے۔ ہمین سہارا دیتی ہے۔ ہمارے غم والم کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے تب اس کی قدر اور قیمت معلوم پڑتی ہے۔ ہم بیمار ہوتے ہین تو تیماردار بن جاتی ہے۔ جب ہم پر کوئی مصیبت پھٹ پڑتی ہے تو وہ ہماری شریک غم بلکہ مصیبت کا بوجھ بانٹ لیتی ہے۔ غرضکہ ہمارے رنج وراحت مین عورت ہمارا پورا پورا ساتھ دیتی ہے۔ اس دنیا مین اور بہشت مین اچھی اور نیک عورت کے برابر انسان کے لیے اور کوئی سکھ نہین ہے۔

پرتاب سنگھ کے رنج واندوہ مین یہی خادمہ تسکین دینے والی تھی۔ گو وہ روزمرہ خاموشی کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتی تھی لیکن دل ہی دل مین اس کی حالت زار دیکھ دیکھ کر کڑھ رہی تھی۔ پرتاب سنگھ کو سونے کے لیے صرف ایک چٹائی دی گئی تھی مگر وہ عورت اس چٹائی پر روز اپنا کپڑا بچھا جایا کرتی تھی پرتاب سنگھ کو شاہی حکم سے روکھی سوکھی موٹی روٹی اور ساگ پات دیا جاتا تھا وہ بھی ایک وقت۔ مگر وہ ہمدردی کرنے والی عورت خود بھوکی رہتی اور پرتاب سنگھ کے لیے اچھا لطیف کھانا اور کچھ فواکہات رکھ جایا کرتی تھی اور پرتاب سنگھ کو ان باتون کی مطلق خبر نہ تھی پرتاب سنگھ کے لیے کوئی معالج بھی مقرر نہ تھا بیچارہ درد سے کبھی کبھی غش مین آجاتا تھا لیکن یہی لونڈی اس کی حالت زوی دیکھکر اپنے ہاتھون سے اس کے زخم دھوتی اور اپنے

آنچل کی پٹیاں پھاڑ پھاڑ کر اس کے زخمون پر باندھ دیا کرتی تھی۔
غریب کنیز کی تیمارداری سے رفتہ رفتہ پرتاب سنگھ کے زخم اندمال ہونے لگے۔ گو پرتاب سنگھ کو اپنے ہی غم سے فرصت نہ تھی۔ لیکن کبھی کبھی بدنصیب کنیز کے حال پر آنسو بہا دیتا تھا۔ کوٹھری مین رات دن برابر تھا۔ تاریکی کے عالم مین کنیز کا چہرہ اچھی طرح محسوس نہوتا تھا جب کبھی پرتاب سنگھ نے پکارا تو وہ پہرے والون کی طرف انگلی کرکے خاموش رہنے کا اشارہ کرتی تھی ناچار پرتاب سنگھ اپنی دلی انجمن مین پھر محو ہو جاتا۔
پہرے والے اس عورت کے دردمندانہ برتاؤ سے طنزاً کہا کرتے تھے۔
"او بیوی۔ کیا قیدی تیرے ساتھ شادی کریگا"
پہرے والون کے اس قسم کے کریہ الفاظ کی وہ مطلق پروا نہ کرتی تھی۔ بلکہ کبھی کبھی ہان ہونہہ کر دیتی۔ اور کبھی خاموش ہو کر بات ٹال دیتی تھی۔ اے مضبوط عورت تیرا کیا کہنا تو نے غریب قیدی کے لیے اپنا عیش چھوڑ دیا۔ خدا جانے تو کس خاندان کی لڑکی ہے۔ تو دھان پان سی عورت محلون مین بیٹھنے والی تجھے کنیزی شایان نہین۔ تو نے بڑا کام کیا۔ پہرے والے تیرا دم بھرنے لگے۔ تو نے ان کو اپنے حسن اخلاق سے رام کر لیا۔ چنانچہ یہ کبھی کبھی نشہ پانی کے لیے کچھ نقدی دے دیتی تھی۔ اس لیے سپاہی بھی کچھ روک ٹوک نہ کرتے۔ وہ لوگ رات کو پہرے پر آپس مین اس عورت کے بارے مین باتین کیا کرتے اور خواب نین کبھی ساقی اور مے خانہ کو دیکھا کرتے تھے۔
ایک روز خادمہ پہرے والے دو شخصون سے شراب کے لیے کچھ رقم دینے کا وعدہ کر آئی تھی۔ چنانچہ پہر بھر رات گئے وہ شراب کی بوتلین لیے آئی۔ پہرہ دار دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ بھلا ایک تو شراب اور اس پر پلانے والی عورت کیونکر خوش نہوتے۔ دو ایک بیت انھین سنے ہوئے یاد تھے گنگنانے لگے پھر ادنچی تانین پڑین کسی نے یہ غزل گائی۔

غزل

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنسکے بولے وہ مُنھ قابل نقاب نہ تھا
دعاے توبہ بھی ہم نے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہم کو کسی شے کا بے شراب نہ تھا
بیان کی جو شب غم کی بے کسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا
وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اُن کی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا
لپٹ کے چوم لیا مُنھ بنا دیا اِن کا
نہین کا ان کے سوا اس کے کچھ جواب نہ تھا
ثبات بحر جہان مین نہین کسی کو امیر
ادھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

شراب کا دور چل رہا ہے۔ آدھی رات سے زیادہ گذر گئی سب کے سب مدہوش سر و پا کی خبر نہین۔ کوئی لیٹے لیٹے مے و ساقی کا خواب دیکھ رہا ہے۔ کوئی اوندھا۔ کسی کو استفراغ ہے۔ کوئی خراٹے بھر رہا ہے۔ انھین ایسی حالت مین چھوڑ کر خادمہ جیل خانہ مین داخل ہو گئی۔

رات کے تخمیناً گیارہ بجے ہونگے۔ تاریکی غم نصیب عشاق کی سیہ بختی کی طرح ہر طرف چھائی ہوئی ہے۔ رات کی چلنے والی ٹھنڈی ہوا کسی حسرت نصیب کی ٹھنڈی ٹھنڈی آہون کی طرح دل ہلاتی ہوئی چل رہی ہے۔ کنیز جلدی جلدی قدم بڑھاتی ہوئی زندانخانہ مین آئی۔ دُنیا اس کی نظرون مین تاریک تھی۔ صبر و قرار ساتھ چھوڑے دیتے تھے۔ جانکاہ مصیبتین طاری تھین۔ پہرے والون کا خوف کاش کوئی جاگتا ہو پاؤن آگے بڑنے نہ دیتا تھا۔ کمرے کے اندر شیر دل پرتاب سنگھ سو رہا تھا۔ ہاے اس کی جواہر نگار مہری کہان گئی۔ باپ کی شفقت۔ کرشن کانتا کی محبت مہاراجہ نہال سنگھ کی نظر عنایت سے

آج وہ محروم ہو رہا ہے۔

پرتاب سنگھ بیخودی کے عالم مین چپ پڑا ہے۔ آنکھین بند ہین۔ گویا اُس کی نگاہ مین دُنیا ہی نہین بستی۔ زندگی تفکر کا گھر ہے۔ اگر کوئی چیز آرام کی ہے تو وہ گہری نیند ہے۔ نیند کے گہرے اثر سے پرتاب سنگھ کے غم و درد سب بھولے ہوئے ہین۔

اس وقت پرتاب سنگھ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ پیشانی روشن اور چہرہ بشاش تھا۔ یہ کیا سبب۔ کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے ہان بے شک اُس کا دھیان عالم رویا مین کیا جانے کہان پہونچ گیا۔ لیکن خدا جانے یکبارگی اُسکے دل مین ایسی کیا بے چینی پیدا ہوئی کہ اس نے ایک دردناک کراہ کے ساتھ کروٹ لی اور پھر اس طرح سڑی سودائیون کی طرح بکنے لگا۔

آہ! اب کیا ہوگا۔ سچ مچ میرے مقدر کے ساتھ سارا زمانہ بھی مجھ سے پھر گیا ہے۔ ہائے باپ بھی گئے اب تک خبر نہ لی۔ نہال سنگھ نے بھی کہدیا۔ ہوگا بھی کوئی۔ مجھ سے مطلب۔ پیر بھان بڑا غمخوار بنتا تھا اس نے بھی کنائی کاٹی۔ ناگر بڑی دمساز بنتی تھی۔ ایک دن بھی خبر نہ لی۔ آہ پیاری کرشنا تو مجھے اب نہین دیکھ سکتی۔ اُف بڑی سنگدل ہو۔ جو اپنے محبوب رفیق کو دیکھے نہ اسین نہین یہ خیال غلط ہے۔ بھلا وہ عفیفہ دوشیزہ شریف زادی اپنے اختیار مین ہے وہ کیا کر سکتی ہے۔؟

حقیقت مین ایک مجروح قیدی جس کے پاس نہ کوئی رشتہ دار اور نہ سچا غمخوار ہے۔ تنہائی اس کی رفیق اور خیالات اُس کا غم غلط کرتے ہین۔ وہ بیداری کے عالم مین جس قدر عذاب مین رہتا ہے اُس قدر خواب کی حالت مین نہین اس لئے تو وہ ہمیشہ کے لیے سو جاے تو بہتر ہو۔ اُس کی آستینین تر تھین گرم گرم آنسوؤن کے بہنے والے قطرون نے سفارشی بنکر اس کے دلی غبار کو کسی قدر بٹھا دیا۔ طبیعت کا کسل و تکان اور دل کا اضمحلال نیند کا خمار بنکر آنکھون مین آتا تھا مگر دل کے اضطراب سے پلکون کو اس امر کی اجازت نہ تھی کہ وہ ذرا جھپک جائین۔ پرتاب سنگھ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر رہا تھا اور خادمہ

چپ چاپ چٹائی کے پاس کھڑی ہوئی آنسو بہا رہی تھی۔ اس کی سسکیوں نے پرتاب سنگھ کو چونکا دیا۔ پکارا۔

"کون ہے جو مجھ خستہ حال کو دیکھکر روتی ہے۔ اے پرستار! تو غلامی وقت کہان آئی کیا تو بھی میری طرح تکلیفین برداشت کرے گی۔ میرے لیے روتی ہے۔ میرے جینے کی امید نہین۔ پر ما تما تجھے خوش رکھے۔ میری طرح دکھ درد مت سہو۔ جاؤ ہنسی خوشی لطف زندگی اٹھاؤ۔ تمھاری ہمدردی اور اس محبت کو تا حیات دل سے فراموش نہ کرونگا۔

خادمہ بیچاری چپ چاپ بیٹھی روتی رہی۔

پرتاب سنگھ نے جواب نہ پاکر پھر چھیڑا۔

اے کنیز! ہمارے پاس کوئی ایسی شے نہین جس سے تیری محنت کا نعم البدل ہو سکے۔ تو بھی میرے پاس جو چیز حاضر ہے اُس سے دریغ نہین۔ یہ کہکے پرتاب سنگھ نے اپنا مرصع طلائی بازو بند اتارکے اُس کے آگے رکھ دیا۔

خادمہ نے سانس بھر کر جواب دیا۔

خادمہ۔ راجکمار جی بیشک! مین بھکھارن ہون مگر دولت روپیہ کے بھوکی نہین۔

اس آواز سے قیدی کے کان آشنا تھے پرتاب سنگھ چونکا اُٹھا اور بے قرار ہو کر بولا۔

پرتاب سنگھ۔ کیا مین خواب دیکھ رہا ہون۔ کیا تو بھکھارن نہین ہے۔ کیا تو ہماری سچی رفیق ناگر ہے اگر میرے کان بے اعتنائی نہین کرتے تو مین کہہ سکتا ہون کہ میری پیاری غمخوار ناگر ہے۔ ناگر بولو۔ خدا کے لیے جواب دو کیا تم نے میرے واسطے اتنی تکلیف برداشت کی۔ ایک کنیز کے لباس مین چھپ کر دشمن کے کیمپ مین آموجود ہوئین۔

ناگر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا دنیا مین کوئی ایسی جگہ ہے جہان عورت اپنے فرائض نہین

ادا کرسکتی۔ یا جہان وہ اپنے فرض کو محسوس کرکے نہ پہونچ سکتی ہو۔
پرتاب سنگھ نے تعجبات سے ناگر کی طرف نگاہ ڈالی۔
ناگر۔ راجکمار جی! یہان سے مخلصی پانے کے لیے ایک ترکیب سوجی ہے اور اس وقت موقع بھی ہے۔ پہرے والے بدمستی کی حالت مین غافل سو رہے ہین۔ تم عورت کے لباس مین باہر نکل جاؤ راستہ مین تمھین کوئی نہین ٹوکیگا۔ اور اگر شاید کوئی دریافت بھی کرے تو کہدینا کہ مین مسماۃ بھکھارن ہون۔
پرتاب سنگھ۔ تو کیا مین موت کے ڈر سے عورتون کا لباس پہنون کیا دشمن کے ہاتھ سے زنانے بھیس مین میری جانبری ہوسکتی ہے۔
اس جواب سے ناگر کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ تاہم غصہ ضبط کرتی ہوئی بولی "بیشک فرقۂ اناث تمھاری نگاہ مین بالکل ہیچ اور نفرت کے قابل ہے۔ بھلا تمھین زنانہ لباس پہننے کی کیا ضرورت ہے"!
پرتاب سنگھ کے دل مین چوٹ سی لگی۔ اور شرمسار ہوکر کہنے لگا۔
"بھکھارن! مجھے معاف کرین لیکن میری یہ مراد نہ تھی جس کا تمھین خیال ہے۔ عورتین تو ہماری محبت کا مرکز اور ہماری زندگی کا عنصر ہین۔ ان کی نسبت میرے دل مین کہین منافرت پیدا ہوسکتی ہے۔ اور تم نے تو اور بھی خاص کر میری مدد کی ہے۔ تمھاری کوشش سے ایک دفعہ میری نئے سرے سے زندگی ہوئی اور اب بھی تم نے میرے واسطے لونڈی کا بھیس اختیار کیا بھلا مین تمھاری ان بھلائیون کو نظر انداز کرسکتا ہون۔ اگر تمھارے خلاف کوئی حرکت کرون تو الشور مجھے اس کا بدلا دے
ناگر۔ تو پھر زنانہ لباس زیب تن کرنے مین پس و پیش کس بات کا۔
پرتاب سنگھ۔ نرم دل خواتین عشق مین مبتلا اور تکلیف برداشت کرنے کے ناقابل ہوتی ہین۔ تاہم یہ صفات ان کے حسن کے بڑھانے مین کام آتی ہین۔ مگر بہادر مردون کی شان مین بٹہ لگاتی ہین۔ اس وجہ سے بہادر لوگ عورت کی شکل مین ظاہر ہونا پسند نہین کرتے۔
ناگر کھسیانی سی ہوگئی۔ پھر بھی جواب دیا۔

دیوی راجکمار! تم عورتون کی عادات سے اچھی طرح واقف نہین ہو۔ عورتون کی برداشت شاید آپ نے آزمائی نہین۔ بیشک آپ نے بڑی بڑی بہادری کے کارنامے دکھائے۔ قلعہ آہنی اور طلسم زرنگار مین تمام شہرت پھیلی ہو اپنے عزیز رشتہ دار قریبی۔ باپ ماں سب کو چھوڑ کر اور اپنے کھانے پینے اور نیند کی کچھ پروانہ کرکے جنگ وجدل کے مصائب برداشت کیے۔ قید کی افتادین سہین۔ بلکہ زندگی تلخ کردی جس کا چرچا چھوٹے بڑون کی زبان پر پھیلا ہوا ہے۔ مگر مین بھی اس اندھیری رات کی قسم کھاکر کہتی ہون کہ راجکمار کرشن کانتا تم سے زیادہ مصیبتون اور عذاب مین مبتلا ہے اور تم سے کہین بڑھکر صبر اور استقلال کے ساتھ سختیان برداشت کررہی ہے۔ اور ایک زخمی کبوتری کی طرح دکھ سہہ رہی ہے۔ راجکمار جی! آپ کی عمر دراز ہو۔ قسمت کا لکھا کوئی کیا جانے۔ شاید نصیب یاوری دے کہ یہان سے نکل کر شیر ببر کی طرح اپنے دشمنون پر فتح حاصل کرو۔ اور میری نسبت آپ کچھ تردد نہ کرین بہت ہوگا لوگ میری کارروائیون سے واقف ہوجائین گے اور مجھے مجرم بناکر آگ مین جلادینگے۔ اس وقت آپ کو بھی معلوم ہوجائیگا کہ قابل نفرین عورتین بھی کس خوشی کے ساتھ بے دھڑک بہادرانہ موت سے مرتی ہین۔ اور مین تمھارے اندازے سے کئی گنا زیادہ اس کے لیے خوشی سے مرنے کو طیار ہونگی۔ کہ میری زندگی تمھین آزادی واپس دلانے کے لیے تمھارے کام آگئی۔ گویا اس زندگی کا یہی مقصد اور منصبی کام تھا۔ جسے مین پورا کرکے ختم ہوگئی۔ اُس وقت آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلون کو دیکھ دیکھ کر میرا ایک بال خوف سے ہلنے کا نہین۔ اور نہ آنکھون ہی سے کوئی بوند ٹپکنے کی روادار ہوگی۔ جب تک سارا جسم جلکر خاک سیاہ نہو جائیگا میرے چہرے پر استقلال اور برداشت کی علامتین اور مسکراہٹ موجود رہینگی۔ دشمن عورت کے جسم کو جلا سکتے ہین مگر اس کی بہادری کو نہین شکست دے سکتے۔ جب آپ میرا بیباکی سے جلنا ملاحظہ کرین گے۔ پھر کبھی آپ کے منھ سے ایسے الفاظ نہ نکلین گے کہ عورتون مین برداشت اور

استقلال کی طاقت نہین ہے۔ بلکہ بجاے منافرت کے حق کے کلمے نکلتے سنائی دینگے اور آپ کا دل بے ساختہ کہہ اُٹھے گا کہ عورتون کا خمیر ہی صبر و استقلال اور بردباری کے مادّے سے بنایا گیا ہے"

پرتاب سنگھ زوردار تقریر سُنکر سُن ہوگیا غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کی پیشانی۔ ابروؤن۔ آنکھون اور چہرے کی سُرخی کو دیکھکر خاموش رہ گیا۔

ناگر نے پھر ملایمت سے سلسلۂ تقریر کو جنبان کیا۔

راجکمار! مجھے معاف کرین مین نہ تو اپنی مجبت کا ثبوت دینے آئی ہون اور نہ اپنی سختی جتلانے۔ بلکہ اس وقت جو کچھ مُنھ سے نکل گیا ہے اُسے درگذر کیجیے۔

پرتاب سنگھ۔ میری سچی غمگسار ناگر! جو کچھ آج مین نے دیکھا ہے عمر بھر یاد رہیگا۔ آج سے کبھی یہ بات ہمارے لب پر نہ آئے گی کہ عورتون مین بہادری نہین ہوتی۔ جو کچھ اس وقت کرنا فرض ہو تم بتلاؤ۔ مین زنانہ لباس پہننے کے لیے طیار ہون مگر میرے نکل جانے کے بعد تمھاری خلاصی کیونکر ہوگی۔

ناگر۔ میری نسبت تو کچھ فکر ہی نہ کیجیے۔ میرے بچاؤ کا بندوبست ہو جائیگا۔ اور بالفرض نہ بھی ہو تو کوئی ہرج کی بات نہین کیونکہ میرے پیچھے کوئی ایسا نہین ہے جسے میرا دُکھ ہو جس طرح پانی کے قطرہ کا سمندر مین پتہ نہین لگتا بس میرا بھی عدم وجود برابر ہے۔ مجھ بختی کا مرنا دُنیا مین ایسا ہی ہے ؎

کفن کے واسطے کافی ہے ہون وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہے

والد مرحوم ایشور اُنھین سُرگ نصیب کرے۔ آپ کا دم بھرتے تھے۔ بارہا شہنشاہ کو سمجھایا مگر اُنھون نے ایک نہ مانی۔ گھر برباد ہی ہوگیا۔ اب مین رہکر کیا کرون بس اتنی دعا ہے کہ تم پروان چڑھو راجکماری کرشن کانتا تمھاری رانی ہو۔ ہوسکے تو کبھی کبھی میری یاد کر لینا۔

پرتاب سنگھ۔ (غائر نظر سے دیکھتا ہوا نرمی کے ساتھ) ایسی بات کیون کہتی ہو۔

میرا دل بھرا آتا ہے پرتاب سنگھ کی جان مین جان ہے تو تجھپر کوئی ٹیڑھی نظر نہین ڈال سکتا۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ میری رہائی کا کیا انتظام کیا ہے۔ اس کے لیے مین تمھارا ہمیشہ ممنون احسان رہونگا۔ لیکن مین تمھین تنہا چھوڑ جانے کا نہین اور نہ تم مجھے اس بات پر مجبور کرنا۔

ناگر پرتاب سنگھ کی اس بات سے لاجواب ہوگئی۔ حالانکہ اُس نے بہت کچھ سمجھایا دلیلین پیش کین مگر استقلال پسند اور غیور طبیعت والے انسان پر اسکا کچھ اثر نہوا اور وہ یہی جواب دیے گیا جس نے ایک دفعہ موت کے مُنھ سے بچایا ہو بھلا اُسے مین اب موت کے مُنھ مین چھوڑ کر اپنی مخلصی کی خواہش کیسے کرسکتا ہون؟ ایسی آزادی اور زندگی سے مجھے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

ناگر۔ (کچھ سکوت کے بعد) راجکمار! میری یہ غرض نہین کہ تمھین تکلیف دون۔ ایک اور بات سُناتی ہون "آیا تم خود اپنا بچاؤ چاہتے ہو یا نہین۔

پرتاب سنگھ دم بخود تھا کچھ جواب نہ دیسکا۔

ناگر۔ (کچھ دیر کے بعد بڑی دقت سے) تمھاری دلربا کرشن کانتا تمھارے اشتیاق مین جان بلب ہے۔ ایک ماہ کا وعدہ کرآئی ہون اگر اس ماہ کے بعد دوسرے ماہ کی چاندرات تک اُس سے نہ ملے تو تم اُسے ہرگز زندہ نہین پا سکتے وہ جان دیدیگی۔

پرتاب سنگھ اس خبر سے سُن ہوگیا گویا کسی نے چھاتی پر پتھر مار دیا جسم تھرا اُٹھا۔ پیشانی پر پسینہ آگیا۔ آنکھین اوپر چڑھ گئین اور نبض کی رفتار سست ہونے لگی۔

ناگر نے بہت کچھ سمجھایا اور بات بنانے کی کوشش کی۔

پرتاب سنگھ گالون پر ہاتھ رکھے نیچے سر جھکائے چپ چاپ سُنتا رہا۔ سر مین دھمک شروع ہوئی۔ دل مین دھڑکن آنکھون مین آنسو اور چہرے کے رنگ نے دل مین مختلف خیالات کے آنے سے گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیا۔ اس اندھیرے مین جو کچھ اُس نے دیکھا اس کا دل ہی جانتا ہوگا کچھ دیر اسی عالم سے گذری پھر سر اُٹھا کر بولا۔

"ناگر! مین تمھاری بات منظور کرتا ہون یہان سے نکلنے کو طیار ہون مگر تم بھی میری ایک بات منظور کرو۔

ناگر۔ کونسی بات۔؟

پرتاب سنگھ۔ اگر کل اتفاق سے یہان سے نہ چھوٹ سکین اور بیرحم سپاہیون نے شہنشاہ سے تمھارے قتل کا حکم صادر کرا لیا تو تم ایک دن کی اور مہلت لینے کی درخواست کرنا۔ ایک دن مین بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

ناگر نے اس بات کو قبول کر لیا اور پرتاب سنگھ کو زنانی پوشاک پہنا دی۔ اُسے اپنی اس نئی شکل کو دیکھکر ہنسی آگئی۔ پھر ناگر کی طرف دیکھکر سب ہنسی دور ہوگئی اور اسی کے ساتھ آنکھون مین آنسو بھی بھر آئے۔ اس نے دونون ہاتھون سے سر تھام کر کہا۔

پرتاب سنگھ۔ ناگر تمھارے اس عظیم احسان سے کبھی سبکدوش نہین ہو سکتا۔

یہ کہکر پرتاب سنگھ پھوٹ پھوٹکر رونے لگا۔ ناگر کے ہاتھ تر ہوگئے اور پھر وہان سے فرار ہوگیا۔

ناگر چپ ہوگئی۔ دل دہل گیا۔ پرتاب سنگھ کی پیاری آواز اسکے کانون مین گونج رہی تھی اور اس کی آنکھون کے اشکون سے ناگر کے ہاتھ ابھی تر تھے اس کے دل مین اپنے عہد کے خلاف پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ پرتاب سنگھ کے ساتھ اپنی زندگی تیر کر دونگی۔ راجکماری کی خدمت کرونگی۔ مگر طلسم زرنگار مین کبھی نہین رہونگی۔

ارے ناداں تیرا خیال غلط ہے۔ تو زندہ نہین بچ سکتی تونے شاہی قیدی کو نکال دیا صبح تیرا سر ہے اور جلاد کا پُرستم تیغہ۔ اس خیال مین مبہوت سی ہوگئی۔ سر گھومنے لگا۔ آنکھین کھول کر دیکھا تو پرتاب سنگھ کہین بھی نہین معلوم ہوتا تھا گویا کچھ دل سے نکل گیا ہے۔ بیچاری غش کھا کر زمین پر ڈھیر ہوگئی۔

پندرھوان[۱۵] باب

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے مُنہ سے نکلنے کی دیر ہے

اچانک اپنے ڈیرے مین پرتاب سنگھ کو پاکر راجا لیان لشکر حیران رہ گئے اور خوش بھی حد سے زیادہ ہوئے۔ پرتاب سنگھ نے جواب دیا۔ اس وقت سوالات کرنے کا موقع نہین ہے۔ ہمارے پانچسو سوار اور ایک ہزار پیادے سپاہی اپنی وردی کس کر فوراً طیار ہو جائین۔ اور ہمارے ساتھ چلین ایک مہم پر جانا ہے۔ مہاراج نہال سنگھ سے انشاء اللہ واپسی مین ملاقات ہوگی۔

سپاہیون کو تعجب تو ہوا مگر جب چاپ حکم بجا لائے۔ وردیان پہن کمرین کسین۔ گھوڑون پر کاٹھیان رکھین اور کیل کانٹے سے درست ہوکر طیار ہوگئے۔

تین پہر رات گذر چکی تھی۔ چاند چھپ گیا تھا۔ اندھیری پھیلی ہوئی تھی۔ ستارے اپنی آب وتاب دکھا رہے تھے۔ اُلوؤن کی بھیانک آوازین آرہی تھین ہر طرف ہو کا عالم۔ اس کالی رات اور سناٹے کے مین پرتاب سنگھ اپنے آدمیون کو لیے زندانخانہ پر دھاوا کیے ہوئے چلے جارہے ہین۔ چلتے چلتے کچھ فاصلے پر دور سے روشنی ٹمٹما رہی تھی۔ کبھی مدھم کبھی تیز ہوتی تھی۔ پرتاب سنگھ نے ٹھہر کر ایک آدمی کو بغرض استفسار حال روانہ کردیا وہ فوراً وہان سے پلٹ آیا۔ عرض کی۔ کیمپ مین چار سپاہی پہرا دے رہے ہین۔ احتیاطاً آگ جلا رکھی ہے۔

یہ خبر سُنکر پرتاب سنگھ نے دس قدر اندازون پر تاکید کی۔ کہ چارون پہرہ دار ختم کردیے جائین۔ اگر ان مین سے کوئی زندہ بچا تو تمھاری خیر نہین۔

قادر اندازون نے چارون کو نشانہ بنایا جب چارون زمین پر سسک سسک کر دم توڑ چکے۔ پرتاب سنگھ فوجی نوجوانون کے ساتھ اور آگے بڑھ گیا۔

راستہ مین جتنے پہرہ دار ملے سب ہلاک کر دیے گئے۔ اتفاق سے ایک پہرہ دار بچ گیا۔ وہ جان لیکر بھاگا۔ پرتاب سنگھ گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا اُس کے سر پر سوار ہو گیا۔ کچھ سوار پرتاب سنگھ کے ساتھ ہین۔ فوج پیچھے رہ گئی۔

مفرور پہرہ دار نے غل مچایا۔ ڈاکو آ گئے۔ مین قتل ہوا چاہتا ہون لوگو دوڑو۔ مدد کرو۔ اس آواز سے جیل خانہ کے کیمپ کے سپاہیون مین ہلڑ مچ گیا۔ پڑاؤ مین دو تین سو سپاہی رہتے تھے۔ لینا لینا کہتے سب لوگ دوڑ پڑے۔

پرتاب سنگھ مسلح سپاہیون کے نرغے مین پھنس گئے۔ تلوار چلنے لگی۔ جس طرح برسات کے موسم مین دریا کی طغیانی کے وقت پہاڑی سے پانی گرتے وقت نیچے کے درخت۔ گھر۔ گانون تمام بہتے چلے جاتے ہین اسی طرح پرتاب سنگھ دس بارہ سوارونکے ساتھ تین سو آدمیون کے مجمع کو چیر کر جیلخانہ کے پاس پہونچ گئے اور جاتے ہی تین چار سپاہیون نے نیزے مار مار کر آہنی دروازہ توڑ ڈالا۔

پرتاب سنگھ نے اندر جاکر ناگر ناگر پکارا تین چار آوازین دین مگر وہان کوئی پتہ نہ تھا۔ پرتاب سنگھ کا دل بھڑک اٹھا اور جی چھوٹا ہو گیا۔

اُسی وقت خیال آیا کہ عورتون کے لیے ایک علیحدہ جیل ہے شاید اُس مین ہو گی۔ پرتاب سنگھ زنانہ جیل مین گیا۔ بیم و رجا کی حالت مین دل اچھل رہا تھا۔ سانس پھولی ہوئی اور قلب دھڑک رہا تھا۔ گویا جسم کی ہڈیان توڑ کر باہر نکلا چاہتا ہے۔

پرتاب سنگھ نے زنانہ جیل کا بھی پھاٹک توڑ ڈالا دس پانچ سپاہی مارے گئے۔ اندر جاکر آواز دی۔ بھکارن بھکارن کہان ہو۔ جب آواز نہ آئی۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ ساری محنت کرکری ہو گئی۔ سر پر ہاتھ دھر کے

بُت کی طرح چپ بیٹھ گیا۔ پھر لمبی سانس لیکر آسمان کی طرف دیکھا اور چرخ ستمگار کی کج ادائی پر افسوس کرنے لگا۔

"ہائے تفرقہ پرواز فلک! کیا تجھے یہی منظور تھا کہ میری ساری کوششیں رایگان ہو جائیں۔

دفعتہً ایک بات اس کے ذہن میں آئی۔ وہ تلوار سوتے ہوئے جیل خانہ سے نکلا۔ محافظوں سے پوچھا۔ اگر جان کی خیر چاہتے ہو تو سچ بتا دو وہ عورت جو پرتاب سنگھ کے قید خانہ میں پائی گئی تھی۔ کہاں رکھی گئی ہے۔ جلد بتا ورنہ تیرا سر قلم کیے لیتا ہوں۔

دربان نے خوف زدہ ہو کر صرف اتنا کہا "قتل گاہ" مارے ڈر کے اوسان خطا تھے جسم پر جوڑی سوار تھی اور منہ سے پوری بات نہ نکلی تھی۔

چونکہ پرتاب سنگھ کے آنے اور فوج کے جانے میں دو تین روز کا وقفہ گذر چکا ہے اس لیے اس کا ماتھا ٹھنکا شاید ایسا ہی ہو حکام کی مورد عتاب ہو کر قتل کر دی گئی ہو۔

پرتاب سنگھ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قتل گاہ میں پہونچا۔ چاروں طرف مسلح سپاہی پھر رہے تھے۔ پرتاب سنگھ کا دل کچھ امید کچھ خوف اور کچھ ناگہ کی بے بسی پر درد مند تھا۔ آگے جا کر دیکھا تو سخت اندھیرا۔ دو تین بار بھکارن بھکارن!! نام لے کر پکارا۔ جواب ندارد کچھ غصہ کچھ گھبراہٹ۔ پرتاب سنگھ جھلا گیا۔ ماتھے پر ہاتھ دے مارا شمشیر کا چرکا لگا جھنا ہٹ کے ساتھ ہی لہو کی دھار بہ نکلی۔

پھر چلا کر کہا۔ بھکارن! بھکارن!!

نہیں سے جواب نہ پایا۔

ایک طرف دیکھا کچھ آگ سی جل رہی تھی خیال آیا کہ بھکارن کو اسی آگ میں کمبختوں نے جھونک دیا ہوگا۔ اس خیال کے ساتھ ہی پرتاب سنگھ کانپ کر بیٹھ گیا۔ آنکھیں آسمان پر لگی ہوئی تھیں اور دل ہاتھوں اُچھل رہا تھا۔ پاس ہی ایک درخت تھا درخت کے جوف سے آواز نکل رہی ہے

گویا کوئی لمبی لمبی سانسین لے رہا ہے۔

پرتاب سنگھ کو گمان ہوا شاید درخت کی کھوہ مین بیٹھی ہو۔ مگر وہان کیا تھا دراصل اس کھوہ مین ہوا ٹکرا رہی تھی اس کی آواز سے محسوس ہوتا تھا گویا کوئی دم لے رہا ہے جس طرف پیک نظر جاتا تھا بے نیل مرام واپس آتا تھا۔ گہری تاریکی مین سوائے آگ کی چمک کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

پرتاب سنگھ مایوس ہوکر زمین پر گر گیا اور خودکشی پر آمادہ ہوا۔ بھکارن کی یاد سوہان روح تھی۔ آہین تڑپ تڑپ کر نکل رہی تھین پھر کسی کی صدا سنائی دی۔ پرتاب سنگھ کی حیرت آمیز نظر چارون طرف گردش کر رہی تھی دفعتہً ایک انسانی شکل نظر آئی۔

"ارے غضب کیا۔ یہ بھکارنی تو نہین ہے" اور یہ سچ تھا۔ وہ بھکارنی ہی تھی۔

اس غم نصیب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس کی صورت دیکھنے سے پتھر کا دل بھی پگھل اٹھتا تھا۔ ناگر کھڑی تو تھی مگر سارا جسم زنجیرون سے جکڑا تھا۔ اس کے دونون ہاتھ پشت کی طرف موڑ کر درخت سے باندھ دیے گئے تھے اور پانون درخت سے کسے ہوئے تھے۔ کمر اور چھاتی اس قدر کھینچکر باندھی گئی تھی۔ کہ رسی کی رگڑ سے جسم کی کھال پھٹ گئی گوشت نکل آیا تھا۔ خون کے تراوے بہ رہے تھے۔ منھ مین کپڑا ٹھونسا ہوا چیخنا چلانا بھی محال تھا۔ بدمعاشون نے ساری تک اتار لی صرف ایک لنگوٹی بندھی ہوئی تھی وہ بالکل برہنہ تھی مگر لمبے لمبے بال اس کی ستر پوشی کر رہے تھے۔ اس غریب کی نگاہ آسمان پر تھی غیبی امداد کا اسے خواب و خیال بھی نہ تھا۔ پرماتما سے لو لگائے تھی۔ چہرے سے بجائے حیا۔ شرم۔ درد اور خوف کے صبر کی پاک روشنی جھلک رہی تھی۔ گویا اس تکلیف مین بھی پرماتما کی شکر گزار تھی

ناگر کی حالت زار دیکھکر پرتاب سنگھ کا کلیجہ شق ہو گیا۔ حکام کے وحشیانہ سلوک سے اسکا دل دو پارہ ہو گیا کہنے لگا۔

یا خدا کیسے ظالم لوگ ہین۔ بیمختون کو ذرا بھی رحم نہین آتا۔ حقیقت

مین یہ لوگ رحم کے مستحق نہین۔ دوزخ کی آگ بھی ان کے لیے کافی نہین ہوسکتی۔

پرتاب سنگھ نے ناگر کی رسیان کاٹین۔ زنجیرین توڑین وہ بیہوش تھی۔ جب ذرا ہوش آیا۔ پرتاب سنگھ کو پہچان لیا۔ ہائے ہائے کرنے لگی کہتی تھی ہی پرماتما! کیا خواب دیکھ رہی ہون۔ کیا تم پرتاب سنگھ ہوارے تم نے میری مدد کے لیے کیون تکلیف گوارا کی مین تو اپنی زندگی کا پھل بھوگ رہی تھی اور ہنسی خوشی پرماتما کی مرضی سے جان دینے کو طیار تھی۔ کہتے کہتے ناگر کو غش آ گیا۔

ناگر کی درد بھری آواز سے پرتاب سنگھ کے کلیجے پر تیر سا بیٹھا اس کا سر زانو پر رکھ لیا۔ دامن سے پنکھا کیا اس نے آنکھ کھولی۔ پرتاب سنگھ بولے۔

ناگر! تم نے میرے لیے جانکاہ بیان سہین تکلیفین اٹھائین افسوس یہان پر کوئی کپڑا نہین لیکن جس طرح تم نے مجھے اپنا لباس پہنایا تھا آج میری وردی پہن لو۔

یہ کہکر پرتاب سنگھ نے ہتھیار اتار کر رکھدیے اور اپنی وردی پہنانا شروع کی۔ ناگر تو بے خبر تھی۔ اسے کچھ پتہ نہ چلا۔ آیا مین ننگی ہون یا کوئی بدن پر کپڑا بھی ہے۔ پرتاب سنگھ نے جو کچھ پہنایا اس حالت مین پہن لیا۔

غرضکہ اپنی ساری سپاہیانہ پوشاک پہنادی اور آپ صرف قمیص کرتہ پہنے سادی پوشاک مین رہ گئے۔ اور ناگر کا ہاتھ پکڑے دہان سے چلتے ہوئے۔

پھر پرتاب سنگھ نے اپنے ایک سوار سے کہا۔ اسے بھی گھوڑے پر بٹھالو۔ سوار نے حکم کی تعمیل کی۔ ناگر کو پیچھے بٹھا کر پیٹی کے ساتھ اپنی کمر سے کس لیا تاکہ کہین گر نہ جائے۔

اب پرتاب سنگھ کو ایک خوف اور بھی تھا۔ سارے پڑاؤ مین ہلڑ ہوگیا ہی

جوق جوق فوج آیا چاہتی ہے ان لوگون کے نرغے سے کیونکر بچکر نکل سکینگے اسے صرف خدا کی ذات اور اپنی شمشیر پر بھروسا تھا۔

کوئی میل بھر چلنے کے بعد دیکھا کہ فوجی دستے چلے آرہے ہین پرتاب سنگھ شیرازہ فوج مین گھس گیا۔ اس کے سپاہی بھی جو پیچھے رہ گئے تھے اس کی مدد کو آگئے شپا شپ تلوار چلنے لگی۔ ساتھیون نے پرتاب سنگھ کی کامیابی پر خوشی کے نعرے مارے میدان مین الامان الحفیظ کا شور بلند ہے۔ پرتاب سنگھ کی تلوار نے قیامت برپا کردی۔ ان پانچ سو سوارون اور ہزار سپاہیون نے مین ہزار فوجی جوانون کا دل منتشر کردیا۔ ان کی شمشیر آبدار کی کاٹ نہ سہہ سکے دو ہی مین حملون مین پانون اکھڑ گئے۔ خیر سے دونون طرف کے سپاہیون مین کوئی ساحر نہ تھا کیمپ پھونک دیا گیا۔ دیہات لوٹ لیے گئے شاہی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ ان کے بے شمار خیمے بارود اور رسد کا سامان جلاکر خاک مین ملا دیا۔

پرتاب سنگھ مظفر و منصور جنگی جوانون کے ساتھ آہنی قلعہ کی طرف مراجعت کررہے ہین فوج والے سمجھتے تھے کہ راجکمارجی نے اپنی مخلصی کی راہ خود ہی نکال لی۔ چند سوارون کے سوا اور کسی کو ناگر کی بابت کچھ بھی پتہ نہ تھا۔ ناگر نے راستہ ہی مین زنانی پوشاک پہن کر اپنی اصلی صورت مین کرشن کانتا کے محل کی راہ پکڑی۔

ناظرین اب ذرا کرشن کانتا کی بھی تاک جھانک کرنی چاہیے کہ اس غم کی ماری کی کیا کیفیت ہوئی۔ اس کی اب تک وہی حالت ہے دم بدم اس کو غش آآکر اس کے بارغم کو کچھ ہلکا کردیتے ہین۔ اور جب اس حالت سے اس کو نجات ملتی ہے تو پھر وہی پرتاب سنگھ کا خیال آجاتا ہے کنیزون دائیون سے ناگر کو پوچھ لیتی ہے۔ اور آنسو خود بخود آنکھون سے جاری ہوجاتے ہین وید حکیم علاج مین مصروف ہین کبھی کبھی شاہ بھی دیکھنے آتا ہے۔ اپنی بیٹی کی صورت دیکھکر متفکر سا چلا جاتا ہے عشق کا روگ کسی کی سمجھ مین نہین آیا۔ مادر مہربان سرھانے بیٹھی ہوئی مریضہ کی حالت زار پر آنسو بہا رہی ہے۔

اور مریضہ ہے کہ اس کو کسی کروٹ چین نہین۔ دل بیٹھا جاتا ہے۔ تسلیان جواب دے رہی ہین۔ ایک جانگسل صدمہ کی اذیتین اس کے نازک دل مین گھونسے مار مار کر اس کو بے چین کر رہی ہین اور ارمان و تمنا اس کے سینے کے اندر بڑے نالہ و شیون کے ساتھ روپیٹ رہے ہین۔ جن کو آپس کی محبت اور الفت نے بڑے شوق کے ساتھ اب تک پیدا کر دیا تھا۔ راجکمار کی یاد اور ناگر کا انتظار وہ وہ ڈراونے خیالات جو تمام عمر اس کے دامنگیر رہے ہین سامنے آجاتے ہین۔ جن کو اضطراب کے عالم مین دیکھ دیکھ کر سہم جاتی ہے۔ اور بے اختیار کچھ گرم گرم بخارات بیتاب دل سے اٹھ اٹھ کر منھ تک آتے آتے آہین بن جاتے ہین۔ اس وقت اس کا ننھا سا کلیجہ لاکھون مردہ ارمان اور تمناؤن کا مسکن بن گیا تھا اور حسرت پاس بیٹھی ہوئی اسکے بیجا خیالات پر چمیگوئیان اڑا رہی تھی

کرشن کانتا پر کرب کا عالم طاری تھا نبضین دامن چھڑائے بھاگی جاتی تھین۔ کیوڑا گلاب کے مسکنات سے اس کے متوحش قلب کو تسکین دی جاتی تھی۔ پنکھا ہو رہا تھا۔ حکیم صاحب نبض دیکھ رہے تھے۔

اتنے مین کسی نے آکر کہا ناگر تو آگئین۔

کرشن کانتا نے آنکھ کھول دی۔ پوچھا ناگر کہان ہے۔ اس اثنا مین ایک عورت میری پیاری راجکماری کہتی ہوئی کمرے مین داخل ہوئی سبھون نے پہچانا ناگر ہے۔

ناگر نے مریضہ کا ہاتھ چوما۔ مریضہ نے گھبرائی ہوئی آواز مین پوچھا کہو بہن خیر سے تو رہین

ناگر۔ (قریب آکر آہستہ سے) اے بیوی۔ پرماتما کا دھنیباد ہے غضب ہوگیا تھا جان بچ گئی۔ آپ جینگی ہو لین سب حال کہونگی۔ اس وقت تو جاتی ہون شب کو آؤنگی اور اپنی بیتی سناؤنگی

خدا خدا کر کے دن کٹا۔ آج کرشن کانتا کی طبیعت کچھ چاق ہے۔ چہرے پر بحالی ہے۔ اس نے اپنی مادر مہربان سے کہہ رکھا تھا اماں جان جب تک مین

بیمار ہون ناگر کی پلنگڑی بھی میرے پاس بچھے۔
شاہی خاتون کی اجازت سے ناگر بھی وہین رہنے لگی جب تخلیہ پاتی پرتاب سنگھ کا ذکر خیر ہوتا اُن کی رہائی کی داستان اور اپنی بیتی رام کہانی کہہ سناتی۔ کرشن کانتا۔ جگدیشور! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ہائے مین تو سمجھتی تھی کہ دشمنون پر بیت جائیگی۔ اور ساتھی میرا بھی جنازہ اٹھیگا ہارے پر ماتما تونے بڑی خیر کی۔
کہتے کہتے اُس کی زار و قطار آنسو بہانے والی آنکھون مین یکبارگی خوشی کی عشوہ گریان اترائی پھرنے لگین وہ اپنے دل مین راجکمار کی محبت کی بہت قدر کرتی تھی مگر اب اور ایک سے ہزار ہوگئی۔ راجکمار کے دیکھنے کا شوق اسکو کسی نہ کسی طرح مل لینے پر مجبور کر رہا ہے لیکن وہ بیدست و پا تھی۔ باپ کے غضب اور خاندانی رسوائی کے خیال کے پہرے اس کے ارادون کے ذبح کرنے کے لیے جا بجا بڑی مستعدی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگر اسکی ہمراز و دمساز تھی وہ سمجھاتی تھی راجکماری دل کو تقویت دو۔ پرماتما وہ دن لائیگا کہ بچھڑے ملینگے۔ اور تمھارا عقد راجکمار کے ساتھ ہوگا۔ مگر افسوس یہ فراق اور بے چینی کی گھڑیان کاٹے نہین کٹتین۔ جوش جنون کا زور بڑھتا ہی گیا اور غم نصیب کرشن کانتا نے اُس مبارک دن کی یاد مین نرم نرم دل پر پتھر کی سل رکھ لی۔

سولھوان باب

غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے
مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب

پرتاب سنگھ کی مفقود الخبری سے اہالیان قلعہ آہنی مین بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جے مل اور نہال سنگھ دیوانخانہ مین بیٹھے ہوئے کسی خوض مین ڈوبے عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہین کوئی بات جمتی نہین۔ راجکمار اندرجیت سنگھ مع چند عیارون کے دیوان خانے مین آئے۔ والد ماجد کی قدمبوسی کے بعد

پائین بیٹھ گئے۔ نہال سنگھ نے پوچھا۔
نہال سنگھ۔ کہو کچھ خبر لگی۔
اندرجیت۔ عالم پناہ۔ ابھی تک تو پتہ نہین۔ لگا۔ جاسوس بھیجے گئے ہین۔
نہال سنگھ۔ پرتاب سنگھ کے بغیر کوئی کام نہین چل سکتا۔ طلسم زرنگار کی فتاحی اُسی کے نام ہے۔ جوتش بار بار یہی خبر دیتی ہے۔
جیمل۔ اسکے علاوہ انکے احسانات بھی تو ہم لوگون پر کس قدر ہین۔
نہال سنگھ۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے یہان اتنے عیار ہین۔ کوئی اُن کا پتہ نہین لگا سکتا۔
شکتی سنگھ۔ دیر سنگھ اور شیودت وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مہاراج کی باتون سے دل پر چوٹ لگی۔ شیودت نے کہا۔
شیودت۔ ان داتا۔ آپ بیتاب نہون۔ ایشور چاہے گا تو دو ایک روز مین راجکمار جی آیا چاہتے ہین۔
جے مل۔ بڑی خرابی تو یہ ہے۔ کہ طلسم زرنگار کے اندر کچھ ایسے عجائب وغرائب ہین وہ وہ مقامات ہین کہ ان لوگون کی کبھی نگاہ سے نہ گذرے ہون گے عقل حیران نظر متوحش۔ حواس باختہ ہو جاتے ہین۔ میری رائے مین بہت سہولیت سے کام نکالا جاے۔ ایسا نہو دشمنون کی جان پر بن جاے۔
اندرجیت۔ میری سمجھ مین تو فوج کشی کر دینا چاہیے جب طلسم زرنگار درہم برہم ہو جائے گا راجکمار کا پتہ لگے گا۔ اور ہم سب دھاوا بول کر اُن کی قید کو توڑ ڈالین گے۔ لوح طلسمی موجود ہی ہے۔ راجکمار فتاحی کے لیے چلے جائین اور ہماری فوج طلسم زرنگار مین گھس کر شاہی فوج کو درہم برہم کر دے۔
شکتی سنگھ۔ آقا۔ آپ پریشان نہون غلام اسی فکر مین جاتا ہے اور تلاش کر کے مفصل خبر لاتا ہے۔

دیر سنگھ۔ برادر آؤ ہم تم شہنشاہ طلسم کی بارگاہ مین چلین تعجب نہین وہان پتہ چل جائے۔

جے مل۔ ذرا اُس پہ عیاری سمجھ کے کیجیے گا۔ وہ ساحر زبردست اور ہوشیار ہے۔ تحفہ جات طلسمی سے کام لیتا ہے۔ اُس پہ پنجہ قابض ہونا بہت دشوار ہے۔

شیودت۔ پرماتما مددگار ہے۔

یہ کہکر شیودت لشکر سے باہر نکلا۔ رات پہر بھر سے زیادہ جا چکی ہے۔ تارے نکلے ہین۔ چاندنی چھٹکی ہے۔ یہ تو عیاری سوچنے لگا۔ مگر شکتی سنگھ کو تاب نہ آئی یہ تڑپ کے بھاگا دوسرے دن شام کو طلسم زرنگار مین پہونچا۔ ایک نازنین کی صورت بنکر دہائی دیتا ہوا شاہی دولتسرا پر آیا۔ خدمتگارون نے روکا اُس نے عرض کی۔

نازنین۔ (شکتی سنگھ) بھیا شہنشاہ سے جاکر عرض کردو کہ کنیز کو آپ کے لشکریون نے لوٹ لیا۔ میان رسالدار صاحب مجھ پہ جبر کرتے ہین۔ ایسے ظالم مردوئے میری نگاہ سے نہین گذرے۔ ایسے شہنشاہ عادل کا دور اور یہ ظلم و جور۔ شہنشاہ کو خبر تو ہو پہنچے کہ ہمارے لشکر مین یہ بدعتین ہوتی ہین۔ ایک خدمتگار پردہ ہٹا کے باریاب ہوا۔ اور قدمبوس ہوکر عرض پیرا ہوا۔

خدمتگار۔ حضور ایک عورت فریادی آئی ہے۔ عجیب شوخ چنچل ہے۔ حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہے۔ ؟

شہنشاہ۔ بلا لو۔ ؟

ملازمون نے بارگاہ کا پردہ اُٹھا دیا۔ اہا لیان صحبت نے دیکھا ایک نازنین نہایت شکیل و جمیل مگر بدحواس بال پریشان مضطر و سراسیمہ دہائی دیتی ہوئی۔ سامنے آئی۔ رو رو کر کہہ رہی ہے۔

"حضور کنیز کی فریاد سنیے۔ داد دیجیے لٹوڑون نے میری آبرو لیلی۔ مال بھی چھین لیا کسی طرف کا نہ رکھا۔ دہائی ہے بادشاہ کی۔

اہا لیان محفل نازنین کی چرب بیانی اور صورت زیبا سے زانو بدلنے لگے۔ منہ مین پانی بھر آیا۔ ہر شخص یہی کہتا ہے مین شاہ سے اسے مانگ لونگا اپنی جورو بناؤن گا۔

شہنشاہ طلسم۔ (ہنسکر) کیا ظالم نے غضب کیا۔؟

مصاحب۔ کیا حضور اسے جانتے ہین۔

شہنشاہ۔ بخوبی پہچانتے ہین۔

شہنشاہ نے اس نازنین کو قریب بلاکر کہا۔

"کیون بی! تمھارا نام کیا ہے"

نازنین۔ (شرمائی ہوئی ادا سے) مجھکو ننھی بی کہتے ہین۔ میری ماں پیار سے مجھے بندوری بندوری کہا کرتی تھین۔ یہ اُنکی حماقت تھی کہ مجھے ذلت سے پکارتی تھین۔ اُنھین ایسی باتین زیب نہ دیتی تھین۔

شہنشاہ۔ تم پر کیا ظلم ہوا۔؟

نازنین۔ حضور کے رسالدار حبشی رسالے کے حاکم میان کالے خان بانگوڑے کو کلموہا کہون اُس نے حضور پانچ روپیہ مجھے دیے۔ جب رات کو بنگوڑا بیٹھا جیسے کالا سانپ۔ مین بیلا گئی چیخین مارتی رہی وہ کمبخت جھاڑے بیٹھا تھا پھن پھنا اُٹھا۔ مین مارے ڈر کے بیہوش ہوگئی۔ اس بیہوشی مین بنگوڑے نے سونے کا طوق اُتار لیا۔ نوچیون نے آکے ہوشیار کیا۔ کہا۔ امی جان آپ کا طوق کیا ہوا سرہانے جو دیکھا روپے بھی ندارد۔ بنگوڑا جان و مال دونون لے گیا۔ مین چیخنے پیٹنے لگی۔ رسالے والے مجھکو مارنے دوڑے۔ رسالدار صاحب مجھکو اشارے سے بلاتے تھے مین نے کہا حاشا پاس نہ آؤنگی آپ کی صحبت سے درگذری۔ میرا طوق حوالے کرو۔ حضور وہ طوق نتھو تولے کا تھا۔ جب میرا سر ڈھانکا گیا تھا ایک راجہ صاحب نے وہ طوق دیا تھا۔ ہماری تو خون بہے کی روٹی ہے رسالدار صاحب کے سائیس مارنے دوڑتے ہین۔ لونڈی نے رات سے کھانا نہین کھایا۔ حضور سب رئیسون مین پوچھی جاتی ہون۔ بتانا اورگا! دونون باتون

مین کمال رکھتی ہون۔
شہنشاہ۔ (قہقہہ پر قہقہہ لگا کے) بی ننھی جان سچ کہتی ہو۔
یہ کہکر آواز دی۔ کوئی حاضر ہے۔
اس آواز کے ساتھ ہی بارگاہ کے پہلو سے ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا آیا۔ پہلے شکتی سنگھ پر اپنا سایہ ڈالا پھر سر پر بیٹھ گیا۔ عیاری کا رنگ و روغن اُڑ گیا۔
شہنشاہ طلسم۔ او مکار عیار۔ مین شاہ طلسم ہون۔ میرے سامنے تیری عیاری نہین چل سکتی۔ ذرا اپنی صورت تو دیکھ۔
یہ کہکر آئینہ منگایا۔ پہلے ہی قلعی کھل چکی تھی۔ اب وہ صفائی کہان۔
شاہ طلسم۔ (تیوری چڑھا کر) جب سے ہم قلعہ آہنی سے آئے ہین وہ وہ انتظام کیے ہین۔ ہم کو اپنے علم کے قاعدے سے معلوم ہو گیا کہ عیار لوگ ہمارے ملک پر عیاری کرین گے۔ خیر تو نے دیکھا بھالا میرے سامنے کسی کی دال گل سکتی ہے۔ کل تمھارا سردار پرتاب سنگھ سولی چڑھایا جائے گا تو بھی اپنی آنکھون سے تماشا دیکھنا۔ پہلے وہ مارا جائے گا پھر تیرا سر قلم کیا جائیگا۔
شکتی سنگھ نے دیکھا کہ میرے پانون زمین نے تھام لیے۔
سلطان نے ڈپٹ کر کہا۔
"او ناہنجار سا حرون پر کیسے عیار یان چلسکتی ہین۔ جب لشکر سے چلا تھا تب ہی ہمنے سمجھ لیا تھا۔ یہ طلسم زرنگار ہے سردربار کہتا ہون نہال سنگھ کو خبر ہو جاے کہ شہنشاہ طلسم فرماتے ہین کہ آپ لوح طلسمی پا گئے مرحلہ جات فتح کیے مگر کسی ساحر سے مقابلہ نہوا ہوگا۔ مابدولت ٹوٹکر لوح طلسمی لے لینگے۔ کھڑے کھڑے شکست دینگے۔ دیکھون تو عیار کیونکر عیاری کرتے ہین ابھی بہت سے عیار آئین گے اُن کا بھی ناز توڑنا ہے۔
یہ کہکر حکم دیا کہ شکتی سنگھ کو لے جاکے قید خانے مین قید کرو۔ ہم اور عیارون کی خبر لینے جاتے ہین۔ سب کو ایک ساتھ قتل کرین گے۔
شکتی سنگھ قید مین بھیج دیا گیا اور شہنشاہ بارگاہ سے باہر نکلا۔ ہر ایک شخص کو

غور سے دیکھ رہا ہے۔ سایہ سے بھڑکتا ہے۔

اتنے مین جاسوسون نے خبر دی۔ جہان پناہ! پرتاب سنگھ قید سے فرار ہوگیا۔ کمبخت کنیز کی سازش سے نکل بھاگا۔ اور کنیز کو بھی اُس مردود نے چھین لیا ہزار آدمی سرکاری کام آئے بڑا غضب ہوا شب کو پہرے داردن مین شراب اُڑی۔ ایک کنیز جو روز مرہ قید خانے مین جاروب کشی پر تعینات تھی پہرے دارون کو غافل پا کر قید خانے مین گھس گئی۔ اور اپنا لباس پہنا کر قیدی کو بھگا دیا۔

اس خبر سے شہنشاہ کا تھرمامیٹر حد سے زیادہ گرم ہوگیا بولا ہم پرتاب سنگھ کا انتظام کرتے ہین سب کو ایک ساتھ قتل کرین گے۔ پہرے دارون کی غفلت پر سزائین دی جائین گی۔ مابدولت کو آج کل بہت مشکل کام درپیش ہین۔

یہ کہکر بارگاہ مین آیا۔ تخلیہ کر دیا اور خود زمرد ین چوکی پر بیٹھکر اسم سحر دم کرنے لگا۔ چند بال سر سے اکھاڑ لیے۔ دو بال ہوا مین اُڑا دیے دو پیش سامنے آئے۔ شہنشاہ نے حکم دیا۔ جاؤ شیودت اور دیر سنگھ مخالف کے دو عیار ملک مین گھس آئے ہین۔ بہت جلد گرفتار کر کے ہمارے روبرو پیش کرو۔

شیودت ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہے کہ کس تدبیر سے شہنشاہ طلسم تک پہونچون۔ دیکھا سامنے سے ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہے شیودت نے پکار کے آواز دی۔ خیر ہے کہان جاتا ہے۔ ساحر نے گھبرا کے کہا۔ اُستاد ٹھہرو تم سے کچھ کہنا ہے تمھاری ہی تلاش تھی۔ شیودت بولا۔ کہو کیا کہتے ہو۔؟

ساحر نے کمر مین پنجہ دیا آسمان پر لے اُڑا۔ دوسرے پتلے نے عجیب کام کیا۔ نہال سنگھ کے لشکر مین گھس پڑا عجیب و غریب ہیئت تھی۔ سر کے بال کمر سے نیچے لٹکے ہوئے۔ آواز دی او اندر جیت اگر لوح طلسمی مل گئی اس پر ناز نہ کر۔ دم بھر مین لوح چھین لی جائے گی۔ اندر جیت چاہتا تھا بڑھ کر تیغۂ سحر سے ہلاک کر دون پتلا چلایا خبردار

کیا کرتا ہے۔ اندرجیت نے گولا مارا۔ پتلا جل کے خاک ہوگیا۔ خاک اس کی اندرجیت کے سر پر پڑی پتلے نے کمر مین پنجہ دیا اور اڑتا ہوا شہنشاہ کے پاس آیا۔ شہنشاہ نے شیودت اور اندرجیت کو قید مین بھجوا دیا۔

نہال سنگھ کے لشکر مین غوغا مچا ہوا ہے۔ شیودت اور اندرجیت دونون قید ہوگئے۔ ہرکارے دم دم کی خبر پہونچا رہے ہین۔ کہ شہنشاہ بارگاہ سے غائب ہوگیا ہے۔ حضور اپنا انتظام کرین۔ کوئی نئی آفت آنے والی ہے۔

جے سنگھ اور نہال سنگھ فوجی رسالون مین گشت لگا رہے ہین۔ ہر ایک کو رغبت دے رہے ہین کہ ہر وقت طیار رہو شہنشاہ طلسم بڑا مکار ساحر ہے تمھارے دیکھتے دیکھتے شیودت اور اندرجیت کو گرفتار کرا لیا۔ رسالدارون نے عرض کیا۔

"حضور کا اقبال یار ہے تو کیا کر سکتا ہے۔ قیدیان بلا رہائی پا جائینگے ہم سب ہوشیار رہین۔ جان نثار رہین جانبازی دکھائین گے سوراؤن مین نام کرین گے۔

اتنے مین شہنشاہ طلسم فیل مست پر سوار بصورت مہیب للکارتا ہوا آیا۔ اتفاق سے پرتاب سنگھ مظفر و منصور قلعہ آہنی کی طرف آرہے تھے راستہ مین شہنشاہ سے مٹ بھیڑ ہوگئی۔

نہال سنگھ اور جے مل دیکھ رہے ہین۔ شاید پرتاب سنگھ کسی ڈھب سے قید سے نکل بھاگے۔ آپس مین مشورہ ہوا چلین اُن کی مدد کرین تاکہ شہنشاہ اُن پر قابو نہ پا سکے۔

جیپل نے جھپٹ کے منتر کیا۔ شہنشاہ نے منتر کے دفع کر دیا۔ اور کہا او مکار وزیر اتنا نہ اترا اندرجیت کو لوح طلسمی مل گئی اُس کا بھی بندوبست کر لون گا۔ اس وقت طلسم کشا کو لینا ہے۔ مجھ سے اب تخاطب نہ ہونگے۔ نہال سنگھ نے چاہا سحر کر دین سلطان نے پلک جھپکتے ہی سحر کو باطل کر دیا۔

اور اپنے ایک بال کو جنبش دی ایک زنجیر آہنی بنکر پرتاب سنگھ کے گلے مین پڑی۔ جے مل اور نہال سنگھ لپکے۔ مگر شہنشاہ پرتاب سنگھ کی کمر مین پنجہ دیے نظر سے غائب ہوگیا۔ اور اپنے لشکر مین آیا۔ اہالیان لشکر سے کہا لو۔ اِس حرامزادے کو قید خانے مین بند کرو کل ایک ساتھ سب دار پر چڑھائے جائینگے قلعہ تمام ہو جائیگی۔ صرف جے مل اور نہال سنگھ سے نپٹنا باقی ہے اُن سے بھی سمجھ لیا جائے گا۔ لوح طلسمی پر کسی طرح مابدولت کا قبضہ ہو جائے۔

شہنشاہ طلسم بیٹھا ہوا ہے۔ گلگون کا دور چل رہا ہے۔ اپنے زور بازو پر بلبلاتا ہے۔ کہ کون دُنیا مین مجھسے مقابلہ کر سکتا ہے دیکھو بات کی بات مین پانچ چھ آدمیون کو قید کر لیا۔ ان کے قتل سے فراغت کر کے طبل جنگی بجواؤنگا دیکھون لوح طلسمی میرا کیا کرتی ہے۔ اور لوح طلسمی بیکار بھی ہے تا وقتیکہ طلسم کشا کے ہاتھ مین نہو۔ لوح کام نہین دیتی۔ وہ طلسم کشا کے ہاتھ مین اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ طلسم کشا کل انشاء اللہ قبر کی گود مین لیٹا ہوگا۔

اِدھر نہال سنگھ اور جے مل فوجی رسالون کو درست کر کے طلسم زرنگار پر دھاوا مارنے جا رہے ہین۔ شہر پناہ کے قریب پہونچکر ڈیرا ڈال دیا۔ مورچے قائم ہوئے۔ فوجی دستون کی ترتیب باقاعدہ ہوگئی۔ ہرکارون سے فرمایا۔ اے جان نثاران ملک دم دم کی خبر دینا۔ پرتاب سنگھ اور اندرجیت کا سراغ لگانا۔ جب تک یہ خبر مفصل نہ معلوم ہوگی کہ اُن دونون پر کیا گذری۔ کس وقت دار پر چڑھائے جائین گے۔ ہم کچھ نہین کر سکتے۔

خدا خدا کر کے وہ دن کٹا۔ صبح ہوئی شہنشاہ طلسم کے دربار مین قیدیون کی طلبی ہوئی داروغہ زندانخانہ سب کو لے کر حاضر ہوا۔ پرتاب سنگھ اور راجکمار اندرجیت آگے آگے باقی سردار پشت پر داخل بارگاہ ہوئے بیرہبان مدت سے قید تھے آج اس کا خاتمہ ہے وہ قیدیون کے ساتھ مسلسل ومطوق حاضر کیا گیا۔ شیودت عیار چیخ رہا ہے۔ بلبلا رہا ہے۔ پرتاب سنگھ نہال سنگھ پر لعنت بھیجی ایسے منصف بادشاہ کی متابعت کرونگا۔ اے سلطان مین تمھارا غلام ہون مین تیرے نام پر جان دینے کو طیار ہون۔

شاہ طلسم - او مکار غدار کیون خواہ مخواہ باتین بناتا ہے - تیرے کہنے کی کب ساعت کر سکتا ہون تیری چالون مین کب پھنس سکتا ہون -

شیودت - (رو کر آستینون سے آنسو پوچھتے ہوئے) ای بادشاہ عالی جاہ تجھ ایسا بادشاہ جلیل میری نگاہ سے نہین گذرا پرتاب سنگھ اور رنجیت سنگھ کو جلد قتل کر ڈالیے - مین تو انھین پہلے ہی سے سمجھاتا رہا مگر یہ ضد کے پکے ایک زمانی آپ سے مخالفت کر بیٹھے حضور کے ساتھ رہون گا - تھوڑے ہی عرصہ مین قلعہ آپ کو دلوا دونگا - نہال سنگھ کو قید کرا لاؤنگا - جے مل کا سر کاٹ کر طلسم زرنگار کے شاہی قلعہ پر لٹکاؤنگا حضور مجھے چھوڑ تو دین ابھی تماشا دکھاؤن - ان دونون نابکارون کے سر اپنے ہاتھ سے اتارون - پرتاب سنگھ بیٹھے ہنس رہے ہین - شہنشاہ طلسم سے فرمایا -

پرتاب سنگھ - ای سلطان! اپنی زبان سے کہدو ہم نے خطا معاف کی - اس نے شاہی کوئی نقصان نہین کیا - اس کو امان دو - اپنا رفیق بناؤ - تمھاری خدمت کرے گا -

شہنشاہ (بغضب ہوکر) او مکار! باتین بناتا ہے مجھے پھسلاتا ہے - تم سب کو قتل کرونگا - تمھاری مکاریان چل نہین سکتین کوئی ہے - جلادون کو بلاؤ -

حکم کی دیر تھی پندرہ سولہ جلاد خرس طینت حاضر ہوئے - کہا - خانہ زاد حاضر ہین - ابھی ملعونون کو دار پر کھینچتے ہین -

یہ خبر غم نصیب کرشن کانتا کو ملی کان کے پردے پھاڑ گئی - دل پکڑ کے رہ گئی - دنیا آنکھون مین تاریک ہوگئی - صبر و قرار رخصت ہوا یہ جانکاہ مصیبتین اس کے غمگین دل پر طاری ہونے لگین - اگر تسکین دے رہی ہے ایشور سے بہت کچھ امید ہے - غیب سے امداد ہوگی - ان کی رسی دراز ہے تو کوئی کچھ نہین کر سکتا -

کرشن کانتا - سنا ہے کہ لوح طلسمی مل گئی تو کیا ہین لوح بھی اپنا کام نہین کر سکتی - اب کس امید پر کوئی زندگی بسر کرے - بس اپنا تو

خاتمہ ہے۔

ناگر۔ لوح اپنا کام ضرور کریگی۔ مگر ابھی تک اُن کے ہاتھ نہین لگی۔ وہ قید کر لیے گئے۔ تب جے مل اور اندرجیت آئے مہاراج نہال سنگھ کے پاس لوح ہوگی۔ تعجب نہین کہ اس مرحلے مین جے مل کے ہاتھون لوح اُن تک پہونچ جائے۔

کرشن کانتا روتی ہے۔ دعائین مانگتی ہے جلد الیشور اپنا فضل کر۔ اور اُدھر شیودت مسخراپن کر رہا ہے چیختا ہے چلاتا ہے۔ اے سلطان ابجد پر رحم کر مجھے چھوڑ دے۔ ایسی خدمت کرونگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

شہنشاہ طلسم۔ او حرامزادے۔ تیری باتین کب مانتا ہون۔ اوراق طلسمی مین لکھا ہے کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین۔ یہ طلسم زرنگار فتح کر بگا۔ آج ہم اس حکم کو مٹاتے ہین۔ تم سب کے لاشے ایک ہی گڈھے مین تو پ دیے جائینگے۔

یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا۔ جلاد پرتاب سنگھ کے قریب آیا۔ بیر بھان شیودت ویر سنگھ شیکتی سنگھ اور راجکمار اندرجیت نے بلک بلک کر آوازدی او بے حیا خبردار۔ پہلے ہم لوگون کا سر تن سے الگ کر۔ اندرجیت نے کہا۔ کیا کہون سحر بھولا ہوا ہے نہین ابھی مزہ چکھا دیتا جلاد کب ماننے والا ہے تیغہ کی دھار دیکھتا ہے۔ شکتی سنگھ ویر سنگھ ہتھکڑیون سے سر پیٹ رہے ہین اور شیودت راجکمار پرتاب سنگھ سے کہہ رہا ہے۔

"راجکمار جی! مرتے وقت الیشور کا دھیان کرو وہ مسبب الاسباب ہے۔ دیکھو تو کیا ہوتا ہے"

یہ کہکر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ کہ اے دادرس ہم بے گناہون کی فریاد سننے والا تو ہی ہے۔ اے برگشتہ بخت۔ اے ستم شعار زمانے تو کچھ ایسا ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے ایک گھڑی بھی چین لینا تجھ پر شاق ہے افسوس صد ہزار افسوس ؎

گھاؤ ڈالے دل مین مضمونِ خطِ تقدیر نے + خون رُلوایا تمہاری شوخیِ تحریر نے

قید مین عالم دکھائے تو نے اے جوش جنون
رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے

کھڑک سنگھ نے فرمایا۔ حرامزادے! پرتاب سنگھ کا سر کاٹ نہین لیتا۔ تاکہ یہ چیخ پکار موقوف ہو۔

جلاد تیغہ تولتا ہوا جھپٹا چاہا ہاتھ مارے کہ ایک برق گری۔ جلاد کا سر اُڑ گیا۔ غل ہوا وہ مارا۔

شہنشاہ نے دیکھا۔ جلاد کا سر کٹا پڑا ہے۔ پھر تو کڑک کڑک کے بجلیان گرنے لگین۔ کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے۔ بادشاہ کی نظر آسمان پر تھی۔ سیاہ بادل گھرا ہوا ہے۔ برقین چمک چمک کے گر رہی ہین۔ بھٹے سے سر اڑ رہے ہین۔ شہنشاہ نے اُٹھا کے گولہ مار دیا اور چلا کر آواز دی خبردار یہ کیا حرکت ہے تو کون ہے۔ ہمارے ساحرون کو قتل کرتا ہے وہ گولہ ابر کے قریب پھٹا اور دن کو تو نہ معلوم ہوا لیکن شہنشاہ نے دیکھا کہ لالی طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہے۔ بادشاہ نے پکارا۔ او ملعونہ! ہم پہچان گئے۔ اب ایجانب کے ہاتھون سے کہان بچ کے جائیگی۔

غرضکہ دونون مین سحر کی چوٹین ہونے لگین۔ لالی نے اس طرح کا سحر کیا ہے کہ کوئی اُسے دیکھ نہین سکتا۔ مگر بادشاہ اُسے دیکھکر سحر کر رہا ہے اور لالی بہ خوبصورتی اُس کے سحر روک رہی ہے۔ سحر جمنے نہین پاتا۔

ناچار شہنشاہ نے اپنی زبان کاٹی اور خون سے چلو بھر کر پھینک مارا۔ بادل پھٹ گیا۔ بیچاری لالی اُلٹ گئی چرخ کھا کر زمین پر گری۔ ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا اتنے مین پہلو کی زمین شق ہوئی آواز مہیب آئی۔ ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک بزرگ بیٹھے ہین۔ داڑھی مونچھ کے بال تا بہ سینہ سن سے زیادہ سفید ہو رہے ہین چوکی بڑے زور و شور سے نکلی۔ مرد بزرگ نے جو یہ حال دیکھا آواز دی اسے سنبھال لینا۔ اس لفظ کے ساتھ ہی ایک خوشرو جوان پیدا ہوا۔ جوان نے جھپٹ کے لالی کے منھ پر ہاتھ پھیرا۔ لالی تڑپ کے بند ہو گئی ہاتھ پانون مین طاقت آئی۔ مرد بزرگ پر نگاہ دوڑائی۔ پہچانا یہ تو جمیل وزیر

قلعہ آہنی ہیں۔ لالی ایک گوشے میں بیٹھ رہی تماشا دیکھنے لگی۔ اپنا سحر موقوف کر دیا۔ ادھر جے مل نے دستک دے کر پکارا جتنے ساحر ہیں سب کے سر کاٹ لے پھر کیا تھا آسمان سے تلواریں برسنے لگیں۔ ساحروں کے سر کٹ کر گیند کی طرح لڑھک رہے ہیں۔ بادشاہ اپنے کو بچا رہا ہے۔ فولادی سپر بنا کے سر پر حائل کر لی کبھی تڑپ کے ہٹ جاتا ہے کبھی ستون کی آڑ پکڑتا ہے۔ لالی نے دیکھا سیکڑوں ساحر بدانجام کٹ گئے دو خوشرو جوان جے مل کی پشت پر بیٹھے رانی کر رہے ہیں۔

جے مل نے ان دونوں جوانوں سے کہا۔ اے موکل یہ طلسمی لوح پرتاب سنگھ کے گلے میں ڈال دو۔ دونوں جوان زمین پر اترے لوح طلسمی نے کہ پرتاب سنگھ کے گلے میں ڈالی پرتاب سنگھ کا سحر ٹوٹا۔ ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی۔ جھپٹ کر کسی ساحر کی تلوار چھین لی۔ لوح طلسمی چپکا کر ساتھیوں کو سحر سے چھوڑایا۔ قید کٹ کر گریں۔ جے مل یہ کہکر رخصت ہوا۔ راجکمار جی اب ہم جاتے ہیں آپ ساتھیوں کو لیے ہوئے لشکر میں تشریف لائیں۔ پھر کچھ انتظام ہوگا مہاراج انتظار کر رہے ہیں۔

پرتاب سنگھ۔ آپ کا بہت ممنون ہوا۔ آپ جائیں میں بھی آتا ہوں۔

پرتاب سنگھ لڑتے بھڑتے چلے۔ بارگاہ میں خون کا دریا بہ رہا ہے۔ عیار لوگ لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ جو لاشہ گرا۔ کمر میں ٹٹولیں۔ روپیہ نکال لیا۔ لالی آسمان پر تماشا دیکھ رہی تھی۔ تڑپ کے گری۔ بادشاہ کے منھ سے اُف نکلی سحر دفع ہوا چھٹ کے گولا مارا پرتاب سنگھ نے لوح کا عکس ڈالا سحر باطل ہوا۔ لالی نے ہنسکے کہا۔ اب وہ وقت گیا لوح طلسمی نے مجبور کر دیا تھا۔

یہ کہکر چشم نرگسی کو گردش دی ایک برق باریک چمکی شہنشاہ کے سر پر گری۔ اس نے لاکھ بچایا شہنشاہ کا سر زخمی ہوا سامنے سے ہٹا پرتاب سنگھ کے قریب پہونچا۔ کئی سحر کیے راجکمار نے لوح کو چمکایا۔ سحر باطل ہوئے جھلا کے تلوار کا ہاتھ مارا۔ پرتاب سنگھ نے تلوار کو تلوار پر روکا۔ پہلو بچا کے

سر پر ہاتھ مارا دو ساجر بیچ مین آ گئے۔ شہنشاہ کو دو پتلے ہٹالے گئے۔ شہنشاہ کے جاتے ہی جوانان جنگی بہادر کھڑے ہوئے پرتاب سنگھ نوبت نقارے بجاتے ہوئے شہر پناہ کے باہر آ گئے۔ مہاراج نہال سنگھ سے ملے۔ لالی بھی اندر جیت کو لیے ہوئے مہاراج کے پاس آئی۔ عیار بھی داخل بارگاہ ہوئے۔ شب کو محفل عیش و نشاط گرم ہوئی۔ جب محفل برخاست ہوئی امیر وزیر مشیر بڑے بڑے افسر اپنے اپنے ڈیرے پر گئے۔ راجکمار پرتاب سنگھ بھی خیمے مین آئے۔ مگر کرشن کانتا کی یاد مین نیند نہ آئی کبھی ناگر کا خیال تھا تو کبھی کرشنا کی تصویر سامنے پھر رہی تھی جب بیچینی زیادہ بڑھی۔ جنون نے زور کیا بے کہے سنے کیمپ سے نکلے اور کسی طرف کی راہ لی۔

سترھوان باب

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

شروع برسات کی سہانی سہانی رات ہے۔ مہوشان فلک خوب نکھر نکھر کے جوبن دکھا رہے ہین۔ عروس ماہتاب نے گھونگھٹ سے اپنا پر ضیا چہرہ نکالا ہے۔ وہ لدا دگان الفت اپنے معشوق کے تشابہ سے مشتاق نظرین اسکے پر نور چہرہ سے نہین ہٹاتے۔ خوب چاندنی چھٹکی ہوئی ہے۔ اور رات تخمیناً پہر بھر سے زیادہ نہین گئی۔ اس وقت کی پھیلی ہوئی چاندنی کچھ اس طرح کا لطف دکھا رہی ہے کہ وہ آنکھین بڑے ذوق و شوق سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین جن کی نظر کو نیچر کی دلفریبیان دیکھنے کا کچھ چسکا سا ہو گیا ہے اس وقت ہماری پاک اور محدود نظر خاص راجکماری کرشن کانتا کے کمرے مین جو سین دیکھ رہی ہے وہ بھی دلچسپی سے خالی نہین۔ ابھی چھٹکی ہوئی چاندنی تھی اتنے مین کالے بادل سے سارا آسمان محیط ہو گیا۔ اور عالم پر ظلمات کا پردہ پڑ گیا۔ بجلی کی لپک سے کبھی کبھی کچھ دکھائی دے جاتا ہے اور

پھر اندھیرا ہو جاتا ہے یہی حالت اُس بدبخت دل کی ہے جس کے اندر ذرا سی اُمید کی جھلک پڑتے ہی پھر مایوسی کی سخت تاریکی طاری ہو جاتی ہے باد صرصر بھی ہٹ کی پکی مضطرب دل کو ہلائے دیتی ہے۔ درختوں کی ٹہنیاں اور چھپروں کا پھونس اُڑ رہا تھا۔ ہوا کی کڑکڑاہٹ اور بادلوں کی گرج سے زمین کانپ رہی تھی۔ اور پرندے جہان کے تہان پر سمٹے دبکے ہوئے بیٹھے تھے۔

اس طوفان میں فراق کی ماری راجکماری کرشن کانتا طلسم زرنگار کے چومنزلے مکان کے ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ گو بیماری سے ضعیف دلاغر ہو گئی ہے مگر مرض دفع ہو گیا ہے۔ البتہ دل اُلجھن میں کمی نہیں۔ کسی کی آمد کے انتظار میں ہمہ تن گوش ہو رہی ہے۔ کبھی کبھی کمرے سے باہر نکل آتی ہے اسے خوف نہیں آتا۔ اس قدر اندھیرے اور بادلوں کی گرج سے اسے مطلق ڈر نہ تھا وہ کسی سے دہشت نہیں کھاتی۔ بجلی کی چمک اور کڑک سے آنکھیں جھپک جاتی ہیں۔ اور دل ہل جاتا ہے مگر وہ ایک ٹک بیٹھی اپنی دھن میں کچھ اس طرح محو ہو رہی ہے کہ اسے سر و پا کا ذرا بھی ہوش نہیں۔

چونکہ آج پرتاب سنگھ سے ملنے کا اقرار تھا مگر وہ ابھی تک نہیں آیا۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ کونسی افتاد پڑی۔ کہیں پتاجی کو خبر تو نہیں ہو گئی۔ کیا پھر آفت میں مبتلا ہو گئے۔ اُس کا دل پاش پاش ہو رہا ہے۔ اب تک اُس سے ملاقات ہونے کی اُمید پر جیتی رہی مگر اب معلوم نہیں وہ پیارا پرتاب سنگھ کہاں ہے۔

غرضکہ اس قسم کے شکوک اور وسوسوں میں پڑی ہوئی کرشن کانتا پاگل سی بن گئی۔ سر میں چکر اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ خدا نہ کرے کوئی کسی پر مٹا ہو کوئی دل از دست دادہ ہو۔ بیقرار کرشن کانتا پر جو تکلیف ہے اُسے وہی جانتی ہوگی۔ جب تک ذرا سی بھی کسی کو امید ہوتی ہے تب تک زندگی قائم رہتی ہے۔ مگر بیچاری کرشنا کی ساری امیدیں چور ہوئی جاتی ہیں۔

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
وردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

آج پیارے محبوب کے آنے کا دن تھا مگر وہ ابھی تک نہین آیا اس کی وجہ کیا ہے کہ اُس نے مجھ بدبخت کو فراموش کر دیا ہے۔ اے چرخ تیرے راز نہانی کو کون سمجھ سکے۔ جو تیرے جی مین آتا ہے۔ کرتا ہے۔ اور راجکمار! مین رخصت ہوتی ہون اگر تم مجھے بھلا چکے تو مین تو تمھین نہین بھول سکتی۔ مین بستر مرگ پر لیٹی ہوئی تمھارا ہی درد لے کر مرونگی۔ تمھاری ہی باتین یاد کرتے کرتے ختم ہونگی۔ تمھاری ہی بھولی بھالی صورت دیکھتے دیکھتے جسم خاکی سے جان پرواز کر جائیگی تم اگر جیتے رہے تو اس مانگ جلی کو جو تمھارے ہی درد فراق سے دم توڑ رہی ہے ایکبار اس کی طرف ضرور دھیان دینا۔ جس غریب نے دُکھ پر دُکھ سہے۔ طلسم مین پھنسی۔ ساحر کی قید مین پڑی۔ مگر تمھاری یاد کسی گھڑی نہین بھولی اُسے ایکبار ضرور یاد کرنا۔ مجھ سوختہ قسمت کی کوئی ہوس نہین ہے صرف تمھارا دیدار چاہتی ہون۔ ایشور کرے تمھین چاندسی بی بی ملے مگر پرتاپ سنگھ! یاد رکھو۔ کرشن کانتا سا چاہنے والا تمھین کوئی نہین ملیگا۔ پرماتما تمھین ہر بلا سے بچائے یہی میری دعا ہے۔

کرشن کانتا کا کلیجہ پارہ پارہ ہو گیا اور وہ بلک بلک کر رونے لگی۔

اب تو ترشح ہونے لگا۔ اس اثنا مین جھن جھناہٹ کی آواز سُنائی دی کرشن کانتا کمرے سے باہر آکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی لیکن گھٹا ٹوپ اندھیرا کچھ دیکھنے نہین دیتا تھا۔ کمرے کے اندر سے شمعدان اُٹھا لائی۔ ہوا کے جھونکے سے چراغ گل ہو گیا۔ بیچاری مجبور ہو گئی۔ اِس نے کہا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

اتنے مین بجلی چمکی عجیب نظارہ دکھائی دیا۔ ناگر کے ساتھ کوئی دوسری عورت چھم چھم کرتی زینے سے آرہی ہے۔ اِس نے پکارا۔

کرشن کانتا۔ ناگر بہن!

ناگر۔ ہان راجکماری۔

کرشن کانتا۔ کیا آگئیں، اور یہ دوسری عورت کون ہے۔

ناگر۔ انھیں پہچان لو تو جانوں۔

ناگر اور کرشن کانتا تینوں عورتیں کمرے میں گئیں۔ اجنبی عورت نے مُنھ سے چادر ہٹائی۔ کرشن کانتا کیا دیکھتی ہے۔ کہ دل کا دل اور جان کی جان پرتاب سنگھ ہے۔ پھر ناگر نے پرتاب سنگھ کی زنانی پوشاک اُتروالی۔

دونوں کی آنکھیں لڑتے ہی عجب عالم طاری ہوا۔ دونوں کے مُنھ سے آواز نہ نکلتی تھی۔ مگر کرشن کانتا سی ایک دوشیزہ اور عفیفہ عورت کی بُرھی ہوئی حیا بھلا کب اس امر کی اجازت دے سکتی تھی کہ وہ ایک غیر مرد سے ہمکلام ہو گو طلسم آہنی کے برج میں پہلے پہل کی ملاقات اور دوبارہ شاہی محل میں مل لینے کے اتفاق نے کسی قدر ضرور بے تکلف بنا دیا تھا اور اسی کے ساتھ دلی شوق بھی اس کو بعض بعض اوقات اُبھار رہا تھا پھر بھی شرم کے مارے مطلق اس امر کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ وہ اپنی اُس آواز کو سُنائے جو ہوش سنبھالنے کے بعد اتفاقیہ طور پر بھی کسی غیر مرد کے کانوں تک نہیں پہونچی تھی۔ مگر ہان پرتاب سنگھ کی اس تقریر سے اس کی خود رفتگی میں کسی قدر کمی تو ضرور آئی۔

پرتاب سنگھ۔ آہ میں نہیں جانتا تھا کہ میرا ایک ایسا فعل جس کے کرنے میں میں محض اپنے دل کے شوق اور محبت کے بڑھے ہوئے اصرار سے مجبور ہو گیا تھا اس قدر آپ کے خلاف ہوگا کہ مُنھ سے بات کرنا محال ہے۔

کرشن کانتا اُسی طرح آنکھ بند کیے اور مُنھ چھپائے دیوار کے سہارے سے چپکی ہوئی کھڑی تھی۔ ناگر کچھ بہانا کرکے وہاں سے کھسک آئی اور پرتاب سنگھ مایوس لہجے میں اس طرح بولا۔

پرتاب سنگھ۔ کیا سچ مچ مجھ سے نہ بولیے گا۔ آہ۔ اپنے جاں دادہ عاشق اور اپنے شیدائی سے ایسی ناخوشی۔ ایسی خفگی اور یہ نفرت۔ پھر اب میرا جینا فضول ہے۔ بالکل فضول۔ تم کو قسم ہے میری نعش پر بھی نہ رونا۔

اس قدر کہنے کے بعد میان پر ہاتھ ڈالا۔ اور سٹ سے تلوار کھینچ لی۔

تلوار کا تڑپ کر میان سے نکلنا تھا کہ کرشن کانتا کے لے اختیار ننھے سے کلیجے کا کانپ جانا تھا۔ گھبرا کر چوکی سے اٹھی اور دوڑ کر اپنے نازک نازک حنائی ہاتھوں سے راجکمار کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں تلوار تھینچکر چلنے کے لیے تیار تھی۔ مگر آہ پیارا پیارا چہرہ اب تک دوپٹہ کے آنچل سے چھپا ہوا تھا اور ہائے اُس پر اس احتیاط کے خیال سے کہ کہیں سرک نہ جائے ایک ہاتھ بھی رکھا ہوا تھا۔ گو نازک نازک ہاتھ بھلا ان زبردست ہاتھوں کو کیا روک سکتے تھے۔ جن میں جوش جنون کا بھرا ہوا مادہ زور کر رہا تھا۔ مگر خدا جانے اِن نرم نرم سُرخ سُرخ اور پیارے پیارے ہاتھوں میں کس قسم کی قوت تھی کہ پرتاب سنگھ نے لاکھ چاہا مگر کیا مجال تھی کیا طاقت تھی۔ جو ذرا بھی ہاتھ چلتا مگر ہاں پرتاب سنگھ نے پھر جوش بھری آواز میں کہا۔

پرتاب سنگھ۔ نہیں پھر ایسے جینے سے تو مرجانا بہتر ہے۔ یہ تمھاری بے اعتنائیاں دیکھکر میں کس طرح زندہ رہ سکتا ہوں۔ آہ مجھ سے یہ تمھاری پھری ہوئی آنکھیں نہیں دیکھی جاتی ہیں۔ آخر تمھارا اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ چھوڑو میرے ہاتھ کو چھوڑو۔

کرشن کانتا۔ (شرمائی ہوئی آواز میں) یہ کیا غضب ہے ایک تو میری ساری عزت اور آبرو خاک میں ملی جاتی ہے اور اُس پر خون کا الزام میرے سر تھوپا جاتا ہے۔

پرتاب سنگھ۔ نہیں۔ آپ سے کیا مطلب۔ آپ کے سر کیوں الزام آنے لگا میری قسمت میں یہی لکھا تھا مگر میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ اور ایسا وہ کون ہے جس کو آپ کی عزت اور آبرو کا خیال ہوگا۔ میں اور آپ کی عزت اور آبرو کا دشمن! واہ رے نصیب!!

اس جملے کے ختم کرنے کے بعد پرتاب سنگھ کا خیال تھا کہ پھر لب نازک کچھ ہلیں گے اور جس طرح ابھی میری جان بچائی گئی اب پھر ایک روح افزا صدا میرے کان میں آئیگی۔ مگر نہیں اس کا جواب نہ تھا۔ ہاں یہ تو ہوا کہ

کرشنا کا ہاتھ پرتاب سنگھ کی کلائی پر سے اُٹھا اور ذرا آگے بڑھکر پرتاب سنگھ کی اُن انگلیون کو اُٹھانے لگا جو تلوار کے قبضے کو پکڑے ہوئے تھین۔ اس مرتبہ تلوار کے چھیننے مین نزاکت بھرے زور سے معمولی طور پر کام نہین لیا گیا تھا بلکہ مدد کے لیے دوسرا ہاتھ بھی لگایا گیا تھا۔ اور اس خیال سے کہ تلوار چھیننے مین کہین کسی کے چرکا نہ لگ جائے کرشنا کا رُخ بھی اس وقت اس طرف پھر گیا تھا۔ اتفاق سے چھینا جھپٹی مین دوپٹہ کا آنچل رُخ سے سرک گیا آنکھین چار ہوگئین اور کرشنا نے ایک غلط انداز نظر سے جو نیم وا آنکھون سے نکلی تھی پرتاب سنگھ کی طرف دیکھا۔ اور اُسی کے ساتھ یہ جملہ بھی زبان سے نکلا۔

کرشن کانتا۔ چھوڑو بھی نہین چھوڑوگے۔

اور پھر آنچل سے چہرہ ڈھانک لیا۔

نہین معلوم اس نظر مین غضب کی شوخی تھی۔ شوخی مین کس بلا کی حیا تھی اور حیا مین کوٹ کوٹ کر کیسی شرارت بھری تھی۔ کچھ قہر بھی تھا کچھ رحم بھی کچھ لگاوٹ اور کچھ کھچاوٹ اور کچھ پیار بھی تھا۔

اس خیص بیص مین پرتاب سنگھ نے تلوار ویدی اور کرشنا نے اُسکو علیحدہ پھینک دیا۔ اور خود چوکی پر بیٹھ گئی۔

کرشن کانتا پر اس وقت بلا کا جوبن ہے۔ اٹھتی جوانی نے اُس کے بے مثل حسن مین دلفریبیان پیدا کردی ہین۔ رنگ نکھر آیا ہے پستئی رنگ کی گرنٹ کی ساری پہنے ہوئے ہے۔ پیازی رنگ کی کرتی ہے اور کپاسی رنگ کا دوپٹہ غضب ڈھا رہا ہے۔ قلم کو طاقت نہین کہ اس وقت کے مزے اور گداز کی بابت کچھ لکھ سکے۔ اس لطف کے وقت کا ملنا بہت مشکل ہوتا ہے اگر کسی کو ملے تو اُسے بڑا ہی خوش نصیب سمجھنا چاہیے۔ مگر کیا یہ لطف اور راحت کسی کو متواتر حاصل ہوسکتی ہے۔

پرتاب سنگھ۔ تو ہان پیاری اب نہ بولوگی۔ بولنے کیون لگین۔ میرا نا تو رسوائی اور بے آبروئی کا باعث ہے۔

کرشن کانتا کے مُنھ سے بات نہ نکلتی تھی مگر آنکھون مین پانی ڈبڈبا رہا تھا۔ آنسو پونچھکر بولی۔

کرشن کانتا۔ ہائے مجھ نجنتی کو عمر بھر یہی رونا رہا۔ پتاجی یونہین آپ کے دشمن ہو رہے ہین اور مین بھی آپ کے خون کی پیاسی بنائی گئی۔ شہر بھر کی نگاہون مین کھٹک رہی ہون پتاجی سُن پائین تو آبرو گئی کہ نہ گئی اور آپ جیتے جی جنجال کیے ڈالتے ہین۔ ہائے بھگوان کیا کرون۔

کرشن کانتا کی بھولی بھولی باتین سُنکر پرتاب سنگھ کا دل باغ باغ ہوگیا۔ آنکھون مین خوشی کے آنسو بھر آئے۔ دل چاہتا تھا کہ فرط بیقراری سے خوب بوسے لے بھینچ بھینچ کر گلے لگائے۔ مگر دھرم کا پہرا بیٹھا ہوا راجپوتی آن نے دوشیزہ لڑکی پر ہاتھ ڈالنے کی ممانعت کی۔ البتہ شوق بھری نظر جھوم جھوم کے پھول سے رخسارون کا بوسہ لیتی تھی۔ پرتاب سنگھ بولا۔

پرتاب سنگھ۔ مین نہین جانتا کہ یہان کے آنے مین بے آبروئی اور رسوائی کی کونسی بات ہوگئی۔ اگر ایسا ہی ہے تو لو جاتے ہین۔ ناگوار ہو تمھارے ہی لیے پاؤن بیڑی۔ قید مین پھنسا۔ ہائے مین جانتا۔ تو قید خانے سے کبھی باہر نہ آتا۔ دار پر چڑھ جاتا۔ مگر ایک تمھارا خیال تھا جس نے مجبور ہو کر قید خانے سے نکلوا لیا۔ شہنشاہ سے لڑا۔ لوح طلسمی پائی۔ اور طلسم فتح کرنے کے لیے۔ ڈیرے سے نکل کھڑا ہوا۔ کیا جانتا تھا اتنی بے اعتنائی ہوگی۔ اگر بے اعتنائی ہی کرنا تھی تو ناگر کو کیون بھیجا۔ مین علی الصباح طلسم توڑنے جاؤن گا۔ تمھارا نام لے لے کر پہاڑون سے سر ٹکرا کر مر جاؤن گا۔ اگر مزاج مین آئے تو کبھی کبھی یاد کر کے۔ دو آنسو بہا لینا۔

کرشن کانتا۔ لوہے پر سے اُٹھ گئے نا۔ جلی کٹی باتین ہونے لگین۔ ساری خطائین میری ہین۔ جو چاہے سزا دیجیے پہلے میرا سر کاٹ لیجیے پھر جو مزاج مین آئے کیجیے گا

پرتاب سنگھ۔ بس مرغے کی ایک ہی ٹانگ۔ اے صاحب آپ کی محبت اور عنایت کا شکریہ ادا ہی نہین کر سکتا۔

کرشن کانتا۔ خیر۔ ان جھگڑون کو تو جانے دیجیے۔ مین جھوٹی سہی غلطی ہوئی۔ معاف کیجیے۔ مگر اب یہ فرمایئے۔ کیا کوئی جیتی پیدا ہوگئی ہے جو ایسی بے زبان ہو رہی ہین۔

پرتاب سنگھ۔ ہاے تمھارے لیے تو سڑی سودائی بن گیا۔ اور تمھین میری محبت ہی مین شک ہے۔ تمھارے سوا اس تنگدل مین اور کس کی گنجایش ہوسکتی ہے۔

کرشن کانتا۔ اپنے ہی دل سے پوچھ لیجیے۔ دل مین کچھ ہے۔ زبان پر کچھ۔ کرتے کیا ہین اور کہتے کیا ہین۔

یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔ سسکیون اور سسکیون مین ہچکیان آکر حائل نہو جاتین تو معلوم ہوتا کہ یہ رونے کا نہ ٹوٹنے والا سلسلہ سب بھرے ہوئے بخارات کو یکبارگی لیکر ختم ہوگا۔ جسکے ساتھ ہی ساتھ شاید دل اور دل کے ساتھ خدانخواستہ دم بھی نکل جائے۔

پرتاب سنگھ یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگیا۔ اور ہاتھ جوڑکر اس طرح کہنے لگا۔

پرتاب سنگھ۔ پیاری خدا کے لیے اجازت دو کہ تمھاری آنکھون سے آنسو پوچھون دیکھو میرا دل اس معاملہ مین تم سے زیادہ نازک ہے اور بہت صدمے اُٹھائے ہوئے بھی۔ وہ رونے کا مدتون سے عادی ہو رہا ہے۔ اب یہ آنکھین تمھارا رونا نہین دیکھ سکتین۔

کرشن کانتا۔ (سر ہلاکر) نہین۔ ان آنسوؤن کو کوئی نہین پوچھ سکتا۔ یہ قسمت کا رونا ہے۔ ان کو اگر کوئی پوچھ سکتا ہے۔ تو میرے کفن کا دامن۔ اور بے اختیار ہوکر رونے لگی۔

پرتاب سنگھ۔ اب نہ روئیے۔ بس یہ پیاری پیاری آنکھین رُلانے کے لیے ہین۔ رونے کے واسطے نہین۔ آہ مین سمجھ گیا۔ بیشک مین تمھارا خطاوار ہون مین نے تمھارے ساتھ بڑی بیوفائیان کین۔ مگر نہین۔ مین نے نہین۔ یہ میرا قصور نہین ہے۔ مین ایسا سخت صدمہ تمھارے نازک دل پر نہ پہونچاتا۔ یہ سب آنکھون کا قصور ہے نہ تمھاری پیاری صورت دیکھتا

نہ دل تمھارا گردیدہ ہوتا۔ دل اور آنکھ دونون خطاوار ہین۔ یہ دل تمھارا ہے اس پر کسی کا زور نہین۔ اس کی تم مالک ہو۔ تم کو یہ مبارک۔ اس کو کوئی نہین لے سکتا۔

کرشن کانتا۔ بیشک پیارے تم نے میرے لیے بہت تکلیفین اُٹھائین۔ صدمے سہے۔ ایشور تمھین تمھارے مقصد مین کامیاب کرے۔ نگوڑا طلسم ٹوٹ جاے اور ان جھگڑون بکھیڑون سے نجات تو پاؤ۔ مگر پیارے ایک بات کہتی ہون بُرا نہ مانو تو کہون

پرتاب سنگھ۔ کہو۔ کہو۔ بُرا ماننے کی ایک ہی کہی۔ تم اور تمھارے مُنھ سے بُری بات نکلے۔ ایسی قسمت کہان جو تمھاری میٹھی میٹھی آواز اور رس بھرے بول سُنون۔

کرشن کانتا۔ بات یہ ہے۔ تم طلسم تو ضرور توڑو گے۔ کیونکہ سُنتی ہون طلسم بنانے والے نے طلسم کی فتاحی تمھارے ہی نام لکھی ہے اور جوتش بھی یہی خبر دے رہی ہے۔ کہ طلسم کشا مین یہ یہ اوصاف ہون۔ سو سب مین آپ مین دیکھتی ہون۔

پرتاب سنگھ۔ دیکھیے پریشر کہین راس لائے۔ طلسم ٹوٹ جائے اور آپ کے پتا جنگ و جدل موقوف کرین مہاراج نہال سنگھ سے میل ہو جاے اور وہ راضی ہو کر ہمارا تمھارا عقد کر دین۔

کرشن کانتا۔ بس پیارے ہمارے مُنھ کی بات چھین لی۔ یہی تو مین بھی کہتی ہون۔ پتا جی کو جان سے ہلاک نہ کیجیے گا۔ کہین اُن کی جان پر بن گئی تو مین کسی کو مُنھ دکھانے کے قابل نہ ہون گی۔

پرتاب سنگھ۔ ہان شہنشاہ تو یہ چاہتے ہین۔ بلکہ اب کی دفعہ جب قید مین تھا فرماتے تھے کہ پرتاب سنگھ نہال سنگھ کا ساتھ چھوڑ دے اور ہمارا طرفدار بن جا تو نہال سنگھ کو نیچا دکھانا ہے۔ قلعہ آہنی فتح کرو گے۔ وہی ہمارا عدو ہے اُس سے قصاص لینا ہے۔

کرشن کانتا۔ تو پیارے آپ نے قبول کیون نہ کیا۔

پرتاب سنگھ۔ نہین پیاری یہ کیسے ممکن تھا جس کا ساتھ دیا دیا۔ راجپوتون کا یہ دھرم نہین۔ بسواس گھاٹ کرنا بڑا پاپ ہے۔

کرشن کانتا۔ (ٹھنڈی سانس لیکر) بڑی مشکل ہے۔ پتاجی ایک ضدی ہین بھلا وہ کیون صلح کرنے لگے۔ اور آپ چھتری دھرم کا پالن کرتے ہین۔ ہر طرح سے خرابی ہے۔

پرتاب سنگھ۔ گھبراؤ نہین۔ اشور چاہیگا تو شہنشاہ کو زیر کردون گا۔ اور مہاراج نہال سنگھ کو سمجھا بجھا کر میل کرا دون گا مگر ابھی نہین طلسمی طاقتین ٹوٹ لین۔

کرشن کانتا۔ لیکن پتاجی پر آنچ نہ آنے پائے۔ اسکا خیال رکھیے گا۔

پرتاب سنگھ۔ ہان پرتاب سنگھ اگر زندہ بچا تو معاملہ سلجھ جائیگا۔

اس قدر کہنے کے بعد پرتاب سنگھ کی نظر گھڑی کی سوئیون پر پہونچی اور اُس نے دیکھا کہ چار پر بیس منٹ آگئے ہین سویرا ہوا چاہتا ہے۔ گھبرا کر بولا۔

پرتاب سنگھ۔ پیاری! اب جاتے ہین صبح ہوا چاہتی ہے۔ آج ہی طلسم فتاحی کو نکلین گے اگر زندگی ہے تو پھر تمھارے جمال جہانتاب سے آنکھین روشن کرینگے۔ اس وقت جانے دو۔

کرشن کانتا کی آنکھین بھی گھڑی کی طرف اُٹھ گئین۔ اس نے ایک لمبی سانس لی اور دل کی گھبراہٹ سینے مین ایک حشر برپا کرنے لگی۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور دونون نازک نازک ہاتھ پرتاب سنگھ کے سامنے جوڑے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ اور بسلب ولہجہ سے یہ الفاظ نکلنے لگے۔

کرشن کانتا۔ ہائے کس منھ سے جانے کو کہون۔ آج کی رات بھی نگوڑی کتنی چھوٹی ہوگئی۔ ابھی تو شام ہوئی تھی اور ابھی سویرا بھی ہوگیا۔

یہ کہکر ابر نوبہار کی طرح رونے لگی۔ پرتاب سنگھ نے بہت تسلی دی۔ اور اپنے قول کی مضبوطی کے لیے قسمین بھی کھائین۔

اِس دو گھڑی کی ملاقات نے پرتاب سنگھ کے پُرارمان دل مین گو

معشوق طبعون کی شوخی مزاج کی طرح خوب چٹکیان لے لے کر بگڑ بگڑ کر اور مچل مچل کر بہت چاہا کہ اپنی ان تمناؤن کو نکلنے کی اجازت دے جو عشق کا بڑھا ہوا جوش اور شوق کا بڑھا ہوا ولولہ اُس کے دل مین پیدا کر رہا تھا مگر ایک طرف کرشن کانتا کی شرمائی ہوئی آنکھین - آنکھون مین بھرے ہوئے آنسو اُس کے پیارے پیارے چہرے کا اضمحلال اور اُس اضمحلال مین گھبراہٹ کی آمیزش اور اُس کے بے مثل حُسن کا رعب پرتاب سنگھ کو کسی طرح اس امر کی اجازت نہین دیتا کہ وہ اپنے دریاے شوق کی اُٹھتی ہوئی لہرون کا کچھ بھی مدوجزر دکھا سکے - بلکہ وہ اپنے ہوش وحواس مین نہ تھا - بیخودی اُس پر پوری طرح سے قبضہ کیے ہوئے تھی اور اس ملاقات کی خوشی اُس کو دنیا و مافیہا سے اس درجہ بے خبر کیے ہوئے تھی کہ ارمان وتمناؤن کے بڑھے ہوئے تقاضے حضرت دل کے بڑھے ارادے اور ناجائز خواہشون کی غضب کی چٹکیان یہ سب ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے خواب کی باتین - اگر اُس کی بڑھی ہوئی خودی اُس کو کسی وقت اس امر کا موقع بھی دیدیتی تھی کہ وہ ان دور از وہم وخیال ان سب لطفون کو خاک مین ملا دیتا تھا مگر اس کو خدا کی دی ہوئی اس خوشی مین افسوس سے بھی اس قدر فرصت نہین مل سکتی تھی کہ بیچارہ اپنی دلی خواہشون کے متعلق کچھ زبان کھولے - تاہم پرتاب سنگھ نے بہت استقلال سے کام لیا - اپنے بے قابو دل کو ہاتھ جوڑ جوڑ کر سنبھالا اور منت سماجت کرکے دو ایک باتون کی نسبت کہا بھی اور بہت اصرار سے کہا - مگر حسینہ کرشنا پتھر کی مورت بنی بیٹھی تھی اس کے مُنھ سے ہان ہون کچھ نہ نکلا البتہ آنکھ کا سوتا بہ نکلا تھا - نا امیدی اور حرمان نصیبی نے لبون پر مہر لگا دی تھی - سارے ارمان بیدل ہوکر سر پیٹتے ہوئے خانۂ دل مین بند ہوگئے دل اپنا سا منھ لیکر رہگیا اور پرتاب سنگھ کمرے سے باہر نکلا - ناگر پہرے پر تھی - پھر زنانی پوشاک پہنی اور ناگر کے ساتھ ہی ساتھ محلسرا سے نکلکر نو دو گیارہ ہوگیا -

پرتاب سنگھ کے جانے کے بعد بلا نصیب کرشن کانتا کے دل پر کیا گذرا؟

وہ دل پکڑ کر رہ گئی۔ دُنیا اندھیری ہوگئی۔ صبر و قرار اُس کے دل سے اُسی طرح چلے جس طرح راجکمار پرتاب سنگھ ابھی ابھی بے دلاسا دیے اُس سے رخصت ہوا تھا اور وہ پھر تمام بلائین اُس کے دل پر طاری ہوگئین جن کا یورش شب فراق مین کسی حرمان نصیب عاشق پر ضرور ہونا چاہیے۔ پرتاب سنگھ تو دو گھڑی بیٹھکر چل دیا مگر آہ کرشن کانتا کا یہی شغل ہوگیا کمرے کے اندر جانا اور پھر باہر نکل آنا۔ اس کا محبت بھرا دل بار بار اُس کو اس امر پر یقین دلا رہا تھا کہ پرتاب سنگھ چلتے چلتے پھر ایکبار کمرے مین آئینگے اور دل زار کو تسکین دینگے لیکن جب یہ خیال غلط نکلا اور پرتاب سنگھ چلے گئے اور مرغان سحر نے گھبراکر شور مچایا تو اس کو اس امر کا ہوش آیا کہ رات شب وصال نہ تھی بلکہ فراق کی رات تھی اور جو کچھ دیکھا خواب تھا۔ اگر کرشن کانتا سے کوئی پوچھتا کہ رات کی ملاقات مین کیا ہوا؟ تو شاید کرشنا رو کر یہی جواب دیتی کہ کچھ نہین نہ دل کا کوئی ارمان نکلا نہ کوئی تمنا بر آئی۔ نہ شکوے نہ شکایت ہوئے۔ نہ کسی کا شوق دل کا غبار بنکر نکلا اور نہ بھری ہوئی کدورتون سے کسی کا دل صاف ہوا۔ اب یہ ہے اور رات دن پرتاب سنگھ کا خیال۔ خیال ہے اور محبت کی زیادتی۔ زیادتی ہے اور جنون کا جوش کرشنا ہے اور دن رات پرتاب سنگھ کا چرچا اس کی کوئی ایسی رازدار سہیلی نہ تھی جس سے دل کا حال کہتی۔ صرف ناگر تھی جو اس کے دلی بھید سے واقف تھی اور جو وقتاً فوقتاً اُسے تسلی دے جایا کرتی تھی۔

اٹھارھوان باب

مرنا شب فراق مین جینے سے خوب ہے
بہلے گا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

گرمیون کے موسم مین صبح ہی کو دھوپ مین اس قدر تیزی آجاتی ہے

کہ فضائے چرخ مین بھری ہوئی ہوا کے اجزا مین آفتاب کی تمازت سے ہل چل پڑ جاتی ہے۔ نیچے کی ہوا بھاگ کر اس لیے گھبرائی ہوئی اوپر چڑھ جاتی ہے کہ کسی طرح ان شرر بار شعاعون سے بچین۔ جو زمین سے پلٹتے ہی آگ ہو جاتی ہین۔ اوپر کی ہوا اپنے نیچے والی ہوا کو چیرتی پھاڑتی جان بچانے کے لیے زمین کی طرف بھاگی چلی آتی ہے اور اس وجہ سے ہوا کی رفتار مین اس غضب کی تیزی آگئی ہے کہ شاید ایسی تو کسی تند خو شعلہ مزاج کی قیامت خیز چال مین بھی نہوگی غبار کسی کے مکدر دل کی طرح ہر طرف چھایا ہوا ہے اور بگولے ہر طرف خاک اڑاتے پھرتے ہین۔ دھوپ کسی سوختہ جان کے ارمانون کو خاک مین ملانے کے لیے آنکھین نکالے ہوئے بڑے غصے سے دیکھ رہی ہے۔

اس عالم مین ایک آوارہ گرد تن تنہا سنسان میدان مین ایک نخل کے سایے تلے بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا ہے گلے مین تختی پڑی ہوئی ہے۔ اور فکر و انتشار کے آثار چہرے سے پائے جاتے ہین۔ نظر تختی پر لڑی ہوئی ہے خدا جانے تختی مین کیا لکھا ہے کہ یکبارگی اٹھا اور تالاب کے کنارے ہاتھ منھ دھویا۔ اور غسل کر کے چست و چاق ہو کر درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور کچھ کھا پی کر کلی کر کے تختی پر پھر نگاہ ڈالی۔ تختی کی عبارت سمجھ مین آئی۔ لکھا تھا۔

طلسم کشا کو اس طلسم بنانے والے کا سلام پہونچے طلسم کشائی کے لیے بے یار و مددگار چل کھڑا ہونا چاہیے۔ طلسم زرنگار کے جنوب رو یہ پہاڑی کے وادی مین برگد کے درخت کے نیچے ایک کنواں نظر آئے گا۔ چاہ کے پوربی رخ پر چند تاڑ کے درخت دکھائی دین گے۔ طلسم کشا کو چاہیے کہ بلا پس و پیش چاہ مین کود پڑے غالبًا ہمارے ناظرین اس جوان کی شباہت سے تاڑ گئے ہونگے کہ یہ کل کا چلا مسافر راجکمار پرتاب سنگھ ہے جو کہ طلسم کشائی کا عزم مصمم کر کے رات ہی کو اپنے ڈیرے سے چلدیا تھا۔ اور جو اس وقت دھوپ کی تمازت سے دم لینے کو نخل کے سایے مین بیٹھ گیا۔

پرتاب سنگھ کچھ غور و فکر کے بعد اٹھا اور دکھن کا کونہ دبائے چل کھڑا ہوا۔ کوئی میل بھر کے بعد وہی کنوان دکھائی پڑا جس کے کچھ نشانات لوح نے بتائے تھے

پرتاب سنگھ کنوئین کی جگت پر پہونچا اور آسمان کی طرف دیکھکر جھم سے کنوئین کے اندر کود پڑا۔ جب آنکھ کھلی عجب نظارہ نظر آیا۔ ایک وسیع میدان مین حبشیون کا مسلح رسالہ فوجی قواعد کر رہا ہے۔ پرتاب سنگھ کو دیکھتے ہی لینا لینا کہتے ہوئے تمام حبشی دوڑ پڑے۔ راجکمار نے لوح پر آنکھ ڈالی۔ تحریر تھا کہ حبشیون سے بچتے تلوار چمکاتے اس میدان سے چلتے پھرتے نظر آؤ بلکہ جہان تک ممکن ہو دکھن کی سمت کا راستہ پکڑو۔ وہان ایک تالاب ملے گا جس کا پانی سیاہ ہوگا۔ بلا حیل وحجت اُس مین پھاند پڑو۔"

پرتاب سنگھ نے ایسا ہی کیا حبشیون کو ضرب شمشیر سے دور کرتا ہوا حریفون کی زد سے بچتا اُس تالاب پر پہونچا جس کا پتہ لوح نے دیا حبشی تعاقب مین چلے آتے تھے۔ پرتاب سنگھ بلا خوف وخطر تالاب مین کود پڑا۔ لنڈھکتا ہوا تہ تک پہونچا۔ آنکھ کھلی دیکھا سامنے ایک بہت بڑا شہر تھا۔ شہر کے گرد شہر پناہ اور خندقین تھین۔ خندقون کے اوپر ایک لمبا چوڑا پل تھا۔ پل کے ابتدائی حصے پر سر بفلک پھاٹک تھا۔ پرتاب سنگھ بے محابا پھاٹک مین داخل ہوا عجیب وغریب باتین دیکھنے مین آئین۔ انسان حیوان چرند پرند۔ درخت پھل پھول۔ مکان تالاب بادلیان غرضکہ کل چیزین لوہے کی تھین۔ پرتاب سنگھ ہیئت گذائی دیکھکر دنگ رہگیا۔ چارون طرف دیکھتا بھالتا چلا جاتا تھا ہمارا دوست دو چار قدم آگے بڑھا ہوگا کہ پشت سے کئی شخصون نے اُس کی مشکین باندھ لین راجکمار گھبرایا لیکن اتفاق سے نظر لوح پر پڑ گئی اس مین لکھا تھا خبردار اپنے تئین ان آدمیون سے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا بلکہ جہان جی چاہے لے جائین تم بلا وسواس چلے جانا۔"

آہنی پتلے بازار کے دونون جانب کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے اور وہ انسان جنھون نے پرتاب سنگھ کی مشکین کس لی تھین اپنا قیدی لیے چلے جاتے تھے تقریباً کوس بھر چلنے کے بعد ایک سر بفلک عمارت ملی پھاٹک سے ہوتے ہوئے ایک بہت بڑے کمرے مین پہونچے۔ دربار لگا ہوا تھا۔

پرتاب سنگھ نے دیکھا دربار ی کمرے کے ایک کونے پر لوہے کا بادشاہ

تاج زرین بر سر شاہی لباس سے آراستہ آن و بان سے تخت طلائی پر جلوہ گستر ہے۔ سیکڑون مصاحبین وزیر امیر۔ نوکر چاکر باقاعدہ ادب سے سر خم کیے ہوئے کھڑے ہین۔ پرتاب سنگھ کو دیکھتے ہی بادشاہ نے استفسار کیا۔

بادشاہ - اے انسان یہان تیرا گذر کس طرح ہوا۔ یہ طلسم زرنگار ہے۔ یہان پرندہ پر نہین مار سکتا۔ تیری اتنی تاب کہ یہان چلا آیا۔ سوائے شہنشاہ طلسم اور حکیم طلسم کے کوئی اس خطرناک مقام مین قدم نہین رکھ سکتا۔ کیا تو طلسم کشا ہے۔ تیرے پاس لوح طلسمی تو نہین۔

پرتاب سنگھ بادشاہ کی باتین سنتا جاتا تھا مگر نگاہ تختی پر تھی۔ تختی مین حکم تھا اس مقام پر لوح طلسمی کسی اور کو نہین دکھائی دیگی۔ جو کچھ بادشاہ کہے۔ دھیان دے کر سنو۔

پرتاب سنگھ نے بادشاہ کی جتنی باتین سنی تھین سب کا اس طرح جواب دیا

پرتاب سنگھ - رہبر کامل کی مدد سے اس طرف آگیا۔ مگر مجھے حضور نے کس گستاخی پر پکڑوا منگایا۔

بادشاہ - اس لیے کہ انسان کا گوشت نمکین اور پرذائقہ ہوتا ہے۔ مین تیرے کباب بنواؤنگا اور شراب کے ساتھ گزک اڑاؤنگا۔

یہ کہکر بادشاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اس جوان کی گردن اتار کر جھٹ پٹ کباب لگاؤ۔

آہنی پتلے تلوار کھینچکر دوڑے۔ راجکمار نے لوح دیکھی۔ حاشیہ پر درج تھا کہ طلسم کشا کو واجب ہے یہ اسم پڑھے اسم کی تاثیر سے بادشاہ کی نگاہ سے اوجھل ہو جائیگا۔ اگر اس لوح کو بادشاہ کے سر سے مس کرے تو عجیب و غریب تماشا دیکھے۔

پرتاب سنگھ نے ایسا ہی کیا لوح طلسمی بادشاہ کے سر سے چھلا دی۔ لوح چھوتے ہی بادشاہ کے سر سے آگ کے شعلے بھڑکنے لگے اور وہ شعلے بھڑک بھڑک کر تمام لوہے کے پتلون کے بدن مین جا لپٹے۔ مکان در و دیوار جلنے لگے۔ پرتاب سنگھ بھاگ کر مکان سے باہر نکلا۔ جلتے ہوئے آدمی مکان

سے نکل نکل کر بازاری آدمیون سے چمٹے جاتے تھے جس سے چمٹتے تھے وہ بھی جل اُٹھتا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ آگ تمام شہر مین پھیل گئی۔ درخت۔ حیوان انسان پرند و چرند اس کرۂ نار مین خاک ہوتے جاتے ہین۔ دھوان دھار چھا رہا ہے پرتاب سنگھ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے مین ایک طائر ضخیم الجثہ قوی بال دراز پنجے لمبی منقار شن شن کرتا ہوا آسمان سے اُترا۔ پرتاب سنگھ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا۔ اس طائر کی پشت پر سوار ہو جاؤ۔

راجکمار بفرمودہ لوح طائر کی پشت پر سوار ہو گیا۔ سوار ہوتے ہی طائر نے چہکارا مارا اور بازو تول کر ہوا مین اُڑ گیا۔ ہوا کے فراٹے اور طائر کے پرزور پرون کی دھمک سے پرتاب سنگھ کی آنکھین جھپک گئین۔ کچھ دیر بعد جب آنکھ کھلی تو ہرے بھرے سبزے مین ایک نخل کے نیچے اپنے تئین چت لیٹے ہوئے پایا۔ پاس ہی آبشار بہ رہا تھا۔ موتی سا صاف چمکتا ہوا پانی نگاہ مین طراوت بخشتا تھا۔ آبشار کے سامنے ایک پھلواری تھی پھلواری کے وسط مین خوشنما چھوٹی سی بارہ دری تھی۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا اور دھوپ ہجران نصیبون کے رنگ کی طرح زرد پڑتی جاتی تھی۔ اتنے مین کچھ آوازین سنائی دین۔

راجکمار نے سر اُٹھا کر دیکھا تو پندرہ سولہ برس کی ہم جنسین چھل بل دکھاتی مسکراتی ہوئین سامنے سے آ رہی ہین عضو عضو سے شوخی ٹپک رہی ہے۔ رنگ مین بلا کا حسن حسن مین غضب کی ملاحت اور اس ملاحت مین خدا جانے کیا کیا دلفریبیان صانع قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھر دی ہین۔ ہر ایک سیم بر۔ ہر ایک قوس برو۔ ہر ایک بادۂ جوانی سے مست۔

ایک حور بچی دلفریبی کی ادا سے اٹھلاتی ہوئی بولی۔

آج مقدر نے رنگ دکھایا کہ ہم سوختہ قسمتون کو طلسم کشا کی زیارت ہوئی اب آپ بلا تکلف ہمارے بستر پر چلین اور ہمارے مہمان بنین ہم لوگ آپ کی خدمت کرین گے۔

پرتاب سنگھ نے تختی پر نگاہ ڈالی۔ لکھا تھا۔

آج کی شب ان عورتون کے مکان پر بسر کرو۔ علی الصباح یہان سے چلدو۔
پرتاب سنگھ نے ان مہ جبینون مین سے ایک مہ جبین کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا۔
جس کا حسن ان سب پر فوق لے گیا تھا۔ وہ حسینین اٹھلاتی مسکراتی چال سے
عاشقون کا دل پامال کرتی ہوئین مکان کی طرف بڑھین۔ شام ہو رہی تھی اور
دونون وقت آپس مین ملنے کے لیے اسی طرح کوشش کر رہے تھے جس طرح
ان پریون کی تقدیر پرتاب سنگھ کے گلے مین باہین ڈالنے کے لیے اس وقت
انتہا کا زور کر رہی تھی۔ شام کی بسیرا لینے والی چڑیان خوشی کے عالم مین درختون
کی جھومنے والی شاخون اور اپنے اپنے گھونسلون مین بیٹھکر نغمہ سنجیان کر رہی
تھین۔ شام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا ہلکا سا تھپیڑا کلابی گلابی گالون سے
ٹکرا کر گویا رالھکار کا رقیب بن رہا تھا۔ حضرت کا بار بار یہی دل چاہتا تھا کہ
کسی طرح وہ رشک ارم کوٹھی نظر آئے جہان بیٹھکر دو گھڑی ان پرستان کی
پریون کی پیاری پیاری صورتین دیکھ کر دل بہلانے کا سر دست مشغلہ
ہاتھ آ جائے۔

خدا خدا کر کے مکان قریب آیا۔ مکان کیا تھا جنت کا نمونہ تھا۔ نسیم عنبر شمیم
چارون طرف پھولون کی خوشبو پہونچا رہی تھی۔ عندلیبان غنچہ دہن طوطیان
شیرین سخن گل سیوتی کی شاخون پر چہچہا رہی تھین۔ نوعمر باغبان بیلچے ہاتھون
مین لیے چمنون کی آراستگی مین مصروف تھے۔ کہین کروندے کے درخت سر سے
پانون تک پتیون اور پھلون سے لدے ہوے تھے اور سرخ سرخ پھل سبز سبز
پتیون سے اپنا جلوہ دکھا رہے تھے۔ گلاب کے تختون پر عجب آب و تاب
تھی۔ درخت کی شاخون اور پتیون کی کثرت کا عجیب حساب رکھا تھا چھوٹی
چھوٹی شاخین پتیون سے لدی ہوئین۔ رنگترہ ہزارہ کے درختون سے تمام
چمن مین آگ سی لگی ہوئی۔ ایک چمن مین ناشپاتی کے درخت لگائے تھے تو
ایک مین بالکل سیب کے درخت جو معشوقون کے سیب زنخدان کو رشک کا داغ
دیتے تھے ایک چمن مطلق شفتالو کا تھا جس کے سامنے شیرین لبون کے آفتابی
رخسارون کا بوسہ ہیچ تھا۔ اسی طرح ایک چمن امرود کا ایک نارنج ہزارہ کا

ایک نازنین ولایتی کا اور ایک شریفہ کا تھا۔ مہندی کی روش نہایت خوش اسلوبی سے چمنون کے گرد لگائی گئی تھی۔ جا بجا دکانین آراستہ ایک طرف ترکاری فروش۔ ایک طرف میوہ فروش۔ ایک جانب بھنگ بیچنے والی عورتین کمال ناز و انداز سے عشاق کا نشہ بڑھا رہی تھین تنبولنون نے پانون سے مہوشون کے منہ گل لالہ اور ارغوانی بنائے تھے۔ ایک طرف گل فروشون کی دکانین طرح طرح کے پھولون سے رنگ رنگ کی ہو رہی تھین کھیل تماشے والے ہر قسم کے اپنے کمالون کا اظہار کر رہے تھے۔ کہین حور مثال پری تمثال عورتین زربفت اور تمامی کے جوڑے پہنے غول کی غول باغ مین پھر رہی تھین کہین ناچ رنگ ہو رہا ہے۔ کسی معشوق کے بالون کا موباف کالا سانپ ہے۔ جو ڈسنے کو زبان کھولے ہوئے ہے کسی شوخ کی بھوین زہر آلود بچھو ہین جو ڈنک مارنے کو آمادہ ہین اگر گانے پر آئین تو روحین جسم سے باہر نکلنے کو تیار ہو جائین۔ ان کی زرق برق پوشاکین مرصع زیور دیکھنے والون کی نظرون کو خیرہ کر کے شمس و قمر کی روشنی ظاہر کرین۔ ناچنے کے وقت ناہید دائرہ ہاتھ سے پھینک کر یہ افسون سیکھنے کے لیے منت کرے۔ اگر اپنی پشواز کا دامن اٹھائین طاؤس نگارین تابعدار ہو جائین جب ناچنے کے واسطے ہاتھ اٹھائین تو مچھلی کی طرح ہوا مین تیرتین اگر کمر پر ہاتھ رکھتین تو دریائے حسن کے غوطہ زنون سے مل جاتین غرضکہ ان پری پیکرون اور حور نژادون کے مجمع مین پرتاب سنگھ بلا تکلف باغ پر بہار مین آیا۔ باغ مین عمارت عالی شان تھی۔ جا بجا سنگ مرمر کی چوکیان بچھی ہوئی ہین مخملی فرش و فروش اسوقت کے مذاق کے موافق اعلی درجہ کا تھا۔ درون مین زربفت کے پردے آویزان تھے۔ شیشہ آلات کا کیا کہنا رنگ برنگی ہانڈیان۔ یاقوت زمرد نیلم عقیق کے جھاڑ نہایت نفاست سے اپنے اپنے موقعون پر تھے۔ سبز۔ سرخ۔ آسمانی۔ آبی۔ زرد پستی۔ شجرنی غرضکہ قسم قسم اور رنگ برنگ شیشے کے گلدستے سنگ مرمر کی چوکیون پر رکھے ہوئے ہین قیمتی قیمتی کنول چڑھے ہوئے اپنی آب و تاب دکھا رہے ہین نقش و نگار کی صناعی اور پتی پتی کی نزاکت دیکھنے کے لیے بڑے بڑے مبصرون

کے لیے ایک وقت درکار ہے۔

مکلف فرش پر جواہر نگار مسہری لگی ہوئی تھی پرتاب سنگھ اس خردسال نازنین کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے مسہری پر بیٹھ گئے محفل نشاط گرم ہو گئی ساز درست ہوئے۔ ستار و رباب سارنگی مردنگین طبلے باتفاق بجنا شروع ہوئے۔ خوش آواز گانے والیوں نے اپنے نغموں کی صدا تا بہ فلک پہونچا دی راگ و رنگ ہوا سے برسنے لگا۔ جادو آواز مغنیوں کے خیال پٹے دھرپد کی دلکش دھنیں سینوں کو برماتی ہوئی پار نکلی جاتی تھیں کسی شوخ چھبیلی نے یہ غزل چھیڑی۔

غزل

اڑائی خاک تیری جستجو میں ہر کہیں برسوں
پھری ہوا آسمان بنکر مرے سر پہ زمیں برسوں
کسی کوچے میں جب ہم اچھی صورت دیکھ لیتے ہیں
لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ زمیں برسوں
نہ آنکھوں کا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے ان پر
وہ خود مختار ہیں ٹھہریں نہیں دم بھر کہیں برسوں
ہوا ہے جان کا خواہاں کوئی اب رہ نہیں سکتی
رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امیں برسوں
کسی خورشید رو کے پانوں پر رکھا تھا سر اک دن
مثال ماہ چمکی ساتھ قسمت کے جبیں برسوں
نہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی ہم نے
لب دشمن سے بھی نکلی صدائے آفریں برسوں
نہیں تھا تو بھی تھا وہ بیوفا آغوش دشمن میں
کہ میری بدگمانی نے اسے رکھا وہیں برسوں
یہیں رہنا یہیں سہنا یہیں مرنا یہیں بھرنا
یہی در ہے یہی سر ہے گذارینگے یہیں برسوں

کسی نازکبدن کی ایک دن خوشبو جو سونگھی تھی
اسی حسرت مین سونگھا ہم نے عطر نازنین برسون
مرے آنسو مکدر کیون نہ نکلین دیدۂ تر سے
کہ آنکھون مین پھری ہے اُسکے کوچے کی زمین برسون
تڑپتے جس نے دیکھا اس دل بیتاب کو دم بھر
رہا ہے ہمول دل مین مبتلا وہ نہنشین برسون
صفائی اس کو کہتے ہین اسی پر ناز ہے تم کو
کدورت بیٹھ کر دل سے نکلتی ہی نہین برسون
خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
وہی دلسوز ہے جورہ چکا ہے دلنشین برسون

اِس غزل سے سامعین نقش بدیوار ہوگئے۔ ہر ایک کی زلف حواس پریشان تھی محفل کے رنگ نے کسی کے ہوش باقی نہین رکھے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو رو نہ رہی تھی اور کوئی دل ایسا نظر نہ آتا تھا جس سے حالت اضطرار مین بیتابی ظاہر ہوتی ہو۔ پرتاب سنگھ ستون کی طرح نازنین پر تکیہ لگا کر دہنا پیر بائین ران پر رکھکر شیر مست کی طرح بیٹھا ران اور سینے کی تیاری شانون کی سڈول رخسارون کی چمک کیا بیان کی جاے جو دیکھتی تھی بیخود ہوجاتی تھی۔ کچھ رات گئے محفل برخاست ہوئی۔ کھانے کا سامان ہوا۔ اطعمۂ لذیذ فواکہات عمدہ منقش طشتریون مین نفاست کے ساتھ چن دیے گئے۔ نازنین اور راجکمار نے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی منھ ہاتھ دھو کلی کر ایک اور کمرے مین جو اسی کمرے کی طرح سجا ہوا تھا۔ نازنین اور راجکمار پلنگڑیون پر لیٹ رہے۔ کنیزون نے دروازے بند کرلیے اور باہر بدستور گانا بجانا ہوتا رہا پرتاب سنگھ گانا سنتے سنتے سوگئے۔

پو پھٹتے ہی راجکمار کی آنکھ کھلی۔ نہ وہ باغ نہ وہ مکان۔ نہ وہ محفل اور نہ قاف کی پریون ہی کا نشان۔ غرض کچھ نہ تھا۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

بلکہ بجاے باغ جنت نظیر کے ایک ریگستان نظر آیا۔ سپیدۂ صبح اُداسی کا رنگ بنکر آسمان پر چھایا ہوا ہے۔ شرقی افق کی سُرخی کا عکس مغربی افق سے جھلک رہا تھا۔ ہو کا عالم ہے۔ وحشت برس رہی ہے۔ سناٹا ہے اور چارون طرف کوئی نظر نہین آتا۔ کوسون آبادی کا پتہ نہین نہ تو کسی طرف سے کوئی آواز آتی ہے جس سے کانون کو کچھ دلچسپی ہو اور نہ کوئی سایہ دار درخت نظر آتا ہے کہ جس کے تلے ذرا دم لینے کا سہارا تو ہو۔ آفتاب آفتاب قیامت کی طرح سوا نیزہ اُتر آیا تھا اور زمین دھوپ کی شدت سے لوہے کی طرح تڑپ رہی تھی ایک طرف غم کا جوش تھا ایک طرف طبیعت کی افسردگی سے دل بیٹھا جاتا تھا طیش اور غصہ اپنی راہ زور کر رہا۔ پرتاب سنگھ تمازت آفتاب سے گھبرا گئے مگر کچھ ہوش آیا۔ لوح طلسمی پر نگاہ دوڑائی۔ اس مین اجازت تھی طلسم کشا پر فرض ہے اس ریگستان سے باہر نکل جائے۔ ورنہ جان کا خطرہ ہے۔ جو بلا سامنے آئے دفع کرنے کی کوشش کرو اور جہانتک ہوسکے قلیہ ہی تمام کردو۔

پرتاب سنگھ حسب ہدایت لوح آگے بڑھے۔ قدم آگے نہ پڑتا تھا منہ جھلسا جاتا تھا۔ بدن پسینے سے لت پت۔ منزل بہت سخت تھی پانون مین آبلے پڑگئے۔ خار مغیلان چھالون کو چھیڑ دیتے ہین اور یہ اُف کرکے رہ جاتا ہے میدان کی ریگ دھوپ مین پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آفتاب کی کرنین کسی کے دامن ناز کی طرح ریگ پر لوٹ رہی ہین اور ذرے عشاق بیمجان کی طرح پہلو بدل بدل کر تڑپ رہے ہین۔ گرم گرم جلتے ہوئے بخارات اسی طرح اُٹھ رہے ہین جس طرح کوئی حرمان نصیب عاشق تپ فرقت مین پڑا پھنک رہا ہو۔ اور اس بے چینی مین اُس کے منہ سے دھوان دھار آہون کے شعلے نکل رہے ہون۔ شدت طیش سے آنکھین نکلی پڑنے لگین۔ حلق خشک ہوگیا۔ زبان منہ سے نکل آئی۔ مگر پانی کا ایک قطرہ بھی عنقا تھا۔ ؎

وہ دھوپ ہے جس مین کہ ہرن ہوتے ہین کالے — اور ہانپتے ہین شیر زبانون کو نکالے
گرمی سے دد و دام ہین منہ آب مین ڈالے — ریتی پہ دھرین پانون تو پڑجاتے ہین چھالے

آہن کی بھی شے موم صفت نرم ہوئی ہے
پتھر ہین چشمے یہ زمین گرم ہوئی ہے

پیاس سے زبان نکلی پڑتی تھی۔ بدن آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ پرتاب سنگھ کی عجیب حالت تھی۔ دم فنا ہوا جاتا تھا پھر بھی صبر و استقامت سے کام لیتا ہوا آگے بڑھا جاتا تھا۔ لبون پر جان تھی ہونٹھ چاٹ رہے تھے۔ ؎

گر خاک پہ گرتا ہے تو بھن جاتا ہے دانا
کیا قہر ہے اس آگ مین پانی کا نہ پانا

اتنے مین دور سے ایک بونڈ لا اڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ جب قریب آگیا۔ بونڈلے سے عجیب ہیبت ناک صورت دکھائی دی۔ سارا جسم تو انسان کا تھا مگر گدھے کا۔ ہاتھ مین ایک گرز آہنی تھا۔ پرتاب سنگھ کو دیکھتے ہی جھپٹ کر گرز آہنی کا وار کیا۔ راجکمار نے وار خالی دیا اور میان سے شمشیر کھینچکر سر کو بتاکر پر ضرب لگائی اُس کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اُس کے مرتے ہی گرمی مین بھی کچھ کمی ہوئی دس قدم پر پھر ویسی ہی آفت کا سامنا ہوا ایک یو لیم و شیم راجکمار پر ٹوٹا آواز دی تو کون ہے میرے قوت بازو کو مارا راجکمار نے کچھ جواب نہ دیا اور پہلے ہی وار مین اُس ملعون کو عدم آباد کا رستہ بتا دیا۔ اس دیو کے مرتے ہی آفتاب کی حدت بالکل جاتی رہی ہوا کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے قلب کو سرور بخشنے لگے۔ درختون کی شاخین اور بیابان تک نظر آنے لگین۔ راجکمار ایک درخت کے قریب گیا سایے مین بیٹھکر دم لینے لگا۔ ہنوز راجکمار کی سانس بھی نہ سمائی تھی سامنے سے ایک بڈھی عورت آتی دکھائی دی راجکمار نے پوچھا۔ تو کون ہے اور کیا مطلب۔

بڈھی۔ یہان کی باغبان ہون۔ آپ بھوکے ہونگے۔ کچھ انگور کے خوشے لائی ہون حضور تناول کرین۔ آنکھین ٹھکانے ہون۔

یہ کہکر دس پندرہ خوشے سامنے رکھدیے۔

پرتاب سنگھ بیتاب ہی تھے چاہا ایک آدھ دانہ کھاکر قلب کو تسکین دے۔

معًا لوح کا دھیان آیا۔ نگاہ پڑی۔ لکھا تھا۔
"یہ غدار ساحرہ ہے اس کے دھوکے سے بچنا۔ اس کے دیے ہوئے انگورون کے دانے اسی پر کھینچ مارو۔
راجکمار لوح کا حکم بجا لایا۔ چند دانے اُس ملعونہ پر مار دیے عجیب تماشہ ہوا تمام جسم مردار کا نیلا پڑکر پانی کی طرح بہ گیا۔
پرتاب سنگھ آگے بڑھے۔ کیا دیکھتے ہین۔ ایک کرسی پر کمان اور تین تیر رکھے ہین۔ اور کرسی کے سامنے ایک طاؤس زرّین پر چکر مار رہا ہے۔
راجکمار نے لوح طلسمی ملاحظہ کی۔ تحریر تھا کہ کرسی پر بیٹھکر یہ اسم پڑھتے ہوئے طاؤس کا نشانہ بناؤ۔ نشانہ خالی نہ جاوے ورنہ جان کی امان نہین۔
پرتاب سنگھ نے کمان اُٹھا اور تیر سوفارین رکھکر نشانہ باندھا اور تاک کر طاؤس زرّین پر مار دیا۔ طاؤس چیخ کھاتا ہوا زمین پر آ گرا۔ آواز مہیب آئی۔ میدان کسی شوریدہ بخت کی طرح تیرہ و تار ہو گیا۔ چند ساعت بعد جب یہ طوفان دفع ہوا پرتاب سنگھ نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے خارستان مین کھڑے ہین۔ جہان آگ کے شعلے بھبک بھبک کر اُٹھتے ہین اور صحرائی بڑے بڑے تناور درخت جل جلکر دھڑا دھڑ زمین پر گر رہے ہین۔ تمام جنگل آتشکدہ ہو رہا ہے۔ زمین سے آسمان تک آگ لگی ہوئی ہے۔ راجکمار کا جسم جھلسا جاتا ہے۔
اس آتشکدہ سے کئی سو انسان جن کے جسم لال انگارے ہو رہے تھے اور جو آگ کی طرح دہک رہے تھے راجکمار کے سامنے سے نکلے بلکہ ہر ایک نے راجکمار پر آتشین تیر چھوڑے۔ اس نے سراسیمگی کی حالت مین سختی دیکھی لکھا تھا۔
"اِن آتشین تیر چھوڑنے والون مین ایک شخص سبز قبا پہنے سبز ہی تاج سر پر دیے سب کا سردار ہے طلسم کشا پہلے اس کی خبر لے۔ پھر خود بخود سب کا حساب صاف ہو جائیگا۔
گو پرتاب سنگھ کا جسم آتشین شعلون سے جھلسا جاتا تھا تاہم بڑی جیوٹ اور دلیری سے سبز پوش کے قریب گیا اور تاک کر تیر قضا کا نشانہ بنایا۔ تیر

خالی گیا۔ اور راجکمار کے کپڑون مین آگ لگ گئی۔ مگر پھر اس نے استقلال اور جیوٹ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور لپک کر پھر پورے تلوار کا ہاتھ مارا۔ سبز پوش کے دو ٹکڑے ہوئے اُس کے مرتے ہی پُر ہول صدائین آنے لگین۔ راجکمار کا نازک دل اِن صداؤن کا متحمل نہو سکا ہاتھ سے تلوار چھوٹ گری اور بیدم ہو کر زمین پر لمبا لمبا لیٹ گیا۔

چند منٹ بعد ہوش آیا۔ اب نہ وہ آتشکدہ تھا اور نہ سبز پوش کے ہمراہیون کا نشان تھا بلکہ بجاے آتشین جنگل کے ہرا بھرا سبزہ زار لہلہا رہا تھا۔ سبزہ زار مین متعدد خیمے نصب تھے اور راجکمار ایک خیمے کی طناب پکڑے دروازے پر کھڑا تھا۔

اتنے مین بہت سی عورتین خیمے سے نکل آئین۔ اور نہایت ملایمت اور سنجیدگی سے راجکمار کی قوت بازو پر تعریف کرتی رہین اور پھر دعوت کا پیام دیا۔ راجکمار نے لوح طلسمی دیکھی لوح کی اجازت سے پرتاپ سنگھ نے ان عورتون کی مہمانی قبول کی۔

راجکمار خیمے کے اندر گئے ایک شانزدہ سالہ حسین نے جو ان سب مین ممتاز تھی راجکمار سے مصافحہ کیا۔ اور جواہر نگار کرسی پر بٹھا کر آپ بھی طلائی چوکی پر بیٹھ گئی۔ رقص و سرود کا سامان موجود ہی تھا ناچ رنگ ہونے لگا کسی ماہر نے یہ غزل گائی راجکمار بہت محظوظ ہوئے۔

غزل

مانا کہ لطف عشق مین ہے ہم مگر کہان
کیا سوجھتا نہین کہ پڑی ہے نظر کہان
اے آہ دل مین رہ کہ جو پردہ رہے ترا
جاتی ہے دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہان
اُلفت بتائیے تو غلط جھوٹ نادرست
دل مانگیے تو کہتے ہین کیسا کدھر کہان
قسم ستم کے وار کر کہ مرا اور دست نجائے

جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان
بھولا ہون راہ فرط محبت مین دیکھیے
ہوتی ہے آج شام غریبی سحر کہان
صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف
تجھ سا ہوا اور تجسا نہو وہ بشر کہان
میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہان

اس کے بعد کھانے کا انتظام ہوا خاصہ نوش فرما کر بستر استراحت پر لیٹ رہے جب صبح آنکھ کھلی نہ سبزہ زار اور نہ خیمہ نہ وہ لالہ فام عورتین تھین۔ ایک بیابان جنگل جہان جنس انسان گران تھی۔ بعالم یاس راجکمار نے تختی کو ملاحظہ کیا۔ حاشیہ پر لکھا تھا۔

بس ساری دقتین اور مصائب دور ہو گئے۔ صرف ایک آفت اور باقی ہے اگر کڑی جھیل گئے تو طلسم زرنگار ٹوٹ جائیگا اگر کوتاہی کی تو تاعمر اس طلسم سے چھٹکارا نہین ہو سکتا۔ طلسم کشا بلا وسواس مشرق رو یہ پہاڑی پر چڑھ جائے۔

راجکمار بھرتی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے تھے۔ سامنے پہاڑی تھی۔ پہاڑی پر چڑھ گئے کچھ مسافت طی کی ہوگی سامنے عجیب و غریب سین نظر آیا۔ پہاڑی پر ایک لمبا چوڑا ستون نصب تھا ستون کے بالائی حصے پر ایک طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی مین مشغول تھا۔ اور ستون کے پاس چوکی پر ایک دیو بیٹھا ہوا تھا۔ راجکمار کی نظر دیو پر تھی۔ تختی کا خیال آیا۔ تحریر تھا ای طلسم کشا ہوشیاری شرط ہے۔ یہ طایر تین آواز دیگا۔ تیسری آواز کے ساتھ ہی اس چڑیا کی گردن پہ تیر پڑے۔ نہین تو وہ دیو فوراً ہی اٹھکر تجھے اپنا لقمہ بنائیگا۔

راجکمار نے دیکھا کہ طائر ایک آواز دے چکا ہے دوسری آواز تک کمان مین تیر جوڑ کر طائر پر شست باندھ لی اور تیسری آواز نکلتے ہی راجکمار کا تیر طائر کی گردن پر تھا۔ طائر کے پر دن سے آگ نکلنے لگی اور ساتھ ہی دیو کے

بدن مین بھی آگ لگ گئی اور دونون کے دونون جل کر راکھ کے تودے بن گئے۔
پرتاب سنگھ آگے بڑھے۔ ایک دریا نہایت سرعت سے بہ رہا تھا۔ اُس نے تختی دیکھی۔ لکھا تھا۔ فی الفور لوح کو دریا کے پانی مین غوطہ دو۔
راجکمار نے حکم کی تعمیل کی۔ ہیبت ناک صدا دریا سے نکلی۔ پرتاب سنگھ کی آنکھین جھپک گئین۔ آنکھ کھلتے ہی دریا کا نام ونشان بھی نہ تھا اس نے آگے قدم بڑھایا۔ چند قدم چلنے کے بعد ایک وسیع میدان مین سرِفلک قلعہ نظر آیا۔ سامنے پھاٹک پر فوجی رسالے سنگینین کسے ہوئے کھڑے ہوئے تھے راجکمار کو دیکھتے ہی فوجی دستون مین حرکت ہوئی اور تلوار کھنچے اور سنگینین تانے پرتاب سنگھ پر ٹوٹ پڑے۔ راجکمار کی تلوار بھی بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔ دو دستی تلوار پھینک رہے تھے مگر نظر لوح پر تھی۔ لوح نے بتایا طلسم کشا کسی طرح پھاٹک کے اندر گھس جاؤ۔ پھاٹک کے اوپر والی صحنچی مین پہونچکر سنگ مرمر کی ایک چوکی رکھی ہے اُس پر ایک پتھر کا دیو بیٹھا ہوا ہے اس کے سر سے لوح طلسمی مس کردو۔
راجکمار شیرون کی طرح گرجتا ہوا فوجی دستون پر برس پڑا۔ فوج کائی کی طرح پھٹ گئی سیکڑون خاک وخون مین لوٹ گئے۔ سیکڑون راجکمار کی ٹھوکر سے اوندھے منہ زمین پر آرہے۔ سامنے پھاٹک تھا۔ راجکمار دراندہ پھاٹک مین گھس پڑا۔ پہلو مین زینہ لگا ہوا تھا۔ راجکمار بے خوف و خطر زینہ پر چڑھتا ہوا صحنچی مین آیا۔ اور طلسمی لوح پتھر کے دیو کے سر سے چھلا دی دیو جل گیا۔ اور فوجی رسالون نے ہتھیار ڈال دیے اور تمام افسر بلند آواز سے پکارے۔
"ای طلسم کشا ہمین امان دو ہم آپ کی رعیت ہین"
اس آواز کے ساتھ ہی اس قلعہ کا محافظ سر خم کیے ہوئے آیا۔ اور دست بستہ قدم چھو کر نذر گذرانی۔ پھر کنجیون کا گچھا پیشکش کرکے اس طرح بولا۔
"یہ کنجیان طلسمی خزانے کی ہین اس خزانے مین جواہرات اور اشرفیون کے انبار لگے ہوئے ہین۔ ہزارون چیزین ایسی ہین جو آجتک دیدہ نہ شنیدہ ہین

پرتاب سنگھ نے ہر ایک چیز کو غائر نظر سے دیکھا درحقیقت ایسی انمول اور بیش بہا چیزین تھین جن کو انسانی آنکھون نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا خزانہ دیکھتے بھالتے راجکمار دربار کے کمرے مین گئے۔ قلعدار نے راجکمار کو جواہر آگین تخت پر بٹھایا۔ تاج زرین سر پر رکھا اور بیش قیمت زیورات اور انمول بڑے بڑے موتیون کے ہار گلے مین ڈالے۔

حاضرین اِدھر اُدھر قرینے سے بیٹھ گئے۔

راجکمار نے لوح دیکھی۔ اُس مین مبارکباد درج تھی کہ ای طلسم کشا تجھے طلسم زرنگار کی فتحیابی مبارک ہو۔ اس طلسم کے شکست ہوجانے سے دوسرا طلسم جو اس کی حد پر قائم کیا گیا تھا خود بخود ٹوٹ گیا ہوگا۔ یہان کا خزانہ ہم نے صرف تمھارے واسطے رکھدیا تھا اسے قبول کرو۔ اور ابھی لوح کو جان کی طرح رکھنا اسی کی مدد سے تم شہنشاہ طلسم پر قابو پاسکوگے۔ یا قتل کرسکوگے اور میری روح کو شانتی دلانے کے لیئے پرماتما سے دعائے مغفرت کرنا۔ ایشور تمھارے ہر کام مین سہایک رہے۔ اب ہم رخصت ہوتے ہین۔ خدا حافظ۔

راجکمار نے درباریون کو انعام واکرام سے مالا مال کردیا اور پھر حکم دیا۔

پرتاب سنگھ۔ کل اسباب وخزانہ چھکڑون پر لدواکر مہاراج نہال سنگھ کے خزانے مین بھجوادو اور خود بھی تیار ہوکر ہمارے ساتھ چلو۔ کل انشاءاللہ علی الصباح یہان سے طلسم زرنگار کی طرف کوچ کرین گے تمھ معلوم ہے یہان سے کس قدر بعد مسافت ہے کتنے دنون مین پہونچین گے۔

درباری۔ حضور پچاس کوس سے کم نہین۔ قریب قریب ایک ہفتہ مین پہونچنا ہوگا۔

اُنیسوان باب ۱۹

کھلین نہ ہم سے کبھی سچ اُن کی باتون کے
جو ایک بات کے پہلو بٹھائین ہم سو سو

مہاراج نہال سنگھ کا گرانبار لشکر طلسم زرنگار کا محاصرہ کیے ہوئے بہت بڑے وسیع میدان مین پڑا ہے۔ شہنشاہ طلسم بھی کثیر فوج لے کر طلسم زرنگار کے باہر نکلا اور ایک پہاڑی پر پڑاؤ کیا جو نہال سنگھ کے پڑاؤ سے دوگولی کے پیٹے پر تھا۔ میدان مین آہنی قلعہ کی فوج کا قبضہ تھا اور سُرخ رنگ کا ایک جھنڈا ہوا مین لہرا رہا تھا۔ گھنٹہ اور قرنا کی آوازین دوش ہوا پر سوار ہو کر چارون طرف گونج رہی تھین۔ پہرہ چوکی کا معقول انتظام تھا۔ شہنشاہ طلسم اپنے سراپردے مین پہونچ گیا۔ پلنگ پر لیٹا مگر جنگ کی کشمکش اور آنے والی خونریزیون کی خوفناک تصویر نظر کے سامنے پھرنے لگین۔ کبھی پرتاب سنگھ پر دھیان جاتا۔ وہ طلسمی لوح پا گیا ہے اُس سے سر برہونا محال ہے۔ ایسا ہو کہین طلسم کشائی کے لیے جلدے۔ پہلے اس کا کام تمام کرنا چاہیے۔ سحر سے کام چل نہین سکتا۔ عیارون سے کام چلے گا کسی طرح لوح قبضے مین آجائے تو سارا کام بن جائے۔ میرے ہاتھون مین شکست ہے طلسمی تحفہ جات گو برباد ہو چکے ہین پھر بھی بہت ہین۔ اس نکمرام لالی سے بھی سمجھنا ہے طلسم کشا کا ساتھ دے بیٹھی۔ ظالم نے صورت بھی غضب کی پائی۔ اس کو بھی زیر کرنا ہے انشاء اللہ اپنی حرم بناؤنگا۔

شاہ طلسم انھین واہمون مین پھنسا ہوا تھا کہ جاسوسون نے خبر دی حضور کا باج گزار شاہ داراب خان سراندیپی لشکر کثیر لیکر شاہی اعانت کے لیے حاضر ہوا ہے۔ اور عنقریب شاہی لشکر مین پہونچا چاہتا ہے۔ ساحر زبردست ہے نہال سنگھ اور جیل وغیرہ کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا۔

اِس مژدۂ جان بخش سے شہنشاہ طلسم پھول اُٹھا۔ مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا بولا"

"کیا مضائقہ ہے اگر اُس نے ہماری مدد کی تو اینجانب اُس سے بہت خوش ہونگے اور اُسکی اس جلدوے خدمت مین آبرو بڑھ جائیگی بلکہ اُس پر شاہی مراعات بہت کچھ نازل ہوا کرین گی۔ جس وقت ہمارے پڑاؤ مین داخل ہو فوراً ہمارے سامنے پیش کرو۔

جاسوس چلدیے بادشاہ نے استراحت فرمائی۔ جب صبح ہوئی نقارۂ رزمی بجنے لگے۔ مہاراج نہال سنگھ نے بھی حکم دیا ابھی لشکر طیار ہو قلعۂ زرنگار پر لشکر کشی کرونگا۔ اندرجیت نے عرض کی حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاتا ہے اگر حضور کا اقبال یاور ہے تو حریفون کے دانت کھٹے کردے گا۔ لالی بھی آمادہ ہوئی۔

نہال سنگھ۔ آپ لوگون کے جانے سے کچھ نہو گا۔ یہ طلسم زرنگار ہے بڑے بڑے سحر ہونگے جب تک طلسم کشا نہین آتے سر بر ہونا محال ہے بالفعل اُس کی طاقت توڑنا ہے۔

یہ کہکر گھوڑا بڑھایا جیمل نے باگ روک لی عرض کی۔

جیمل۔ حضور تامل فرمائین۔ کنور صاحب کو کم نہ سمجھین جرأت و شجاعت بصالت سے ان کا خمیر بنا ہے۔ مین بھی ان کی پشت پر رہونگا۔

اندرجیت نے والد ماجد کے قدم چومے اور کہا۔ اے آقائے نامدار اگر غلام گرفتار ہو جائے تو حضور کو اختیار ہے۔

اندرجیت نے گھوڑے کو ایڑ دی لالی بھی اپنے مقام سے اٹھی عرض کی۔ کنیز بھی ساتھ جاتی ہے۔

یہ گنگے طاؤس پر سوار ہو کر روانہ ہوئی اور چند ساحر اور کچھ فوجی دستے لیکر جیمل وزیر اندرجیت کے عقب مین چل کھڑا ہوا۔

اِن سب کے جانے کے بعد نہال سنگھ کو بھی تاب نہ رہی حکم دیا۔ لشکر طیار ہو اسی وقت ہم بھی جائینگے۔ کھڑگ سنگھ ساحر زبردست ہے کوئی سحر مین

اس پر غالب نہ آئے گا۔ افسرون نے فوراً ہی بگل بجایا۔ کمر بندی ہونے لگی اور مہاراج نہال سنگھ کیل کانٹے سے درست ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے کوچ ہوا ہی چاہتا تھا کہ سامنے آندھی کیطرح گرد و غبار چھا گیا۔ جب گرد کا دامن پھٹا ایک پہلوان گینڈے پر سوار گویا دیو کے قالب مین انسان سمایا ہوا ہے تین لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے چلا آرہا ہے۔ جب نہال سنگھ کے لشکر کے قریب پہونچا آواز دی دے نہال سنگھ تمھاری بدعت کی خبر تمام عالم مین مشتہر ہو چکی ہے۔ بڑے بڑے ساحر مارے گئے۔ اینجانب کو بھی خبر پہونچی اپنے بیٹے سے نکل آیا۔ اب تمھارا بچنا دشوار ہے۔ شہنشاہ کو بہت زحمت اٹھانا پڑی۔ غلام کو نہ یاد کیا۔ اب تک سر تا بھر تا کر دیا ہوتا۔ شاید تم نے ما بدولت کا نام سنا ہو۔ دنیا بھر مین مشہور ہے۔ داراب خان سراندیپی شہنشاہ طلسم کا با جگذار ہون۔

مہاراج نہال سنگھ نے لشکر روک لیا۔ فرمایا اے ہمارے بہادر جان نثارو! اس ملعون کا آنا مجھ پر بہت شاق ہوا ہے دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے۔ آج شب کو نیا سحر طیار کرونگا۔ تب یہ ملعون مارا جائیگا۔

بیر بچھان عیار نے بھی اپنے شاگردون کو ساتھ لیے میدان رزم کی سیر کیان بھرین داراب خان سراندیپی کے لشکر کے پڑاؤ پر پہونچا۔ مورچے قائم ہوئے داراب شاہ شہنشاہ طلسم کی ملاقات کو روانہ ہوا۔ کچھ دور آگے بڑھا ہوگا کہ آسمان سے گولون کی بارش ہونے لگی۔ ان جانے والون کی رفتار مین ایک قسم کی بدنظمی پیدا ہو گئی جھجک کر کوئی پیچھے ہٹا کوئی داہنے کوئی بائین مگر داراب شاہ کی فوج کے کمانیر کے منھ سے نکلنے والی ایک آواز نے معاً ساری فوج کی صف بندی کر دی اور یہ سنبھل کر انھین آنے والے گولون کو اپنے اپنے سحرون سے دفع کرنے لگے اور آسمان کی طرف آنکھ پھاڑ پھاڑ کر نظر دوڑانے لگے۔ دیکھا ابر سیاہ سے گولون کی بوچھار ہو رہی ہے۔ ایک نازنین طاؤس پر سوار فشار کیے دیتی ہے۔ لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین۔ داراب خان اپنے دنگل سے بل کرتا ہوا اٹھا۔ تڑپ کر آواز دی او بچیا!

اپنا نام بتا کہ گم نام نہ ماری جائے۔ یا بدولت کے سحر سے کوئی نہیں بچ سکتا"
ملازم بھی دوڑ پڑے۔ سحر ہونے لگے نیچے چلے۔ لالی نے للکارا۔
او بے حیا! تجھ ایسے گیدیون کو بھی یہ دم خم کہ ہمارے سامنے سحر کا دعوے کریں"
داراب خان تڑپ کر لالی کے قریب پہونچا۔ لالی آسمان سے اُتری وسط لشکر مین کھڑی ہوگئی۔ ہمراہیون نے چاردن طرف سے گھیر لیا کچھ ساحر کمندین لیکر بڑھے کہ لالی کو گرفتار کرلین۔ داراب خان بھی آواز دے رہا ہے "اس ساحرہ کو گرفتار کرلو" لیکن جب بیرجان عیار نے جو بصورت ساحر رزمگاہ مین اکثر ڈکے کی خبرلیا کرتا تھا لالی پر وقت تنگ دیکھا۔ چوبدار کی شکل بنکر داراب خان کے قریب آیا۔ لالی کا سر زخمی ہوچکا ہے تاہم اپنے تئین بچاتی ہے چہرے پر قطرات خون ٹپک رہے ہین مگر وہ صاعقہ وار تڑپ تڑپ کر ساحرون کی صفین خرمن وار پھونکے دیتی ہے۔ داراب کا بڑا بھائی سلیمان نیمچہ تانے ہوئے لالی کے پاس پہونچا۔ ہزارہا ساحرون کا بلوہ تھا۔ اس مردک نے پشت سے بچھ سحر کا ہاتھ مارا۔ لالی بلبلی تلوار سر پر پہری زخم چوپارہ ہوگیا۔ لڑکھڑائی۔ قریب تھا کہ زمین پر گرے پھر بھی سنبھلی آنسو بھرکے پکارا "کیون دیر و! تم بھی ہم سے جدا ہوگئے۔ ہم نے تم کو کیسی کیسی خوراک پہونچائی اس وقت کنائی کا ٹنا مناسب نہین۔ زمین پر گرا چاہتی ہون۔ بچاؤ"۔
یہ کہکر زمین پر دستک دی۔ معًا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا آسمان سے اُترا۔ عرض کی "حضور! مجھے کیون یاد کیا ہے" لالی نے ساحرون کے لشکر پر اشارہ کیا۔ طائر نے سب کے ہوش اُڑا دیے۔ لالی کے شانے پر بیٹھ گیا۔ شعبدے دکھانے لگا۔ پرون سے زخمون کو مس کیا۔ زخم بھرنے لگے۔ خون کا تراوہ بند ہوا چند منٹ مین زخم کا نشان بھی نہ تھا۔ لالی نے صحت پائی۔ طائر شانے سے اڑ گیا آسمان پر پہونچا۔
لالی بولی۔

اے خیر خواہ! جس نے ہمین زخمی کیا ہے اُس کی بھی خبر لو۔
طائر پلٹ پڑا۔ سلیمان ساحر کھڑا سحر کر رہا ہے۔ اس فکر مین ہے کہ لالی کو گرفتار کرلون۔ طائر نے سلیمان کے سر پر سایہ ڈالا۔ آواز دی اور مغرور ذرا آنکھین کھول۔ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ دارنا پائدار ہے۔ اس کا اعتبار ہی کیا۔ دیکھ بڑے بڑے عالمون کا قول ہے۔ کیون اپنے غرور مین مست ہوا جاتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہے اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

اور نادان اتنا بڑا امیر کبیر بادشاہ ہفت کشور سب کو خالی ہاتھ دکھاتا تھا کہ "اے غافلو! دیکھو خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہی ہاتھ جاتے ہین۔ منزل خارستان عدم درپیش ہے۔ اے سلیمان! تو کس بھروسے پر مغرور ہے۔ دیکھ مالکہ طلسم دربند یعنی کسریٰ راجشیوری لالی جی کیا فرماتی ہین"

یہ تقریر سنکر سلیمان نے لالی کی طرف نگاہ ڈالی۔ نظر سے نظر ملی آنکھین سرخ ہوگئین ہاتھ پانون مین رعشہ۔ پیشانی پر پسینہ۔ مجنون وار پکار اٹھا۔ سلیمان۔ اے گل گلزار خوبی! بس ایکبار گلے سے لگانے۔ تمھارے ہاتھون کی چمک کے آگے پھولون نے اپنا رنگ کھو دیا۔ گلے کی سونے کی زنجیر کلیجہ کھینچے لیتی ہے آنکھین پلک جھپکانا بھول گئین۔ ہائے گلے کا دلربا انداز سنگ مرمر کی ایسی گردن پر کانپے بالون کی پیچدار لٹین کس خوبصورتی سے پڑی ہین۔ کس پیاری ادا سے جھکے جھول رہے ہین۔ اُف اُف تمھاری شربگین آنکھون کا دنبالہ دار مژہ جگر پر کاٹ کر رہا ہے۔ افسوس ؎

تڑپ رہا ہون مین جس کی فرقت مین اس کو مطلق خبر نہین ہے
یہ کیسے نالے ہین میرے یارب کہ جن مین کچھ بھی اثر نہین ہے
نقاب رخ سے ہٹا دو صاحب جمال اپنا دکھا دو صاحب
نہ خوف کو دل مین جا دو صاحب یہان کوئی بدنظر نہین ہے

کروں زبان سے اُسے بیان کیا ارادہ جو کچھ تھا مرغ دل کا
یہ اُڑکے تم تک ابھی پہونچتا مگر ہے مجبور پر نہیں ہے
کہوں مین کیا اُن سے حال فرقت ہی مجھکو درد جگر بشدت
بُری تو اس مین ہی یہ قباحت ہو گو کوئی یان نامہ بر نہیں ہے
مین کس سے پوچھون بچشم حیران رہ عدم کے پتے کو اس آن
سوائے اندوہ و یاس و حرمان کوئی مرا ہم سفر نہیں ہے
بھرا ہے لاشون سے کوئے قاتل تڑپ ہے مین ہزارون بسمل
عجب تماشہ ہے دیکھ اے دل کسی کے تن پر بھی سر نہیں ہے

لالی کھڑی مسکرا رہی ہے۔ سلیمان بیتابانہ لالی کی طرف دوڑا۔ پکارتا ہے۔ لجاجت سے کہتا ہے "اے معشوق پری پیکر تم پر میری جان جاتی ہے۔ قلب تھرّاتا ہے۔ کلیجہ مُنھ کو آتا ہے۔ وقت رحم ہے۔ یک نظرے خوش گذرے۔ مہربانی سے آنکھ اُٹھا دیجئے۔ عمر بھر احسان مانون گا پانون کی خاک کو سرمہ بناؤنگا۔

لالی۔ زیادہ نہ گھبرا اپنے ہوش مین آ۔ کیا چاہتا ہے؟۔

سلیمان۔ (ہاتھ باندھکر) حضور خدمت کی آرزو ہے۔

لالی۔ (مسکراکر) تمھارا بھائی داراب ہمارے خون کا پیاسا ہے اس سے تو ہم کو بچاؤ۔ نہین تو وہ ہمین قتل کرڈالے گا۔

یہ سُنکر سلیمان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر کہا۔

سلیمان۔ کس کی مجال ہے جو حضور کو بدنگاہ سے دیکھے۔ آنکھین نکال لون۔ عاشق صادق ہون۔

یہ کہکر اپنے بھائی داراب خان کی طرف پلٹا۔

داراب وسط لشکر مین کھڑا ساحران نامی کو ڈپٹ رہا ہے۔ تلاطم مچا ہوا ہے۔ ہزارہا ساحرون کے سرتن سے جدا ہو رہے ہین آوازین آرہی ہین۔ داراب کا عیار قاسم خان فن سحر مین بھی کچھ دخل رکھتا تھا۔ علوی و سفلی مین مہارت تھی۔ نوچندی کو حاضرات دیا کرتا تھا کچھ جن قبضے مین آگئے تھے۔ داراب کے

برابر کھڑا ہوا اسم پڑھ رہا ہے۔ داراب نے قاسم کی طرف دیکھا۔ قاسم بغرض دریافت حالات آگے بڑھا۔

اتنے مین سلیمان تلوار کھینچے ہوئے بڑھا نکلتا۔ بھائی کو گالیان دیتا ہوا چلا آتا ہے جو راہ مین ملتا ہے قتل کر ڈالتا ہے قاسم حیران تھا کیا معرکہ ہے اسی خیال مین تھا کہ سلیمان داراب کے قریب پہونچا للکار کر آواز دی۔

"او نامرد تو نے غضب کیا اُس ماہ حسن و جمال کا دشمن اُس راہبر کا رہزن ہے رہ تو جا تجھے مزہ چکھاتا ہون"

یہ کہکر داراب پر برس پڑا داراب اُس کے وار روک رہا ہے آخر جھلا کر اُس نے تلوار کا ہاتھ مارا۔ سلیمان نے سپر اُٹھائی۔ داراب کا تیغہ قضا سے کم نہ تھا۔ کب رُکتا۔ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے۔ کاسۂ سر کو کاٹتا ہوا زمین مین در آیا۔ شور بلند ہو گیا۔ بھائی نے بھائی کو مار ڈالا۔ داراب کی بھی آنکھون سے آنسو نکل پڑے۔ ہائے ہائے کرنے لگا۔

"بڑا غضب ہوا مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے قوت بازو کو ہلاک کیا"

ادھر بیر بھان عیار نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرایا سا بھاگتا ہوا مہاراج نہال سنگھ کی بارگاہ مین حاضر ہوا۔ ساحر وغیر ساحر حاضر خدمت ہین۔ دعا و ثنا کے بعد عرض کی "خداوندا۔ جلد حکم دین۔ فوج برائے معاونت بھیجی جائے۔ لالی ساحرون مین گھر گئی ہے۔ رنجیت سنگھ اور جے مل کا پتہ نہین۔

نہال سنگھ (گھبرا کر نامی نامی افسرون سے مخاطب ہو کر) ہان جانبازو! جا کر لالی کی مدد کرو۔ پڑاؤ چھوڑ کر ہم نہین جا سکتے۔ طلسم کا معاملہ ہے بڑی کد و کاوش ہوگی۔

کچھ فوجی دستے برائے مدد لالی روانہ ہو چکے ہین۔ لالی ساحرون مین گھری ہوئی ہے۔ بیر بھان کے شاگرد۔ شیودت جیت سنگھ۔ دیا رام وغیرہ تاک مین ہین کہ کیا تدبیر کرین جو لالی ظالمون کے پنجے سے رہائی پائے اشور اپنا فضل شریک کر۔ دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا۔

اے لالی گھبرانا نہیں۔ ہم آ پہونچے۔ لالی نے سر اُٹھا کر دیکھا تو اندرجیت سنگھ اور جے مل بلائے بے درمان کی طرح فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے صفین درہم برہم ہونے لگیں۔ اندرجیت نے زمین ہلا دی۔ لاشہ پر لاشہ گر رہا ہے دریائے سخ موج زن ہے کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا "بے حیاؤ ہمارے پنجے سے کب بھاگ سکتے ہو"۔ یہ نعرے نہال سنگھ کی فوج کے تھے۔ لالی بھی جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہی ہے تینوں سردار نامی جو آکر گرے طوفان بپا ہوگیا اور فوجوں کا بھی تانتا بندھا ہوا ہے۔ اُدھر سے شہنشاہ طلسم بھی ساحر برابر روانہ کر رہا ہے۔ اندرجیت جب تڑپ تڑپ کے گرا ہزاروں کو قتل کیا داراب آگے بڑھ بڑھ کے فوجوں کی صفین باندھتا ہے مگر جے مل اور اندرجیت پھر بے ترتیب کر دیتے ہیں۔ جنگ مغلوبہ ہوئی جاتی ہے۔ داراب کے بنائے نہیں بنتی۔ تڑپ تڑپ کے سحر کر رہا ہے مگر سحر باطل ہو رہے ہیں ہرکارون نے یہ خبر شہنشاہ طلسم کو پہونچائی۔ اُس نے دستک دی سایک عفریت تہ زمین سے نکلا۔ شاہ نے حکم دیا۔ جلد جاؤ لالی کو گرفتار کر لاؤ۔

عفریت اُٹھا بارہ ہزار ساحر لیے ہوئے چلا۔ ادھر ہنگامہ دار و گیر بلند ہے لالی سے مقابلہ ہوا۔ اُس نے آتے ہی سحر کیا۔ لالی کا سر زخمی ہوا بیقرار ہوئی۔ سر پر رومال باندھکر سحر کرنے لگی۔ مگر سنبھلا نہیں جاتا۔ اُلجھ اُلجھ کر سحر کر رہی ہے داراب گرگ باران دیدہ تھا لالی پر سحر کرنے لگا عفریت نے پشت پر سے گولا مار دیا گولا سینہ توڑتا ہوا پار نکل گیا۔ آندھی اُٹھی۔ لوگ کہہ رہے تھے "ہائے! لالی تیرا شباب یہ سن ہنسنے کھیلنے کے دن۔ ابھی سے دُنیا کو خیرباد کہہ گئی"۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب غبار چھٹا تو دیکھا لالی طاؤس پر سوار آسمان پر چیخ رہی ہے "او بیحیا یہی تیرا سحر تھا۔ شہنشاہ سے جا کے کہدے اگر یہی رنگ ڈھنگ ہے تو سر بر ہو چکا۔ طلسم زرنگار سے دست بردار ہو جا تجھے کچھ معلومات نہیں"۔

عفریت نے جو دیکھا کہ لالی پر گولے نے اثر نہ کیا زندہ بچ گئی یہ بھی طلسم بند ہے۔ بیرون نے ہم شبیہ لا کر قتل کرا دی۔ داراب طیش کھا کر ساحرون سے بولا جو شخص اسے گرفتار کر لائے۔ دولت دنیا سے نہال ہو جائے عفریت

مثل ماربل کھا ہوا لالی پر جھپٹا داراب نے فوج لیکر گھیر لیا۔ اندرجیت لالی کا لاشہ دیکھکر گھبرا گئے تھے لالی کی صورت دیکھکر کچھ اطمینان ہوا۔ قریب لالی کے پہونچے۔ عفریت مقابلہ پر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے اندرجیت نے سیر سحر سے روک کر تیغۂ خون آشام کا ہاتھ مارا۔ عفریت کے دو ٹکڑے ہوئے اس کا مرنا تھا کہ فوج کے پانون اکھڑ گئے۔ داراب ہر ایک کو تسکین دے رہا ہے "بھائیو! کیون بھاگے جاتے ہو۔ شہنشاہ کیا کہینگے ہمجنسون مین ذلت ہوگی یکبارگی حملہ کردو۔ رنجیت سنگھ اور لالی کو گرفتار کرلو" ساحرون کے پانون ٹک گئے۔ میدان جدال و قتال گرم ہوگیا۔ لالی صاعقہ کی طرح تڑپ رہی ہے اندرجیت خون سے تر بتر ہین مگر ساحرون کے قلب الٹ دیے ہین بھائی بھائی باپ بیٹے کو قتل کر رہا ہے۔ ہنگامۂ شور و غوغا بلند ہے۔ داراب نے دیکھا فوج منتشر بدحواس ہو رہی ہے خود لشکر لیکر آگے بڑھا۔ شانے سے جھولی اتاری۔ چند دانے ماش کے نکالے۔ سرخ رنگ کے دانے تھے زمین سے ریت ہٹا کے دانون سے تخم ریزی کی۔ اسی وقت ایک نخل پیدا ہوا کچھ خوشے نکل آئے ایک خوشہ توڑا۔ چند دانے نکال کر ہاتھ پر رکھے دانے بصورت طائر ہوگئے داراب نے کچھ اشارہ کیا۔ طائر اڑکے غائب ہوئے اندرجیت مصروف جنگ ہین ہزارون ساحر قتل ہو چکے ہین۔

پہلو سے کسی ساحر سیہ فام نے آواز دی۔

ساحر۔ کنور صاحب! یہ کیا معرکہ ہے؟

اندرجیت نے پلٹ کر دیکھا عجیب صورت نظر آئی۔ کملنی کے جسم سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین تمام عضو ہیمہ خشک کی طرح جل رہے ہین۔ اندرجیت سے جو آنکھ چار ہوئی کملنی نے بیقرار ہوکے کہا۔

کملنی۔ راجکمار جی! یہ سحر شاہان طلسم کا ہے مجھے بچائیے سارا جسم بھنا جاتا ہے کچھ عرصے مین جل کے خاک ہو جاؤنگی۔ میرے پاس آئیے۔ مجھے شانے پر بٹھا کر اس میدان رستخیز سے باہر ہو جیے۔

اندرجیت سیماب کی طرح مضطر و بیقرار کملنی کے پاس پہونچے گلے سے

طلسمی کنٹھ اور کچھ تحفہ جات نکال کر کملنی کے گلے مین پہنا دیے۔ کملنی کے جسم کی آگ فرو ہوگئی لیکن پانی کے قطرہ کی طرح زمین مین پیوست ہوگئی۔

راجکمار کو تعجب ہوا۔ یہ کیا معرکہ ہے۔ سامنے سے بیربھان عیار ظاہر ہوا آواز دیتا ہوا پاس آیا "حضور سحر پڑھین ورنہ گرفتار ہوجائین گے"۔ اندرجیت نے سحر پڑھنا شروع کیا۔ بیربھان نقلی نے مٹھی سے ایک چڑیا چھوڑ دی۔ چڑیا نے راجکمار کے سر پر چرخ مارا۔ اندرجیت کی زبان مین لکنت آئی۔ بیربھان نقلی نے نعرہ کیا۔

راجکمار یہ دیکھا دارا ب خان سراندیپی نے طلسمی تحفے اور مردار یدی کنٹھ بھی لے لیا۔ سحر بھی بند کیا"۔

یہ کہکر کنٹھ اور طلسمی تحفہ جھولی مین رکھ لیا۔ پکار کے آواز دی۔

دارا ب۔ دوستو! اب کمی نہ کرو اندرجیت کو گرفتار کرلو۔

ساحرون نے چارون طرف سے بڑھ کیا راجکمار سمجھ گئے۔ ہمارے ساتھ چال کھیلی گئی کملنی کی نقلی تصویر دکھا کر ہمین بیقرار کردیا طلسمی کنٹھ ہاتھ سے گیا۔ یہ بے حیا سحر کرین گے مگر پھر بھی بشوکت وجسارت لڑ رہے ہین۔ ساحر بھی نیزہ و تلوار لیکر بڑھے

اتنے مین قاسم خان عیار دارا ب خان سراندیپی دوسو عیارون کا غول ساتھ لیے ہوئے للکارتا ہوا آیا۔ دارا ب خان سے مخاطب ہوا۔

قاسم خان۔ اے شاہ ساحران اذن استیصال فرمائیے۔ خاکسار راجکمار کو گرفتار کیے لیتا ہے۔

دارا ب نہین تم سب ٹھہرو ہم اس مردک کو گرفتار کرلین گے۔

بیربھان دور سے دیکھ رہا ہے اپنے آقا کو مصیبت مین پاکر عیارون کے ساتھ بیتاب ہوکر دوڑ پڑا۔ نعرہ کیا "او مکار دغاباز خبردار ہمارے آقا پر ہاتھ نہ لگانا"۔

کہتے کہتے دوسو ساحرون پر یہ چار پانچ عیار نیچے کھینچکر جا پڑے جس پر جھپٹ کر نیچے مارا دو ٹکڑے ہوئے۔ راجکمار پر ساحرون کا بلوہ ہے رسنین کمندین زنجیرین لیکر بڑھے ہین۔ دارا ب پکار رہا ہے ہوشیاری کے ساتھ

گرفتار کر لو۔ اندرجیت تلوار دو دستی پھینک رہے ہین۔ کسی ساحر کی جرأت نہین پڑتی کہ جسم مبارک پر ہاتھ ڈالے۔ ایک بدمعاش نے ماش کا دانہ مارا۔ راجکمار کے پانون زمین نے تھام لیے۔ ہاتھ بے حس ہوگئے۔ زبان مین لکنت ہے سحر یاد نہین آتا۔ قریب تھا گرفتار ہو جائین۔

• اتنے مین آسمان سے نعرہ ہوا۔ خبردار اے حیا کیا غضب کرتا ہی اور ایک برق گری کہ دو سو ساحرون کے ہاتھ قلم ہوگئے۔ جن کے پاس رسنین اور کمندین تھین۔

راجکمار نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک جانب سے جے مل وزیر باوفا تڑپ کر ساحرون پر گرا ہے۔ داراب نے مُنھ مین اُنگلی داب لی۔ کہ یہ بلا کہان سے آئی ادھر بیر بھان نے قاسم پر ہاتھ مارا اُس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ جے مل داراب پر لوٹ پڑا۔ نیمچہ سحر تاک کر اس کے سینہ پر کینہ پر مارا۔ نیمچہ سینہ توڑتا ہوا پشت سے نکل گیا۔ لاشہ بدمعاش کا زمین پر گرا۔ سیاہ آندھی اٹھی داراب بھاگ گیا جے مل کی فوج نے دباؤ ڈالا۔ لشکر مخالف بھاگ کھڑا ہوا۔ بیر بھان نے داراب کی لاش سے طلسمی کنٹھہ اور تحفہ طلسمی نکال کر اندرجیت کے گلے مین پہنا دیے۔ مظفر و منصور پڑاو پر آئے۔ لالی زخمدار ہے۔ جے مل اور رنجیت سنگھ نے مہاراج نہال سنگھ کی پابوسی کی۔ اندرجیت قدمون سے چمٹ گیا۔ غرض کرتا تھا دے آج بڑا معرکہ ہوا۔ جے مل بچانے مین وقت پر جان بچائی۔ ورنہ خاکسار حضور کے تاج پر تصدق ہوگیا ہوتا۔ بڑا ساحر زبردست تھا۔

نہال سنگھ۔ اے فرزند ہم تمھارے واسطے بہت پریشان تھے۔ ایشور نے خیر کی جو تمھاری صورت زیبا دیکھی۔

رات ہو چکی تھی لالی خیمے مین اُتاری گئی۔ مرہم پٹیان ہونے لگین رات ہی بھر مین زخم چنگے ہوگئے خیمہ خوشبویات سے معطر ہو رہا تھا۔ عمدہ عمدہ رنگین ہانڈیان اور کنول جن پر عنبرین اور مومی شمعین چڑھی ہوئی ہین صاف اور ٹھنڈی روشنی دکھاتی ہوئی جا بجا لٹک رہی ہین محفل نشاط گرم ہوگئی۔ دن بھر تھکے ہوے بہادر تفریح طبع کے لیے راگ و رنگ مین مصروف ہوئے۔

بیسوان باب

میکشی مین اِی فلک ملتے نہین مجھکو کباب
کرلون تیرے مُرغ زرین کو مین بریان تو سہی

بیر بھان بعزم عیاری اپنے شاگردون کے ساتھ لشکر سے نکلا۔ ادھر اُدھر گھومتے گشت لگاتے شاہ طلسم کے خیمے مین آیا۔ دربار لگا ہوا سردار لوگ بیٹھے ہوئے اپنی اپنی ہانک رہے تھے۔ شہنشاہ داراب خان کے مرنے سے کچھ افسردہ سا ہوگیا۔ چہرہ ملول ہے۔ اور فکر مین سرتاسر ڈوبا ہوا ہے۔ پھر خدا جانے کیا خیال آگیا۔ یکایک سر اُٹھایا اور حاضرین سے مخاطب ہوا۔ شاہ طلسم۔ گو داراب مرگیا تو کیا ہوا اُس کمبخت کو آتا ہی کیا تھا مین تو ہی ایک دن مین دشمنون کا قلعہ تمام کیے دیتا ہون۔ سُنا ہے برتاب سنگھ بعزم تسخیر طلسم گیا ہوا ہے جس وقت آئے گا۔ کئی لاکھ جوانون کی شمشیرین جب ایک دم سے اُس پر ٹوٹ پڑین گی قیمہ کرڈالین گی۔ وہ کس کس سے لڑیگا آخر مارا ہی جائیگا۔

درباری خوشامدی اپنی باتون سے اُسکا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچائے دیتے تھے بیر بھان نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ کسی عیار کو نہین پایا خیمے کے باہر نکل گیا۔ شاگردون سے کچھ کہا سُنا۔ اور آپ ایک حسین طوائف کی شکل بنکر شاہی خیمے کے دروازے پر گیا اور چوبدار سے اطلاع کرائی۔

شاہ کی اجازت سے وہ طوائف اندر آئی۔ ناچ رنگ کا سامان جمع ہی تھا سازندون کے پاس تڑپ کے بیٹھ گئی اور دعا و ثنائے بادشاہی بجالائی سازندون نے ساز ملائے۔ نازنین یہ غزل گانے لگی۔ غزل

دم شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہو
گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہو

چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغ دل بے داغ لالے کی نشانی ہے
دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلائے آسمانی ہے
عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سنی مین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے
خرابے سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لا کے تانی ہے
الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
مزار بیکساں پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے
ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
در فریادرس پر چل کے اب دھونی رمانی ہے
کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

نازنین نے گانے کا تار جمایا۔ سازندے بھی ہوشیار تھے جھپ تال کے ساتھ سرگم کا لہرا بجایا۔ سننے والے مست ہو گئے۔ بی بی نے ناچنا شروع کیا۔ ناچ کا ڈھنگ نرالا تھا۔ تانون پر تانین پڑ رہی تھین۔ لوگ کلیجہ پکڑ کر رہ جاتے تھے۔ حاضرین کے مُنھ سے احسنت و مرحبا کی آوازین نکل رہی تھین۔ کوئی کہتا تھا۔ واہ وا سبحان اللہ کیا پلٹا کھایا ہے۔ کسی کی زبان پر تھا ہم نے تو عمر بھر ایسا گانا نہین سُنا۔ سردار انعام پر انعام دے رہے ہین سازندون نے شہنشاہ سے عرض کیا۔

"حضور ماشاء اللہ چشم بد دور گانے سے بڑھ کر ان کا ایک عجیب طریقے کا ناچ ہے۔ ناچتے ناچتے شراب پلاتی ہیں۔ جام شراب ہاتھ میں۔ تورا لیتی سم کھاتی ہوئی کچھ عجیب آن سے شراب دیتی ہیں کہ ایک قطرہ بھی چھلک نہیں سکتا حضور ملاحظہ فرمائیں گے۔ خاطر اقدس بہت شاد ہوگی۔ میکشی کا سامان مہیا کر دیا جائے پھر لطف دیکھیں۔

شاہ طلسم کے اشارے سے بادہ ناب کی بوتلیں اور مینا کا رجام و ساغر مہیا کر دیے گئے۔ مہ جبین نے پیمانے کے پیمانے بادۂ احمر سے بھرے اور قرینے کے ساتھ چن دیے۔ اور ایک پیالہ اٹھا کر سر پر رکھا۔ ناچتی بل کھاتی ٹھوکریں لیتی شاہ طلسم کے قریب آئی۔ اس پری پیکر کی ٹھوکروں سے حاضرین کے شیشۂ دل چور چور ہوئے جاتے تھے۔ منہ تعریف کے لیے کھلتا تھا پر رعب حسن سے بات نہیں نکلتی تھی۔

نازنین ہر قدم پر ناگنی کی طرح لہریں کھاتی ہوئی شاہ کے پاس پہونچی اور زانو توڑ کر شہنشاہ کے سامنے سر جھکا دیا۔ اور اس طرح بولی۔

نازنین۔ لونڈی سر سے شراب پلاتی ہے۔

شاہ نے سر سے جام اٹھا لیا اور گلے سے بیش قیمت موتیوں کا ہار اتار کر طوائف کے گلے میں ڈال دیا۔ طوائف ٹھوکریں لیتی۔ توڑے باندھتی پیچھے پلٹی۔

شہنشاہ نے جام لبوں سے آشنا کیا۔ پھر کیا تھا دور جم گیا۔ حاضرین جلسہ بھی پینے لگے۔ شراب خانہ پر نازنین کا رنگ جم چکا تھا۔

نوکر چاکر۔ امیر غریب غرض چھوٹوں سے بڑوں تک سبھوں نے قسط لگائے اور جنھیں شراب سے اجتناب تھا وہ کھسک گئے۔

دور جام گردش میں تھا ہر شخص مخمور و سرشار۔ نازنین نے آنکھ بچا کر شراب میں بیہوشی آمیز کر دی تھی۔ تمام دربار پر بیہوشی سرایت کر چکی تھی۔ کوئی درباری ادب و لحاظ طاق پر رکھکر نازنین کے ساتھ رقص کرنے لگا۔ کوئی درباری نازنین کی چولی پر ہاتھ ڈال رہا ہے۔ نازنین تھپڑ مارتی ہے۔ کوئی درباری قدم پکڑ لیتا ہے نازنین لجا کر بیٹھ جاتی ہے۔

شاہ نے جلا کر کہا۔

"نابکارو! ہمارے سامنے ایسی بے ادبیان؟ ہم ناچنے اُٹھے ہی نہین اور تم ناچنے لگے۔ خیر! ناچو!! ناچو!!! مگر کہروا ناچو! ہم طبلہ بجاتے ہین" شہنشاہ بھی مست و مخمور ہوچکا تھا۔ نشہ کی ترنگ مین رامین پینے لگا۔ دربار مین ہلڑ مچا ہوا ہے۔ صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے۔ کوئی گلا پھاڑ کر کنچھ گا رہا تھا۔ کسی نے کسی کی ناک پکڑی۔ کسی نے کسی پر چپت جمائی کسی سے گالی گلوچ ہو رہی ہے کہین جوتی پیزار اچھل رہی ہے۔ کہین چت پٹ پچ ہو رہا تھا۔ کچھ عجیب ہنگامہ تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ اس طرح کا شور و غوغا ہوتے ہوئے کل درباری بے ہوش ہو کر لمبے لمبے لیٹ گئے۔

نازنین یعنی نقلی بیربھان نے اپنے ساتھی نقلی سازندون یعنی شاگردون سے کہا۔

"تم سب دربانون کی وردی پہن کر دروازے پر بیٹھو۔ کسی کو اندر نہ آنے دینا۔"

سبھون نے مغز مغز درباریون اور رئیسون کی پوشاک اُتار کر زیب جسم کین اور اُسترے نکال نکال کر ریش و بروت کا صفایا کر دیا۔ اور چہرون کو کاجل سے رنگ دیا۔ ایک عیار شہنشاہ کی جانب بڑھا اُسترا نکال کر چلا ہتا تھا ناک کاٹ لے۔ یکایک زمین کو جنبش ہوئی۔ عیار نے یہ سمجھکر ہاتھ کھینچ لیا کہ بادشاہ پر ہاتھ لگانے سے کچھ آفت آجائے گی۔ عیار شاہ کی طرف سے پلٹا اور کسی بڑے باعزت رئیس کی داڑھی مونچھ تراش لی۔ صرف دو بال داڑھی اور مونچھ مین چھوڑ دیے۔ ایک مین گھنگھر و پرو دیا۔ اور دوسرے بال مین کاغذ کا پرزہ کچھ لکھکر لٹکا دیا۔ رقعہ مین کیا لکھا تھا "ناظرین! آپ بھی پڑھ لین۔

"بیربھان عیار کی عجیب و غریب عیاری دیکھو"

اِس کام سے فراغت پاکر بیربھان اور دوسرے عیارون نے ہر ایک

کی ناک کان کاٹنا شروع کیے۔ سو دو سوا میرون کی ناکین تراش چکے تھے کہ یکایک خیمے کا پردہ ہٹا۔ یعقوب خان اور زبردست خان دو شاہی عیار خیمے مین آئے۔ اس حال پر اضمحلال کو دیکھتے ہی ہاتھون کے طوطے اڑ گئے دونون نے چیخ ماری اور وہان سے کھسک چلے۔ لیکن بیر بھان کب چوکنے والا تھا۔ جھپٹکر دونون پر قلابہ بیہوشی چھوڑ دیا۔ دونون بیہوش ہو کر گرے۔ بیر بھان نے یعقوب خان کی صورت اپنی یعنی طوائف کی طرح بنائی۔ اور ساری پوشاک اُسے پہنا کر زمین پر لٹا دیا۔ اور آفت خان عیار کی شکل سازندے کی طرح بنا کر اُس کی بغل مین سُلا دیا۔ اور دونون کی زبانون پر ایک عرق ایسا لگا دیا جس سے زبانین اینٹھ گئین۔

یکایک پھر پردہ ہٹا۔ شیودت عیار جو دربان کی شکل مین پہرہ پر تعینات تھا۔ گھبرایا سا آیا۔ بیر بھان سے بولا۔

"اُستاد بھاگو۔ یعقوب خان اور آفت خان کی چیخون سے افسر فوج چوکنے ہو گئے ہین۔ کچھ سوار اور پیدل مشعلین لیے ادھر آ رہے ہین۔"

بیر بھان نے بڑے بڑے مقتدر رئیسون کے زیور اور لباس تار کر شتابہ باندھے اور چٹ پٹ بغل مین گٹھریان دبا کل عیار کسی اور طرف سے خیمے کا پردہ پھاڑ کر وہان سے چمپت ہوئے۔

اہالیان لشکر نے جب یہ کرشمہ دیکھا عقل چکرا گئی۔ حیرت چھائی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے افسون پھونکا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے فراٹے بھرنے لگے۔ کسی نے سحر دم کر کے ان بیہوشون کو ہوشیار کیا۔ شہنشاہ آنکھین ملتا ہوا اُٹھا۔ ابھی تک سب کے دماغ مین وہی دھیان بسا ہوا تھا۔ کوئی کہتا ہے۔

خم کے خم مُنہ سے لگا دے تو کہین سیری ہو
ایک دو جام تو اے پیر مغان کچھ بھی نہین

ہان۔ ہان ہمارا جام تو بھرو۔ ذرا نشہ ہو۔ آنکھون مین خمار آئے۔ کوئی بکتا ہے "وہ کیون جھجکی جان ہمین ترس کے رہ جائین۔ لو یہ جام خالی ہے ذرا بھر تو دینا۔ کوئی گاتا ہے۔

مورا مستا کہر وا جال بنے رے
دن کو مارے مچھلی رات کو بنے جال
مورا مستا کہر وا جال بنے رے

ہان جھمی جان گانا کیون بند کر دیا۔ خیمے کے اندر بدستور غوغا مچ گیا۔ دو تین افسرون نے جو باہر سے آئے تھے سب کو ڈانٹا۔ کیا بیہودہ باتین کر رہے ہو آنکھ کھول ذرا اپنی صورت تو دیکھو۔

اس آواز کے ساتھ ہی سبھون نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شاہ طلسم بھی اپنے دربار کی خرابی دیکھکر دنگ رہ گیا۔ بیر بھان کا رقعہ پڑھکر اور آتش غضب بھڑک اٹھی۔

کئی سو نکٹے سردار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ بہت سے طوائف کے گلے سے چمٹ گئے۔ بعضون نے اس خیال سے کہ اسی کمبخت نے ہماری یہ حالت بنائی ہے لات گھوسون سے کام لیا۔ جوتے پر جوتہ پڑنے لگا۔ بیچارے کی چندیا فرش کر دی۔

کسی نے اس کی زنانی پوشاک یعنی پیشواز اتاری۔ اب تو اچھا خاصہ مردوا تھا کوئی پانی لایا منھ دھلوایا۔ تو دیکھا میان یعقوب خان اور آفت خان عیار ہین۔ زبان پر مرہم لگایا۔ بول چال ٹھیک ہوئی شاگرد دل مین کہ رہے ہین۔ واہ! اُستاد کی کیا مرمت ہوئی ہے۔

یعقوب خان نے کل کچا چٹھا سنایا۔ بادشاہ فرط طیش سے شعلہ کی طرح کانپ گیا مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا بولا۔

شاہ طلسم۔ ابھی اُس حرام زادی طوائف (یعنی بیر بھان عیار) کو گرفتار کرا ہمون اینجانب سے بھاگ کے کہان جائیگی۔

یہ کہکر شہنشاہ برق بن کر خیمے کے پردے پھاڑتا ہوا شن سے آسمان پر اڑ گیا۔

بیر بھان سر پر پانون رکھکر جو بھاگا تو مہاراج نہال سنگھ کے خیمے مین آکر دم لیا جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ مہاراج کے سامنے پیشکش کرکے من و عن کل

حال بیان کیا۔ لوگون مین قہقہہ پڑنے لگا۔ مہاراج بھی مسکرا دیے۔ پھر جے مل وزیر نے اپنی چرب زبانی دکھلائی۔

جے مل۔ تعجب نہین۔ شہنشاہ طلسم ہوشیار ہوکر بیر بھان کی تلاش مین یہان آئے

نہال سنگھ۔ ہمارے ہوتے اُس کی اتنی مجال نہین۔ کہ اس پر ہاتھ ڈال سکے۔

جیل۔ ہم لوگ پہلے ہی سے ایک ترکیب نہ کرلین۔

نہال سنگھ۔ کونسی ترکیب۔

جیل۔ اسے کہین چھپا دیا جائے۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین۔ یکایک خیمے پر بجلی گری۔ حاضرین کی آنکھین جھپک گئین۔ بیر بھان تاڑ گیا ہو نہو شاہ طلسم آیا ہے۔ گھبراکر نہال سنگھ کے تخت کے نیچے چھپ رہا۔

اب سبھون نے آنکھین مل ملاکر دیکھا تو شاہ طلسم دربار مین کھڑا قہر آلود نگاہ سے چارون طرف دیکھ رہا ہے۔ فرط غضب سے چہرہ تمتمایا ہوا ہے آنکھین خون کبوتر کی طرح سرخ۔ اور بدن پر غصہ کی تپ چڑھی ہوئی اِس نے آتے ہی للکارا۔

شاہ طلسم۔ تمھارا وہ بدمعاش عیار بیر بھان کہان ہے۔

نہال سنگھ۔ (لجاجت اور فصاحت کے ساتھ) آپ کی اس بیموقع تشریف آوری سے سخت تعجب نے گھیر لیا۔ آپ اُس عیار بچے کو لیکر کیا کرینگے۔

شہنشاہ نے پانون زمین پر دے مارے (پھر غصہ سے ہونٹھ چباتے ہوئے) بولا۔

"اس وقت تو جنگ چھیڑا نہین چاہتا۔ علی الصباح تیری بدلگامیون کی خبر لی جائیگی۔ خیریت سے تو اپنا عیار بیر بھان ہمارے حوالے کردے ورنہ اسی وقت فشار نکال دونگا۔ اُس کمبخت نے ہمارے ساتھ بڑی گستاخیان کی ہین اُسے سزا دینا ملحوظ ہے۔

نہال سنگھ - او مغرور! تیرا دود نخوت ابھی دماغ سے نہین نکلا - چونکہ تو ہمارے یہان آیا ہے اس لیے طرح دیجاتی ہے - اپنی زبان بند رکھ ورنہ اپنا منہ بھگتنا پڑے گا - ارے بے ایمان کوئی بھی اپنا عیار دشمن کے حوالے کر دیتا ہے یا نہین ہی اس ناشدنی فعل کا مرتکب ہون - کیا تو نہین جانتا عیار ہماری جان ہین - اگر جان بھی عیارون کے لیے کام آجائے تو کوئی مضائقہ نہین - جا اپنی راہ لگ -

شہنشاہ کے ابرو پر بل پڑ گئے - تیوریان چڑھ گئین - جھولی سے گولہ نکالا - یکایک ایک بڈھا چوب دار لپکتا ہوا شہنشاہ کے پاس آیا اور بولا -

چوبدار - حضور غصہ کو تھوک ڈالین - وہ عیار اس چوکی کے نیچے چھپا ہے جھپٹکر نکال لین -

شہنشاہ نے پلٹ کر دیکھا - چوبدار نے حباب بیہوشی مار دیا - بادشاہ لڑھکتا ہوا زمین پر ڈھیر ہوگیا - آہنی قلعہ کے سردار اُسے گرفتار کرنے کے لیے اُٹھے -

اتنے مین زمین کا طبقہ پھٹ گیا - کچھ عورتین نکلین اور شہنشاہ کو لے کر زمین کے اندر چمپت ہوگئین -

رات ختم ہو چکی تھی سویرا ہوتے ہی میدان جدال و قتال گرم ہوگیا - بہادر سورما باڑھ دار شمشیرون کے کرتب دکھانے لگے - اتنے مین سامنے سے گرد اُٹھتی ہوئی دکھائی دی - طرفین کے جاسوس دوڑے معلوم ہوا کہ مہاراج چترسین راجکمار کے والد بزرگوار اور کملنی کے پتا مہاراج سورسین اپنی اپنی فوجین لیے مہاراج نہال سنگھ کی مدد کو آگئے ہین - مہاراج نہال سنگھ نے دونون کا خیر مقدم کیا اور دونون کی فوجین میدان حرب مین خون کا دریا بہانے لگین -

ادھر شہنشاہ طلسم جب ہوش مین آیا - کیل کانٹے سے درست ہو کر خود میدان کارزار مین مردانگی دکھانے کے لیے ڈٹ گیا -

اتنے مین ایک طائر اڑتا ہوا آیا شہنشاہ کے داہنے بازو پر بیٹھ گیا۔ انسان کی طرح باتین کرنے لگا "مین فرستادہ نجیب خان سقرلاطی حاکم ملتان ہون۔ موصوف حضور کی مدد کے لیے تشریف لائے ہین" شہنشاہ کے قلب کو قوت روح کو راحت ہوئی۔ یکایک آسمان پر دھوان دھار چھا گیا۔ دھوئین نے تمام میدان کو گھیر لیا۔ کچھ دیر بعد وہ دھوان شق ہوا۔ ایک گران لشکر پیدا ہوا۔ بارگاہین استادہ ہوئین بازارین آراستہ ہونے لگین۔ زربفتی بارگاہ نصب ہوگئی۔ یساول وحاجب۔ چوبدار۔ دربان دروازے پر تعینات ہوگئے۔ طائر شہنشاہ سے بولا حضور دیکھین یہ بارگاہین آناً فاناً اُسی کے لیے استادہ ہوگئی ہین۔ بادشاہ نے فرمایا۔ مین تو اسی کا مشتاق ہون۔ مابدولت خود تکلیف کرینگے اور اپنے باوقار دوست کی ملاقات سے قلب مضطر کو تسکین دینگے"

بادشاہ طائر سے مصروف گفتگو تھا۔ اتنے مین ایک بجلی چمکی اس برق سے ایک جوان تخت پر سوار پہلو مین ایک زن حسین پشت پر ایک کنیز ماہ رخسار مگس رانی کر رہی ہے نمودار ہوا اترتے اترتے اُس جوان نے نعرہ کیا "ای شہنشاہ طلسم آپ شاید مجھے نہ پہچانتے ہون غلام آپ کی صولت وشوکت سے آگاہ ہے خادم نے سنا ہے۔ آج کل نصیب دشمنان حضور منتشر المزاج رہتے ہین دشمنون نے زچ کر رکھا ہے۔ مین ان بدبخت چھتریون کی تباہی کے لیے آیا ہون۔ لاکھ جوان بے بدل میرے ساتھ ہین۔ آپ خاطر جمع رکھین۔ مین ان مکارون کو ایک ایک کرکے چُن لونگا۔ حضور تکلیف گوارا نہ کرین میرا تماشا دیکھین۔ شاہ طلسم۔ ای برادر! واقعی تم نے نازک وقت مین اینجانب کی مدد کی۔ خدا تمھین مظفر ومنصور کرے تمھارے زور بازو کے سامنے یہ چند بدمعاش مشت خاک سے بھی زیادہ وقعت نہین رکھتے۔ ان کی قتل وغارت کے بعد تمکو اسکا نعم البدل بہت کچھ دیا جائیگا۔

نجیب خان الآت حرب سے آراستہ بانکپن دکھاتا ہوا میدان مین آیا۔ اتنے مین آسمان پر پھر برق چمکی۔ سب نے دیکھا ایک عیار بچی گاتی یا ندھے

چست و چالاک نجیب خان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔
عیار بچی۔ اے افسر عالی قدر! اگر حکم ہو تو دشمنون کے کل افسیرون کو پکڑ لاؤن۔
نجیب خان۔ اے صغرا! انتظام واجب ہے ما بدولت تجھے حکم دیتے ہین شہنشاہ تجھے نہال کر دینگے

وہ عیارہ اُسی وقت وہان سے کھسک آئی اور خدا جانے کس طرح جلدی یہان میدان جدال و قتال گرم ہے۔ ادھر سے رنجیت سنگھ اور جے پل جیت سنگھ اور جے پال وزیر فوج۔ جم غفیر لے کر برسا تی ندی (جس طرح کہ پہاڑ سے گرتی ہوئی نشیب کے درخت گھر۔ گانون سب کو بہالے جاتی ہے) کی طرح یہ چارون سورما بہادر پیدل اور سوارون کو لیے فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے۔ ان کو کون روک سکتا تھا۔ دریا کے بہاؤ کو کوئی روک سکتا ہے فوج عدو کی صفین درہم برہم ہو گئین سیکڑون سپاہی گھوڑون کے سمون کے نیچے دب کر مر گئے۔ بہتون کو گھوڑے پھلانگ مار کر پار اُتر گئے۔ گولے گولیون کی وہ مار کہ الامان۔ زمین کانپ رہی تھی۔ مخالفون نے بھی خوب دادِ شجاعت دی۔ سیکڑون سوار برچھون کی نذر ہوے لیکن راجکمار اندر جیت نے اپنے ارادہ پر کامیابی حاصل کی۔ فوج مخالف مین گھس پڑے غضب کا جوش تھا جس پر ہاتھ پڑتا۔ صاف۔ جو مقابل ہوتا راہ نا پاتا۔

نجیب خان نے جھولے سے گیند نکالا۔ اور افسون دم کر کے راجکمار پر مار دیا۔ راجکمار نے انگلی کے اشارے سے ٹکڑے کر دیے۔ اور ایک ترنج پڑھکر نجیب خان پر مار دیا۔ اُس نے سحر کی سپر سے وار روکا۔ تاہم سر مین کچھ اوچھا سا زخم آ ہی گیا۔ یہ بلبلا گیا۔ صداعقہ وار صف لشکر کے ترتیب کر نکلا جس غول پر زیادہ سوار دیکھے برس پڑا قلابہ آتشین چھوڑ دیے ہزارون جوان پامال ہوئے۔ کسی کے مرکب کی پشت مین نیزہ مار دیا وہ گھوڑا اُچھلا کودا ایک جانب نکل گیا۔ قیامت برپا کر دی۔ جے پل نے بڑھکر وار کیا۔ نجیب خان نے وار روکا گلدستہ مار دیا۔ جے پل جھوم گیا۔ آنکھ کھولی

ایک باغ پھولون سے لدا۔ جوانان چمن کا نکھار۔ نرگس کی نظارہ بازی، سوسن کی غمازی۔ برگ درخت تالیان بجا رہے ہین۔ جوش بہار ہے۔ یار گلعذار کی آمد کا انتظار ہے۔ جے مل کے دل مین آیا اس باغ کی سیر کرون۔ گل مراد چنون۔ ایک نازنین گل رخسار نے آواز دی "اے برگشتہ بخت! کیا سوچ رہا ہے۔ کوے عاشقان مین جان کی پروا! شمشیر ہاتھ مین ہو گردن کاٹ کیون نہین ڈالتا۔ کوچہ عشق مین نام کر۔ جے مل چاہتا ہے گردن پر خنجر پھیر لے۔ اتنے مین آسمان پر لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا۔ نعرہ ہوا ہر باد فادزیر! ہوش مین آکیا غضب کرتا ہے۔ یہ نازنین تیری قاتل ہے۔ جے مل نے نگاہ اُٹھائی۔ دیکھا شریمان نہال سنگھ تخت زبرجدی پر سوار ہین۔ لالی بھی پاس بیٹھی ہوئی میدان حرب کی سیر مین مصروف ہے۔

نہال سنگھ نے جیب سے ماش کے دانے نکالے۔ پڑھکر باغ پر پھینک دیے۔ آسمان سے آگ برسی۔ باغ معہ نازنین جل کر راکھ ہوا جے مل ہوش مین آیا۔

نجیب خان للکار کر بولا۔

"خیر آج تم سب کو چھوڑے دیتا ہون۔ دن ختم ہو چکا ہے۔ کل انشاء اللہ نپٹ لین گے"

یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا۔ طرفین کی فوجین اپنے اپنے پڑاؤ پر آئین۔ کمرین کھولین منہ ہاتھ دھوئے۔ اور کسل مٹانے کے لیے اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہے۔

نجیب خان بارگاہ مین گیا۔ شب کو میکشی کا سامان ہوا۔ رات بھر ناچ رنگ رہا۔ کیسے کیسے طائفے آئے ایک نازنین نے یہ غزل گائی۔

غزل

نہ جائے گی ترے وحشی کی رائگان فریاد
یقین ہے کہ ہو زیر آسمان فریاد

فلک تو کیا ہے لب عرش تک یہ جائے گی
مین نا توان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہے
انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین آج نیند آئی ہے
نہ کر فراز پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین
اسیر سینہ ہے کیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہے برسون سے
اٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ مین
کرین گے بعد فنا میرے استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی
ابھی نہین ہے تمھاری مزاجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
نہ جائے گی ابھی میری کہان کہان فریاد
نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچھ موقوف
کہان کہان نہ بنائے گی آشیان فریاد

اتنے مین بارگاہ کا پردہ اٹھا وہی عیار بچی صغرا بے پال وزیر فوج کا بشارہ باندھے ہوئے بجنیب خان کے سامنے آئی - ہاتھ باندھ کر بولی -
عیار بچی - حضور کنیز برائے سیر گئی تھی - ایک سردار کو لیتی آئی - اس کو قید کیجیے - آیندہ اور عیارون کو بھی قید کر لاؤن گی - اب دشمنون کو مہلت نہ دون گی -

جے پال مسلسل و مطوق حوالۂ زندانخانہ ہوا - دوسرے دن صبح جیت سنگھ گوپال سنگھ کو وہ عیارہ لائی وہ بھی قید مین بھیج دیئے گئے - ان سردارون کے

غائب ہونے کی خبر تمام لشکر مین پھیل گئی - لوگ عیارون پر طعن و تشنیع کرتے ہین - بیر بھان وغیرہ عیار خاموش ہین کچھ نہین کہتے - اب روز ایک سردار غائب ہوتا ہے مہاراج نہال سنگھ دربار مین بیٹھے ہوئے ہین جیت سنگھ جے پال وغیرہ سردارون کے غائب ہوجانے سے از حد رنج ہے - بیر بھان بھی کھڑا ہوا تھا نہال سنگھ نے ارشاد کیا -

نہال سنگھ - کچھ سُنا - ہمارے نامی نامی ساحر اور دو سردار غائب ہوچکے ہین کچھ فکر کرنا چاہیے -

بیر بھان حضور گھبرائین نہین - عیار لوگ گئے ہوے ہین - ادر مین بھی جاتا ہون -

یہ کہکر بارگاہ سے نکلا عیاری کے سامانون سے لیس ہوکر نجیب خان ستقراطی کی بارگاہ پر پہونچا - ابھی بارگاہ تک پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی - بیر بھان نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ میدان مین کوئی یہ غزل گا رہا ہے ؎

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ مین — کوئی پھولا پھلا شاید نہ آج ایدل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ گل باغ مین — زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے — تا زمان ہوش جو کچھ کہ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی مین دے گل کیا دیکھیے — چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانیکے قابل باغ مین

بیر بھان پلٹ پڑا - یہ کیا معرکہ ہے کیسی آواز کان مین آئی جب کوئی نہ دکھلائی دیا - دو چار قدم آگے بڑھا - دیکھا - ایک شانزدہ سالہ نازنین شوخ و شنگ - بڑی بڑی آنکھین بصد ناز و دلربائی چلی آتی ہے - بیر بھان کی نگاہ اس ماہ تمثال پر پڑی - سراپا دیکھکر دنگ رہگیا - مگر کچھ سوچا ایک غار مین چھپ رہا - اس فکر مین تھا کہ نازنین کو گرفتار کرنا چاہیے - راہ مین کمند کے حلقے بچھاکر خس پوش کردیے نازنین قریب پہونچی - رکی - کچھ پتھر پھینکے صدا نہ آئی

مگر جست کرتی چلی جاتی تھی۔ ایک مقام پر کچھ کھٹکا پایا۔ چوکنی ہوئی چارون طرف دیکھنے لگی۔ بیر بھان نے حلقے کمند کے کھینچ لیے اور جھپٹ کر حباب بے ہوشی مار دیا نازنین بیہوش ہو کے گر پڑی۔ بیر بھان نے پشتارہ باندھ کے کسی پہاڑی درے مین ڈال دیا اور خود نازنین کی شکل بنکر نجیب خان سقلابی کے خیمے کی طرف بڑھا نجیب خان کا لشکر مورد ملخ کی طرح تمام میدان کو گھیرے ہوئے ہے۔ بیر بھان جب لشکر مین پہونچا ہر شخص پوچھتا ہے۔ کیون صغرا جان! آج کسی کو نہین گرفتار کیا؟

بیر بھان۔ آج موقع نہین پایا۔

بیر بھان جواب دے کر آگے چلا۔ دل مین تردد ہے۔ باتین ہوتی جاتی ہین۔ کیا تدبیر کرون جس کی صورت پر تم آئے ہو معلوم نہین اُس کے رہنے کا کون مقام ہے۔

اتنے مین ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی ہاتھ پکڑ لیا۔

کنیز۔ چلیے۔ ہمارے شاہ نے صبح سے کئی مرتبہ تمھین پوچھا۔

بیر بھان کے ہوش اُڑ گئے لیکن دل کڑا کر کے کنیز کے ساتھ ہو لیا اتنے مین بارگاہ نظر آئی۔ حاجب دربان دروازے پر حاضر ہین۔ بیر بھان کنیز کا ہاتھ تھامے کچھ باتین کرنے لگا۔ یکایک بارگاہ سے نجیب خان سقلابی باہر نکل آیا۔ بیر بھان نے جھک کے سلام کیا۔ نجیب خان نے اشارہ سے بلایا۔

بیر بھان بشرے سے تاڑ گیا اس کی نیت بد ہے۔ ہاتھ کھینچا خلوت خانہ مین لے جائیگا۔ نجیب خان ضد کر رہا ہے۔ بیر بھان آہستہ آہستہ قریب پہونچا نجیب خان بولا۔

"کیون صغرا آج تو نے ناغہ کیون کیا۔

بیر بھان حضور کنیز گئی تھی۔ وہان کا عیار کوئی بیر بھان ہے۔ جاگتا تھا پنجہ قابض نہوا۔

نجیب خان۔ ذرا میرے پاس آؤ۔ بات تو سُنو۔

بیر بھان پیچھے ہٹا۔ نجیب خان آگے بڑھا۔ کہتا جاتا ہے "ارے پیچھے کیون ہٹی جاتی ہے ہمین کچھ کہنا ہے"

بیر بھان مین سمجھ گئی جو کچھ آپ فرمائیے گا۔

نجیب خان۔ ارے اسے پکڑو۔ ہمارے حکم کے خلاف کرتی ہے۔

بیر بھان بھاگا جاتا دوگرد دوڑے۔ نجیب خان نے آواز دی۔

نجیب خان۔ ارے یہ ملعون بیر بھان ہے۔ بھاگا جاتا ہے۔

بیر بھان جان چھوڑ کر بھاگ رہا ہے نجیب خان نے دیکھا اس کا ہاتھ آنا محال ہے۔ کچھ دانے بندوق بھینک دیے۔ دریائے زخار پیدا ہوا۔ بیر بھان چاہتا تھا کہ دریا سے پیر کر نکل جائے۔ پانی مین پانون رکھتے ہی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی ایک گھڑیال نکل گیا۔ نجیب خان نے آواز دی۔ مابدولت نے بیر بھان کو نہنگ کا لقمہ بنا دیا۔

قلعہ آہنی کے جاسوس موجود ہی تھے۔ یہ خبر لے کر بھاگے۔ راہ مین شیودت سے ملاقات ہوئی۔

شیودت۔ کیا ہوا۔ کیا اُستاد کو گھڑیال نگل گیا۔

جاسوسون نے کل کیفیت بیان کی۔ شیودت کو یقین کامل ہوا کوئی زندہ نہ بچے گا۔ نجیب خان بلائے بے درمان ہے۔ لیکن چلنا چاہیے۔ یہ سوچ کے یہ بھی چلا۔ رنگ وروغن عیاری نکال کر ایک زنگی کی شکل بنا۔ لشکر مین آیا اتفاق سے نجیب خان کا ملازم خاص ناصر خان اُدھر سے آتا تھا ادھر سے شیودت جاتا تھا۔ نجیب خان نے بیٹھے بیٹھے ناصر خان سے کہا تھا "سُنتے ہین کہ نہال سنگھ کے عیار بہت بڑے چالاک ہین۔ بیر بھان کو تو دریائی نہنگ کھا گیا۔ شیودت عیار زنگی بنا ہوا ہمارے لشکر مین گشت لگا رہا ہے۔ جا پکڑ لا"

چنانچہ زنگی تاک مین شیودت کے نکلا تھا۔ شیودت بھی زنگی بنا ہوا تھا۔ اس نے پہچان لیا۔ اور شیودت کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

زنگی۔ چلو تم کو ہمارے آقا نے بلایا ہے۔

شیودت - کہدینا اس وقت کام سے جاتا ہون - پھر حاضر ہونگا۔
ہرچند شیودت نے انکار کیا لیکن اُس نے نہ مانا شیودت کو کشان کشان لے چلا۔ نجیب خان کی بارگاہ مین آیا۔ جب دروازے پر پہونچا زنگی نے کہا۔

"اندر جاؤ"

نقلی زنگی اندر آیا۔ نجیب خان تنہا بیٹھا تھا۔ شیودت کو دیکھتے ہی ڈانٹ کر بولا۔

"کیون مکار تونے اینجانب کا خیال نہ کیا"

شیودت - (ہاتھ جوڑکر) ای بادشاہ ساحران مجھے مدت سے قدمبوسی کا اشتیاق تھا۔ کچھ مکر نہین کیا۔ حضور نے طلب کیا۔ خادم حاضر ہوا یہ کہکر بیٹھ گیا۔ باتین کرنے لگا۔ "حضور! میرا گانا سیکھے غلام نے اسل فن کو حاصل کیا ہے۔ اسی کا مشتاق تھا آپ کی خدمت مین جاؤن تو اپنا کمال دکھاؤن۔

یہ کہکر گنگنانے لگا۔ اور پھر تان کھینچکر ماردی نجیب خان نے کسی غزل کی فرمائش کی۔ شیودت نے یہ غزل گائی۔

غزل

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہے ملتا ہے کہان چاہنے والا اپنا
اپنی نظرون مین تو پھرتا ہے وہ قد بوٹا سا
سرو گلچین کو دکھائے قد بالا اپنا
دیکھکر اُس کو تعجب سے جناب ناصح
مجھ سے فرماتے ہین کیون دل نہ سنبھالا اپنا
ہین بُرے حال کے سب دیکھنے والے اے داغ
کوئی دُنیا مین نہین پوچھنے والا اپنا

شیودت نے جو یہ غزل گائی نجیب خان بیقرار ہوگیا۔ کہا ای شیودت

واقعی تم اِس فن مین کمال رکھتے ہو۔ ہم تم کو سمجھاتے ہین۔ ہمارے طرفدار بن جاؤ۔ ہمارا قصد ہے تمام دُنیا مین شہنشاہ طلسم زرنگار کا سکہ بٹھا دین جن جن ملکون سے قبضہ اُٹھ گیا ہے۔ اُن پر قبضہ کرا دین ہم کو زرنگار کے اور ساحرون کی طرح نہ جاننا اگر زبان ہلا دون آسمان کی طنابین ٹوٹ جائین زمین کا تختہ اُلٹ جائے

شیودت ۔حضور بجا فرماتے ہین۔ ہم کو بھی دیکھتے مدتین گذر گئین آپ کا سا بیدار مغز ہماری نگاہ سے نہین گذرا میرے خیال مین بیربھان کو ننگ نہین نگل گیا بلکہ آپ ہی کا سحر تھا۔

نجیب خان۔ ہان یہ بھی ایک شعبدہ تھا۔

یہ کہکر کمرے کا پردہ ہٹایا۔ اور اُنگلی کے اشارے سے دکھا کر بولا"

نجیب خان ۔شیودت! دیکھا تم نے پتھر کی مورت جو سامنے رکھی ہوئی ہے۔ اس سے سب حالات معلوم ہوجاتے ہین۔ جو سانحہ شکر مین گذریگا۔ مورت ہم سے کہہ دے گی۔

شیودت ۔حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ایک مالک کے ہوکے رہین مہینون لڑتے گذر گئے روز نئے ساحر سے مقابلہ۔ ہمارے مہاراج کا یہ حال ہے کہ جب دو عیار یان کہین۔ دس بیس ساحر قتل کیے انعام و اکرام ملے۔ ورنہ اللہ اللہ خیر صلاح۔ اگر ساحر کو نہ قتل کیا کوئی دمڑی کو نہین پوچھتا۔ تین روپیہ شک ملتا ہے۔ توبہ توبہ۔ تین روپیہ افسر کے ہین ہین تو پونے تین ہی روپیہ ملتے ہین۔ بھوکون کے مارے مرجائین کوئی بات نہ پوچھے کرتے ہو یا جیتے ہم اب یہی چاہتے ہین۔ آپ کی خدمت مین رہین۔ اگر آج ہم حضور کی اطاعت کرلین تو کل ہمسے کل افسرون کو لیجیے۔ ہم سب کو ایک دن مین گرفتار کرا دین گے قتل اور غیر قتل کا آپ کو اختیار رہے۔

نجیب خان۔ (خوش ہوکر) اے عیار تو بہت معقول آدمی ہے۔

شیودت ۔حضور کو بہت راضی کرونگا حضور ہماری دستگیری کرین۔ اگر دشمنون کے مٹانے پر آمادہ ہون ایک ہی دن مین خاتمہ کر دون۔ لیکن

پہلے مقدم کام یہ ہے کہ بیر بھان عیار قتل کر دیا جائے حضور تامل نہ کریں ابھی بلا کے مرزود کو ختم کر دیجیے۔ یہ بلا کا مکار و غدار ہے۔ بڑے بڑے ساحر مارے۔ بڑے بڑے عیاروں کا ناک میں دم کر دیا۔ شاہ طلسم اس سے سخت زچ ہیں۔ مگر حضور نے نابکار کو خوب پہچانا۔ اس کمبخت کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔ وہ روپ بھرتا ہے بڑے بڑے واقف کار بڑے بڑے عیار دنگ رہ جاتے ہیں۔

نجیب خان۔ تو تم پکے ہو۔ دغا تو نہ کرو گے۔ عیار دغاباز ہوتے ہیں عقلمند اُن پر بھروسا نہیں کرتے۔ مگر تمھارا دل صاف معلوم ہوتا ہے۔ کدورت سے پاک ہے۔

شیودت۔ یہ حضور نے ایک کہی۔ حضور کا تابعدار ہو کر اور نمکحرامی کروں۔ مجھے نہال سنگھ کی نوکری منظور نہیں۔ اب تو سرکار کا ملازم ہو گیا۔ ہم نے اُن سے تنخواہ جو مانگی تو ارشاد فرماتے ہیں کہ ساحروں کو قتل کرو۔ لو تو مارو کھاؤ ساحروں کے پاس جو مال نکلے اس کو خزانے میں داخل کرو تو تنخواہ لو۔ اور جو خزانہ سرکاری میں نہ داخل کرو گے تو تنخواہ نہیں ملیگی۔ حضور ہم دن بھر مارے مارے پھرتے ہیں کسی کو قتل کیا مسافروں کی خیر منائی جو کچھ اُن کے پاس نکلا اس کو غنیمت جانا۔ بس اب دیر نہ کیجیے۔ بیر بھان کو بلوائیے۔ اس سے پوچھیے اگر وہ بغاوت کرے دار پر کھینچ دیجیے۔ اگر ہماری طرح غلامی اختیار کرے تو اُسے بھی سرافرازی بخشیے

نجیب خان نے آواز دی۔

"ارے کوئی حاضر ہے۔ بیر بھان کو لائے"

جب بیر بھان کو گرفتار کر لے گیا تھا۔ آنکھ بند ہو گئی تھی۔ آنکھ کھلتے ہی اپنے تئیں ایک حجرے میں بند پایا۔ سرنگوں بیٹھا تھا کہ ایک زنگی نے آکر ہاتھ پکڑا

"چل تجھکو جان پناہ نے یاد کیا ہے"

بیر بھان بارگاہ میں آیا۔ کرسی پر نجیب خان سقرلاطی اقامت گزیں ہے شیودت عیار اپنا رنگ جما رہا ہے۔ باتیں کر رہا ہے۔ شیودت نے

جُھک کر بیر بھان کو سلام کیا۔
شیودت۔ اُستاد! اب تک خوب چین کر چکے ساحرون کو مارا مگر کا ہاتھ نہ آیا۔ ہم نے تو اب بادشاہ کا ساتھ دیا۔ کیون اُستاد آپ کو کیا منظور ہے۔ اگر آپ اطاعت نہ کرین گے۔ ہمارے آپ کے مقابلہ پڑے گا جب ایسا سر پرست ملا تو ہم کو ڈر کس کا۔
بیر بھان۔ بھیا ہمین تو اب ضعیف ہوا تمھاری عقل پر بھروسا ہے اگر تم نے اطاعت کی مین بھی اطاعت کرونگا۔ ایک مالک ضبوط ہو جائے پھر تو ہم قیامت برپا کر دین۔
شیودت۔ اُستاد! ہم تو سمجھ گئے۔ آج ہی جاکر بستر و ستر اپنا اُٹھائے لاتے ہین۔
بیر بھان۔ ہم بھی شریک ہوئے۔ لیکن اے شہنشاہ کئی مہینے سے تنخواہ نہین ملی۔ نہال سنگھ دبالین گے۔ کوئی سبیل ایسی بتائیے تنخواہ کی کوریان ملجائین جو روپے فاقے کرتے ہین۔
نجیب خان۔ وہ رقم ہم دینگے۔
یہ کہکر دوسرے کمرے مین گیا۔ دو تھیلیان اُٹھا لایا ایک بیر بھان کو دی ایک شیودت کے آگے کھسکا دی۔
نجیب خان۔ یہ روپیہ تمکو انعام دیا جاتا ہے تنخواہ الگ ہوگی۔
بیر بھان۔ یہ حضور کی خاوندی ہے۔ اب ہمین یقین ہوا حضور نے نوکر رکھ لیا بس اب ہم قیامت برپا کر دینگے۔ ہمارے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا۔ جیل اندر جیت کا سر ہم سے بنچیے۔ مہاراج نہال سنگھ کو اُٹھائے لاتے ہین۔ چاہے مارے چاہے جلائیے۔ آپ کو اختیار ہے
قصہ مختصر بیر بھان اور شیودت نے گڑھ گڑھ کر کچھ ایسی باتین کین کہ نجیب جان خوشی کے مارے پھول گیا۔ کئی ہزار روپیے اور دیے جب دوسرے خیمے مین جاتا ہے۔ روپیہ اُٹھا لاتا ہے۔ اب کی جو نجیب خان خیمے مین گیا موقعہ ملا شیودت بولا۔

شیودت۔ استاد۔ یہ مورت جو سامنے رکھی ہے سب حال بتا دیتی ہے اب یہان کب تک بیٹھے گا نکل چلیے۔ بیر بھان نے چٹ پٹ وہ مورت رومال مین لپیٹی۔ اور استاد شاگرد باہر آئے۔ ملازمون نے پوچھا۔

"کیون صاحب کیا فیصلہ ہوا"

بیر بھان۔ ہمارے اور بادشاہ صاحب کے حساب صاف ہوگیا۔ اب ہم نہال سنگھ وغیرہ کو پکڑنے جاتے ہین۔

یہ کہکر دونون عیار وہان سے ہوا ہوئے۔

نجیب خان بارگاہ مین آیا عجیب گل کھلا پایا۔ پتھر کی مورت غائب ہے پکارا ارے یہ دونون کہان گئے۔

خدمتگارون نے کہا۔

"حضور! وہ تو یہ کہکر گئے ہین۔ کہ ہمارا اور بادشاہ کا معاملہ ہوگیا۔ دشمنون کو گرفتار کرنے جاتے ہین"

نجیب خان۔ (منھ پیٹ کر) غضب ہوگیا۔ وہ سحر جس پر میرا بھروسا تھا مٹ گیا۔ اب سردست تیار ہونا ناممکن ہے۔ ارے دور و نزدیک کے خبردار

ناصر خان غلام بھی کھڑا ہے۔ نجیب خان ناصر خان سے ہمکلام ہوا

نجیب خان۔ کھڑا کیا کرتا ہے۔ دونون کو پکڑ لا۔

ناصر خان۔ بہت بہتر۔ غلام جاتا ہے۔

ناصر خان شاہ سے رخصت ہوا ایک جانب چلا۔ خادم خدمتگار بھی دوڑے نجیب خان بارگاہ کے دروازے پر ٹہل رہا تھا ایک ایک ساحر سے کہہ رہا تھا ارے ذرا بڑھ کے دیکھو۔ ساحر پر ساحر چلے جاتے ہین۔

بیر بھان اور شیودت ایک صحرا مین پہونچے پشت سے گرد اڑی دونون مین باتین ہونے لگین۔

بیر بھان۔ بیٹا! ہمارے پھیر مین لوگ آرہے ہین۔ اب تم ہمارا ساتھ چھوڑ دو۔ ہم الگ جائین تم الگ۔

شیودت۔ ہان مناسب تو یہی ہے۔

شیودت نے بیر بھان کا ساتھ چھوڑا ایک سمت کی راہ لی۔ بیر بھان الگ چلا۔ شیودت پہاڑی درہ میں گھس گیا۔ بیٹھے بیٹھے دیکھ رہا ہے ناصر خان آتا دکھائی دیا۔ چہار جانب ڈھونڈھ رہا ہے اور بھی جادوگر جا بجا پھر رہے ہیں۔ شیودت نے اپنی صورت تبدیل کی ایک نازنین کی صورت بنا آہستہ سے گاتا ہوا نکلا ناصر خان نے ہانک لگائی۔ او جانے والی ذرا ٹھہر جا۔ ہم سے کچھ باتیں کر۔"

شیودت نے پلٹ کر نین مٹکا کیا۔ بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے۔ تیکھا ہو کر بولا۔

شیودت۔ کیا ڈاکہ مارنے آئے ہو راستہ نہ چلیں۔

ناصر خان ہم تو تابعدار ہیں۔

نازنین۔ تابعدار اپنی جورو کے ہوگے۔ مجھ سے سروکار۔

شیودت نے اس طرح تڑاق پڑاق باتیں کیں کہ ناصر خان بیتاب ہو گیا۔

ناصر خان۔ تم تو ہتھے پر سے اکھڑی جاتی ہو۔ ذرا اس کھوہ میں چلو۔ دو دو باتیں کر کے چلی جانا۔

نازنین۔ چلیے۔ کیا مجھے وہاں لے جا کے کھا جایئے گا۔ صاف صاف بات کہو بازاری نہیں جسی نہیں۔

نازنین طمطراق سے باتیں کرتی جاتی اور ناصر خان کے قریب آتی جاتی ہے جب پاس پہونچی پٹے پکڑ لیے دو طمانچے رسید کیے۔ ناصر خان اور بھی مرا جاتا ہے۔ گرد جھاڑ کر بولا۔

ناصر خان۔ جان جہان! مجھے پہچانتی نہیں۔ شاہ نجیب خان سقرلاطی کا معتمد الیہ ہوں۔ نہال سنگھ اور جے مل وغیرہ کے مٹانے کے لیے ہم لوگ آئے ہیں۔ شہنشاہ طلسم کے یہاں ہمارا بڑا بھاری رسوخ ہے۔ ہمارے شاہ نجیب خان کا بڑا اعزاز ہے۔

یہ باتیں کرتا ہوا شیودت کو پہاڑی درے کے قریب لے آیا۔ جلدی سے کمر کی چادر کھولی زمین پر بچھا دی شیودت پاؤں پھیلا کے چادر پر بیٹھ گیا۔ باتیں ہونے لگیں۔

شیودت۔ آؤ بھیا ناصر خان ہم تمہارے مالک کے پاس چلیں گے۔

ناصر خان۔ ہم بڑے حیران ہیں۔ ہمارے مالک کے مزاج میں کوئی بات معقول نہیں جھٹی۔ دشمنوں کے مٹانے کی تدبیر نہیں کرتے۔

ناصر خان باتیں کرتا جاتا اور ہاتھ نازنین کی پشت پر پھیرتا جاتا تھا۔

نازنین کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ ابرو پر بل پڑے پٹے پکڑ کے اوڑھنی پرے جھنجلا کر بولی۔

نازنین۔ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے۔ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا پنڈا پھپکا ہے۔ اگر ہوسکے دفری کا ٹھرائے آئیں بھی چسکی لگاؤں تو بھی پی۔

ناصر خان اٹھا بھٹی پر گیا۔ دو آنے کا ٹھرا لے آیا کچھ کابلی مٹر کچھ آلو کے کچالو ایک دونے میں دہی بڑے۔ سامان سامنے رکھکر بولا۔

ناصر خان۔ لو جان جہان حاضر ہے۔

یہ کہکر بوتل سے شراب انڈیلی۔ نازنین کے ہاتھ میں دی شیودت نے لب سے لگائی۔ اور ناصر خان کے ہاتھ میں دیکر بولی۔

نازنین۔ لو تم بھی پیو۔

ناصر خان کو کچھ تامل ہوا۔

نازنین۔ بس بھی الفت کا دم بھرتے تھے عاشقوں میں نام لکھواتے تھے محبت کیا خاک کروگے۔ بس جاؤ اپنی راہ لگو۔ تم ایسوں کو میں منہ نہیں لگاتی

نازنین نے جو ایسی کڑی کڑی باتیں کہیں۔ ناصر خان بیتاب ہوگیا۔ جامے کے اندر غٹ غٹ چڑھا گیا۔ شیودت نے پھر دو تین جام بھر کے دیئے ناصر خان بے اندیشہ انجام پی گیا۔ غلہ سی آنکھیں نکل آئیں۔ گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شیودت نے کابلی کھلائی

ناصر خان گھبرا کے بولا۔

"جیسے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے"

نازنین۔ ذرا اٹھ کے ٹہلو۔ شاید شراب نوکشیدہ۔ صدت نہیں مٹی۔

ناصر خان گھبرا کے اٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا شیودت

نے میان سے خنجر نکالا شکم چاک قصہ پاک کیا۔ کپڑے لتے اُتار لیے ایک جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ آندھی سیاہ اُٹھی۔ اندھیرا چھا گیا۔ نجیب خان بارگاہ کے دروازے پر کرسی ڈالے بیٹھا تھا۔ آسمان پر غبار دیکھکر اس کا دل دھڑکا۔ گھبرا گیا۔ خادموں سے کہا۔

نجیب خان دیکھو تو شاید میرے غلام کو کسی نے مارا۔ اب مجھے اپنے ملازم تمام کا قصاص لینا لابدی ہو گیا۔ قلعہ آہنی کو برباد کر دونگا نہال سنگھ جیل پرتاب سنگھ رنجیت سنگھ کوئی ہو۔ میرے ہاتھ سے جان نہیں بچا سکتے۔ نا بدولت کو غصہ آگیا۔

خادم دوڑے ہوئے گئے۔ جاکر دیکھتے ہیں تو ناصر خان کا لاشہ پڑا ہوا ہے لیکن برہنہ ہے۔ خادم لاشہ اُٹھا کر لائے۔ نجیب خان مارے غصے کے کانپ گیا جھنجھلا کر بولا۔

صاحبو! مجھے گمان تھا کہ یہ عیار ہمارا دم بھرتے ہیں۔ مگر معلوم ہوا سراسر جعل تھا۔ اب اُسی کو زندہ نہ چھوڑونگا

بالآخر لاشہ دفن کر دیا گیا۔ نجیب خان اسی فکر میں بیٹھا ہے۔ پہلے کسی طرح عیاروں کو گرفتار کروں غصے میں کانپ رہا ہے۔

بیر بھان جب جنگل میں پہونچا صغرا عیارہ کا دھیان آیا جس درہ میں اس کو ڈال دیا تھا۔ وہاں گیا۔ دیکھا عیارہ ابھی تک خواب غفلت میں مدہوش ہے۔ ناک میں اور بیہوشی سونگھنی دی۔ اور اُسی کی شکل بن کر تیار ہوا۔ خط و خال میں علق فرق نہ تھا۔ شیودت بھی ایک گوشے سے دیکھ رہا ہے۔ اُستاد صغرا کی شکل بن کر چلے۔ بیر بھان نے خیال بھی نہ کیا کہ شیودت دیکھ رہا ہوگا۔ بیر بھان جست و خیز کرتا لشکر کے کنارے آیا کمیدان صغرا پر جان دیتا ہے۔ صغرا کو آتے جو دیکھا۔ پوچھا۔

کمیدان۔ کیوں بی بی کہاں پھر رہی ہو۔؟

بیر بھان۔ (ہنسکر) صاحب تمہیں خبر نہیں۔ میں کہاں تھی۔ بیر بھان عیار نے مجھے پکڑ لیا تھا۔ وہ تو کہو فقرہ چل گیا رہائی پائی ورنہ وہ بمبخت بھلا

زندہ چھوڑتا۔

کمیدان مدت سے اسپر مائل ہے بیقرار ہوگیا۔ بولا۔

کمیدان۔ صاف صاف بتاؤ کیا ہوا کیونکر پھنسین۔

صغرا نقلی۔ کیا کہون دربار مین میری ہوا بندھی ہوئی تھی۔ دو چار سردار گرفتار بھی کرلائی۔ آج پھر جاتی تھی راہ مین بیربھان عیار مل گیا۔ بڑا جالاک ہے اُس نے گرفتار کرکے اپنے شاگرد کے سپرد کردیا۔ مین اسے دم دے کر چلی آئی اب شاہ سے جاکے کہونگی حضور عیارون سے ہوشیار رہیے۔ بیربھان آپ کی فکر مین آیا ہے۔ شاہ کو لازم ہے اُس کی فکر کرین۔

یہ کہکر آگے بڑھی۔ کمیدان نے جابجا صغرا کا ذکر کیا ہر ایک نے سُنا صغرا گرفتار ہوگئی تھی مگر کامل عیارہ تھی۔ فقرہ دے کر نکل آئی۔ ہر ایک کو خبر ہوگئی نجیب خان کو خبر ہوئی اُس نے ہرکارے سے بلوا بھیجا۔ صغرا داخل بارگاہ ہوئی۔ جھک کے سلام کیا۔

نجیب خان نے پوچھا "ای صغرا خیر تو ہے؟"

صغرا۔ حضور خلوت مین چلیے تو عرض کرون۔ علانیہ کہنے کی باتین نہین۔

نجیب خان پردہ سرکا کر حجرے مین آیا۔ صغرا ساتھ ساتھ آئی۔ نجیب خان کرسی پر بیٹھ گیا۔ صغرا سے مخاطب ہوا۔

نجیب خان۔ کہو بی صغرا کیا کہتی ہو۔

صغرا نقلی۔ لونڈی کو بیربھان عیار نے گرفتار کرلیا تھا مگر کنیز دم دے کر نکل آئی۔ اب جیسا ارشاد ہو بجالاؤن۔

نجیب خان۔ مین شب کو سحر تیار کرونگا۔ سب عدو بیہوش ہوجائینگے مین خود جاکر سب کو گرفتار کرونگا۔

صغرا۔ بجا ارشاد ہوا مناسب وقت یہی ہے۔ مگر نصیب دشمنان فراج کچھ افسردہ سا ہورہا ہے۔ اس وقت بہت پریشان باتی ہون۔ آپ کی سرانگی سے بہت گھبراتی ہون۔

نجیب خان۔ ای صغرا! وہ سحر تیار کرون کہ دشمن سر ٹکرا ٹکرا کے مرین۔

صغرا - یہ تو مجھکو یقین ہے حضور ایک سحر مین دشمنون کو مٹا دین گے کل شب کو جو بازار گئی - ایک مقام پر گانا ہو رہا تھا ایک نازنین داغ کی غزل گا رہی تھی مین نے کچھ شعر یاد کر لیے - حضور سماعت فرمائین

غزل

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھ سے
یہ تو فرمایئے ہے آج طبیعت کیسی
تھے کہان رات کو آئینہ تو لے کر دیکھو
اور ہوتی ہے خطا دار کی صورت کیسی
نگہ یار کو مین دل مین جگہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی
چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہ یاد رہے
کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی
دھمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ
بندہ پرور یہ محبت مین حکومت کیسی
نظر آتا ہے پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گیر گدا تی ہے پھر اے داغ طبیعت کیسی

بیر بھان نے جو یہ اشعار گائے نجیب خان اس کی ایک ایک ادا پر لٹو ہو رہا ہے - چاہتا ہے کہ سینے سے چمٹ جائے - اتنے مین چوبدار نے عرض کی شہنشاہ طلسم کا نامہ دار آیا ہے - یہ نام حضور ملاحظہ کرین نجیب خان نے نامہ لیا - لفافہ کھولا لکھا تھا -

تا بدولت کو خبر لگی ہے جند عیارون نے تمھین بہت رنج کر رکھا ہے وہ پتھر کی مورت جس سے کل حال آشکار ہو جاتا تھا - عیار لوگ چلکہ دیکر لے اڑے - ان عیارون سے خبردار رہنا - صورتین بدل بدل کر آتے ہین - اس لیے چند اوراق طلسمی ارسال ہین - جب کوئی مہم پڑے اس مین دیکھ لینا سب حال ظاہر ہو جائیگا "

نامہ وار خط دے کر باہر گیا۔ نجیب خان سقرلاطی نے طلسمی اوراق دیکھے لکھا تھا "جس سے تم اس وقت ہمکلام ہو یہ بیر بھان عیار ہے۔ اسے پکڑ لو ورنہ ادھم مچا دے گا۔ اس کے جعل و فریب کی باتوں میں مت آنا"۔

نجیب خان نے غیظ آلود نگاہ سے بیر بھان کو دیکھا۔ بیر بھان کا رنگ فق ہو گیا۔ چاہتا تھا بھاگ کر نکل جائے۔ اس نے دو جتر مارا۔ پاؤں زمین نے پکڑ لیے۔ بے حس ہو گیا۔ نجیب خان نے آواز دی "دیو کوئی ہے؟" ملازم حاضر ہوئے۔ اس نے حکم دیا "اس ملعون کو بھی جہان اور سردار قید ہیں قید کر دو۔ کل انشاء اللہ سبھوں کو دار پر کھینچ دیں گے۔ یا اپنے ملک میں بھیج دینگے وہاں کا قیدی زندہ نہیں نکلتا"۔

بیر بھان مسلسل و مطوق مسلح سپاہیوں کے پہرے میں قید خانے جا رہا ہے۔ وہاں مار مار کر رو رہا ہے کوئی شنوائی نہیں کرتا۔

نجیب خان بیر بھان سے چھٹی پا کر شیودت کی تلاش میں نکلا۔ شیودت کسی ساحر کی شکل میں سوچ رہا ہے۔ خدا جانے استاد پر کیا گذری نازنین بنکر گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو پھنس جائیں اتنے میں شاہ نجیب خان کا مصاحب خاص حسین خان آتا تھا۔ شیودت نے جھک کر سلام کیا عرض کی "حضور کہاں چلے"

حسین خان۔ بیر بھان عیار پکڑا گیا اسے دیکھنے گیا تھا۔

شیودت حسین خان کے ساتھ ہوا باتیں بناتا چلا جاتا تھا ایک مقام پر دو راہہ ملا۔ کہا "حضور دیکھیے۔ بادشاہ سلامت خود آ رہے ہیں"۔

حسین خان نے پلٹ کر دیکھا شیودت نے حباب مارا وہ چیخ کھا کر گرا شیودت نے پلٹ کے خنجر مارا۔ بازار میں ہلڑ ہوا شیودت تو نکل گیا۔ نجیب خان کے ملازم حسین خان کا لاشہ اٹھا کر لے چلے۔ نجیب خان یہ کیفیت دیکھ رہا تھا۔ شیودت نے اپنی شکل بڈھی عورت کی بنائی۔ چاہتا تھا کہ نجیب خان کو دھوکا دے نجیب خان دیکھ رہا تھا۔ پہچان گیا۔ زمین پر ہاتھ ٹیک دیے شیودت بھی مسحور ہو گیا۔ کمر میں پنجہ دے کر لے اڑا۔ بارگاہ میں آیا سب سردار جمع ہیں۔ چرچے ہو رہے ہیں کہ ہمارے آقا کو عیاروں نے بہت حیران کیا

نجیب خان۔ آپ لوگون نے دیکھا۔ بیربھان اور شیودت دونون کو اینجانب نے گرفتار کیا۔ کسی کا بس نہ چلتا تھا۔ آخر ہمارا ہی قابو چلا زحمت اُٹھانا پڑی نابکارون کو قید کرلیا

پھر ایک چوبدار کو اشارہ کیا جس قید خانہ مین بیربھان قید کیا گیا ہے وہین اسے بھی قید کردو"

جاسوسون نے بیربھان اور شیودت کی گرفتاری کی خبر مہاراج نہال سنگھ کو پہونچائی انھین بہت قلق ہوا یہ سنتے ہی سب سردارون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا۔ جے مل نے عرض کی۔

جے مل۔ بیربھان کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہے۔ تمام لشکر مین اُس کی دھاک بندھی ہوئی تھی حریفون کے عیارون کی مجال نہ تھی جو یہان قدم رکھ سکتے انھین سے صلاح لیکر کام کیا جاتا تھا۔ اب کس سے صلاح لین گے

نہال سنگھ۔ خیر جو کچھ شدنی تھی ہوئی۔ اب اس بات کا خیال رکھا جائے جس وقت جلاد انھین سولی پر چڑھائین۔ ہم سب یکدم سے ٹوٹ پڑین اور اپنے سردارون کو چھڑا لائین۔

ہرکارے اُسی وقت روانہ کردیے گئے۔

اکیسوان باب

ہستی کے مت فریب مین آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

نہال سنگھ کے کیمپ مین اُداسی چھائی ہوئی ہے۔ اندرجیت جے مل اور مہاراج نہال سنگھ بیٹھے مشورہ کررہے ہین "دیوان کرپارام سنگھ ابھی تک نہین آئے ایشور جانے اُن پر کیا گذری۔ اب کچھ بندوبست ہونا چاہیے"۔ اندرجیت سنگھ نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ اور دست بستہ اسٹیج پر کھڑا ہوگیا۔

نہال سنگھ۔ کیون صاحبزادے جو کچھ کہنا ہو کہو؟

اندرجیت ۔ حضور عالم! خاکسار کو اجازت ہو۔ نجیب خان سے ہم نبرد ہونے کا شوق غالب ہے۔ ایشور چاہے گا تو زیر کرکے آؤں گا۔

نہال سنگھ ۔ خیر کل دیکھا جائیگا۔ رات زیادہ آگئی ہے۔ جاکر آرام کرو۔ علی الصباح دعا کرینگے۔ نجیب خان سے سمجھ لینگے۔

لوگ اپنے اپنے بستروں پر گئے۔ مگر نیند کہاں۔ سرداروں اور ناحی عیاروں کے قید ہوجانے سے دلوں میں تہلکہ پڑا ہوا ہے تلواریں دیکھی جاتی ہیں ہتھیاروں کی باڑھ انگلیوں سے آزمائی جاتی ہے۔ سوار سے پیادے تک کے دل میں جوش بھرا ہوا ہے علی الصباح میدان حشر برپا کردینگے دشمنوں کا خون پی لینگے۔ چاچیا جانیں گے۔ نجیب خان ایسے ہزار بھی آویں تو ہمارا کیا کرسکتے ہیں۔ غرضکہ رات بھر سامان حرب درست ہوتا رہا۔

خدا خدا کرکے صبح ہوئی۔ آفتاب کی سرخ خونی کرنیں میدان رزم میں پھیل گئیں۔ فوجی رسالے درست ہوئے۔ وردیاں پہنیں اور ہتھیار سج کر میدان حرب میں ہر شخص جان دینے کے لیے تل گیا ہوا نقارے پر چوب پڑی اور راجپوتی لشکر ہری ہری کہتا ہوا گرم خیز ہوا۔

نجیب خان اور شاہ طلسم کی فوج پر بھی شجاعت و بسالت کا عرق بہنے لگا جنگی لیاقت اور جوانمردی چہروں سے ٹپک رہی تھی۔ کاندھوں پر سحر کی جھولیاں پڑی ہوئی ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں گلدستہ ہے کوئی گولا تانے کھڑا ہے کوئی افسون دم کر رہا ہے۔ کوئی اپنے ساتھیوں کو جنگ میں لڑکر مرمٹنے کی تعلیم دیتا ہے۔

اندرجیت بجیتی وچالا کی مرکب با درفتار پر سوار شیروں کی طرح گرجتا ہوا طلسمی فوج کی طرف بڑھا۔ جے مل باوفا وزیر کا گھوڑا بھی اشارہ پاتے ہی انوٹ دکھاتا چھلانگیں مارتا غنیم کی فوج میں در آیا۔ قلعہ آہنی کی فوج جوش حرارت سے پھولے نہیں سماتی۔ اب کیا ہے مار لیا ہے۔ طلسمی فوج ندی دل کی طرح ان دونوں بہادروں پر ٹوٹ پڑی۔ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پھٹ پڑا ہے۔ گولے ترنج کی بارش ہو رہی تھی

داروگیر کا وہ غل تھا کہ کان پڑے آواز سنائی نہ پڑتی تھی گھوڑے تلوارین کھا کھا کر ہنہناتے ہوے بھاگ رہے تھے اور سوار گر گر کر ٹاپون سے کچلے جاتے تھے - اندرجیت کی تلوار بلائے بیدرمان تھی جس پر پڑتی دو ٹکڑے - برق گر رہی ہے - بجلیان چمک رہی ہین - راجپوتی فوج طلسمی فوج کو قتل و غارت کر رہی تھی - ایک گھنٹہ اسی رنگ پر لڑائی رہی -

نجیب خان سقلاطی نے جو فوج کی بے ترتیبی دیکھی - ایک گولا اُٹھا کے ابر پر مار دیا خون برسنے لگا جس پر قطرات خون پڑتے ہین جلکر خاک ہو جاتا ہی قلعہ آہنی کے رسالے کے رسالے خاک و خون مین مل گئے - اندرجیت نے ابر پر اشارہ کیا سا بڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوا - خون کی بارش بند ہوئی نجیب خان نے غصے مین دستک دی کچھ ماش کے دانے پھینکے کچھ اشیا صرف کیے - اندرجیت پر بسبب طلسمی کنٹھے کے سحر اثر نہین کرتا - جے تل کی رانون سے گھوڑا نکل گیا - جے مل اُلٹ کر گرا - زبان بند سحر یاد نہین آتا نجیب خان سقلاطی جوش مار کر بڑھا کر جے مل کا سر تیغۂ سحر کے حوالہ کرے - اندرجیت جھپٹ پڑا سر سون پڑ ہکا مار دی - خوشبو کی لپٹین آئین دماغ معطر ہوا نجیب خان خوشبو سونگھکر مبہوت ہوگیا - ایک خوشرو جوان دوسرا خوشرو زنگی پیدا ہوا دونون نجیب خان کی طرف بڑھے نجیب خان چاہتا تھا بھاگ کر نکل جاؤن یکایک آسمان پر برق چمکی شہنشاہ طلسم بصد کروفر تخت سحر پر سوار میدان مین آیا نجیب خان نے آواز دی ای شہنشاہ! یہ کون ساحر ہے جس کو دیکھکر دل کانپتا ہے - شاہ طلسم نے آواز دی "نجیب خان؟ ہٹ جاؤ - یہ قلعہ آہنی کا راجکمار ہے گلے مین طلسمی کنٹھے ہین سحر نہین اثر کرتا - زبردست ساحر ہے - لیکن ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا" جوان اور زنگی نجیب خان کو گھیرے ہوے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین نجیب خان جدھر جاتا ہے - یہ آواز دیتے ہین "لینا بھاگنے نہ پائے" نجیب خان کو معلوم ہوتا ہے لاکھون آدمیون کے نرغے مین پھنسا ہون - شاہ طلسم چاہتا ہے کہ اندرجیت کو گرفتار کرلے یکایک صحرا سے گرد اڑی جس گرد کا دامن پکڑا ایک گرانبار لشکر آتا دکھائی دیا - طرفین کے جاسوس خبر لینے کے لیے

دوڑے پلٹ کر جو کچھ حال تھا اظہار کیا۔ شہنشاہ کی فوج پر رعب چھا گیا۔ دل ٹوٹ گئے نہال سنگھ کی فوج خوشی سے پھول اٹھی۔ جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ راجکمار پرتاب سنگھ بیکران لشکر کے ساتھ آ گئے۔ طلسم ٹوٹ گیا ہے۔ اور بیشمار خزانہ فیلون پر انبار ہے۔

پرتاب سنگھ نے دیکھا میدان قتال گرم ہے خود فیل سے اتر کر اسپ پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر فوج مخالف کی طرف ٹوٹ پڑا۔ راجکمار لڑتے ہوئے چلے اپنے سرداروں کے لاشے دیکھکر اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے۔ فرماتے جاتے تھے نجیب خان بے حیا نے غضب کیا ہمارے یار غار بیر بھان اور شیو دت گرفتار ہو گئے۔ جے پال سالار فوج جیت سنگھ عیار کے غائب ہونے کا از حد قلق ہوا۔ شاہ طلسم نے کل فوج کو حکم دیا۔ پرتاب سنگھ کو مار لو۔ غضب ہوا۔ لوح طلسمی پا گیا۔ طلسم بھی توڑا

یہ کہکر شاہ طلسم نے تخت اپنا بڑھایا۔ سحر کیا۔ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا۔ دھوان نکلا تلوارین برسین بجلی چلے۔ بوندیون نے چنگاریون کی کیفیت دکھلائی۔ تمام جنگل جلنے لگا۔ ہزارہا نوجوانون کے سر اڑ گئے۔ اندر جیت کے سنبھالے یہ ہنگامہ نہ سنبھلا۔ بیقرار ہو کر پکارا "پرتاب سنگھ مجھے بچاؤ۔ بدن پھنکا جاتا ہے۔ میرا سحر اس پر کارگر نہیں ہوتا۔ فوج ساری برباد ہوئی جاتی ہے"

راجکمار پرتاب سنگھ نے لوح دیکھی مرقوم تھا "یہ سحر شاہ طلسم کا ہے کسی طرح نخل چنار کے قریب جائیے اور لوح کو چنار سے مس کر دیجیے۔ ورنہ تھوڑے ہی عرصہ میں کل لشکر تباہ ہو جائیگا۔

پرتاب سنگھ گھوڑے کو بڑھا کر قریب درخت چنار پہونچے۔ دیکھا برج میں ایک قلعہ کے اندر درخت چنار نصب ہے۔ شعلے نکل رہے ہیں۔ اسی کا دھوان آسمان پر محیط ہے۔ راجکمار نے اچک کر درخت سے لوح چھوا دی۔ درخت جل کر خاک ہو گیا۔ مطلع صاف ہوا۔ جے پال اور اندر جیت کی بھی طبیعت چاق ہوئی اور فوج عدو پر شمشیرون کی باڑھ چلنے لگی۔ پرتاب سنگھ اپنے سامنے کے سپاہیونکو کاٹتا چھانٹتا شاہ طلسم کے قریب پہونچا۔ اسنے دیکھتے ہی اس کے ہوش پتیرا

ہوئے۔ راجکمار نے تلوار بلند کی تھی اور چاہتا تھا کہ وار کرے۔ شہنشاہ اُڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ راجکمار دانت پیس کر رہ گیا۔ تمامی غصہ فوج پر نکالا نجیب خان سامنے تھا جھپٹکر آیا۔ گیند مار دیا۔ راجکمار نے نوح کا عکس ڈالا۔ گیند جل کر راکھ ہو گیا۔ پرتاب سنگھ نے ترکش سے تیر نکالا اور کمان پر رکھ کر نجیب خان کے سینے پر مار دیا نجیب خان نے سپر سحر حائل کر دی مگر تیر کب سحر مانتا تھا۔ سپر کو چھیدتا ہوا سینہ کو توڑ کر شن سے نکل گیا نجیب خان قلا کھا کر زمین پر ڈھیر ہوا اور جان قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

شاہ طلسم نجیب خان کے مرنے سے اور بھی گھبرایا۔ تخت سحر سے کود کر تا ہوا چلا۔ دو جوان زنگی طلب کیے جوان زنگی فوج پر جا پڑے سبھوں نے دیکھا دو جوان زنگی نہیں ہیں۔ بلکہ دو تاجدار ہیں۔ موتیدن کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے پہنے تاج شہریاری بر سر افسران فوج سے مخاطب ہیں۔ سب کے قلب اُلٹ گئے ہیں۔ دونوں بادشاہوں نے ترغیب دی ہے۔ پرتاب سنگھ کو مار لو۔ کیوں دیر کرتے ہو قضیہ تمام ہوا اور پھر چین اور بے فکری سے عمر عزیز گذارنا شہنشاہ طلسم کی متابعت کرو۔ وہ تحفین انعام اکرام دے گا۔ نہال سنگھ کی فوج اپنے ہوش میں نہ تھی۔ راجکمار کے مارنے پر تل گئی ہوئی۔

اندر جیت اور جیمل نے ہر چند دستک دی کچھ نہ ہوا بڑے بڑے جنگی جوان پرتاب سنگھ کے قتل پر آمادہ ہیں۔ پرتاب سنگھ کی جستجو ہے مہاراج نہال سنگھ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ فوج اپنی بے قابو ہو گئی عنقریب ہے راجکمار پر پانی کی طرح برس پڑے۔ اور راجکمار فوج طلسمی میں قتل عام کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہیں اُس کا بال بیکا ہو تو ہماری کرکری ہو جائے۔ مہاراج چترسین کو کیا جواب دیں گے۔ طلسم کشائی فضول ہوئی۔

یہ سوچکر دستک دی دو جوان تڑپ کر چلے۔ تاجداروں کے قریب پہونچے آواز دی۔ اے خبیث کہاں جاتے ہو۔ یہ کہکر نگاہ ڈالی۔ دونوں تاجدار پانی پانی ہو کر بہ گئے۔ آہ آہ کی آواز آئی صدائے ہیبت ناک بلند ہوئی کہ تاجداران اسرار کو مارا۔

شاہ طلسم کا یہ سحر بھی رد ہوا بڑا تحفہ مٹا۔ یہ کہکر پھر سحر کرنے لگا۔ آتشین دریا پیدا ہوا۔ اس آگ نے ہزارون بندگان خدا کو جلایا۔ لالی بھی تڑپ تڑپ کر سحر کر رہی ہے۔ اندرجیت اور جے مل دریا کو روک رہے ہین۔ دریا کا جوش بڑھتا جاتا ہے۔ اُس دریا سے شعلے جدا ہوتے ہین جن پر شعلہ پڑا کباب ہوا۔ لالی پسینے پسینے ہوگئی۔ اندرجیت اور جیمل کے سحر کام نہین کرتے۔ پکار کر آواز دی۔ "پرتاب سنگھ آپ لوح لیکر پہونچیے ورنہ یہ دریا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا"۔ پرتاب سنگھ لڑتے ہوئے قریب آتشین دریا کے آئے۔ لوح کا عکس دریا پر پڑا آواز مہیب پیدا ہوئی۔ سیکڑون آدمیون کے کلیجے پھٹ گئے۔ دریا نابود ہوگیا دیکھا ہزارون مچھلیان پڑی ہوئی ہین۔ بجاے دریا کے خاک اُڑ رہی ہے شہنشاہ طلسم دم بدم سحر کرتا ہے اُس ظالم کے سحر سے ہزارون انسان پامال ہوئے جاتے ہین۔ پرتاب سنگھ لوح چمکاتے ہین۔ لوح چمکنے سے کسی قدر تسکین ہوتی ہے۔ ورنہ شہنشاہ طلسم کا سحر کسی سے روکے نہین رکتا۔ جے مل بھی زخمی ہے۔ لالی بھی نبل ہوچکی ہے۔ چہرے سرخ ہو رہے ہین۔ اندرجیت کا جسم زخمون سے چور چور ہے۔ قطرات خون ٹپک رہے ہین لیکن جب تڑپ کر گرے ہزار دو ہزار کو مارا۔ لالی کا کچھ عجیب ڈھنگ تھا جب چشم مخمور اُٹھادی تیر نگاہ تو وہ دل پر گرے سیکڑون نبل ہوکر تڑپ رہے ہین۔ سکڑہا دیوانے ہوکے مرے لالی کے سحر سے شاہ طلسم حیران تھا دشمن دی ایک دیو نکلا تاڑ کے برابر قد تھا دس گز کی لمبی تلوار ہاتھ مین۔ مٹکا سا سر۔ بھاڑ سا منھ کھولے لالی پر جھپٹا۔ جھولی سے گولا نکالکر لالی پر مارا لالی نے ہاتھ سے اشارہ کیا گولا پلٹا دیو کے ساتھ والے سپاہیون پر پڑا۔ ساتھ والے پامال ہوئے۔ لالی نے بڑھکر نگاہ ڈالی کئی ہزار ساحر مبہوت ہوکر دیو پر جا پڑے غل مچاتے ہین۔ تلوارین کھینچے ہوئے دیو پر برس پڑے۔ دیو بھاگا مگر اُن ساحرون نے نہ چھوڑا دیو ساحر زبردست تھا۔ سحر کرکے سب کو مارا مگر ان کے قتل سے خوب رویا ہاے میرے رفیق مارے گئے شاہ طلسم نے آواز دی اونکھ رام کہان جاتا ہے دیو پھر نعرہ کرکے پہونچا۔ لالی پر کارد سحر کھینچ ماری۔ لالی کا سر زخمی ہوگیا۔

لالی نے نگاہ شعلہ بار سے دیکھا۔ دیو کے بدن مین شعلے لگ گئے پکار کر آواز دی۔

"ای شہنشاہ! اس نازنین کی صورت دیکھکر جلا جاتا ہون بچایئے آواز دیتے ہی ایک درخت اُکھڑکر راہ مین حائل ہوگیا۔ لالی قصد کرتی ہے۔ اس طرف جاؤن دیو کو پامال کردون راستہ نہین ملتا۔

یہ معاملہ دور سے نہال سنگھ نے دیکھا دوڑکر قریب آئے کہا۔

"ای نورنظر تعجب ہے یہ خبیث تمھین روک رہا ہے"

یہ کہکر ایک جوان خوشرو کو اشارہ کیا۔ جوان نے بڑھکر درخت کو جلایا۔ آسمان سے ایک گنبد پیدا ہوا۔ قریب تھا وہ گنبد نہال سنگھ پر گرے نہال سنگھ نے دستک دی۔ زمین تھرائی گنبد ٹوٹا طلسمی فوج پر گرا۔ دو ہزار جوان دیو دیو نے پھر فریاد کی۔ کوّے چیل پیدا ہوئے۔ نہال سنگھ پر نرغہ کرکے دور چونچ پنجون سے زخمی کرنا چاہتے ہین۔

نہال سنگھ نے اشارہ کیا۔ پہاڑی پر سے عقاب پیدا ہوا عقاب نے چیل کوون کا ناشتہ کیا۔ دیو گھبرا گیا۔ چاہتا ہے نکل جاؤن۔ ادھر سے پرتاب سنگھ لڑتے بھڑتے دیو کے قریب پہونچے للکار کر آواز دی۔

پرتاب سنگھ۔ ادبیا کہان جاتا ہے۔

دیو راجکمار پر برس پڑا۔ پرتاب سنگھ پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دفع کرتے ہوئے قریب دیو پہونچے۔ دیو پر ہاتھ تلوار کا مارا۔ دیو کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ہی مرکر گرا۔ ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا۔ آواز دی طلسم کشا کس کو مارا مین تو موجود ہون۔ تیری ہڈیان چبا کر کھاؤنگا۔

یہ کہکر سحر مین مشغول ہوا۔ پرتاب سنگھ نے اسے بھی ہلاک کیا۔ اسی طرح چار مرتبہ دیو پیدا ہوا اور چار دن دفعہ قتل کیا گیا۔ ہر مرتبہ ایک ساحر پیدا ہوتا ہے آواز دیتا ہے مین قاتل تیرا موجود ہون۔

پرتاب سنگھ نے لوح کو دیکھا۔ لوح مین تحریر تھا۔

"یہ شہنشاہ طلسم کا شعبدہ ہے۔ اسم حاشیہ لوح پڑھکر ہاتھ مارو۔ پانچون

مرتبہ جب دیو پھر مقابلے پر آیا۔ پرتاب سنگھ نے اسم پڑھکر تلوار ماری دیو کے دو ٹکڑے ہوئے۔ اندھیرا چھا گیا۔

شہنشاہ طلسم ہاتھ ملکر رہ گیا۔ بار بار کہتا ہے۔ بڑا تحفہ ملا۔

اس بلا کے مٹنے ہی اندر جیت۔ جے مل اور راجکمار پرتاب سنگھ شہنشاہ طلسم کی تلاش میں طلسمی فوج کو کاٹتے چلے جاتے ہیں۔ قصد ہے اگر مل جائے تو آج ہی تصفیہ تمام کر دیا جائے۔ غضب کی مار ہو رہی تھی۔ شاہی فوج کے پاؤں اکھڑ رہے تھے۔ یکایک راجکمار اپنے سامنے کی فوج کو عدم کی راہ بتاتا شہنشاہ طلسم کے قریب پہونچ گیا۔ راجکمار کو دیکھتے ہی شاہ پر خوف طاری ہوا۔ لوح کے عکس سے سحر بھولا جاتا تھا۔ ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکا۔ بھاگ کھڑا ہوا۔

بے افسر کی فوج کب ٹکنے والی تھی۔ ان جنگی جوانوں کا دباؤ نہ سہ سکی۔ بھاگ کھڑی ہوئی۔

نہال سنگھ راجکمار کے پاس آئے۔ طلسم توڑنے کی مبارکباد دی۔ پھر کہا۔

نہال سنگھ۔ اب شہنشاہ کے تعاقب میں زرنگار کے اندر گھس چلو۔ دشمن کو دم لینے دینا مناسب نہیں۔ اگر جلد پا جائے گا۔ تو پھر کوئی نیا سحر طیار کر لیگا۔ اور ہم لوگوں کو دقت اٹھانا پڑیگی۔

اسی وقت یہ حکم تمام فوج میں گشت کر گیا۔ فوجی رسالے لینا لینا کہتے ہوئے پھاٹک کی جانب بڑھے۔ مہاراج نہال سنگھ اور باوفا وزیر جے مل، اندر جیت اور راجکمار پرتاپ سنگھ فوج کے ہراول تھے۔ پھاٹک توڑ ڈالا اور شہر میں گھس پڑے۔ پشت پر فوجی سیلاب موجزن تھا۔ ہر پھاٹک پر خونی لڑائی ہو رہی تھی۔ ہوا کی طرح یہ خبر ہر ایک پھاٹک پر پہونچ گئی کہ دشمنوں کا لشکر شہر میں گھس آیا۔ ہر پھاٹک کی شاہی فوج بھاگی۔ گلی کوچوں میں تلواریں چل رہی ہیں خون کا دریا بہ رہا ہے۔ سڑکوں پر ہنگامہ برپا تھا۔ تمام شہر میں طوفان بے تمیزی موجزن تھا۔ رعایا کے زن و بچے امان امان پکار رہے تھے۔ چیخ پکار اور شور و گریہ سے زمین آسمان گونج رہا تھا۔ سڑک کی دو رویہ نالیوں میں پانی کی جگہ خون بہ رہا تھا۔ جیل کوٹے گدھ۔ منڈلا منڈلا کر گوشت

اُڑا رہے تھے۔ جگہ جگہ آگ لگی تھی۔ زمین سے آسمان تک دھواں دھار ہو رہا تھا۔

قلعہ آہنی کی فوج کا ایک دستہ جس کی کمان مہاراج نہال سنگھ کے ہاتھ مین تھی۔ راج محل کی جانب بڑھ رہا تھا۔ راج محل کی عمارت کچھ قلعہ سے کم نہ تھی چارون طرف خندقین تھین۔ اس عمارت کے چوطرفہ شاہی فوج کا زبردست انتظام تھا۔

اندرجیت گرجتا ہوا شاہی فوج کی طرف بڑھا۔ اُس کی تلوار بلائے بے درمان تھی۔ شاہی فوج راجپوتی فوج کو قتل و غارت کر رہی تھی خوب داد شجاعت دی۔ دونون طرف کی صفین باہم مل گئی تھین۔ راج محل سے پتھرون کی بوچھار ہو رہی تھی۔

شاہ طلسم اس فوج کو لڑا رہا تھا۔ اتنے مین پرتاب سنگھ تلوار سوتے ہوئے فوج کو چیرتا آگے بڑھ گیا۔ تلوار شپاشپ چل رہی تھی اور دشمنون کے دلون مین تھلکہ پیدا کر رہی تھی۔

جس طرح سمندر کا پانی کسی چٹان سے ٹکرا کر پھر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ویسے ہی مخالفین ایک زوردار حملہ کرکے دوہٹ جاتے تھے۔ گو شاہ طلسم کے بڑھاوے جنگی جوانون کو اُبھار دیا کرتے تھے۔ مگر راجکمار پرتاب سنگھ کے مورچہ کے روبرو کھڑا ہونا دشوار تھا۔ دشمنون کے دانت کھٹے کر کے شاہ طلسم کے قریب پہونچ گیا۔ چاہا اُس پر وار کرے۔ شاہ طلسم اڑکر بھاگ گیا۔

غرضکہ دو شبانہ روز برابر اسی طرح کی گھمسان لڑائی رہی۔ شاہ طلسم مقابلے پر نہین آتا۔ دور ہی سے راجپوتی دستون کو پامال کرتا تھا۔

پرتاب سنگھ نے مہاراج نہال سنگھ اور جیمل سے صلاح کی۔

پرتاب سنگھ۔ کچھ ایسی ترکیب ہو کہ شاہ سنگھ بھاگ نہ سکے۔

جیمل۔ جسوقت شاہ اڑیگا ہم لوگ طلسمی جال اوپر سے ماردین گے جب زمین پر گرے آپ اپنا ہاتھ صاف کرین۔

تیسرے دن صبح سے شام تک برابر جنگ ہوتی رہی۔ اتفاق سے راجکمار شاہ طلسم کی طرف جھپٹا۔ نہال سنگھ اور جے مل طلسمی جال لیے ساتھ تھے۔ بادشاہ ایک مقام پر تھا۔ ہزاروں آدمیوں کا خون بہا رہا تھا۔ راجکمار کو دیکھتے ہی اڑا۔ نہال سنگھ اور جے مل نے تڑپ کر طلسمی جال مار دیا۔ حالانکہ جال ریزہ ریزہ ہو گیا۔ لیکن بادشاہ چرخ کھاتا ہوا زمین پر آ رہا۔ راجکمار تلوار مارا چاہتے تھے۔ اتنے میں راجکماری کرشن کانتا اور ناگر دوڑتی ہوئیں دوڑیں۔ اور سر پیٹ پیٹ کر یوں بین کرنے لگیں۔

کرشن کانتا۔ ہائے پتاجی۔ دشمنوں کے پنجوں میں پھنس گئے۔ ہائے اب ان کو کون بچائے۔ راجکمار جی! پہلے ہمیں قتل کرو تب ہمارے پتا کے خون سے ہاتھ بھرو۔

راجکمار نے تلوار ہٹا لی۔

ناگر۔ آپ کو یاد ہوگا۔ راجکماری سے وعدہ ہو چکا ہے۔ ایفائے وعدہ شرط ہے۔ اس بیچاری کو یتیم نہ بنائیے۔ اس پر رحم کیجیے۔

پرتاب سنگھ۔ (شاہ طلسم سے) کیوں جناب کیا ارشاد ہے۔ میری رائے میں تمہارا جا نہال سنگھ سے گلے مل جائیے۔ باہمی اتحاد ہو۔ دونوں ایک دوسرے کے معاون بنیں اگر صدق دل سے آپ متابعت کریں تو میں مہاراجہ صاحب سے سفارش کروں۔ غالباً وہ بھی آپ کے خون سے درگذریں گے۔

نہال سنگھ۔ نہیں صاحب! اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں۔ یہ پھر دغا کریگا۔ دشمن کا زندہ چھوڑنا ٹھیک نہیں۔

شاہ طلسم۔ (بجاجت سے) میں سچے دل سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھ میں بھی راجپوتی خون ہے۔ گو اس کی میں نے قدر نہیں کی۔ لیکن آج سے جب تک دم ہے دھرم کے خلاف کوئی کام نہ کروں گا۔ بسوا اس گھاٹ کرنا راجپوتوں میں بہت بڑا پاپ ہے۔ ایشور مجھے نرک دے اگر ذرہ بھر قول سے سرتابی کروں خیر۔ اگر آپ مجھے مار بھی ڈالیں تو راجکماری کرشن کانتا کو نہ بھولیے گا۔ یہ آپ کی کنیز ہے۔ اگر زندہ رہتا۔ تو اس کا عقد آپ کے ساتھ کر دیتا۔ خیر اب تو

عدم کی طرف کوچ ہے۔ افسوس دلی ارمان نہین نکل سکتے۔
پرتاب سنگھ۔ آپ خاطر جمع رکھین۔ مہاراج نہال سنگھ آپ کے خون سے دستکش ہوئے (پھر نہال سنگھ سے) کیون مہاراج آپ میری یہ عرض داشت منظور کرینگے ورنہ خاکسار بھی ایسے باوفا شہنشاہ کی ہمراہی مین عدم آباد کا راستہ لے۔ حضور اپنی شمشیر آبدار سے میری بھی گردن اُتار لین۔
نہال سنگھ۔ نورنظر! آپ کا کہنا بہرحال منظور ہے۔ مین شاہ طلسم کے خون سے درگذرا۔ آؤ بھائی کھڑگ سنگھ گلے مل لین۔
یہ کہکر نہال سنگھ نے شاہ طلسم کو طلسمی جال سے نکالا اور دونون بغلگیر ہوئے

بائیسوان باب ۲۲

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر
کیون تم وہی معشوق ہو یا مجھکو گمان ہے

دوسرے دن علی الصباح طلسم زرنگار مین مہاراج نہال سنگھ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے ہین۔ راجکمار پرتاب سنگھ جے پال وفادار وزیر اور کنور آمد ریت مع دیگر ارکین سلطنت کے طلائی کرسیون پر ڈٹے ہوئے ہین کھڑگ سنگھ بھی جواہر نگار چوکی پر بائین تخت بیٹھا ہوا ہے۔ مہاراج نہال سنگھ کے حکم سے شاہی قیدی بیر بھان رشیودت جے پال وزیر فوج اور جیت سنگھ کمیدان اور بہت سے معزز عمائدین قلعہ آہنی رہائی پاگئے۔ امرا اور روسا کو خلعت عطا ہوئے۔ غربا مساکین اور مستحقین پر خیرات کا در کھول دیا گیا۔ شاہی فرامان پر نہال سنگھ کے نام کی مہرین ثبت ہوئین۔ مہاراجہ جیت سین نے اپنے تخت جلوس پر کنور پرتاب سنگھ کو چھاتی سے لگایا۔ کنور سین اپنی ناہ پارہ دختر کملنی سے ملے۔ بھائیون پر خلقت کا ہجوم ہے۔ ہر شخص کے چہرے پر انبساط اور مسرت کا نور جھلک رہا ہے۔ دل سے دعائین مانگتا ہے۔ ایشور ہمارے نیک نفس مہاراجہ نہال سنگھ کو تا ابد ہمارے سر پر قائم رکھے۔ زمانے کے

انقلابات کے عمدہ سین دکھانے کے لیے پھر ہمارے دن پھرے ہین۔ طلسم زرنگار کے عمائدین اور مقتدر رؤسا کی تمنا ہے کہ کسی طرح راجکمار پرتاپ سنگھ اور راجکمار اندرجیت کی شادیون کے جشن دیکھنے مین آئین۔ ایک ماہ انتظام عزل ونصب مین گذر گیا۔ زرنگار کی حکومت کھڑگ سنگھ کے ہاتھون مین سونپی گئی اور وہ عدل گستری سے داد حکومت دینے لگا۔ رعایا و برایا کا دل ہاتھون مین لیا۔ اور بہت تمنا کے ساتھ کنور پرتاب سنگھ کو اپنا وزیر سلطنت مقرر کیا اور چونکہ کھڑگ سنگھ کو معتبر ذریعون سے یہ امر اچھی طرح معلوم ہوگیا تھا کہ راجکماری کرشن کانتا اور کنور پرتاب سنگھ کی مشتاق آرزو مین ان کے ارمان بھرے دل مین اسی طرح سر جھکائے اور دل پکڑے بیٹھی ہین جس طرح حضرت عشق نے ان کو پہلے پہل ان کے سینہ مین پاک اور صاف پیدا کیا تھا اس وجہ سے کھڑگ سنگھ نے ان دونون کے جلد منعقد ہوجانے مین کوشش کی سارے شہر مین مذہبی رسم کے موافق ان کے عقد کی مقررہ تاریخ مشتہر کی گئی جا بجا اشتہار تقسیم ہوئے۔ اور خدا خدا کرکے وہ مبارک دن بھی آگیا جس مین دونون منعقد ہون۔

شہر کی آرایش مین جس قدر ساز اور سامان آپ دیکھ رہے ہین وہ سب اسی خوشی کے طفیل مین ہین۔ سارا شہر باغ ارم ہو رہا ہے۔ بازار رونق پر ہین۔ ہر طرف طبلہ اور سارنگی کی دلکش آوازین۔ گانے کی سریلی سریلی صداؤن مین ملی ہوئی ہین اور جس طرف آنکھ اٹھاکر دیکھیے ہر جگہ عیش ونشاط ہی کے سامان نظر آتے ہین۔ قلعہ آہنی اور طلسم زرنگار سے صرف تین کوس کی مسافت ہے۔ سڑکون پر دورویہ ٹٹیان لگی ہوئی ہین۔ گلاس چڑھے ہین۔ ہر طرف عالم چراغان ہے۔ راجکمار اندرجیت۔ کنور پرتاب سنگھ۔ بیر بھان معتمد خاص اور شیودت سنگھ ہمراز و دمساز پرتاب سنگھ چار دن شخصون کی شادی کی ایک ہی تاریخ مقرر ہے۔

کھڑگ سنگھ کی رنواس مین دھوم مچی ہوئی ہے۔ عالی شان عمارت کے ساز و سامان اور پھر شاہانہ سامان کا تذکرہ ہی کیا۔ آرائش مین بہت نفاست سے

کام لیا گیا ہے۔ چھتون مین جھاڑ آویزان ہین جو اُس وقت کی صناعیون سے اعلےٰ درجہ کے شمار ہو سکتے ہین نیچے سے اوپر تک بہت صاف و شفاف گلاسون کی روشنی ہے خوش گلو حسینون کی پاٹدار آوازین ہوا مین گرہ لگاتی ہین۔ مدبرین سلطنت اور ارا کین دولت سب یہان موجود ہین۔ اور وسط کے بڑے ہال مین شادی کی شاہی صحبت ہے۔ صدر مقام مین ہمارے قدیمی دوست پرتاب سنگھ۔ اندرجیت۔ بیر بھان اور شیودت سنگھ مسند زرنگار پر بیٹھے ہوئے ہین۔

یہ اس وقت بہت خوش خوش ہین۔ مسرت بشرے سے ظاہر ہو رہی ہے۔ پوشاک نفیس زیب تن ہے۔ گنگا جمنی کرسیون پر مہاراج نہال سنگھ۔ جے مل۔ مہاراج چیت سین اور کنور سین متمکن ہین۔ آج ان کی خوشیون کا کیا ٹھکانا۔ جن آنکھون مین حسرت اور افسوس بھرا ہوا تھا اُن مین آج بڑی طرح سرور بھرا ہے۔ کھڑگ سنگھ نے بہت اعزاز و احترام کے ساتھ ان لوگون کا خیر مقدم کیا اور اپنی عزت افزائی سمجھ کر ان کے پائے مبارک کو بوسہ دیا مبارک سلامت کے غلغلے شاہی عمارت مین گونج رہے ہین۔

اتنے مین رنواس سے ہمارے دوستون کی طلبی ہوئی اور چار دن نوشاہ سرایردۂ شاہی کے اندر گئے۔ اس وقت تمام رنواس مغز مغز خاتونون اور ماماؤن اصیلون سے بھرا ہوا ہے۔ مبارکباد گائی جاتی ہین رسمیات ادا ہو رہی ہین اور زر و جواہر کے طبق ہمارے نوشاہ کے سرون سے نچھاور ہو رہے ہین۔

اتنے مین چار دوشیزہ لڑکیان۔ کرشن کانتا۔ کملنی۔ ناگر۔ اور لالی عروسانہ وضع مین گنگا جمنی منڈپ کے نیچے لائی گئین۔ یہ سب صورت شکل مین ایک سے ایک بڑھی چڑھی ہین مگر سب سے زیادہ حسین راجکماری کرشن کانتا ہے جو ان سب کے بیچ مین ہے اور جس کے پیچھے ایک عورت مکس رانی کر رہی ہے چارون کی پوشاکین زرق برق چارون کے مرصع تاج سر پر ہے۔ بڑے بڑے جوتشی پنڈت۔ بڑے بڑے شاستری بیٹھے ہوئے ویدکی رچائین

پڑھ رہے ہیں۔ ہون ہو رہا ہے۔ گوری گنیش کی پوجا ہوئی۔ پھر بھانور کی مقدس رسم ادا ہونے لگی۔ کرشن کانتا پرتاب سنگھ کے دست چپ پر متمکن ہوئی اور کملنی اندر جیت اور ناگر بیر بھان۔ لالی شیودت سنگھ کے بائیں پہلو ؤں پر بٹھائی گئیں اور ہر ایک زن و شوہا تھ میں ہاتھ دیے بھانور کی رسم بجا لائے

اِن رسمیات کے بعد ہمارے دوستوں کو ایک کمرے میں جانا پڑا جو غیر معمولی تکلفات سے آراستہ کیا گیا تھا۔ صاف صاف قد آدم آئینوں پر جہان کی لیمپوں کی روشنی تڑپ تڑپ کر ان تصویروں کی بہار دکھا رہی تھی جو بہت سلیقہ شعاری کے ساتھ جا بجا دیواروں پر لگی ہوئی تھیں۔ شیشہ دار دروازے چاروں طرف سے بند تھے ہاں ہوا کی آمد و رفت کے لیے ادھر اُدھر ایک ایک دروازہ کھلا تھا جس پر کھنی ہوئی چلمنوں کو جگہ دی گئی تھی موسموں اور مقامی گرمی کم کرنے کے لیے پنکھا کھینچ رہا تھا۔ نیچے زمین پر بہت عمدہ قالین کا فرش تھا۔ جس پر دو تین آرام کرسیاں قرینہ قرینے سے لگی ہوئی تھیں ایک طرف پر تکلف مسہریاں بچھی تھیں۔ راجکمار پرتاب سنگھ۔ اندر جیت بیر بھان اور شیودت سنگھ مسہریوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ منھ جھٹا لنے کی رسم ادا ہوئی۔ اور شب کو وہیں آرام کیا۔ دعوت کی محفل ترتیب دی گئی۔ نہال سنگھ چیتر سین سورسین اور دیگر اراکین سلطنت وغیرہ شاہانہ تزک سے محفل میں تشریف لائے ایک ہفتہ کے قریب بارات ٹکی رہی۔ لطیف لطیف کھانے نہایت خوش ذائقہ میوے۔ شیشے۔ پنجر۔ چاندی اور سونے کے ظروف میں چنے ہوئے ہر ایک کے سامنے رکھے گئے۔ بلور کی رنگین اور مینائی صراحیاں لیموا در فالسے کے آب شورے سے بھری ہوئی موجود تھیں۔ براتیوں نے نہایت ذوق شوق سے کھانا نوش جان فرمایا۔ ہاتھ منھ دھو کلی کر مسندوں پر بیٹھ گئے۔ ناچ شروع ہوا۔ زہرہ جبینان خوشنوا اپنی دلکش آوازوں سے گا تین اور زاہد فریب اداؤں سے ناچتی تھیں۔ اس جلسے میں ایسا لطف آیا کہ اس سے پیشتر کبھی ایسا حظ نہ آیا تھا۔

الغرض ایک ہفتہ کے بعد بارات رخصت ہوئی۔ ہم بھی اپنے دوست پرتاب سنگھ کے ساتھ اس کی شبستان کی طرف خیز کرتے ہین۔ جہان آج مدت کے بچھڑے دو غم نصیب خلوت مین جلوت کے مزے لے رہے ہونگے آیئے ناظرین ہم آپ بھی چلین اور وہان کا لطف دیکھین۔

ہم اپنے ناظرین کو لیے ہوئے ایک کمرے مین پہونچتے ہین۔ تمام کمرہ خاقان عروس کے مانند آراستہ ہے۔ ہر شمع دمدمہ معشوق اصلی کا تصور پیدا کرتی ہے۔ جلبی آئینے۔ دل کے پردون کو دکھا رہے ہین۔ بلوری جھاڑ دمینا کارکنولون سے تمام کمرہ لعبۂ نور بن رہا ہے۔ بادشاہ و سلاطین ماورزمانہ سلف کے راجگان مہاراجگان کے مرقع موقع موقع سے نصب ہین۔ سرخ بانات کا فرش بچھا ہوا ہے۔ خوش قطع قدآدم شیشے شفاف لگے ہوے ہین دیکھیے ایک طرف بہت پرتکلف مسہری بچھی ہے اور اس مسہری پر کوئی عروسی لباس پہنے حیا سے سر جھکائے چپ بیٹھا ہے۔ اتنے مین ہمارے دوست پرتاب سنگھ نے کمرے کے اندر قدم رکھا۔ آج چہرہ پر قدرتی طور پر مسرت اور انبساط کا بے طرح جھرمٹ ہے اور پھر بے اختیار دل سے کیونکر ضبط ہو سکتا ہے اس کی بے خود نظر اس حیرت خیز سمان کو دیکھکر کچھ ایسی بیتاب ہوگئی کہ راجکمار خود رفتگی کے عالم مین مسہری کے پاس جا کھڑا ہوا جس پر سے ایک غیر معمولی پیدا ہونے والی بجلی جو اس کے دل پر گری تھی پاس پہونچتے ہی اس نے اپنے ہاتھون سے سامنے بڑھے ہوئے گھونگھٹ کو چہرہ سے سرکایا ہی تھا کہ بدلی سے آفتاب نکل آیا اور پھر ایک پھیلنے والی بجلی نے اس کی نظر کو خیرہ بنا کر اس کا عجب حال کر دیا۔ ایک نظر دیکھنا تھا کہ ہمارا دوست غش کھا کر گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ نئی نویلی دلہن بھی اب اپنی جگہ سے کچھ گھبرا کر اٹھی۔ مگر شرمائی ہوئی۔ یہ بھی وہین بیٹھ گئی جہان اسے حسن کا متوالا بے ہوش پڑا تھا۔ یہ چھپی ہوئی اپنی حسرت اور شوق بھری آنکھون سے اس چہرہ کو بغور دیکھ رہی تھی جس پر اگر مردنی نہین تو بیہوشی تو ضرور ہی چھائی ہوئی تھی۔ اس کا حنائی ہاتھ اس ہمارے دوست